TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224116
UNIVERSAL
LIBRARY

891.4305 DLC
A91s43.5

926
926

سرسید احمد خان

تہذیب الاخلاق جلد اوّل

GUP—48—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY 926.

Call No. ٨٩١٥ ٤٣-٥ -٩١٠٩٣٥٥ Accession No. ٩٢٦

Author سرسید احمد خان س- ت

Title سر ١٣٢٤ تہذیب الاخلاق جلد ثانی

This book should be returned on or before the date last marked below.

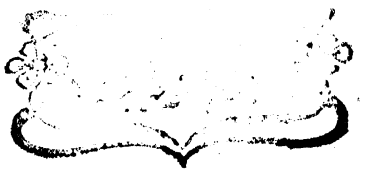

فہرست مضامین تہذیب الاخلاق

بابت سنہ ۱۳۲۳ فصلي

یعني

من ابتداے شوال سنہ ۱۳۱۱ ھجري لغایت رمضان سنہ ۱۳۱۲ ھجري

نمبر	مضمون	نام نویسندہ	صفحہ
۱	تمہید و مقاصد تہذیب الاخلاق ...	سید احمد	۱
۲	تہذیب الاخلاق - اُس کے گذشتہ اور آیندہ فواید ...	مولوي حافظ نذیر احمد صاحب	۳
۳	عید - مسلمانوں کي مفاسي - تعلیم میں متفقہ کوشش کي ضرورت ...	سید احمد	۵
۴	دنیا کي کل علم سے چلتي ھی یا عمل سے ...	مولوي خواجہ الطاف حسین حالي	۵
۵	زاھد اور فلسفر کي کہاني ...	سید احمد	۸
۶	ان ھذا لشی عجاب — نجم الاخبار کي مخالفت تہذیب الاخلاق کے اجرا سے ...	سید احمد	۹
۷	مسلمان اور تعلیم زبان انگریزي ...	سید احمد	۱۰
	علم ھیئت کے چٹکلے اور آفتاب کي حرکت		۱۱
	علم مناظر کے چٹکلے		۱۲
	علم حرارت کے چٹکلے		۱۲
	پولیٹکل ایکونمي کے چٹکلے	شمس العلما خان بہادر مولوي	۱۲
	پولیٹکل معاملات	محمد ذکاء اللہ	۱۲
	لطایف زبان		۱۳
	خیالات کے چٹکلے		۱۳
۹	زمانہ کا اثر مذھب پر ...	سید احمد	۱۳
۱۰	تہذیب الاخلاق اور اُس کے حامیوں کو مبارکباد دادین تہذیب الاخلاق کے موجود ھونے پر ...	سید احمد	۲۷
۱۱	مرحوم تہذیب الاخلاق کا دوبارہ زندہ ھونا ...	نواب محسن الملک مولوي مہدیعلي	
	ریمارک مذکورہ بالا مضمون پر ...	ایڈیٹر	

نمبر	مضمون	نام نویسندہ	
۱۲	دنیا کب بنی اور کتنی مدت میں اور جو مدت تحقیق ہو اسلام کے مخالف نہیں ...	سید احمد	۲۰
۱۳	ہربرٹ اسپنسر کی فلاسفی ...	مولوی سید کرامت حسین	۲۳
۱۴	روح اور اُسکا وجود علاحدہ مادہ سے ...	سید احمد	۲۶
۱۵	نقل اور عقل میں مخالفت اور ابن تیمیہ اور ابن رشد اور شریف مرتضی علم الہدی کے اقوال اُسکی نسبت ...	سید احمد	۲۸
۱۶	محاصرہ غرناطہ تاریخانہ ناول کی صورت میں ...	سید محمد محمود	۱۹
۱۷	کیا دنیا اور مافیہا چھہ دن میں بنگئی ہی ...	سید احمد ...	۳۳
۱۸	العلم حجاب اکبر	سید احمد ...	۳۹
۱۹	الصراط المستقیم	مولوی اسلام الدین ...	۴۲
۲۰	محاصرہ غرناطہ	سید محمود ...	۴۲
۲۱	تلازم بین العلۃ والمعلول	سید احمد ...	۴۵
۲۲	ہم جیتے ہیں یا موگئے	مولوی خواجہ الطاف حسین حالی	۴۸
۲۳	قصیدہ عربی	شیخ احمد علی حمید الدین ...	۵۲
۲۴	ذات باری جل جلالہ و اعظم شانہ	سید احمد ...	۵۳
۲۵	ذاتہ و صفاتہ تعالی شانہ	سید احمد ...	۵۴
۲۶	بھولا بھالا دیندار اور پکا فلاسفر	سید احمد ...	۵۷
۲۷	الارض لیست بساکنتہ جسمیں تفسیر ھی آیت ''وان تمید بکم'' کی ...	سید احمد ...	۶۱
۲۸	حسب و نسب	مولوی خواجہ الطاف حسین حالی	۶۳
۲۹	العلوم الجدیدۃ والاسلام یعنی نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی کا جواب سید احمد خاں کے ایک سوال کا ...	نواب اعظم یار جنگ	۶۵
۳۰	محاصرہ غرناطہ — ناول لیلی ...	سید محمد محمود اسکوئر بار سٹر ایٹ لا	۷۰
۳۱	طبیعوں یا نیچریں یا فطرتیں	سید احمد ...	۷۳
۳۲	کیا نیچر کے ماننے سے خدا معطل ہوجاتا ہی ...	سید احمد ...	۷۵
۳۳	مسمریزم و ہو علم السیمیا	سید احمد ...	۷۶
۳۴	تہذیب کی اصل کیا ہی ...	شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ	۸۰
۳۵	العلوم الجدیدۃ والاسلام	نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی	۸۵
۳۶	سید احمد خانی ہندیا	مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ...	۹۱
	محاصرہ غرناطہ — لیلی	سید محمد محمود اسکوئر بار سٹر ایٹ لا	۹۲
	المیزان والموازنہ	سید احمد	۹۳
	... ...		
	... ...	سید احمد	

نمبر	مضمون	نام نویسندہ	صفحہ
۴۰	تہذیب الاخلاق - اُسمیں کس قسم کے مضامین ہونے چاہیئیں	...	
۴۱	دنیا	... سید احمد ...	۱۰۱
۴۲	العلوم الجدیدۃ والاسلام	... مولانا حافظ نذیر احمد ...	۱۰۲
۴۳	الملل والنحل	... نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی	۱۰۴
۴۴	التناسخ	... سید احمد ...	۱۱۶
۴۵	تہذیب الاخلاق کا کام	... سید احمد ...	۱۱۷
۴۶	نیچرل سوشز کے عجائبات	... حبیب اللہ خاں ...	۱۲۳
۴۷	محاصرہ غرناطہ ناول - لیلی فصل تین عاشق ومعشوق	... محمد عنایت اللہ اڈیٹر ...	۱۲۶
۴۸	الدلیل والبرہان	... سید محمد محمود اسکوئر بار سٹرایٹ لا	۱۳۰
۴۹	العلوم الجدیدۃ والاسلام	... سید احمد ...	۱۳۳
۵۰	الیوم في اول التورات وفي آیات القرآن	... نواب اعظم یار جنگ ...	۱۳۹
۵۱	دیا جینس حکیم کي حکایت کا ترجمہ	... سید احمد ...	۱۵۳
۵۲	فہرست انگریزي معہ ترجمہ اُردو بابت ابواب کتاب مصنفہ ڈبلیو آر نلڈ جسمیں ثابت کیا ہی کہ اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا بلکہ پند و نصایح اور اہل اسلام کے نیک طریقہ سے پھیلا ہی	... محمد عنایت اللہ ...	۱۷۲
۵۳	لکچر متعلق کالج لیف جو ۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ ع کو مدرسۃ العلوم کے طالبعلموں کو دیا گیا	... ڈبلیو آر نلڈ ...	۱۷۳
۵۴	انسانکي زندگي کي حالت	... سید احمد ...	۱۸۱
۵۵	مکاتبات دلچسپ — جواب ایک دوست کا نسبت اعتقاد مذہبي سید احمد	... محمد عنایت اللہ ...	۱۸۵
۵۶	تہذیب الاخلاق کے فرایض	... نواب محسن الملک مولوي سید مہدیعلي خاں ...	۱۸۹
۵۷	ہو الموجود — حقیقۃ الوجود — حقیقت الصفات	... عبد الحق طالبعلم مدرسۃ العلوم علیگڈہ ...	۱۹۵
۵۸	ندوۃ العلماء کانپور و خیالات اصلاح تعلیم	... سید احمد ...	۱۹۷
۵۹	مکاتبات دلچسپ — دربیان حقیقت نیچر، اور علماء قدیم کے خیالات اُسکی نسبت اور اقوال سید احمد کي تصویح نسبت نیچر و لاآف نیچر کے	... نواب محسن الملک مولوي سید مہدي علیخاں ...	۲۰۴
۶۰	مکاتبات دلچسپ متعلق عقاید سید احمد	... نواب محسن الملک مولوي سید مہدیعلیخاں ...	۲۱۴
۶۱	خط نواب محسن الملک مولوي سید مہدیعلیخاں بجواب تحریر سید احمد نسبت اصول تفسیر	... نواب محسن الملک ...	۲۳۱
۶۲	ہربرٹ اسپنسر کي فلاسفي	... مولوي سید کرامت حسین ...	۲۵۰

اطلاع

بخدمت خریداران تہذیب الاخلاق

واضح ہو کہ تہذیب الاخلاق کا سال جسکی بابت خریداروں نے از راہ عنایت پیشگی روپیہ عنایت فرمایا تھا ماہ رمضان المبارک میں ختم ہوجاویگا اسلیئے خریداران تہذیب الاخلاق کی خدمت میں عرض ہی کہ چھ روپیہ زر قیمت سالانہ تہذیب الاخلاق بابت سال آیندہ ماہ رمضان المبارک تک راقم کے پاس ارسال فرماویں جس صاحب کے پاس سے پیشگی زر قیمت بابت سال آیندہ جو یکم شوال سنہ ۱۳۱۲ ہجری سے شروع ہوگا ماہ رمضان میں وصول نہوجاویگی اُنکے نام پرچہ یکم شوال بھیجا نہیں جائیگا *

راقم

سید احمد

علیگڈھ یکم شعبان

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم شوال سنہ ۱۳۱۱ هجري سنہ ۱۳۲۲ نبوي [نمبر ۱

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۱

تمہید

آمادہ گشتہ ام دگر اینک نظارہ را
پیوند کردہ ام جگر پارہ پارہ را

مگر کیا پھٹا گتھا جگر نظارہ کے لایق ہوتا ہی — ٹرٹا بولن کیسا ہي جوڑو جھوجرا ہي بولتا ہی - دوست کہتے ہیں کہ پھر تہذیب‌الاخلاق جاري کرو - ویسا ہي جیسا پہلے تھا — مگر کہاں وہ ولولے اور کہاں دل میں وہ جوش لوگ سوتے تھے ہم جھنجھوڑتے تھے — لوگ بھڑے تھے ہم چلاتے تھے - وہ زمانہ گیا - نہ وہ ہم رہے اور نہ وہ وہ رہے - لوگ جاگے ہیں اور قومي ہمدردي کا راگ گاتے ہیں — الاپتے ہیں مگر ہاں بےسرے ہیں— زمانہ نے چال بدلي ہی اور نئي شطرنج بچھائي ہی پھر پراني چالیں نہ کام کي ہیں نہ چلي جاسکتي ہیں — بخار دھیما پڑگیا ہی پھر دوا بھي ویسي تیز نہیں چاہیئے — تکفیر کے فتوے ٹھنڈے پڑگئے ہیں - نفرت اُلفت سے بدل گئي ہی-ازالحق جسمیں منصور دار پر کھینچا گیا سب بولنے لگے - اگر اب تہذیب‌الاخلاق کا کچھہ کام باقي ہی تو صرف اثنیوت کو مٹانا اور الحق بلوانا ہی- بند پاني بہہ نکلا ہی مگر ٹھوکھي راہ چلا ہی اور پتلي پتلي دھاروں میں بہتا ہی اب تہذیب‌الاخلاق کا کام اُسکو راہ پر لانا اور سب دھاروں کو اکھٹا کر کر دریا بنانا ہی *

دوست کہتے ہیں یہہ تو معمے معمے میں صرف ایک بات پر اشارہ ہی- تہذیب‌الاخلاق کے شروع میں لکھا گیا تھا کہ اُس کا مقصود مسلمانوں کو کامل درجہ کي سویلیزیشن یعني تہذیب اختیار کرنے پر مایل کرنا ہی* اور سویلیزڈ قوم کي آنکھوں میں معزز بنانا — پھر سویلیزیشن کے یہہ معني لکھے گئے تھے کہ اُس سے مراد ہی انسان کے تمام افعال ارادي اور اخلاق اور معاملات اور معاشرت تمدن اور طریقہ تمدن اور صرف اوقات اور علوم اور ہر قسم کے فنون و ہنر کو اعلی درجہ کي عمدگي پر پہونچانا اور اُنکو نہایت خوبي اور خوش اسلوبي سے برتنا جس سے اصلي خوشي اور جسمانی

خوبي ہوتي ہی اور تمکن اور وقار اور قدر و منزلت حاصل کي جاتي ہی اور وحشیانہ پن اور انسانیت میں تمیز نظر آتي ہی — کیا یہہ سب باتیں حاصل ہو گئي ہیں — حاشا و کلا *

ایک عیسائي نے ٹرکي کي سیر کے بعد کہا تھا کہ ترک جب تک مذہب اسلام نہ چھوڑینگے مہذب نہونگے — کیونکہ مذہب اسلام انسان کي تہذیب کا مانع قوي ہی *

فواد پاشا نے کہا تھا کہ "اسلام میں وہ سب سچي باتیں ہیں جو دنیا کي ترقي کو حاصل کرنے والي اور انسانیت اور تہذیب اور رحم‌دلی کو کمال کے درجہ پر پہونچانے والي ہیں مگر ہم کو اپني بہت سي رسوم و عادات کو جو اگلے زمانہ میں مفید تھیں مگر حال کے زمانہ میں نہایت مضر ہوگئي ہیں چھوڑنا چاہیئے" *

ایک اور انگریزي مورخ نے ہندوستان کے مسلمانوں کي موجودہ حالت کي نسبت یہہ لکھا تھا کہ "ہندوستان کے مسلمان ذلیل ترین اُمت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہیں اور قران کے مسئلوں اور ہندوستان کي بت پرستي سے مل ملاکر اُنکا مذہب ایک عجیب مجموعہ ہوگیا ہی" *

تہذیب‌الاخلاق اس لیئے جاري ہوا تھا کہ فواد پاشا کي راے کو سچ کر دکھاوے مسلمانوں میں یہودیوں کے قصے اور رومن کیتھلک کے خیالات اور اعتقادات اور ہندؤں کي رسمیں اور عادتیں مل گئي ہیں اور بہت سي باتیں خود اُن کي طبیعتوں کے غلط فہمیوں سے پیدا کي ہیں — اُن سبکو الگ کرکے قوم کو اصلاح پر لاوے اور خالص مذہب کي روشني دکھاوے — پھر کہا یہہ سب باتیں پوري ہوچکي ہیں اور اسلیئے تہذیب‌الاخلاق کي ضرورت نہیں رہي — حاشا و کلا *

تہذیب‌الاخلاق کے بند کرتے وقت کہا گیا تھا کہ ہم اس سے بھي زیادہ ایک اور مفید کام میں مصروف ہوتے ہیں غالباً اُس سے مراد تفسیر قرآن مجید کا لکھنا تھا — تفسیر قوم اور مذہب کے لیئے مفید ہو یا نہو اُس سے بحث نہیں مگر اس میں کچھہ شک نہیں کہ تہذیب‌الاخلاق کا نفع قوم اور مذہب کو بہ نسبت تفسیر کے بہت زیادہ تھا — تہذیب‌الاخلاق کي اشاعت بہت زیادہ تھي — وقتا فوقتا اُس سے لوگوں کے دلوں کو تسکین ہوتي رہتي تھي — رسم و رواج کي بدعتیں برابر ٹوٹتي رہتي تھیں — تعلیم کي ترقي کے لیئے ایک نہایت عمدہ ناصح تھا — مذہبي مشکلات کو بھي چھوٹے چھوٹے آرٹیکلوں میں حل کرتا رہتا تھا — اُس کے بند ہونے سے یہہ سب باتیں بند ہوگئیں تفسیر کي قیمت اسقدر گراں ہی کہ ہرایک کي دست رس نہیں ہی — تہذیب‌الاخلاق کي قیمت بہت تھوڑي تھي اور ہزاروں آدمي اُس کو لے سکتے تھے — تفسیر صرف اُمور مذہبي میں نصیحت کرنے والي ہی — تہذیب‌الاخلاق اُمور مذہبي میں — نیچرل سائنس میں — رسوم بد کے چھوڑانے میں اور تمام مذہبي اور دنیوي اُمور میں نصیحت کرنے والا تھا — تفسیر کو ضرور پورا کرنا چاہیئے مگر تہذیب‌الاخلاق کا بھي بدستور جاري رکھنا لازم ہی *

ہرچند دوستوں کو سمجھایا گیا کہ سوتي بھڑ کو کیوں جگاتے ہو اور پھر ہم پر اور اپنے پر کیوں کفر کے فتوے لکھواتے ہو — کیا سخت و سست اور لعنت و ملامت سننے سے تمہارا دل نہیں بھرا — جواب ملتا ہی کہ نہیں بھرا — بلکہ

سخنہاے دگر را ہم شنیدن آرزو دارم

بہت سے دوستوں نے اُس میں مضامین لکھنے کا وعدہ کیا ہی — نواب محسن‌الملک مولوي سید مہدي علي خاں بہادر نے تو اُس کا بیڑا اُٹھایا ہی — سید محمد محمود اسکوئر بیرسٹر ایٹ لا — مولوي سید کرامت حسین اسکوئر بیرسٹر ایٹ لا — مولانا مولوي الطاف حسین حالي — شمس‌العلما خان بہادر مولوي محمد ذکاء اللہ — شمس‌العلما مولوي محمد شبلي نعماني نے تو پکا وعدہ مضامین کي تحریر کا کرلیا ہی اور یہہ ممکن نہیں ہی کہ مولانا مولوي حافظ نذیر احمد اور نواب اعظم یار جنگ مولوي چراغ علي اور شمس‌العلما مولوي سید علي بلگرامي اور نواب وقارالملک مولوي محمد مشتاق حسین سے مضامین لکھنے کي درخواست کي جاوے اور وہ منظور نہ کریں *

ایک اور نیچري دوست ہمکو مل گئے ہیں جو نیچر فلاسفي کو نہایت ہي عمدہ جانتے ہیں اور ڈارون کي تہوري کے برابر برابر چلتے ہیں — سالمات (یعني اجزاے صغار مقراطیسي) سے دنیا اور ما فیہا کا بننا خیال کرتے ہیں

(ہم اُن کا نام نہیں بتاتے ایسا نہو کہ برادری سے اُنکو لوگ خارج کردیں) ہم اور وہ ملکر بتاریںگے کہ نیچرل سائنس اور تمام علوم جدیدہ کس طرح پر خدائے واحد کو سچ اور مذہب اسلام کو برحق بتاتے ہیں - غرضکہ گو ہمارا دل کیسا ہی ٹوٹا ہوا ہو مگر اُمید ہی کہ اب کا تہذیب الاخلاق اگر پہلے سے اچھا نہوگا تو بُرا بھی نہوگا اور اگر وہ مکاتبات دلچسپ بھی تہذیب الاخلاق میں چھپنے لگے جو ہم میں اور نواب محسن الملک مولوی مہدی علی میں بعض مسایل کی نسبت ہونے والے ہیں اور جن سے قصہ آدم یاد آجویگا اور کبھی سید احمد کو حکم ملیگا کہ مہدی علی کو سجدہ کرو اور کبھی مہدی علی کو حکم ہوگا کہ سید احمد کو سجدہ کرو تب تو تہذیب الاخلاق نہایت ہی دلچسپ ہوجاویگا اور خدا نکرے کہ اُن دونوں میں سے کوئی یہہ کہے - کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین و باللہ التوفیق *

سید احمد

—•—

نمبر ۲

تہذیب الاخلاق

ادریں دریاے بے پایان و طوفاں خیز و موج افزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا

مینے اگر فی زعمی اور فی عمری کوئی قومی خدمت کی تو وہ یہہ تھی کہ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ع کی ایجوکیشنل کانفرنس میں ادب اور حفظ مرتبت کو بالاے طاق رکھکر سر سید احمد خاں کو تہذیب الاخلاق کے بند کرلے پر خوب ہی آڑے ہاتھوں لیا - واہ رے میں کہ میں نے ایسی جرأت کی اور واہ رے سر سید کہ دسمبر میں تہذیب الاخلاق کے پھر جاری کرلے کی ان کو راے دی گئی اور ایک سہ ماہی نہ گزرنے دی کہ تہذیب الاخلاق پھر جاری کر دکھایا - یہہ ہی حق پسندی - حق نیوشی اور اصلی قومی خیرخواہی - میں تہذیب الاخلاق کا نہ تو سبسکرائبر رہا اور نہ بالالتزام ریڈر - مگر نہ میری آنکھوں پر پٹی تھی نہ میرے کانوں میں ٹھونٹ - میں دیکھتا تھا اور سنتا تھا کہ تہذیب الاخلاق نے مسلمانوں میں کھلبلی اور ہل چل مچا رکھی ہی — شروع شروع میں مسلمانوں نے عموماً اُس کی سخت مخالفت کی — پھر رفتہ رفتہ بہت لوگ اُس سے مانوس ہوتے گئے — اور آخرکار بعض جنکو کریم اوف اسلام یعنی اسلام کا گل سر سید کہنا چاہیئے اُس کے گرویدہ — تہذیب الاخلاق اگر بند نہ کردیا گیا ہوتا تو میرا خیال یہہ ہی کہ وہ ابتک ملک میں اور خاص کر اسلامی دنیا میں بجاے خود ایک پوری (طاقت) ہوا ہوتا *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ مسلمان جو پتھے پر ہاتھہ نہیں دھرنے دیتے تھے اُنہوں نے نعل جڑوالیئے اور کان تک نہیں ہلایا *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ مسلمان انگریزی پڑھنے کو کفر و زندقہ سمجھتے تھے یا دارالاسلام دہلی میں کئی مسافر طالب علموں کو میں جانتا ہوں - مسجدوں میں رہتے علوم دین پڑھتے اور علوم دین کے ساتھہ انگریزی بھی - اور حالانکہ نہ انکو انگریزی پڑھنے کی ضرورت ہو یا میں نے اُنکو بہکایا ہو - بھلا مجھے کے رکھت کا ثواب — ابھی تو نہیں مگر برس دو برس تہذیب الاخلاق اور جاری رہ لے تو میں اِن بزرگوں کے نام بھی ظاہر کردونگا - ایک نوجوان لڑکا دہلی کا رہنے والا مُلّا اور مولوی زادہ ایک مسجد کا موروثی امام صرف اس وجہہ سے کہیں پردیس نکل گیا کہ امامت اور مسجد نشینی اُس کی انگریزی میں حارج تھی — اس وقت جو مولوی مسلمانوں کے بڑے مستند پیشوا مانے جاتے ہیں کوئی ایک بھی نہیں جس کے بیٹے پوتے نواسے انگریزی نہ پڑھتے ہوں *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ انگریزی وضع — انگریزی طرز تمدن - انگریزوں کے ساتھہ اختلاط اور انگریزوں کے ساتھہ کھانے پینے پر اب پنچوں † میں پھبتیاں نہیں اُڑائی جاتیں *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ الفاظ قوم - قومی ہمدردی قومی خیرخواہی - ہمارے روز مرہ میں داخل ہوگئے *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ مسلمان آپ اپنی عزت کرنے لگے *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ اُردو لٹریچر لفاظی — جھوٹ — مبالغہ — خوشامد اور ابتذال سے پاک ہوگیا *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ ایشیائی شاعری کے ناپاک خیالات کی جگہہ نیچرل شاعری نے رواج پایا *

† طرائف آمیز اخبار —

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ علوم کی قدر ہونے لگی *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ مسلمانوں کے اوضاع اور اطوار سے سخافت اور چھچھورا پن دور ہوکر اُن میں متانت اور سنجیدگی آگئی *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ لوگوں کو اپنے خیالات آزادی کے ساتھہ ظاہر کرنے کی جرأت ہوئی *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ دلوں میں تحقیق حق کا شوق پیدا ہوا *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ دنیا اور دین میں حد قایم ہوئی *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ خدا کے قول کی فعل سے اور فعل کی قول سے اور منقولات دین کی معقولات سے تصدیق اور تطبیق کی گئی *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ مسلمان برٹش گورنمنٹ کی برکتوں سے واقف و آگاہ ہوکر اُس کے سچے خیر خواہ اور جان نثار رعایا بنے *

یہہ اُسی کے تصرفات تھے کہ مسلمانوں میں قوت اجتماعی کی تحریک ہوئی *

اور † دی لاسٹ بٹ ناٹ دی لیسٹ اُسی کے تصرفات تھے کہ مسلمانوں نے اور پھر میں نہایت استعجاب سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے محمدن کالج قایم کیا اور نہ صرف قایم کیا بلکہ اُس کو چلایا اور ایسا چلایا کہ سرکاری کالج اُس کے آگے چیں بول گئے *

اِن گنوں اور اِن سے بہت زیادہ گنوں کا تھا تہذیب الاخلاق جس کے بند ہونے پر میں نے علیگڈہ کے پچھلے ایجوکیشنل کانفرنس میں اتنا سارا زہر اگلا — بیشک محمدن کالج تہذیب الاخلاق کے عمدہ ترین نتائج میں ہی بلکہ اگر کالج کو تہذیب الاخلاق کی غرض وغایت کہا جائے تو بھی کچھہ بیجا نہیں مگر ہی تو آخرکار تہذیب الاخلاق ہی کا طفیلی — اور یہہ جو کالج بن بناکر ٹھٹر سا گیا کہ اُس کی عمارت نا تمام اور اُس کی مسجد تک ادھوری پڑی ہی *

بورڈروں کو جگہہ نہیں ملتی — غریب طلباء کو وظائف میسر نہیں — یہہ سب خرابیاں بھی میرے علم و یقین میں تہذیب الاخلاق ہی کے بند ہو جانے سے واقع ہوئیں — اگر تہذیب الاخلاق جاری رہا اور میں یقین کرتا ہوں کہ بند ہوکر اُس کا جاری ہونا اُس کے جاری رہنے کی کافی ضمانت ہی غرض اگر تہذیب الاخلاق جاری رہا تو وہ نہ صرف محمدن کالج کو انڈیا کا کیمبرج اور آکسفرڈ بنادے گا بلکہ ایسے ایسے کتنے کالج کھڑے کردے گا اور خدا میں سب طرح کی قدرت ہی - اگرچہ تہذیب الاخلاق نے تھوڑے ہی دنوں میں مسلمانوں کی حالت کچھہ سے کچھہ کردی مگر یہہ نیا رنگ ابھی ہی کچا — مسلمانوں کو اِس بات میں سیکڑوں ڈوب دینے ہیں تب کہیں صبغۃاللہ کا روپ آئے گا † ومن احسن من اللہ صبغۃ - تہذیب الاخلاق کو چاہیئے کہ سبسکرائبر — تو سر سید احمد خاں چاہے مجھکو اسکا ٹھیکم دیدیں - رہے کنٹریبیوٹر — تو میں سمجھتا ہوں محمود اور مہدی اس غازی کو ایسا اُزائے اُزائے پھریںگے جیسے پتا- تھان پر بندھے بندھے کرتے کہا ہیں — پنشنوں کی سانھاں کہا رہے ہیں اس غازی کی اُن کے آگے حقیقت ہی کیا ہی اور یوں سہارا لگانے والے اور بہت - ازاں جملہ ایک ‡ بیانڈیا میں بھی سہی کہ مجھکو اس کے دوبارہ چلتا کرنے کی لاج آپڑی ہی — مگر میں اس میں جتنے کا نہیں — کہیں اُڈھاؤ آپڑے تو کندھا لگانے کو موجود ہوں - کس کی شامت آئی ہی کہ بیٹھے بٹھائے مسلمانوں کے طعنوں کی آریں چبھوائے *

نذیر احمد

† یہاں میں سب کے بعد مگر درجے میں کسی کے بعد نہیں یعنی سب سے پہلے —

† اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ زیادہ خوشنما ہوگا =

‡ جو پہل ایک یا زیادہ جرنیلوں کے آگے مرتا جائے —

نمبر ۳

عید

سلام علیکم - سلام صاحب سلام صاحب - حضرت السلام علیکم ہاں صاحب کہا تو سہی وعلیکم — کہیں آج تو عید ہی اور سنا ہی کہ اب پھر تہذیب الاخلاق بھی جاری ہوتا ہی پھر آپ سست اور چپ کیوں ہیں *

نہیں حضرت میں چپ نہیں ہوں بلکہ مسلمانوں کو عیدگاہ جاتے اور آتے دیکھ رہا ہوں اور اُنکی حالت کو سوچ رہا ہوں - کیا سبب ہی کہ جو بوڑھے ہیں ریش دراز سفید ریش اُن کے چہروں پر نور نہیں — جو جوان ہیں اُن کے چہروں پر بشاشی نہیں — چلتے پھرتے ہیں مگر دل مردہ ہیں آخر اس کا کچھ سبب بھی ہی *

ہزاروں مسلمان اسطرف سے گذرے سوائے دو چار کے سب پیدل تھے - میں سمجھا کہ ثواب کی نظر سے پیدل جاتے ہیں ایک راہ سے جاوینگے اور دوسری راہ سے آوینگے تاکہ دونوں رستے اُنکی نماز کے گواہ رہیں مگر جب تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ عصمت بی بی از بے چادری اُن میں سے کسیکے پاس سواری ہی ہی نہیں *

پھر دیکھو امام کی بیوقوفی کہ اُن کو خطبہ میں روزہ کے احکام بتاتا ہی اُنکو روز روزہ ہی رہتا ہی — شام کا کھانا ہی میسر نہیں کہ اِتموا الصیام الی اللیل کی تعمیل ہوسکے - اسپر اور بیوقوفی دیکھو کہ فطرہ کے احکام بتاتا ہی اور یہہ نہیں سمجھتا کہ سب کے سب تو فطرہ لینے والے ہیں دینے والا کون ہی جسکو یہہ احکام بتاتا ہی - دنیا بغیر نہ دنیا چلتی ہی نہ دین چلتا ہی قرآن پڑھو جب خدا نے یہودیوں کو ذلیل کرنا چاہا تو دنیاوی عزتوں کو اُن سے چھین لیا - ضربت علیھم الذلۃ والمسکنۃ وباؤا بغضب من اللہ - ظاہرا یہی حال مسلمانوں کا ہونیوالا ہی — نعوذ باللہ منہا *

پھر آپنے کچھہ تدبیر سوچی ہی ؟ ہاں سوچی تو ہی مگر تقدیر کے آگے تدبیر کیا چلتی ہی — سوچ سوچ کر مدرسۃ العلوم قایم کیا ہی — مسلمانوں کو تعلیم دینا - قومی ہمدردی سکھانا - تہذیب کی عادت ڈالنا — تربیت دیکر مسلمان بنانا چاہا ہی دیکھیئے کیا ہوتا ہی *

حضرت آپنے مسلمانوں کی مفلسی کا تو وہ حال بتایا مگر مدرسۃ العلوم میں بھی تو بغیر روپیہ کے نہ تعلیم ہوسکتی ہی نہ تربیت پھر اُس سے کیا نتیجہ ہوگا *

ہاں یہہ سچ ہی مگر بغیر روپیہ کے کیا ہوسکتا ہی *

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

اسی سرگردانی میں ہم بھی ہیں بھیک مانگتے پھرتے ہیں قوم کا حال کیسا ہی ابتر ہو اگر سب متفق ہوکر مدد کریں تو سب کام پورے ہوسکتے ہیں اگر اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا جدا بنائیں تو جہنم میں جائیں من شذ شذ فی النار *

دیکھو اسی سرگردانی اور پھرانہسالی اور ناتوانی اور کسیقدر بیماری کی حالت میں بھیک مانگنے اور قوم کے لیئے روپیہ جمع کرنے کو پنجاب جاتا ہوں اگر لوگوں نے مدد کی تو سب کچھہ ہو جائیگا مگر وہاں کے بعض لوگ طعنہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ " السوال علی السوال حرام " *

ہاں حضرت آپ کا کہنا درست ہی اس زمانہ میں اس بات کا بہت کم خیال ہی کہ وہی کام کریں جو در حقیقت قوم کے مفید ہو - ایسے لوگ کہاں جو اپنی خواہشوں پر قوم کی بھلائی کو مقدم رکھیں مگر پنجاب کے لوگ سمجھہ دار ہیں بے شک وہ سوچیں گے کہ در حقیقت قوم کی بھلائی کسمیں ہی اور وہی کام کرینگے جسمیں در حقیقت قوم کی بھلائی ہی *

سید احمد

—*—

نمبر ۴

دنیا کی کل علم سے چلتی ہی یا عمل سے ؟

یہاں علم سے ہماری مراد مجرد علم ہی جو عمل سے بالکل خالی ہو اور عمل سے مراد محض عمل ہی جسمیں علم کو کچھہ دخل نہو — اب ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کی کل علم سے چلتی ہی یا عمل سے ؟ —

اگر ہمکو یہہ دریافت کرنا ہو کہ چراغ کي بتي کا اشتعال اوکسیجن سے قایم رہتا ہی یا ہائیڈروجن سے یا دونوں سے ؟ تو ہمکو چاہیئے کہ ایک دفعہ بتي کو محض اوکسیجن میں اور دوسري دفعہ محض ہائیڈروجن میں رکھکر دیکھیں — اگر دونوں میں بجھہ جاے تو سمجھنا چاہیئے کہ ہوا کے دونوں جزوں کو اُسکے اشتعال میں دخل ہی اور اگر ہائیڈروجن میں بجھہ جائے اور اوکسیجن میں نہ بجھے تو جاننا چاہیئے کہ اُس کے اشتعال کا باعث محض اوکسیجن ہی نہ ہائیڈروجن *

اسي طرح اگر ہم یہہ دیکھنا چاہیں کہ دنیا کي کل علم سے چلتي ہی یا عمل سے ؟ تو ہمکو چاہیئے کہ اول ایک ایسا ملک فرض کریں جس میں اہل علم و اہل نظر کے سوا کوئي کام کرنے والا اور ہاتھہ پاؤں ہلانے والا نہ ہو اور پھر دیکھیں کہ وہ ملک کب تک آباد رہتا ہی — پھر ایک دوسرا ملک فرض کریں جس میں اُن پڑھہ محنتي مزدوروں کے سوا اہل علم کا نام و نشان نہ ہو — اور پھر دیکھیں کہ وہ ملک آباد رہتا ہی یا نہیں ؟ *

اسي لیئے ہم اول ایک ایسا خطہ فرض کرتے ہیں جس کے باشندے جوڑا عالم - فلسفي - ریاضي داں مصنف — اوریٹر — شاعر اور کیا اور کیا ہیں — مگر اُن میں کوئي خدا کا بندہ ایسا نظر نہیں آتا جو اِن واجب التعظیم اپاہجوں کے کھانے — پینے - پہننے — اوڑھنے — رہنے — سہنے — لکھنے — پڑھنے وغیرہ کا سامان مہیا کرے — اول تو کسي ملک میں بغیر کارکن جماعتوں کے ایسي آبادي کا وجود میں آنا ہي ناممکن ہی — لیکن اگر بفرض محال کسي خطہ میں ایسي ناشدني کولوني چند روز کے لیئے آباد ہوجائے تو اُسکا انجام کیا ہوگا ؟ ممکن ہی کہ بعض کو مطالعہ کے ذوق شوق میں ایک آدھہ روز بھوک پیاس نہ لگے — بعض کو کسي مشکل مسئلہ کے حل ہوجانے کي خوشي میں ایک دو وقت کھانے کي کچھہ پروا نہ رہے — اور بعض کو کسي مضمون کي دھن میں کچھہ دیر تک خور و نوش کا مطلق خیال نہ آئے — مگر بہت جلد وہ آپکو ایک ایسي مخلوق پائینگے جو بھوکي ہی مگر کوئي اُسنا رزاق نہیں - ننگي ہی مگر کوئي اُسنا ستار نہیں — حاجتمند ہی مگر کوئي اُسکا قاضي الحاجات نہیں — اب یا تو اُنھیں خود اپنے اعلی اور اشرف ہاتھوں سے وہ تمام حقیر اور ذلیل کام سرانجام کرنے پڑینگے جو عوام کالانعام کو کرنے چاہیئں اور یا فوراً اُس ملک سے ہجرت کرکے کسي ایسے خطہ میں جاکر رہنا پڑیگا جہاں اُن کے لیئے فرماں بردار بندے یابندہ پرور خدا موجود ہوں- دونوں حالتوں میں نتیجہ یہہ نکلیگا کہ دنیا کي کل محض علم سے نہیں چل سکتی *

اسکے بعد ہم ایک دوسرا ملک فرض کرتے ہیں جسکے تمام باشندے ان پڑھ اور بے علم مگر سب پہلے درجہ کے محنتي جفاکش اور اپني ضروریات زندگي کے مہیا کرنے میں سرگرم ہیں - گو اُنہوں نے زراعت یا تجارت یا صنعت و دستکاری کے اصول کتابوں میں نہیں پڑھے مگر وہ اپني تمام ضروریات جن پر انسان کي زندگي موقوف ہی مہیا کرتے ہیں — قدرتي خواہشیں اور نیچرل ضرورتیں اُنکو جس طرح سکھاتي گئیں اور متواتر تجربوں سے جسقدر اُنکي سمجھہ بوجھہ بڑھتي گئي وہ اپنے تمام کام برابر سرانجام کرتے رہے — بونا - جوتنا - بیج بیوہار - صنعت اور دستکاري غرضکہ تمام اہم اور ضروري کام رفتہ رفتہ بقدر ضرورت انجام دینے لگے - اب اُنکي کوئي ضرورت بند نہیں رہتي اور کوئي کام اٹکا نہیں رہتا — ایک اناج پیدا کرکے لاتا ہی — دوسرا پیستا ہی - تیسرا پکاتا ہی اور تینوں ملکر کھاتے ہیں — ایک روئي پیدا کرتا ہی - دوسرا کاتتا ہی — تیسرا بنتا ہی — چوتھا سیتا ہی اور چاروں ملکر پہنتے ہیں *

اُنکو چوري یا ڈکیتي کا مطلق خوف نہیں - کیونکہ اُن کے پاس اپنے ہاتھہ پاؤں کي محنت کے سوا کوئي دولت نہیں — اُنکو غنیم کے حملہ کا کچھہ ڈر نہیں - کیونکہ وہ اپنے ہاتھہ پاؤں سے چوکس اور غنیم کے مقابلہ کے لیئے مستعد اور تیار ہیں - اُن میں کوئي بدکار اور بدچلن نہیں کیونکہ اُنکو اپنے کام دھندوں میں بدکاري و بدچلني کي فرصت نہیں - اُن میں کوئي روگي اور بیمار نہیں - کیونکہ اُن میں کوئي طبیب اور ڈاکٹر نہیں — اُن میں کوئي مذہبي تکرار نہیں - کیونکہ اُن میں کوئي واعظ یا ملا نہیں - اُن میں کوئي پولیٹکل اختلاف نہیں- کیونکہ وہ سب کنسرویٹو ہیں کوئي اُن میں روشن خیال لبرل نہیں — اُن میں

کوئی عدالتی جھگڑا نہیں — کیونکہ اُن میں کوئی وکیل اور بیرسٹر نہیں — اُن میں اسکے سوا کوئی عیب نہیں کہ وہ سولائزڈ نہیں — اور اس سے صاف ظاہر ہی کہ دنیا کی کل عمل سے چلتی ہی نہ علم سے *

اب فرض کرو کہ اس ملک کے باشندوں کا میل جول کسی ایسے ملک والوں سے ہوا جنکے تمام کام علمی اصول پر مبنی ہیں — اُنہوں نے زراعت — تجارت — صنعت و دستکاری اور تمام جنگی اور ملکی مہمات میں علم ہی کو اپنا رہبر بنایا ہی — کیا معمار اور کیا بڑھئی — کیا لوہار اور کیا کمہار — کیا درزی اور کیا کفش دوز غرضکہ تمام پیشہ ور محض علم کی ہدایت سے اپنے اپنے کام سرانجام کرتے ہیں — اُن کے میل جول اور لین دین نے اس ملک کے غریب باشندوں کو سخت نقصان پہنچایا — اُن کی تجارت نے اِنکے اخراجات زندگی حد سے زیادہ بڑھا دیئے — اُن کی صنعت سے اِنکی صنعت ماند ہوگئی — اُن کی دستکاری نے اِن کی دستکاری کو اینٹک کردیا — مگر ایک مدت تک اِن کو اس بات کی مطلق خبر نہ ہوئی کہ ہمارے پیشہ ور کیوں بیکار ہوگئے — ہماری کمائیوں میں برکت کیوں نہیں رہی — ہمارے اخراجات روز بروز کیوں بڑھتے جاتے ہیں اور ہماری آمدنی ہمارے اخراجات کو کیوں مکتفی نہیں ہوتی — لیکن اُس غیر قوم سے جوں جوں میل جول بڑھتا گیا اُنکو اِن کی اور اِنکو اُن کی زبان سیکھنے کی ضرورت زیادہ ہوتی گئی — اِنہوں نے اول اُنکی زبان سیکھی — پھر رفتہ رفتہ اُن کے علم بھی سیکھنے لگے — جن علموں کے ذریعہ سے اُنہوں نے ہر فن میں ترقی کی تھی وہ علم بھی اُنہوں نے حاصل کیئے — مگر کتابی علم کے سوا کوئی عملی فائدہ اُن کے علموں سے نہ اُٹھایا — وہ علم کو عمل کی غرض سے سیکھتے تھے — اُنہوں نے علم کو محض علم کے واسطے سیکھا — وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکے تھے کہ علم آدمی کے لیئے بنا ہی — مگر یہہ بمشکل ابھی یہیں تک پہونچے تھے کہ آدمی علم کے لیئے بنا ہی — وہ علم سے خود بھی اذت اور فائدہ اُٹھاتے تھے اور اپنے ملک اور قوم کو بھی اذت اور فائدہ پہونچاتے تھے — انہوں نے گرنگے کی طرح گز کھایا اور کسی کے نہ جانا کہ کہنا ہی یا میٹھا — وہ دنیا کی مختلف زبانیں اسلیئے سیکھتے تھے کہ تمام عالم میں پھرتے تھے — غیر ملکوں کے آدمیوں سے ملتے تھے — مختلف قوموں کے علوم و فنون سے آگاہی حاصل کرتے تھے اور اُن کو اپنی زبان میں نقل کرتے تھے — اُنہوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی غیر ملکوں کی زبانیں اور غیر قوموں کی بولیاں سیکھیں مگر نہ اسلیئے کہ غیر ملکوں میں سفر کریں اور غیر قوموں کے علوم وفنون اپنی زبان میں نقل کریں بلکہ اسلیئے کہ طرطی کی طرح کہیں „ حق اللہ پاک ذات اللہ “ بول اُٹھے اور کہیں „ ست گور دت داتا “ وہ — لمپ — روشن کرنے کے لیئے — میز — لکھنے کے لیئے — کرسی — بیٹھنے کے لیئے — گھنٹہ وقت دیکھنے کے لیئے — فرش — بچھانے کے لیئے خرید تے تھے — انہوں نے بھی اُن کی ریس سے یہہ سب چیزیں فراہم تو کیں مگر نہ لمپ کو جلایا — نہ میز پر لکھا — نہ کرسی پر بیٹھے — نہ گھنٹے میں وقت دیکھا — نہ فرش بچھایا بلکہ کباڑی کی طرح سارا گھر اسباب سے بھر لیا *

نتیجہ یہہ ہوا کہ اُن کی حالت پہلے سے بھی بد تر ہو گئی علم کے ذوق شوق میں اُنہوں نے ہاتھہ پانوں ہلانے بالکل چھوڑ دیئے — اور علم کا ادب اُن کو دنیا کے ذلیل کاموں میں ہاتھہ ڈالنے سے مانع ہوا — اب تاوقتیکہ وہ علم کو عمل کی غرض سے نہ پڑھیں اور اُس سے عملی فائدے نہ اُٹھائیں ممکن نہیں کہ اُن کی حالت درست ہو — اس سے صاف ظاہر ہی کہ دنیا کی کل علم سے نہیں چلتی بلکہ عمل سے چلتی ہی — اس تمثیل سے ہمارا یہہ مطلب نہیں ہی کہ ہمکو علم کی ضرورت نہیں — نہیں بلکہ ہمکو اس وقت علم کی نہایت ضرورت ہی اور ایسی ضرورت ہی جیسے پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی ضرورت ہوتی ہی — لیکن جسطرح ٹھنڈے پانی کی ٹلیاں کرلے سے پیاس نہیں بجھتی بلکہ اور زیادہ آگ بھڑکتی ہی اسیطرح سطحیوں کی مانند کتابوں کے الفاظ اور علموں کی اصطلاحیں یاد کرنے سے اور طرطی کی طرح علمی مسائل اور قواعد از بر کرنے سے کوئی شخص نہ آپ کو اور نہ ملک کو کوئی اصلی فائدہ نہیں پہونچا سکتا بلکہ اندیشہ ہی کہ ایسے لوگ ملک کے حق میں مضر ثابت نہ ہوں — جس علم کی ہمکو ضرورت ہی وہ وہ علم ہی جو ہماری ساکن اور پژمردہ قوتوں کو متحرک

اور شگفتہ و شاداب کرے نہ وہ علم جو ہمارے متحرک اور شگفتہ قوی کو بھي ساکن اور پژمردہ کردے — ایسے علم سے بے علمي سو درجہ بہتر ہی — بقول شخصے " بخشو بي بلي طرطا لقندرا ہي جيئيگا " *

راقم

الطاف حسین حالي

—٥—

نمبر ٥

زاہد اور فلاسفر کي کہاني

اور

دو سلطنتوں کا مقابلہ

شہر اور آبادي سے دور جنگل اور میدان سے پرے ایک نہایت خوشنما پہاڑ تھا — چوٹي سے نیچے تک جا بجا قدرتي پھول کھلے ہوئے — بلندي پر دن کو یہي پھول آسمان کے تاروں کا لطف دکھاتے — اور پستي کے پھول گلستاں یاد دلاتے تھے — چوٹي برف سے سفید تھي — سرچشموں پاني کي لہریں بہتي تھیں جنسے قیاس ہوتا تھا کہ یہہ نہایت پیرانہ سال مقدس پہاڑ ہی *

اُس کے ایک ٹیلہ کي اندھیري کھوہ میں ایک زاہد آنکھیں بند کیئے خدا کو ڈھونڈھ رہا تھا اور تسبیح و تہلیل میں مصروف تھا — نماز اور مراقبہ کے سوا دنیا اور مافیہا سے کچھہ خبر نہ تھي *

ایک فلاسفر دوسرے ٹیلے کي چوٹي پر بیٹھا ہوا خدا کي صنعتوں کو دیکھہ رہا تھا اور اُن سے وحدہ لاشریک — قادر وصانع — خالق کي صفات اور اُسکي حکمت کو دیکھکر اُسپر ایسا یقین رکھتا تھا کہ لوکشفت الغطاء لما ازددت یقینا *

اتفاقا دونوں آپس میں ملے کہ چلو ملکوں کي کچھہ سیر کریں — پھرتے پھراتے ایک ملک میں پہونچے وہاں ایک بادشاہ کي سلطنت تھي جو شان و شوکت — رعب و دبدبہ اور فیاضي میں مشہور تھا — اُسکے تخت کے ارد گرد امیر وزیر حالي موالي سب دست بستہ کھڑے تھے اور جو حکم دیتا تھا اُسکو بجا لاتے تھے *

اُس کے مصاحبوں میں بعض لوگ ایسے تھے کہ جو چاہتے تھے بادشاہ سے حکم لے آتے تھے — اور بادشاہ کے جس حکم کو چاہتے تھے بدلوا دیتے تھے جو نہوني تھي بادشاہ اُسکو کربیٹھتا تھا اور جو ہوني تھي اُس کو ان ہوني کردیتا تھا *

ملک خوش حال تھا — لوگ آسودہ تھے — جو مقرب بارگاہ تھے وہ اس خیال میں خوش تھے کہ سلطنت کي کنجي گویا اُنہیں کے ہاتھہ میں ہی — جو اُن مصاحبوں کے متوسل تھے اور اُنکي خوشامد میں رہتے تھے وہ یوں خوش تھے کہ ہماري تمام حاجتیں اُن کي سفارشوں سے نکل جاویںگي *

بادشاہ کي بادشاہت میں کوئي قانون نہیں تھا — جسکو چاہتا تھا نوازتا تھا — جسکو چاہتا تھا بگاڑتا تھا — جو چاہتا حکم دیتا اور جس حکم کو چاہتا بدلدیتا — گاہے بسلامے میرنجید و گاہے بدشنامے خلعت مے بخشید — اُس کي تمام رعیت خوف و رجا — اُمید وبیم میں بسر کرتي تھي — نہ خدمت کرنے والوں کو توقع تھي کہ ضرور بادشاہ ہماري خدمت کي قدر کرے گا اور نہ شریر اور شورہ پشتوں کو یہہ خیال تھا کہ ضرور بادشاہ ہم کو سزا دیگا — کیا عجب ہی کہ خدمتیوں کي خدمت قبول نکرے اور اُن سے خفا ہوجاوے اور کیا عجب ہی کہ ہماري شرارت سے در گذرے اور ہمکو نواز دے — بادشاہ کے وعدوں کے پورا ہونے پر کسي کو یقین نہ تھا — نہ کوئي وعدوں کي وقعت کرتا تھا — زاہد نے کہا کہ بادشاہ ایسا ہي ہونا چاہیئے کیونکہ ہمارا خدا بھي ایسا ہي ہی *

پھر وہ اُس ملک سے دوسرے ملک میں پہونچے — وہاں ایک بادشاہ تھا — باوجود مہذب ہونے کے نہایت شاندار — تمام ملک آراستہ — تمام عہدہ دار مہذب — اپنے درجہ اور قرینے سے کھڑے — ہر ایک کے لیئے وزیر سے — امیر سے — غریب تک قانون مقرر — سب کي نسبت بادشاہ کا یہہ حکم کہ میرے قانون کي اطاعت کرو اور اُسي پر چلو اور طمانیت سے زندگي بسر کرو *

اُس کا قانون گویا خدائی قانون تھا جو کبھی تبدیل ہونیوالا نہ تھا - اُس کے وعدے ایسے مستحکم تھے کہ کبھی اُن میں تخلف نہیں ہوتا تھا - ہر ایک یہہ سمجھتا تھا کہ ہمارا یہہ فرض ہی اور فرض کے ادا کرنے پر جو انعام کا وعدہ بادشاہ نے کیا ہی وہ ضرور ہمکو دے گا - اگر ہم اُس کے حکم کی تعمیل نکرینگے اور شرارت اور شورہ پشتی کرینگے تو وہ اپنے قانون اور وعدہ کے موافق ضرور ہمکو سزا دے گا - اگر باوجود کوشش کے ہمسے اُس کی پوری خدمت ادا ہونے میں قصور ہو تو اُس کی معافی کا اُس نے وعدہ کیا ہی - وہ ضرور ہمکو معاف کریگا - کیونکہ تخلف وعدہ اُس سے ہونا محالات سے ہی - جو ہم کمائینگے اُسی کا نتیجہ پائینگے - ہاں اگر ہم کوشش میں قصور کریں اور بقدر اپنی طاقت کے اُس کے حکم بجا نہ لائیں تو قصور وار ہونگے *

وہاں کوئی ایسے مصاحب نہ تھے کہ جو چاہیں بادشاہ سے حکم لے آویں — یا بادشاہ کے جس حکم کو چاہیں بدلوادیں - جو ہونی تھی وہ ضرور ہونی تھی اور ان ہونی کبھی نہ ہونی تھی *

ملک آباد اور خوش حال تھا - سب طمانیت سے رہتے تھے - نہ کسی کی سفارش کی خواہش نہ کسیکی چغلخوری کا ڈر - سب کو بجز اس خیال کے کہ بادشاہ کے قانون کی اطاعت کریں اور کچھہ خیال نہ تھا - وہ سمجھتے تھے کہ بادشاہ قادر مطلق اور خود مختار ہی جو قانون کہ اُس نے اپنی مرضی اور اپنے اختیار کامل سے بنایا ہی اُسی کامل قدرت اور اختیار سے اُس کو قایم بھی رکھتا ہی - یہی نشان اُس کے کمال قدرت اور پورے اختیار کا ہی — اگر وہ اُس میں تغیر ڈالے تو نہ اُس کے قانون کی قدر و منزلت باقی رہے اور نہ اُسکا متلون المزاج ہونا ثابت ہو اور پھر کسیکو اُس کے قانون اور اُس کے وعدوں پر طمانیت نرہے *

زاہد نے کہا کہ اس بادشاہ نے تو اپنے تئیں قانون میں جکڑ دیا ہی اور وعدوں سے تخلف نکرنے سے اپنے اختیار کو اپنی قدرت کو ساقط کردیا ہی - کسی کی کارہرآری کا بجز تالین کے کوئی رستہ ہی نہیں رہا — ایسا بادشاہ تو ایک جڑہ کی مورت ہی — میں تو ایسے بادشاہ کو بادشاہ نہیں مانتا اگر خدا بھی ایسا ہو تو میں اُسکو خدا بھی نہیں مانتا *

فلاسفر نے کہا کہ جو کچھہ اُسنے کیا ہی اپنے اختیار اور قدرت سے کیا ہی اور ایسا کرنا ہی اُسکے بادشاہ ذی اقتدار اور حکیم علی الاطلاق ہونے کی دلیل ہی اور اپنی قدرت کاملہ سے اُس قانون کو لازوال کردیا ہی اگر تو اسے پسند نہیں کرتا تو جا اپنے اُس متلون المزاج خدا کو اندھیری کبوہ میں آنکھیں بند کرکے ڈھونڈہ مگر وہ نہ کبھی تجھکو ملا ہی نہ ملیگا *

راقم
سید احمد

نمبر ۶

ان ھذا لشی عجاب

لو صاحب اور تہذیب الاخلاق نکلواؤ اور خسرالدنیا والاخرۃ بنو — خوب ہوا کہ سب سے پہلے ہمارے مخدوم مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ہی پر لے دے ہوگئی گو مولفتہ قلوب بدک ہی کیوں نجائیں - مگر مولوی نذیر احمد نے کہا سچ کہ ابھی تہذیب الاخلاق کے جاری رہنے کی بہت ضرورت ہی *

ہمارے دوست ایڈیٹر نجم الاخبار اتاوہ نے اپنے اڈیٹوریل آرٹیکل تہذیب الاخلاق اور اُس کے معاونین کی نسبت لکھا ہی - گو ہمکو تعجب ہوا کہ - اڈیٹوریل - کفر کا لفظ کہونکر اُن کی مقدس زبان پر آیا مگر ہم نہایت خوشی سے اُس کو بعینہ نقل کرتے ہیں — بھئی تہذیب الاخبار کے معاونین خریداروں پڑھنے والوں چھپنے والوں دیکھنے والوں دور سے دیکھنے والوں خواب میں دیکھنے والوں خیال کرنے والوں ہوشیار ہو ایسا نہو کہ خسرالدنیا والاخرۃ ہوجاؤ *

ہم کو بھی رونا تھا کہ جب ہمارے مخدوم مولوی سید امدادالعلی صاحب مرحوم سی ایس آئی اور مکرمی مولوی علی بخش خاں صاحب مرحوم دنیا سے چل بسے تو تہذیب الاخلاق کے جاری ہونے میں کیا مزہ رہا مگر نہیں خدا کی خدائی خالی نہیں ہی خدا شکر خورے کو شکر

پہونچاتی دیتا ہی — ہمارے ادواست ناصح اب بھی موجود ہیں — اللھم زد فی عمومھم واحلل عقدۃ لسانھم *

سید احمد

اڈیٹوریل مذکور یہہ ہی

تہذیب الاخلاق " جو سر سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی اپنے دوست بد خواہ کی صلاح پر عمل کرکے دوبارہ جاری کرنا چاہتے ہیں ہمکو نہایت افسوس آتا ہی کہ باوجود اس تجربہ کاری کے وہ ایک عمدہ نصیحت کے خلاف کرتے ہیں اور من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ کے مصداق بنتے ہیں اس کمبخت تہذیب الاخلاق کی بدولت جسقدر نفرت قوم اور ملک کو ہوئی تھی اور چاروں طرف سے ملامت اور تردیدات کی بو چھار پڑی تھی اُس کا بھول جانا عقلمندی کے نہایت خلاف ہی جب سے تہذیب الاخلاق بند ہوا لوگوں کی نفرت میں کمی ہونی شروع ہوئی جس کا نتیجہ سب خیر خواہان سید جانتے ہیں ہمکو حیرت ہی کہ خیر خواہوں کی راے سے اعراض کرکے بد خواہوں کی راے کی طرف قدم پھر کیوں بڑھایا جاتا ہی ہم خیر خواہانہ صلاح دیتے ہیں کہ ہرگز تہذیب الاخلاق کے اجراے کا قصد نکیا جاوے جو قدم مذہبی تالیف قلوب کی طرف مولوی وغیرہ کو مقرر کرکے عملی طور پر بڑھایا گیا ہی وہ مولوی نظیر احمد صاحب کی راے کی پابندی کرکے نہ مٹایا جاوے — اگر اس کے خلاف کیا تو سواے کف افسوس ملنے کے کچھہ حاصل نہوگا اور جو صاحب اس پرچہ کی تردید کرینگے وہ خسر الدنیا والاخرۃ کے مصداق بنینگے *

اڈیٹر نجم الاخبار اٹاوہ

نمبر ۷

مسلمان اور تعلیم زبان انگریزی

وہ زمانہ تو اب گیا جب مسلمان انگریزی زبان کے پڑھنے کو کفر سمجھتے تھے — خواہ انہوں نے بصدق دل اُسکو قبول کیا ہو — یا مسئلہ الضرورۃ تبیح المحذورات نے اُس کے قبول کرنے پر مجبور کیا ہو — مگر اسبات کو بہت ہی کم لوگ یقین کرتے ہونگے کہ اب علوم و فنون نے بہت کچھہ ترقی کی ہی جس سے یونانیوں کی کتابیں جنکے ہم خوشہ چین ہیں اور ہماری مدونہ علوم کی کتابیں بالکل خالی ہیں — جو علوم کہ پہلے مثل ایک بیج کے تھے وہ اب بڑھکر مثل ایک پودے کے ہوگئے ہیں اور جو مثل پودے کے تھے وہ اب بڑھکر ایک شاندار درخت ہوگئے ہیں — اور اسلیئے جو شخص علوم کی تحصیل کرنا چاہے وہ مجبور ہی کہ اُس کو یورپ کی زبانوں میں سے کسی زبان کے ذریعہ سے تحصیل کرے *

علوم دین کی کتابوں کی ہمارے ہاں کچھہ کمی نہیں ہی — مگر مشکل یہہ ہی کہ علماء اسلام کو بہت سے مذہبی امور کے بیان کرنے میں دیگر علوم سے استمداد لینی پڑتی ہی اور اسلیئے مذہبی علوم کے لیئے دیگر علوم کا حاصل ہونا ضروری ہی — اور وہ دیگر علوم ہمارے ہاں کی موجودہ کتابوں میں صرف یونانیوں کی تقلید سے بھرے ہوئے ہیں پورے طور پر زمانہ حال کی ترقی کے مطابق موجود نہیں ہیں اور اسلیئے ہمکو مذہب کے لیئے بھی کسی یورپ کی زبان کے ذریعہ سے اُن علوم کے حاصل کرنے کی ضرورت پڑتی ہی *

ہمارے ہاں کے علماء اسبات کو نہیں مانتے کے اسلیئے کہ اُنکو معلوم نہیں ہی کہ اُن قدیم علوم نے کہاں تک ترقی پائی ہی اور کس طرح ایک چھوٹا سا بیج پودا اور ایک چھوٹا سا پودا عالیشان درخت ہوگیا ہی — نہ وہ یہہ جانتے ہیں کہ یورپ کی زبانوں میں جو کتابیں ہیں اُن میں کیا لکھا ہی — نہ وہ یہہ جانتے ہیں کہ علوم جدیدہ سے یونانیوں کے اور ہمارے اگلے علماء کے علوم پر کیا مشکلیں واقع ہوئی ہیں اور جہاں تک وہ مشکلیں مسایل اسلام سے متعلق ہیں وہ کیونکر حل ہوتی ہیں — اگر اُن کو یہہ معلوم ہوتا تو یورپ کی کسی زبان کو تحصیل کرنا وہ فرض کفایہ سمجھتے *

مگر فرض کفایہ تو جدا رہا اب تو دنیوی ضرورتیں بلکہ لوازم زندگی ایسے پیش آئے ہیں کہ بدون انگریزی دانی کے کوئی کام ہی دنیا کا چل نہیں سکتا — اسلیئے مسلمان بھی طوعاً و کرہاً اسبات پر مجبور ہوئے ہیں کہ انگریزی زبان سیکھیں اور اُسی زبان میں علوم حاصل کریں *

مگر مسلمانوں کو اُس کی تحصیل میں جو مشکلیں ہیں اُن کا حل ہونا نہایت ہی مشکل معلوم ہوتا ہی — ادھر روز مرہ اخراجات زندگی بڑہ گئے ہیں — ادھر اخراجات تعلیم میں بہت زیادتی ہوگئی ہی — جو لوگ ذی مقدور ہیں اُنکو اپنی اولاد کی تعلیم کا خیال نہیں ہی اور اگر کوئی تعلیم دلوانا بھی چاہے تو اُن کی اولاد تعلیم سے ایسی بےپروا اور دل برداشتہ ہوتی ہی کہ مطلق اُسپر توجہہ نہیں کرتی — اور کسی مدرسہ میں داخل ہونے پر بھی اپنی عمر ضایع کرتی ہی *

جو متوسط درجہ کے لوگ ہیں اگر وہ خیال کریں تو بلاشبہہ اپنی اولاد کو تعلیم دلواسکتے ہیں اور اخراجات تعلیم بھی ادا کرسکتے ہیں — مگر اُنکو بھی اس کا خیال نہیں ہی — کیونکہ وہ ایسی رسومات اور اخراجات لغو اور بیہودہ میں مبتلا ہیں اور ہر طرح پر زر کثیر اُس میں خرچ کرتے ہیں کہ اولاد کی تعلیم کے اخراجات کا کچھہ بندوبست نہیں کرسکتے *

جو لوگ غریب ہیں اور کسی خیال سے اپنی اولاد کو تعلیم دینا چاہتے ہیں اور اُنہیں کی اولاد سے توقع ہی کہ شاید تعلیم پاجاویں وہ تعلیم کے اخراجات کے برداشت کرنیکا مقدور نہیں رکھتے — ذی مقدوروں کو اور متوسط درجہ کے لوگوں کو اس کا خیال نہیں ہی کہ اپنی قوم کے بچوں کے لیئے جو اخراجات تعلیم برداشت نہیں کرسکتے کافی طور پر مدد کریں — تاکہ سلسلہ تعلیم کا مستحکم طور پر جاری ہو *

جن لوگوں کو اس کا خیال ہوا ہی وہ اپنی ذیرہ اینٹ کی مسجد جدا بنانا چاہتے ہیں اور قوتوں کو متفرق کرکے اپنا روپیہ اور اپنی قوم کے بچوں کی عزیز عمر کو ضایع کرتے ہیں — اور بعوض اس کے کہ فلاح قوم میں ممد ہوں اُلٹے مخل ہوتے ہیں — پس سمجھہ میں نہیں آتا کہ یہہ بیل کیونکر منڈھے چڑھیگی — اور ہماری قوم کا انجام کیا ہوگا *

بعض فلاسفر قسمت کے قایل ہوئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو امور ظاہر ہوتے ہیں بلاشبہہ اُن کے اسباب پائے جاتے ہیں مگر وہ اسباب کیونکر پیدا ہوگئے اس کا پتا نہیں چلتا — پس یہی قسمت ہی جو اُن اسباب کو پیدا کردیتی ہی — یہہ خیال اُن فلاسفروں کا صحیح ہو یا غلط مسلمانوں کی تعلیم پر تو یہہ بالکل صادق آتا ہی — اسبات کے اسباب تو موجود ہیں کہ قوم کو مسلمانوں کی تعلیم کا خیال پیدا ہوگیا ہی — مگر اسبات کا سبب معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں اُن کے دل میں یہہ بات سمائی ہی کہ قوم کے لوگے اعلی درجہ کی تعلیم کا سامان متفقہ کوشش سے مہیا کرنے کے بدلے چھوٹے چھوٹے ناقص اور بے سود مدرسے قایم کرکے اُن کی عمر کو ضایع کریں — اس نامعلوم سبب کو قسمت سے تعبیر کیا جاتا ہی اور کہا جاتا ہی کہ مسلمانوں کو بدقسمتی نے گھیرا ہوا ہی اور وہ بدقسمتی اُنکو تعلیم پانے نہیں دیتی *

راقم
سید احمد

نمبر ۸

علم ہیئات کے چٹکلے

اول آسمان کی داستان پھر اُس میں یہہ آفتاب کا بیان کہ یہہ نگار آتشیں ایسا بیمار چشم ہی کہ اپنے دیدار دیکھنے والوں کو حیرت میں ڈالتا ہی — ہر کوئی کہیگا اس چشم آسمان کو جس سے سارے عالم کی آنکھیں روشن ہیں اور جو ساری دنیا کے درخشاں و تاباں کرنے کے لیئے چشمۂ ضیاء ہی بیمار بتانا سودا اور جنوں نہیں ہی تو کیا ہی — اس امر واقعی کو جو سودا اور جنوں سمجھیں انکی عقل کوتاہ ہی — انسان وہ بلا کا دوربین ہی کہ باوجودیکہ اُسکی آنکھیں ایسی کوتاہ بین ہیں کہ دور کی چیز کو وہ صحیح صحیح نہیں دیکھہ سکتیں — اور آفتاب کے رخ تاباں کے دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتیں — مگر دوربیں کی آڑ میں تاک جھانک کر آفتاب سے وہ اپنی آنکھیں ملائیں کہ اُسکی آنکھوں کو خوب دیکھہ لیا کہ وہ داغوں سے پر آشوب ہورہی ہیں — اور یہہ داغ بھی ایسے بڑے بڑے ہیں کہ وسعت میں روے زمین سے همسری کرتے ہیں — ان داغوں سے جو آفتاب کا حال اظہر من الشمس ہوا وہ اُس کے نور سے کبھی نہیں ہوا — اگر یہہ داغ نہ دکھائی دیتے تو اسکا بہت سا حال

پردہ ظلمت ہي میں مخفي رہتا — یہہ داغ اُس کے منہہ پر ایسے ہي معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ چہرہ یار پر زلف مشک‌بار لہرا لہرا کر طرح طرح کی بہار دکھاتي ہو — وہ آفتاب کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ کي طرف چلتے ہوئے دکھائي دیتے ہیں اور دوسرے کنارہ پر جب پہونچ جاتے ہیں تو غایب ہوجاتے ہیں اور چند روز بعد پھر نمودار ہوتے ہیں اور پہلي طرح گردش کرتے معلوم ہوتے ہیں - جس سے یہہ ثابت ہوتا ہی کہ آفتاب بھي اور سیاروں کي طرح اپنے محور پر گردش کرتا ہی - ان داغوں نے یہہ عجیب تماشا دکھایا ہی کہ آفتاب کے چہرہ پر اپنا نقاب ڈالکر اُس کے اوصاف سے حجاب اُٹھایا ہی *

(اُپٹکس) علم مناظر کے چٹکلے

آفتاب کي ایک کرن ہزار بیضا اور سو شق القمر سے زیادہ حیرت انگیز معجزات خدا کي قدرت کے دکھاتي ہی - اول آپکو تعجب ہوگا کہ وہ تاریک ہوتي ہی اور اس میں حرارت ہوتي ہی اور جب حرارت کي شدت ہوتي ہی تو وہ روشن ہوکر شعاع نور بن جاتي ہی - وہ ایسي تیز رفتار ہوتي ہی کہ ایک سکنڈ میں دو لاکھہ میل کے قریب چلتي ہی - اور استقامت پسند ایسي کہ اس تیز دوي میں کبھي اپني راہ مستقیم سے سرمو ادھر اُدھر تجاوز نہیں کرتي - ذرات خاکي کو چمکاتي ہی اور خود اُن سے چمکتي ہی — آفتاب اور ذرہ میں بھي خدا نے کیا رشتہ حیرت انگیز رکھا ہی کہ ایک اُن میں سے دوسرے سے چمکتا بھي ہی اور چمکاتا بھي ہی — اگر ان میں سے ایک معدوم ہو تو دوسرا اُس کے ساتھہ معدوم ہوتا ہی جہاں آفتاب نہ ہو وہاں ذرہ کب نظر آتا ہی اور جہاں ذرہ نہ ہو وہاں آفتاب کب دکھائي دیتا ہی ایسے مقام پر جہاں ذرہ دلیل آفتاب ہو آفتاب آمد دلیل آفتاب پڑھنے سے دل شرمندہ ہوتا ہی — اور رات کے لیئے بے اختیار یہہ مونہہ سے نکلتا ہی کہ این خانہ ہمہ آفتاب است *

علم حرارت کے چٹکلے

ایک بدھني پاني اور آدہ سیر کوئلے اور اگر کوئلے نہ مہسر ہوں تو کوئي اور آدہ سیر ایندھن اُپلے — کرسیاں - گھاس پھونس اور ایک حرکت اُٹھک بیٹھک کي — بس جہاں یہہ تثلیث قایم ہو وہاں وہ طلسمات اور نیرنجات کا عالم دکھاتي ہی — اگر ایک جگہہ بیٹھي ہی تو ہزاروں آدمیوں کے کام صدہا صنعت کے بنا رہي ہی اور کہیں خشکي میں ریل پر گاڑیوں میں جتي ہوئي ہی تو ہزاروں مسافروں کو پر لگا کے پرند بنا تي ہی اور لاکھوں من بوجھہ کو پتوں کي طرح ایک جگہہ سے دوسري جگہہ اڑائے لیئے جاتي ہی — اگر کہیں قري میں جہازوں اور کشتیوں سے لگي لپٹي چمٹي ہی تو دنیا کے ملکوں کے درمیان فاصلوں کو گھٹا رہي ہی - وقت کا گلا گھونٹ کر ضیق میں پھنسا رہي ہی — تاخیر کو بعبور دریاے شور بھیج رہي ہی غرض خشکي اور تري دونوں میں یہہ تثلیث فاصلہ — وقت — تاخیر دوسري تثلیث کو کالعدم کررہي ہی *

پولیٹکل اکونومي کے چٹکلے

ایک جہاز مال اسباب سے لدا مسافروں کو لیکر چلا - سمندر کے تلاطم اور ہوا کے طوفان نے اس کو ایسا گھیرا کہ پاش پاش ہوا — پانچ سات آدمي مصیبت کے مارے بچ بچ کر کسي طرح ایک اجاڑ جزیرے میں پہونچے جہاں نہ کسي جاندار کا پتا تھا اور نہ کہیں درخت کا پتا اور گھانس کا پتھا تھا — مگر اس ویرانے میں پولیٹکل اکونومي (سیاست مدن) کے اصول کے موافق کام کرنے سے بالکل سرسبز و شاداب و آباد ہوگیا *

پولیٹکل معاملات کے چٹکلے

شہنشاہ قیصر نے ایک اپنا دربار شاہانہ بڑي عظمت و شان و شکوہ کا آراستہ کیا — اُس کے سامنے سلطنت شخصي - سلطنت نوعي — سلطنت جمہوري اور اَور قسم کي سلطنتوں اپنا استغاثہ لیکر کھڑي ہوئیں اور دہائي مچائي کہ ہم ایک دوسرے کے ہاتھہ سے تباہ ہوئے جاتے ہیں — ہر ایک نے اپني قدامت کا دعوی پیش کیا اور اپني خوبیوں کا اور باقي کي برائیوں کا دفتر کھولا — ایک نے دوسروں کے کرتوتوں کے بیان میں زبان درازیاں کیں - جب سب کے اظہار قلم بند ہوچکے اور آپس میں رد و قدح و جرح سے تھک کر وہ بیٹھہ گئے تو

شہنشاہ قیصر نے یہہ فیصلہ کیا کہ اب تمہاري خیر اور سلامتي اسي میں ہی کہ تم آپس میں مل جل کر شیر و شکر ہوجاؤ اور خلق کو آسایش اور آرام پہونچاؤ اور ملک کو امن و امان میں رکھو اور اپنا نام بھي بدل لو — اور کبھي یہہ نہ چاہو کہ کوئي ہم میں غالب و مغلوب ہو *

زبان کے چٹکلے

زبان کے سبب سے انسان حیوان ناطق کہلاتا ہی اور اب اسکو صرف نطق کي خصوصیت کے سبب سے اوّر حیوانوں پر شرف حاصل ہی — ایک وحشي جنگلي آدمي کے عاقل شیرخوار کے منہہ سے توتے پہوتے الفاظ نہیں نکلتے جو ایک دفتر دانش انسان کي زبان کي اصل بتانے میں نہیں کہولتے — اور اس کي شرافت کو اور حیوانات پر ظاہر نہیں کرتے *

خیالات کے لطیفے

یہاں تک سائنس کے چٹکلوں کا بیان ہوا — اب خیالات کے لطیفوں کو سنیئے کہ اکثر خیالات کا حال سائنس کا سا نہیں ہی کہ وہ ثابت غیر متغیر ہوں اور سب اُن کے ماننے میں متفق ہوں — تخالف اور تضاد کو اُن میں راہ بھي نہ ہو — بلکہ ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں اور ایک زمانہ اور حالت کے خیالات دوسري حالت اور زمانہ میں تقویم پارینہ بن جاتے ہیں — ایک ہي زمانہ میں ان خیالات کے اندر بڑے بڑے کامل حکما اور اکابر فضلا میں اختلاف آرا ہوتا ہی اور وہ عقل کے دنگل میں اُتر ایک دوسرے کو پچھاڑنے کے لیئے خوب دانؤ پیچ کھیلتے ہیں اور ایک سے ایک زیادہ زبردست کشتي گیر پیدا ہوتا رہتا ہی — سچ یہہ ہی کہ انسان کے علم کا دایرہ انہیں خیالات کے سبب فراخ ہی — ورنہ واقعات اصلي پر اگر اسکا مدار رکھا جاوے تو وہ بہت ہي تنگ ہو جاتا ہی اور پھر اُس میں وہ نیرنگي اور بوقلموني کي بہار نہیں رہتي کہ ایک عقل پیرا ایک امر میں اپني راے پر اڑا بیٹھا ہی اور دوسرا دانش منش اُسکي مخالفت میں سخن آرا ہی — کبھي کبھي باہم ان میں کوئي سرسري فیصلہ ہوجاوے مگر قطعي فیصلہ کبھي نہیں ہوتا اور نہ ہوسکتا ہی — ان لطایف کي مثالیں نیچے لکھي جاتي ہیں *

مثالیں

اول — ایک حکیم مغالطہ دیتا ہی کہ جب ہم ہیں موت نہیں اور جب موت ہی تو ہم نہیں پس موت کا اثر ہم پر کچھہ نہیں — مرنے کے بعد جزا کي اُمید اور سزا کا خوف عبث ہی — دوسرا حکیم کہتا ہی کہ یہہ غلط ہی کہ جب موت ہی تو ہم نہیں — ہم تو جیسے موت کے پہلے ہیں ویسے موت کے بعد ہیں — اب اسکا قطعي فیصلہ مرنے کے بعد ہوگا *

دوم — ایک گروہ حکما لکھتا ہی کہ علت و معلول کے استدلال کا خاتمہ ضرور ایک علت العلل پر ہونا چاہیئے سو یہہ علت العلل خدا ہی — ہر چیز خدا کي محتاج ہی اس لیئے وہي ہر چیز کی علت ہی — دوسرا گروہ اس کے انکار میں لکھتا ہی کہ یہہ استدلال علت و معلول کا واقعات اور تغیرات میں چلتا ہی — ایسے مجہولات سے اسکو علاقہ کیا ہی کہ جنکي ابتدا نہ معلوم ہو — اس استدلال کے سلسلہ کا خاتمہ مادہ پر ہوتا ہی — پس مادہ علت العلل ہی — اسکے آگے ایسا گہرا اندھیرا ہی کہ وہاں کچھہ نظر ہي نہیں آتا — قدرت بشري سے باہر ہی کہ اس میں قدم رکھہ سکے — ہاں جو جوانمرد شجاع دلیر اس تاریکي میں قدم رکھتا ہی اُسکي بہادري اور شجاعت کي تحسین کا آوازہ بلند ہوجاتا ہی اور ایک حکایت ایلہ فریب ایسي بن جاتي ہی جو جمہور انام کو ایسي پسند آتي ہی کہ جیسے بحر ظلمات میں حضرت خضر کو آب حیات ملنے کي حکایت مشہور ہی — پس وہ جوانمرد جو اس تاریکي میں سے اپنے نزدیک کچھہ لیکر نکلتا ہی وہ فقط حکایات اور قصص ہي ہوتے ہیں جنکا سننا احمقوں کے کانوں کو اچھا لگتا ہی یا شاعرانہ مضامین کے کام آنا ہی جیسا حضرت خضر کي حکایت کو سمجھتے ہو *

سوم — ایک گروہ علما کا اس زمانہ کے حکما پر اعتراض کررہا ہی کہ آجکل تمام تحقیقات مادیات میں ہوتي ہیں اور روحانیات میں کوئي نئي تحقیق کے درپے نہیں ہوتا — بلکہ اُن تحقیقات قدیمہ کي طرف بھي توجہہ نہیں ہی جو نہایت ریاضت سے اہل باطن نے پہلے کي ہیں — اور

مادیات میں محقق ایسے مستغرق ہیں کہ روحانیات کے سمجھنے کا مادہ بھي انمیں نہیں رہا — اس زمانہ کا سائنس مذہب روحاني کي بیخ کني کررہا ہی — اس زمانہ کے حکما اسکا جواب دیتے ہیں کہ مادیات میں کوئي کشف حقیقت نہیں ہوتي جو روحانیات پر ہدایت نہیں کرتي — مذہب ان تحقیقاتوں سے غارت نہیں ہوتا بلکہ اُس کي بقا ایسے شان و شکوہ سے ایک کوہ پر قایم ہوتي ہی کہ کسي زلزلہ سے قیامت تک وہ متزلزل نہیں ہوگي — پہلے روحاني تحقیقاتیں فقط دماغي خلل سے پیدا ہوئي تھیں — اب اصلي واقعات سے *

چہارم — ایک گروہ فاضل علما کا کہتا ہی کہ وہ قادر مطلق اپنے تمام کاموں کو اپني مرضي کے موافق جسطرح چاہتا ہی کرتا ہی وہ کسي اپنے کام کے کرنے میں کسي قانون و آئین کا پابند نہیں اور روز اس کا مشاہدہ ہوتا ہی — اس کے بر خلاف ایک گروہ کامل حکما کا یہہ کہتا ہی کہ دنیا میں کل مشاہدات عیني اور تجربات اس امر کا حق الیقین کراتے ہیں کہ اس مدبر عالم نے اپني مرضي کے موافق اپنے کاموں کے لیئے ایسے قوانین بنائے ہیں کہ وہ اُسکي ذات کي طرح لایزال ازلي و ابدي ہوں — اور ایسے کامل ہوں کہ کبھي اُن میں تغیر و تبدل کي ضرورت نہیں — وہي سب جگہہ اُس کے حکم سے کارفرمائي اور فرمانروائي کرتے ہوں — انکا حال انسان کے قوانین کا سا نہیں ہی کہ جنکي روز اصلاح و ترمیم و منسوخي ہوتي رہتي ہی *

پنجم — ایک گروہ حکما کہتا ہی کہ معجزات کا واقع ہونا قوانین نیچر کے بالکل خلاف ہی اور کبھي کوئي قانون نیچر ٹوٹ نہیں سکتا — اسلیئے معجزات کا صادر ہونا محال ہی — ان کا دوسرا گروہ کہتا ہی کہ معجزات کا واقع ہونا نیچر کے قوانین کے مخالف نہیں ہی مگر آج تک کسي معجزہ کے لیئے کوئي شہادت کامل ایسي پیش نہیں ہوئي کہ وہ پایہ اعتبار سے ساقط نہ ہو اور پیرایہ صدق سے معرا — تیسرا گروہ اِن کا یہہ کہتا ہی کہ معجزات کے لیئے ایسي شہادت اکمل موجود ہی کہ اسکو تسلیم نہ کرنا قوانین نیچر کے خلاف ہی اور حماقت سے انکار کرنا ہی *

میں تو سب طرف کے دلائل ان چٹھیوں میں یہاں کردوں گا — طبایع انساني مختلف ہوتي ہیں کوئي طبیعت ایک طرف کي دلائل کو تسلیم کر لے گي کوئي دوسري طرف کي — کوئي دونوں کے ماننے میں <u>تاانواں دول</u> اور <u>ڈھل مل</u> رہیگا — ان مسائل عظیمہ کے لکھنے کا قصد میں نے اسلیئے کیا ہی کہ انکو بسط و شرح کے ساتھہ میں نے اپني کتابوں میں لکھا ہی جو معرض انطباع میں ہیں مگر ان کو پڑھے گا کون اور سمجھیگا کون — اصطلاحات اور ریاضیات سے وہ خالي نہیں — صرف اُن میں سے ایسے چٹکلے اور لطیفے انتخاب کرلیئے ہیں جو خدا کي قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کو دکھائیں اور اس کے ساتھہ انسان کي قدرت کو بتلائیں کہ اس مشت خاک کو کیسي قوت خدا نے دي ہی کہ وہ کہاں سے کہاں پہونچا ہی اور کہانتک جانے کا قصد کررہا ہی — اُنیسویں صدي میں مہذب قوموں نے جس قدرت بشري کو دکھایا ہی نہ وہ کبھي اس سے پہلے پانچ سو برس میں ظاہر ہوئي اور نہ ان پانچ سو برس سے پہلے پانچ ہزار برس میں نمودار ہوئي فقط *

ذکاءاللہ

دھلي — ۲۷ فروري سنہ ۱۸۹۴ع

نمبر ۹

زمانہ کا اثر مذہب پر

زمانہ انسان پر سب سے بڑا اثر ڈالنے والا ہی — وہ انسان کے خیالات — اعتقادات — رسم و رواج کو اپنے پوشیدہ پوشیدہ اثروں سے جو معلوم نہیں ہوتے بدلتا جاتا ہی — دن وہي رہتا ہی — رات وہي رہتي ہی — سورج ایک ہي طرح نکلتا ڈوبتا ہی — چاند ایک ہي طرح پر گھٹتا بڑھتا ہی — ستارے جس طرح چمکتے تھے اُسي طرح چمکتے رہتے ہیں — پھر کیا چیز نئي ہوتي ہی جسسے اگلي چیزیں بدلتي ہیں اور دقیانوسي کہلاتي ہیں — اور نئي چیزیں پیدا ہوتي ہیں اور انسانوں میں پھیلتي جاتي ہیں *

اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جن چیزوں سے زمانہ گذرا جاتا ہی اُن میں تو کچھہ تغیر نہیں ہوتا — مگر خود انسان کے خیالات اور اُسکے معلومات میں ترقي ہوتي جاتي ہی — نئے نئے علوم و فنون نکلتے آتے ہیں اور

انسان پر موثر هوتے هیں اور وهي اُس تغیّر و تبدیل کا باعث هوتے هیں اور جو که وه سب کسي نه کسي زمانه میں پیدا هوتي هیں اس لیئے مجازاً زمانه کے اثر سے اُسکو تعبیر کرتے هیں *

جسطرح دنیوي خیالات - عادات اور رسم و رواج — حالت تمدن اور معاشرت پر زمانه موثر هوتا هی اُسیطرح مذهب و اعتقاد پر بهي زمانه کا اثر پڑتا هی *

ایک زمانه یقین کا زمانه کهلاتا هی که جو بات کهي جاتي هی گو وه کیسي هي عجیب هو اُسپر سب کو یقین هوتا هی مگر حال کا زمانه وه زمانه نهیں هی بلکه شک کا زمانه هی — کوئي بات هو جب تک اُسکے سچ هونے کا یقین نه آوے سچ نهیں مانی جاتي - اور یهي سبب هی که انسانوں کے مذهب پر یا یوں کهو که اُن کے اعتقادات پر زمانه نے سب سے بڑا اثر ڈالا هی *

اگلے زمانه کے واعظان مذهب اسلام جو بات سنتے تھے گو وه کیسي هي عجیب هو اور گو که مذهب کي رو سے بهي اُسکی تصدیق نهوتي هو بمقتضاے زمانه خود بهي اُسپر یقین کرتے تھے اور اوروں کو بهي یقین دلاتے تھے بلکه جو بات بهت زیادہ عجیب هوتي وه زیادہ تر موثر هوتي تهي یهه خاصیت اُس زمانه کي تهي جسکو یقین کا زمانه کها جاتا هی — مگر وه زمانه اب نهیں رها اب شک کا زمانه هی اب جب تک کسي بات پر یقین نه آوے مانی نهیں جاتي *

ایسي باتوں مذهب اسلام کي جن پر اگلے زمانه میں یقین هوتا تها اور اب یقین نهیں آتا - اُن حکایات اور واقعات اور نقل اقوال سے متعلق هیں جو بطور روایت کے کتابوں میں مندرج هیں یا روایتاً سینه بسینه هم تک چلي آئي هیں — اور درحقیقت نهیں معلوم هوسکتا که فی الواقع کیا بات هوئي تهي — اور کهاں تک تغیّر و تبدیل هوتے هوتے اُن تک پهونچي هی جنهوں نے اُسکو کتابوں میں لکها هی — یا وه سینه بسینه هم تک پهونچي هی *

همارے پیشوایان مذهب اس خرابي سے جو ضرور هونے والي تهي بے خبر نه تھے — یهودیوں کا مذهب - عیسائیوں کا مذهب اُن کے سامنے موجود تها — وه دیکهتے تھے اور سمجهتے تھے که نقل حکایات اور واقعات اور اقوال میں کیسا کچهه تغیر و تبدل هوگیا هی - جس کے سبب بجاے اسکے که اُن پر مذهب حق کا اطلاق هوسکے مذهب باطل کا اطلاق هوتا هی — همارے پیشواؤں کو خوف تها که ایسا نهو که مذهب اسلام میں بهي یهي آفت نازل هو اسلیئے اُنهوں نے کوشش کي که نقل حکایات اور واقعات اور اقوال کا طریقه بند کیا جاوے — کیونکه وه یقین کرتے تھے که بجنسه بلا کسی کمي و بیشي کے اُنکا نقل کرنا محالات سے هی - اور جو کیفیت اور حالت اُس وقت کي تهي جبکه وه بات هوئي یا کهي گئي تهي اور جو اُس بات کے سمجهنے میں نهایت موثر هی اُسکا نقشه سامعین کے سامنے کهینچنا ناممکن هی - پهر اُس قول کے مطلب سمجهنے میں جو غلطي هوسکتي هی جیسیکه حضرت موسی اشعري کو بکاء علی المیت کا مطلب سمجهنے میں هوئي اُسکا دور کرنا — اور اختلاف آرا کا مٹانا محال علی المحال تها — اسلیئے حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو جمع کرکے کها که تم رسول خدا صلعم کي بهت حدیثیں بیان کرتے هو اور اُن میں اختلاف کرتے هو اور تمهارے بعد کے لوگ بهت زیادہ اختلاف کرینگے پس تم رسول خدا صلعم سے کوئي حدیث نه بیان کیا کرو جو کوئي تم سے کچهه پوچهے تو کهدو که هم میں اور تمهارے میں الله کي کتاب یعني قران مجید هی *

ان الصدیق جمع الناس بعد وفاة نبیهم فقال انکم تحدثون عن رسول الله صلی الله علیه وسلم تختلفون فیها والناس بعدکم اشد اختلافاً فلاتحدثوا عن رسول الله شیئاً فمن سالکم فقولوا بیننا و بینکم کتاب الله - (جلد اول تذکرة الحفاظ ذهبي صفحه ۳)

حضرت عمر نے بهي بهت دفعه اور بهت لوگوں کو اُنحضرت سے حدیثوں کے روایت کرنے سے منع کیا اور کها که — حسبنا کتاب الله — یهاں تک که ایک دفعه اُنهوں نے بڑے عالم اور فقیهه تین صحابیوں کو یعني ابن مسعود اور ابو درداء اور ابو مسعود انصاري کو اسلیئے که وه اُنحضرت صلعم سے بهت سي حدیثیں روایت کیا کرتے تھے قید کردیا *

ان عمر حبس ثلثة ابن مسعود وابا الدرداء وابا مسعود الانصاري فقال اکثر تم الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم (جلد اول تذکرة الحفاظ ذهبي - صفحه ۷)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد جو زمانہ آیا اور جس میں مشاجرات صحابہ اور جنگ جمل اور جنگ صفین واقع ہوئي اور آخر کار دردناک واقعہ شہادت حسین علیہ السلام کا واقع ہوا — اور پھر بني أمیہ اور بني عباس کا زمانہ آیا وہ تو ایسا شور و شغب کا زمانہ — اور روایات پر بد اثر ڈالنے والا تھا جس کي خرابي بیان سے باہر ھی *

اس کے بعد زھاد اور شایقین فی الخیرات پیدا ھوئے اور اوروں کو بھي زھد و ریاضت و عبادت پر ترغیب دلانے کو اور قیامت کے عذاب کا ڈر جتلانے کو روایات ضعیف اور موضوع کے رواج پر مایل ھوگئے — اور چھوٹے چھوٹے اعمال سے جنت فردوس کا ملنا اور ادنی ادنی معصیت پر جہنم میں داخل ھونیکا وعظ کرنے لگے — یہہ سب رطب و یابس کتابوں میں جمع ھوگیا ھی اور اس زمانہ میں جو شک کا زمانہ ھی ھم تک پہونچا ھی *

خیر جو کچھہ ھوا وہ ھو چکا اب کیسا ھي افسوس کیا جاوے وہ مٹتا نہیں مگر اب ھمکو یہہ نکرنا چاھیئے کہ اُس رطب و یابس کو جو کچھہ موجود ھی مذھب اسلام اور اُس کي ھدایت سمجھہ کر اُسکو مدار اسلام اور عین مذھب اسلام قرار دیں بلکہ ھمارا یہہ فرض ھی کہ جو حدیثیں درایتاً ثابت نہیں جو اصلي کسوٹي سچ کے پرکھنے کي ھی اُنکو نہ پیغمبر خدا صلعم کي طرف منسوب کریں اور نہ اُن روایات ضعیف و موضوع کو اور اقوال شایقین فی الخیرات کو مذھب اسلام میں داخل کرکے مذھب کا ایک جزو قرار دیں اور قال رسول اللہ جب کہیں تو ھم غور کریں کہ ھم کس کي نسبت اس بات کو منسوب کرتے ھیں — یہہ سمجھنا کہ جو حدیثیں اور روایتیں اگلے عالموں اور زاھدوں نے کتابوں میں لکھي ھیں اُنھي پر ھمارا اعتماد ھي کافي نہیں بلکہ خود اسکو سوچنا اور سمجھنا واجب ھی کہ جس امر کو ھم رسول خدا صلعم کي طرف منسوب کرتے ھیں گو کہ اوروں نے کیا ھو اُسکا منسوب کرنا صحیح ھی یا نہیں کیونکہ جو وعید اُس امر کي رسول خدا صلعم کیطرف منسوب کرنے میں آئي ھی جو فی الحقیقت رسول خدا کي طرف منسوب نہیں ھی اِس تقلید کے سبب وہ اُس وعید سے محفوظ نہیں رہ سکتا — مسایل اجتہادیہ میں تقلید دوسري چیز ھی اور کسي امر کو رسول خدا صلعم کي طرف منسوب کرنا دوسري چیز ھی ھاں اِس میں کچھہ شبہہ نہیں کہ وعید تعمد کذب سے محفوظ رہ سکتا ھی مگر نہ کذب سے فقط *

راقـــــم
سید احمد

نمبر ۱۰

تہذیب الاخلاق
اور
اُسکے حامیوں کو مبارک باد

ھم نے تو مخدومي مولوي امدادالعلي صاحب اور مکرمي مولوي علي بخش خاں صاحب کے انتقال پر افسوس کیا تھا کہ بغیر اُنکے تہذیب الاخبار سونا رھیگا — مگر شکر ھی کہ ھمارا یہہ خیال غلط نکلا اخبار جریدہ روزگار مدراس میں مولوي وکیل احمد صاحب مقیم حیدرآباد نے نہایت طولاني آرٹیکل لکھا ھی اور بتایا ھی کہ پہلے سے بھي زیادہ لوگ تہذیب الاخلاق کے مقابل میں ھاتھ ھوتے کرنے کو موجود ھیں نورالافاق میں وہ خود تہذیب الاخلاق کے مخالف مضمون لکھا کرتے تھے اور اب بھي لکھینگے اس سے اُمید ھوتي ھی کہ نورالافاق بھي بجاے کانپور کے حیدرآباد یا مدراس سے جاري ھو اور تہذیب الاخلاق کے لیئے وھي دھوم دھام رھے جو پہلے تھي بلکہ اُس سے بھي زیادہ — مگر مولوي صاحب ممدوح کے خدا سے دعا مانگي ھی کہ خدا اُنکي زبان کو شعلہ دوزخ بنادے — وہ فرماتے ھیں —

عنایت کر مجھے آتش زباني * کہ لب تک لاسکوں راز نہاني
بتان سنگ دل کا جي جلادے * زباں کو شعلہ دوزخ بنادے

مگر اُنکو ایسي دعا کرني نہیں چاھیئے اور اپني زبان پر رحم کرنا چاھیئے *

سید احمد

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ھوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۱ ھجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۲

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۱۱

مرحوم تہذیب الاخلاق کا دوبارہ زندہ ہونا

ہمارے مولانا مولوي نذیر احمد صاحب نے جو احسان اپني فصیح و بلیغ تقریروں ' اور پرزور تحریروں ' اور بے نظیر لکچروں ' اور علمي اور اخلاقي اور مذہبي تصنیفوں سے قوم پر کیا ہی ' وہ سب جانتے ہیں — مگر تہذیب الاخلاق کا دوبارہ جاري کرانا بھي اُنھیں کا حصہ تھا — اُنھوں نے اب کے کانفرنس کے جلسہ میں اپني جادو بیاني سے لوگوں کو کچھہ ایسا دیوانہ کردیا ' کہ ہر شخص تہذیب الاخلاق تہذیب الاخلاق پکارنے لگا ' اور چاروں طرف سے اُس کے دوبارہ جاري کرنے کا شور مچ گیا — اُنھوں نے پرانے جلوں کو تازہ کردیا ' اور سوتے ہوئے بادہ محبت کو میکدہ کي یاد دلا دي — اس نشہ کے متوالے " ادرکاساً و ناولہا " پکارنے لگے — اور اس اُجڑے ہوئے چمن کي بلبلیں " باز ہوائے چمنم آرزوست " کا غل مچانے لگیں — بادہ خواروں کي یہہ ہل چل دیکھکر محتسبوں نے بھي درہ سنبھالا ' قمري و بلبل کا شور سنکر صیاد بھي دام و قفس درست کرنے لگے — غرضکہ ہمارے مولانا مولوی نذیر احمد صاحب نے فتنہ خوابیدہ کو پھر بیدار کیا اور میکدہ کا دروازہ کھول کر ایک ہاے و ہوے مچادي — دیکھیئے اس جوش کا انجام کیا ہوتا ہی اور مرحوم تہذیب الاخلاق کے دوبارہ زندہ ہونے سے قوم کي تمدني اور اخلاقي زندگي پر کیا اثر پہونچتا ہی — قوم اُسے کس نظر سے دیکھتي ہی ' اور اُسکا خیر مقدم کس طرح کیا جاتا ہی *

بعض لوگ یہہ خیال کرتے ہیں کہ زمانہ نے جو خیرالمودبین ہی ' مسلمانوں کي حالت ایسي بدل دي ہی ' کہ اب وہ اس قسم کے مضامین کے جنکي اشاعت اس پرچہ کا مقصود ہی محتاج نہیں رہے ' — نہ انگریزي تعلیم سے اب اُنھیں نفرت ہی ' نہ مذہبی تعصبات اب تعلیم کے مانع ہیں ' نہ آزادي اور ترقي سے اب اُنھیں مخالفت ہی ' نہ مغربي تہذیب اور یورپ کي شایستگي بري نظروں سے دیکھي جاتي ہی — مگر میں اسے نہیں مانتا اسلیئے کہ اس پرچہ کا مقصود محدود نہیں ہی بلکہ اُسکے اغراض

نہایت عام اور بہت وسیع ہیں — تہذیب الاخلاق تعلیم علمی اور عملی، تمدنی اور اخلاقی، دینی اور دنیاوی، باتوں پر حاوی ہی — ہر نقص کا دور کرنا، ہر قسم کی اصلاح کرنی، اور ہر طرح کی ترقی کی تدبیر بتانی اُسکا مقصود ہی — اور یہہ وہ چیزیں ہیں کہ جب تک دنیا میں قوم باقی ہی اِسکی محتاج رہیگی — سوائے اس کے اگرچہ مسلمانوں کی حالت زمانہ نے کسیقدر بدل دی ہی، اور اُن کے خیالات اور طبایع میں گو کچھہ تغیر پیدا ہوگیا ہی مگر سچ یہہ ہی کہ عام حالت اُن کی قریب قریب اُسی کے ہی جو اُسوقت تھی جبکہ یہہ پرچہ جاری ہوا تھا — اوہام اور رسوم کے مستحکم بند جس میں وہ جکڑے ہوئے تھے بدستور موجود ہیں — تعصب کا طوق گردن میں، تقلید کی زنجیر پاؤں میں، ابتک پڑی ہوئی ہی — جسمانی اور روحانی، دینی اور دنیاوی، باتیں ایسی باہم ملی جلی اور اولجھی ہوئی ہیں، کہ اُن کے سلجھانے کی کوششوں کا نتیجہ مایوسی ہی — زمانہ کی ترقی پذیر حالتوں کے لحاظ سے کسی قسم کے مفید تغیر کا نشان اُن میں پایا نہیں جاتا — تعلیم اور سایسنکی، خیالات اور حالات میں کسی قسم کی دل خوش کن ترقی معلوم نہیں ہوتی — سوسئیٹی کی منجملہ حالت جیسی تھی ویسی ہی ہی، کسی طرح کی تحریک اُس میں دکھائی نہیں دیتی — پولیٹکل اور سوشل جماعتیں روز بروز ضعیف اور کمزور ہوتی جاتی ہیں، اور صرف سازشوں کے لیئے رہ گئی ہیں — جسمانی اور دماغی قوتیں ایک دوسرے کے تباہ اور برباد کرنے میں صرف ہو رہی ہیں — علم اور مذہب کا جوش سوائے بیہودہ اور خفیف مسایل کے جھگڑوں، اور مفسدانہ اور جاہلانہ خیالات پر لڑنے کے، اور کہیں نظر نہیں آتا — تعلیم اور تربیت میں رہنمائی اور پیشوائی ایک طرف، کسی سوسئیٹی کی رفتار کے ساتھہ کافی بھی ہم چلتے ہوئے دکھائی نہیں دیتے — یورپ کی ترقی یافتہ قوموں کے ساتھہ مساوات کا کیا ذکر، اسی ملک میں جو ہم اپنی اور ہمرطن قوموں کی ترقی اور عروج کے ہم قدم پائے نہیں جاتے — ہماری غفلت وہی ہی جو آگے تھی، جو ہمارا تعصب وہی ہی جو اول تھا —

"ہست محفل بران قرار کہ بود
ہست مطرب بران ترانہ ہنوز"

وہی خیالات ہمارے دماغوں میں سمائے ہوئے ہیں جو تعلیم اور تربیت کے سیدھے طریقہ پر چلنے کے مانع تھے، وہی کیڑے ہمارے مذہب اور اخلاق اور معاشرت کی بنیاد کو کھا رہے ہیں جو اُن میں لگے ہوئے تھے — ہاں اس میں شبہہ نہیں ہی کہ زمانہ، یا تہذیب الاخلاق، یا لکچروں اور آرٹیکلوں، یا بعض ذی ہمت مسلمانوں کی مردانہ کوششوں نے، ایک خفیف سی تحریک ترقی کی بعض طبیعتوں میں پیدا کردی ہی، اور بعض جگہہ کچھہ غیر مستقل اور ناپایدار ذریعے تعلیم و تربیت کے قایم ہوگئے ہیں — مگر دل و دماغ کی منتشر قوتوں کے یکجا نہ ہونے، اور متفقہ طاقت کو کام میں نہ لانے، اور کسی ایک مرکز پر رجوع نہ ہونے سے، وہ بھی نا تمام اور ناقص حالت میں ہیں — ایسی صورت میں یہہ خیال نہایت غلط ہی کہ قوم ایسی تحریروں سے مستغنی ہی جو ان مہلک خیالات اور ان دردناک حالات کی اصلاح کریں *

بلکہ اگر ہم ذرا زیادہ غور، زیادہ انصاف، اور زیادہ ایمانداری سے نظر کریں تو ہمکو معلوم ہوگا کہ ہم نہ صرف پرانی بیماریوں میں مبتلا ہیں جن پر ہمارے طبیبوں کو توجہہ کرنی چاہیئے بلکہ بہت سی نئی بیماریاں ہم میں ایسی پیدا ہوگئی ہیں جو نہایت سخت اور مہلک ہیں — پرانی بیماریاں تو صرف جسمانی حالتوں پر اپنا اثر کرتی تھیں مگر نئے امراض سے جنکا زہر سارے کرہ ہوائی میں پھیلا ہوا ہی روحانی زندگی کے تلف ہونے کا خوف ہی اور اس لیئے ہم نہ صرف مشرقی امراض کے لیئے معالجہ کے محتاج ہیں بلکہ ہمکو ایسے طبیب کی ضرورت ہی جو ہمکو مغربی بیماریوں سے بھی بچاوے *

اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ زمانہ اور مغربی تہذیب اور انگریزی تعلیم اور انگریزی سوسئیٹی نے ہم مسلمانوں میں ایک نئی بیماری پیدا کردی ہی، جو تعصب اور جہل اور تقلید سے بھی زیادہ مہلک ہی، اور جس کا نام آزادی ہی — انگریزی تعلیم، اور مغربی تہذیب، اور یورپین خیالات سے پہلے مسلمانوں کی حالت دنیاوی اعتبار سے گو خراب تھی —، اور علم و دولت، شایستگی اور عزت، کے لحاظ سے گو وہ بہت ذلیل حالت میں تھے

مگر اسلام باقي تھا ' اسلامي عقاید دلوں میں جمے ہوئے تھے — اور گو محققانہ اور مجتہدانہ نظر سے دیکھنے میں کیسے ھي نقص اُن میں نکالے جاتے ' مگر تاھم وہ اپنے مذھب پر ثابت قدم تھے — اسلام کا ایک جوش اُن کے سینوں میں موجزن تھا ' فرایض اور واجبات کي پابندي سے اسلام کي صورت نظر آتي تھي ' مگر اب حالت دوسري ھی — انگریزي تعلیم نے ھمکو انگریزوں کي عمدہ خصلتوں ' پاکیزہ خیالوں ' مردانہ کوششوں ' اور شریفانہ عادتوں کا سبق تو دیا نہیں ' ھاں اُن کي ناپاک باتوں ' وحشیانہ چلن ' اور اخلاق کے تباہ کرنے والے طریقوں کا گرویدہ کرکے ' وہ افسوس ناک حالت پیدا کردي ھی ' جس کے لیئے خود یورپ اپني قوم پر ماتم کر رھا ھی ' اور جس کے مٹانے کے لیئے اُس ملک کے عالي ھمت اور دانشمند اور پاک دل لوگ نہایت سر گرمي سے مصروف ھیں — کیا تہذیب الاخلاق قوم کي نظر یا خدا کي نگاہ میں اسلامي صحیفہ اور مسلمانوں کے لیئے مفید سمجھا جاویگا - اگر مسلمانوں کو تاریک اور گہرے غار میں گرنے سے نہ بچاوے اور اسلامي عقائد کے بدلے ملحدانہ خیالات پیدا نہ ھونے کي کوشش تدبیر نہ کرے - کیا فائدہ ھوگا مسلمانوں کو اگر اُنھوں نے ابوحنیفہ اور شافعي کي تقلید چھوڑدي اور بے سمجھے ڈارون اور بریڈلا کے پیرو ھوگئے — اس میں شبہہ نہیں ھی کہ مسلمانوں کے موجودہ عقائد اور اخلاق ' اُن کے مراسم اور عادات ' بہت کچھہ خراب اور نہایت اصلاح کے محتاج ھیں ' اور اُن کي غفلت اور کاھلي ' تعصب اور غرور ' نہایت افسوس کے لایق ھی ' اور اُس سے اُن کو نکالنے کي بہت ضرورت ھی — مگر جن لوگوں نے قوم کي اصلاح کا بیڑہ اُٹھایا ھی اُن کا بڑا فرض یہہ ھی کہ ان بیماریوں کے معالجہ میں نہایت احتیاط کریں اور ایک دور اندیش تجربہ کار ڈاکٹر کي طرح اپنے بیمار کي حالت دیکھتے رھیں — میں نے ڈاکٹروں سے سنا ھی کہ کوئي دوا ایسي نہیں ھی جو ایک مرض کے لیئے مفید ھو مگر خود اُس سے کوئي دوسري بیماري پیدا نہ ھو — اس لیئے بڑا کام ایک لایق اور دور اندیش اور بھي خواہ ڈاکٹر کا یہہ ھی کہ صرف اُس بیماري کے دور ھونے پر قناعت نکرے جس کا وہ علاج کرتا ھو بلکہ وہ زھریلا اثر اُس سے پیدا نہ ھونے دے جو باطبع دواؤں سے پیدا ھوا کرتا ھی اور جو کبھي کبھي اصل بیماري سے بڑھکر مہلک ھوتا ھی - اس لیئے اگر تہذیب الاخلاق نے مسلمانوں کو اُن کي پراني بیماریوں سے اچھا کرنے کا کام اپنے ذمہ لیا ھی تو یہہ نہایت مبارک اور مردانہ کام ھی - مگر اُسی کے ساتھہ اُس کا یہہ بھي بڑا فرض ھی کہ وہ اُن نئے امراض کے روکنے کي کوشش کرے ' جنکو مغربي تہذیب اور انگریزي تعلیم پیدا کر رھي ھی اور جس کي وجہہ سے مسلمان اسلام کو خیر باد کہہ رھے ھیں — اگر یہہ کام اس اسلامي صحیفہ نے کیا ' بلاشبہہ وہ قوم کي نظر میں پسندیدہ ھوگا ' عمدہ طور سے اُس کا خیر مقدم کیا جاویگا ' مسلمانوں کي ترقي کا وہ نہایت اعلی ذریعہ ھوگا ' آنے والي نسلیں اُسے آنکھہ سے لگاویگي اور شکر کرینگي — لیکن اگر اُس نے نئي تعلیم اور نئي تہذیب کي برائیوں سے قوم کو نہ بچایا ' تو وہ بجاے برکت کے آفت ' اور بہ عوض رحمت کے مصیبت ھوگا — اور ایک ایسے گروہ کا پیدا کرنے والا سمجھا جاویگا ' جو اپنے دین اور عقاید سے بے خبر ' یورپ کے علوم اور فنون میں ناقص ' اپنے مذھبي مراسم کے تارک ' انگریزي ناپاک رسموں پر چلنے والے ھونگے

الا تری ان قوماً قد رزقوا من الفہم والتمیز قدراً ' فخرجوا بذلک من جملۃ العامۃ و لم یحصلوا في جملۃ الخاصۃ ' فہم لایعرفون اللہ حق معرفۃ ' ولا یعرفون الاخرۃ بلما واستبصاراً ' ولایرضون الدین تقلیداً وایماناً ' فہم مذبذبون بین ذلک لاالی ھؤلاء و لاالی ھؤلاء یوحي بعضھم الی بعض زخرف القول غروراً ' یعیبون الدیانات ویزرون علی اھلھا و یہلکون انفسھم و ھم لایشعرون -

" کیا تم نہیں دیکھتے کہ بعض لوگوں کو سمجھہ اور تمیز سے کچھہ حصہ ملا ھی اور اس وجہہ سے وہ عامیوں کے گروہ میں نہیں رھے لیکن خواص کے رتبہ تک بھي نہیں پہنچے - سو یہہ لوگ خدا کو پہچانتے ھیں لیکن اس طرح نہیں جو پہچاننے کا حق ھی - اور آخرۃ کو مجتہدانہ اور محققانہ طور سے نہیں سمجھتے - اور مذھب کو تقلید اور محض اعتقاد کے طور پر پسند نہیں کرتے - تو یہہ لوگ مذبذب ھیں - نہ ادھر کے نہ اودھر کے - یہہ لوگ مزخرف باتوں دھوکہ دینے کو لوگوں کو سناتے ھیں — سچے مذھب کو عیب لگاتے ھیں

اور اسکے معتقدوں کي عیب گیري کرتے ہیں اور اپني جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور جانتے تک نہیں *

مہدیعلي

از طرف اڈیٹر

ہم نہایت ممنون ہونگے اُن بزرگوں کے جو بتادیں کہ ہم کیا تدبیر کریں جس سے ہماري قوم میں اسلامي عقاید کے بدلہ ملحدانہ خیال پیدا نہوں — اور ڈارون اور بریڈلا کے پیرو نہ بنیں علم کلام کي کتابیں یوناني فلسفہ کے مقابل نہیں جو اب بیکار ہیں علوم جدیدہ کے مقابل میں علم کلام کي کوئي کتاب نہیں ہی اور یہہ کہدینے سے تو اب کام نہیں چل سکتا جیسیکہ ایک نہایت بزرگ فقیہہ و محدث نے فرمایا تھا کہ گو لاکھہ دلیلوں سے زمین کا گول ہونا ثابت ہو مگر تم چروس اور چوکھونٹي ہي یقین کیئے جاؤ *

نمبر ۱۲

دنیا کب بني اور کتني مدت میں

اور

مذہب اسلام سے اُسکي مطابقت

چہ شبہا نشستم دریں دیر گم * کہ حیرت گرفت آستینم کہ قم

خدا کے کارخانوں کو خداہي جانے بندہ کیا جان سکتا ہی — مگر جہانتک کہ موجودات عالم کے آثار سے اُس کا پتہ لگ سکتا ہی اُسیقدر جان سکتا ہی — وما اوتیتم من العلم الا قلیلا *

محققین علوم جدیدہ کا اس نظام شمسي کي نسبت جس میں ہم رہتے ہیں یہہ یقین ہی کہ ابتداء میں آفتاب ایک بھڑکتا ہوا شعلہ تھا اُس کي حرارت بہت ہي تیز تھي — مرور دہور میں اُس کي حرارت کم ہوتي گئي اور وہ سکڑتا اور چھوٹا ہوتا گیا — اور اس سبب سے اُس کے مادے میں گاڑھاپن آگیا — اور حرکت کي تیزي کے سبب اُس میں سے چند ٹکرے ٹوٹکر دور دور چلے گئے اور اُسکے گرد چکر کھانے لگے *

اسوقت تک ظاہر ہوا ہی کہ آفتاب میں سے گیارہ ٹکرے ٹوٹے ہوئے ہیں جنسے ہمارا نظام شمسي بنا ہی اور جو کواکب سیار کہلاتے ہیں اور آفتاب کے گرد پھرتے ہیں — جنکے یہہ نام ہیں — عطارد — زہرہ - زمین — مریخ — وسطہ - جولس — سریس — پالس — مشتري - زحل — جرجیس *

جو ٹکرے ٹوٹکر دور چلے گئے تھے اور اُن میں مادہ بھي زیادہ تھا اُن میں سے پھر ٹکرے ٹوٹے اور اُنھیں کے گرد پھرنے لگے - چنانچہ جرجیس سے چھہ ٹکرے ٹوٹے جو اُس کے گرد پھرتے ہیں اور اُس کے قمر کہلاتے ہیں — اور زحل سے سات ٹکرے ٹوٹے جو اُس کے گرد پھرتے ہیں اور اُس کے قمر کہلاتے ہیں — اور ایک بطور حلقہ کے اُس کے گرد بنگیا ہی — اور مشتري سے چار ٹکرے ٹوٹے جو اُس کے گرد پھرتے ہیں اور اُس کے قمر کہلاتے ہیں - اور زمین سے ایک ٹکرا ٹوٹا جو اُس کے گرد پھرتا ہی اور اُس کا قمر کہلاتا ہی *

زمین جسپر کہ ہم بستے ہیں اُس کي حالت دریافت کرنے پر کسیقدر انسان کو قابو تھا چنانچہ زمین کو کھودکر اُسکے طبقات کا حال دریافت کیا ہی اور ہر ایک طبقہ کے بہ لحاظ اُن کي حالتوں کے جدا جدا نام رکھے ہیں جیسیکہ نقشہ مشمولہ سے ظاہر ہوتا ہی *

کل طبقات جو کہ معلوم ہوئے ہیں اُن کي موٹائي ایک لاکھہ تیس ہزار فیٹ یا پچیس میل ہی اور یہہ ایکسو ستھواں حصہ اُس فاصلہ کا ہی جو سطح زمین سے مرکز زمین تک ہی — یعني کل موٹائي زمین کي سطح زمین سے اُس کے مرکز تک دو کرور آٹھہ لاکھہ فٹ ہی جس میں سے ایک لاکھہ تیس ہزار فیٹ اُن طبقات کي موٹائي ہی جو معلوم ہوئے ہیں اور اُس بھڑکتے ہوئے شعلہ کے نصف قطر کي موٹائي جس پر مذکورہ بالا طبقات بنے ہیں دو کرور چھہ لاکھہ ستر ہزار فیٹ ہی طبقات معلومہ چارسلسلوں میں تقسیم کیئے گئے ہیں پہلے سلسلہ میں تین طبقے ہیں *

اول طبقہ کا نام "لارنشین" ہی اور یہہ سب طبقوں سے زیادہ قدیم طبقہ ہی اور اِس کي موٹائي تیس ہزار فیٹ ہی *

دوسرے طبقہ کا نام "کیمبرین" ہی اور اس طبقہ کي موٹائي اٹھارہ ہزار فیٹ ہی *

نقشہ تحقیقات طبقات الارض حسب علم جیالوجی

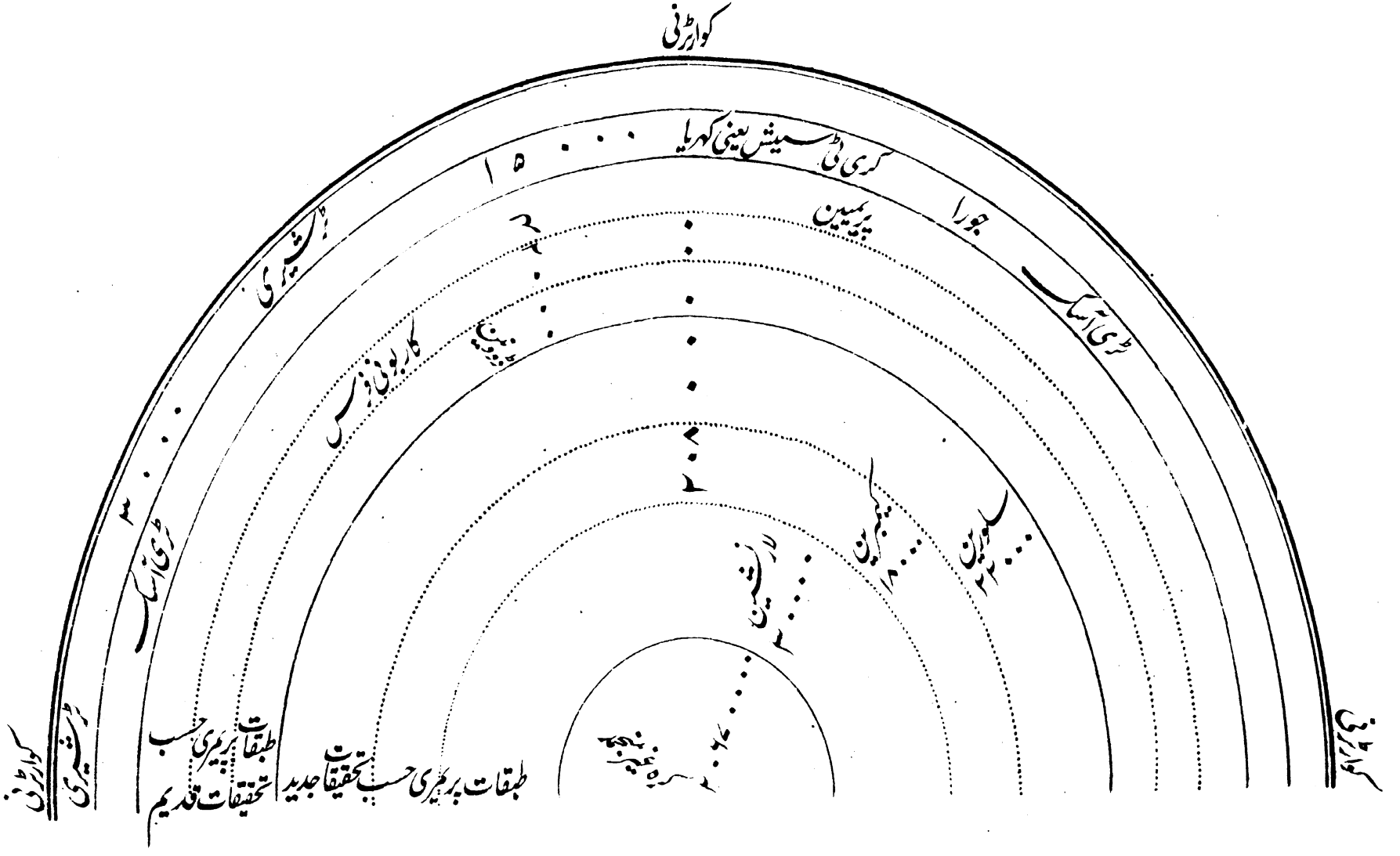

تیسرے طبقہ کا نام "سلورین" ہی اور اس طبقہ کی موجودہ بائیس ہزار فیٹ ہی اگلے علماء جیالوجی کو ان طبقوں کا حال اچھی طرح معلوم نہیں تھا اس لیئے قدیم علماء نے ان طبقوں کا کچھ نام نہیں رکھا مگر علماء متاخرین نے جب اُنکو اس کا کچھ زیادہ حال معلوم ہوا تو اُنھوں نے ان تینوں طبقوں کا مجموعی نام طبقہ ابتدائی یا "پلیزوایک ایپک" رکھا اور ہم ان طبقوں کا نام طبقہ ابتدائی تحقیقات جدید قرار دیتے ہیں *

سب سے نیچے کے طبقے "لارنشین" میں خفیف الحیات جانداروں کے نشان معلوم ہوتے ہیں — جنکو "اوزبن کیلا ٹنس" کہا گیا ہی — یہہ ایک ایسی جاندار شے تھی جو گھونگے کی قسم کی تھی — اور جو ایک سخت خول کے اندر رہتی تھی اور بعد کو وہ سب پتھر ہو گئی *

مگر یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اِن قدیم بناوٹوں میں بسبب کثرت حرارت اور دباؤ کے ایسے تموئے نکیفے دار بنگئے ہیں کہ اُن جانوروں کے پتھر شدہ خولوں اور تھوؤں میں پورتوں کا کچھہ نشان نہیں پایا جاتا *

"کیمبرین" کے اور "سلورین" طبقے کے نیچے کے حصے میں جانداروں کے نشان کثرت سے ملتے ہیں — خصوصاً "سی ویڈ" جو ایک ادنی قسم کے سمندری سوار کی مانند ہی — اور اُس کے بالائی حصہ میں بہت سی جاندار چیزیں پائی جاتی ہیں — جیسے کہ "کرس ٹی سیا" جو گھونگے سے بھی ایک ادنی چیز ہی اور چند قسم کے گھونگے اور چند قسم کی مچھلیاں — ان میں سے اُس قسم کا گھونگا جسکو "لنگولا" کہتے ہیں اور جو "سلورین" طبقہ میں پایا گیا ہی ویسا ہی اب بھی بغیر کچھہ زیادہ تبدیلی کے موجود ہی — "سلورین" طبقہ میں وہی امور اثر کرتے تھے جو اب بھی اثر کر رہے ہیں — اور موجودہ حالتیں اُس میں بھی تھیں — مینہہ برستے تھے — ہوائیں چلتی تھیں — دریا بہتے تھے — موجیں چٹانوں سے ٹکرا تی تھیں — گھونگے زندہ رہتے تھے اور مر بھی جاتے تھے — کیکڑے اور ریت کے کھڑے کناروں پر جو موج کے چلے جانے کے بعد خشک ہو جاتے تھے رینگتے تھے — اسی طرح سے جیسا کہ آج کل حال ہی *

دوسرا سلسلہ اُن تین طبقوں کا ہی جو مقدمین علما جیالوجی کو معلوم ہوا تھا اور اس لیئے اُنھوں نے اِن تینوں طبقوں کا مجموعی نام پریمری یعنی طبقہ ابتدائی رکھدیا تھا کیونکہ اِس سے پہلے طبقوں کا حال اُن کو معلوم نہیں ہوا تھا — مگر ہم اس طبقہ کا نام طبقہ ابتدائی تحقیقات قدیم قرار دیتے ہیں — اس سلسلہ میں تین طبقے ہیں *

اول "ڈوونین" یعنی پرانے سرخ ریتیلے پتھر کا طبقہ *

دوم "کاربونی فرس" یعنی جس طبقہ میں پتھر کا کویلا ہی *

سوم "پرمین" یعنی نئے سرخ ریتیلے پتھر کا طبقہ *

اِن تینوں مجموعی طبقوں کی موٹی تقریباً بیالیس ہزار فیٹ کے ہی — اس میں "فرن" کے جنگل اور مچھلیاں بہت کثرت سے تھیں جو "ڈوونین" اور "پرمین" طبقوں کے پرتوں میں پائے جاتے ہیں *

"فرن" متعدد صورت کے درخت ہوتے تھے جن کے تنے بہت موٹے ہو جاتے تھے اور اُن کے پتے بھی موٹے موٹے ہوتے تھے اور اُنھیں درختوں کی ٹہنی اور تنے جو پتھر کی طرح ہوگئے ہیں وہی پتھر کا کوئلا کہلاتا ہی *

تیسرا سلسلہ جو علماء قدیم کے نزدیک دوسرا ہی وہ ہی جس میں ٹریاسک یعنی ایک قسم کی پتھر شدہ ہڈیاں اور جبرا یعنی ایک قسم کا پتھر اور "کریٹی شس" یعنی کھریا موجود ہی اور اُسکی موٹائی پندرہ ہزار فیٹ ہی اور اس طبقہ میں رینگنے والے جانور پائے جاتے ہیں اور جو نباتات ان طبقوں میں پائی جاتی ہی وہ "فرن" یا "سی ویڈ" کے سوا ہی جو پہلے طبقہ میں تھے — بلکہ بیج والے درخت ہیں جن پر موٹا چھلکا نہیں ہی اور اس طبقہ میں "پلے سی او سارس" اور "اک تھائی او سارس" اور بڑے بڑے بد شکل پانی کے جانور پائے جاتے ہیں — زمین کے بڑے جانور جیسے کہ "ڈنوساری" — میدانوں میں تھے اور ایک عجیب جانور "ٹروڈیک ٹائیلس" مگر کی صورت گوشت خوار اور اُڑنے والا جانور تھا — اور رینگنے والے جانوروں کے جھنڈ جو آج کل کی چھپکلیوں اور مگروں اور کچھوؤں کے ہم نسل تھے سمندر اور زمین پر کثرت سے موجود تھے —

چند علامتیں شیر خوار جانوروں اور پرند جانوروں کي پائي جاتي ہیں *

چوتھا سلسلہ وہ ہی جس کو قدیم علما نے "ثر شیري" قرار دیا تھا یعني تیسرا سلسلہ جس کا اوپر کا حصہ "اوسین" کے نام سے نامزد کیا جاتا ہی اور نیچے کا حصہ "پلے اوسین" کے نام سے — اس طبقہ میں شیر خوار جانور اور ریڑہ کي ہڈي رکھنے والے جانور بہت کثرت سے پائے جاتے ہیں — اور آج کل جو نسلیں حیوانات اور نباتات کي ہیں وہ بہت کثرت سے پیدا ہوتي تھیں اور ایسے درخت پائے گئے ہوں جن کے بیج گٹھلي میں ہیں اور اس طبقہ کي موٹائي تین ہزار فیٹ ہی *

علماء قدیم کي تحقیقات کے مطابق تیسرے طبقہ کے بعد کا اور علماء جدید کي تحقیقات کے مطابق چوتھے طبقہ کے بعد کا جو طبقہ ہی وہ "کوارٹرني" کہلاتا ہی اور یہہ وہ زمین کا طبقہ ہی جو آج کل کي بناوٹ کا سب سے بالائي طبقہ ہی اور جس میں انسان اور جانوروں کي نسلوں کا وجود پایا جاتا ہی جو آج کل موجود ہیں یا اِس سے پیشتر کسي زمانہ میں معدوم ہو چکي ہیں *

علم جیالوجي میں ہر ایک طبقہ کي بناوٹ کا علیحدہ علیحدہ زمانہ قایم کیا ہی — اُس کي رو سے زمین کے کل طبقات جو اُس بھڑکنے والے شعلہ کے اوپر بنے ہیں جو زمین کے بیچ میں ہی بیس کروڑ برس کے عرصہ میں بنے ہیں اور اس حساب سے آج سے بیس کروڑ برس پہلے دنیا کا وجود پایا جاتا ہی — اس کي تعداد کہ وہ آفتاب کا بھڑکتا ہوا شعلہ جس سے ٹوٹکر زمین بني ہی کب سے تھا خدا کے سوا کسیکو معلوم نہیں *

انسان کے وجود کا پتہ ادنی حالت میں "ثرشیري" زمانہ میں پایا جاتا ہی اور ڈھائي لاکھ برس سے اُس کي عمدہ حالت کے نشان پائے جاتے ہیں اور اُس کي بنائي ہوئي چیزیں پتھر اور ہڈي وغیرہ کي ملي ہیں *

ہندو دنیا کي پیدایش کي مدت کو اپنے مذہب میں داخل سمجھتے ہیں اور اُس کي ابتدا کو برہما کي پیدایش سے مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ برہما کا ہر ایک دن نئي دنیا کے پیدا ہونے کا نیا دن ہوتا ہی *

اُنہوں نے مدت کا حساب کرنے کو کلپ قرار دیئے ہیں اور ہر کلپ کا زمانہ ساٹھہ ہزار آٹھہ سو پینتالیس برس اور کئي دن کا ہوتا ہی — اور اکہتر کلپ کے چار جگ ہوتے ہیں — ان چاروں جگوں کي مدت تینتالیس لاکھہ بیس ہزار برس کي ہی — اُس کے بعد ایک مُن پیدا ہوتا ہی جو برہما کا فرزند کہلاتا ہی اور جب چودہ مُن اس طرح پر گذرجاتے ہیں تو برہما کا ایک دن ہوتا ہی — یعني چھہ کروڑ چار لاکھہ اسي ہزار برس کا *

اس زمانہ میں برہما کي عمر کا اکہاون واں دن ہی یعني برہما کي عمر کے پچاس دن گذر چکے ہیں جس میں چھہ مُن ہوچکے اور ساتویں مُن میں سے ستائیس کلپ گذر گئے اور اٹھاٹھسویں کلپ میں سے تین جگ اور چوتھے جگ میں سے چار ہزار آٹھہ سو نواسي برس پس آخر سنہ ۱۸۹۳ ع کو دنیا کي عمر تین ارب دو کروڑ تہتر لاکھہ چھیاسي ہزار سات سو چھبیس برس کي تھي *

پس چودہ مُن پورا ہونے میں سات مُن جس کے برسوں کي تعداد تین کروڑ دو لاکھہ چالیس ہزار ہوتي ہی اور تینتالیس کلپ جن کي مدت چھبیس لاکھہ سولہ ہزار تین سو پینتیس ہوتي ہی اور اکہتروں کلپ میں سے پچپن ہزار نو سو چھپن برس باقي ہیں جسکا مجموعہ تین کروڑ اُنتیس لاکھہ بارہ ہزار دو سو اکیانوے ہوتا ہی — جب یہہ مدت ختم ہو جاویگي تو پرلو ہوگي اور اُسوقت برہما کا ہاون واں دن شروع ہو جاویگا اور پھر دنیا رچ جاویگي اور جوکہ برہما کي عمر کي کچھہ انتہا معلوم نہیں ہی اس لیئے معلوم نہیں کہ کوئي ایسا زمانہ بھي آویگا کہ دنیا نرہے اور سب چیز فنا ہو جاوے *

اہل کتاب یعني یہودیوں اور عیسائیوں نے دنیا کي عمر کو بہت ہي گھٹا دیا ہی — اُن کے مذہب کي بنیاد توریت کے بیان پر ہی اور توریت سے جو مدت نکلتي ہی وہی دنیا کي پیدایش کي مدت قرار دیتے ہیں مگر توریت کے مختلف نسخے ہیں - یوناني - سامري — اور عبري - اُن میں بھي آپس میں کچھہ کچھہ اختلاف

ہی اور اس سبب سے دنیا کے پیدا ہونے کي مدت میں اختلاف نکلتا ہی *

یوناني توریت سے دنیا کے پیدا ہونے کي مدت سات ہزار چار سو ستاسي برس معلوم ہوتي ہی اور سامري توریت کي رو سے چھہ ہزار چار سو آٹھہ اور عبري توریت کي رو سے چھہ ہزار ایک سو اٹھارہ برس — مگر انگریزي مورخوں نے اس سے بھي کم کیا ہی اور آج تک دنیا کي عمر پانچ ہزار آٹھہ سو ستانوے برس کي قرار دي ہی *

علماے اسلام نے دنیا کے پیدا ہونے کا وہ زمانہ اختیار کرلیا ہی جو یوناني توریت سے نکلتا ہی — مگر یہہ اُن کي محض غلطي ہی قرآن مجید یا کسي معتبر حدیث میں بیان نہیں ہوا ہی کہ دنیا کو پیدا ہوئے کتني مدت ہوئي اور اس لیئے کوئي مدت دنیا کے موجود ہونے کي جو علوم جدیدہ سے تحقیق ہو وہ مذہب اسلام کے برخلاف نہیں — اس امر کي نسبت جو بحث علي بن احمد بن سعید بن حزم نے اپني کتاب ملل و نحل میں کي ہی ہم اُس کو اس مقام پر لکھتے ہیں *

قال و اما اختلاف الناس في التاریخ فان الیہود یقولون الدنیا اربعۃ الاف سنۃ والنصاری یقولون الدنیا خمسۃ الاف سنۃ واما نحن فلا نقطع علی علم عدد معروف عندنا و من ادعی في ذالک سبعۃ الاف سنۃ اواکثر و اقل فقد کذب وقال ما لم یات قط عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہو لفظہ تصح بل صح عنہ علیہ السلم خلافہ بل یقطع علی ان للدنیا امداً لایعلمہ الا اللہ عزوجل — قال تعالی ما اشہدتہم خلق السموات والارض ولا خلق انفسہم — وقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انتم في الامم قبلکم الا کالشعرۃ البیضاء في الثور الاسود او الشعرۃ السوداء في الثور الابیض ہذا عنہ علیہ السلم ثابت وہو علیہ السلام لایقول الا عن الحق وقال تعالی وعاداً وثمود اً واصحاب الرس وقرونا بین ذالک کثیرا وہو علیہ السلم لایسامح لشيء من الباطل لاباعیاً ولابغیرہ فہذہ نسبۃ من تدبرہا وعرف مقدار عدد اہل الاسلام ونسبۃ ما بایدیہم من معمور الارض فانہ الاکثر علم ان للدنیا عدداً لایحصیہ الا الخالق تعالی —
(جلد اول صفحہ دوم ورق ۸۳)

باقي رہا لوگوں کا اختلاف تاریخ میں تو یہودیوں کا قول ہی کہ دنیا چار ہزار برس کي ہی اور نصاری کہتے ہیں کہ پانچ ہزار برس کي — لیکن ہم لوگ کسي خاص عدد پر یقین نہیں کرتے اور جو شخص سات ہزار یا اس سے کم اور زیادہ کا دعوی کرتا ہی وہ جھوٹا ہی اور ایسي بات کہتا ہی جسکي نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک لفظ بھي منقول نہیں — بلکہ آنحضرت سے اس کے خلاف ثابت ہی — بلکہ ہمارا یقین ہی کہ دنیا کی مدت کو بجز خدا کے اور کوئي نہیں جانتا — خدا نے کہا تم آسمان اور زمین کي پیدایش کے وقت موجود نہ تھے بلکہ اپني پیدایش کے وقت بھي اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا قول ہی کہ تمہاري مثال اگلي اُمتوں کے مقابل میں ایسي ہی جیسے سیاہ بیل کے جسم میں ایک سفید بال — یا سفید بیل کے جسم میں ایک سیاہ بال — یہہ حدیث آنحضرت سے ثابت ہی اور آں حضرت کا ارشاد بجز حق کے اور کچھہ نہیں ہوسکتا — اور خدا نے کہا کہ " عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور انکے درمیان بہت سے قرن تھے " — اور آں حضرت کسي ایسي چیز کے متعلق مسامحہ نہیں فرماسکتے جو غلط ہو — نہ بسبب قصر البیاني کے اور نہ اور کسي سبب کے پس یہہ ایک ایسي نسبت ہی کہ جو شخص اسپر غور کرے اور مسلمانوں کي گنتي کو جانے اور یہہ جانے کہ ان کے قبضہ میں کسقدر زمین کي آبادي ہی (کیونکہ زیادہ تر انھي کے ہاتھہ میں ہی) تو وہ جان لے گا کہ دنیا کي گنتي کو بجز خدا کے کوئي شخص نہیں شمار کرسکتا *

علامہ ابن حزم نے جو یہہ بات لکھي ہی کہ دنیا کي کتني ہي عمر تحقیق ہو اسلام کے کچھہ مخالف نہیں ہی اسکو ہم تسلیم کرتے ہیں مگر در اصل اسبات کو بیان کرنا ہی کہ قران مجید میں جو چھہ دن میں دنیا ومافیہا کا بنانا بیان ہوا ہی اُسکا کیا مطلب ہی اور جب تک اُسکا مطلب نہ بیان کیا جاوے قران مجید و تحقیقات علوم جدیدہ میں مطابقت کا ہونا نہیں کہا جاسکتا اور اس امر کو انشاءاللہ تعالی ہم دوسرے آرٹیکل میں بیان کرینگے *

سید احمد

نمبر ۱۳

ھربرٹ اسپنسر کی فلاسفی

تمہید از طرف راقم

ھر باغ میں پھولوں اور پھلوں کی مختلف فصلیں ھوتی ھوں - کبھی گلاب - کبھی بیلا - کبھی چنبیلی - کبھی شبو - کبھی کیتکی - کبھی آم - کبھی امرود — کبھی بھی - کبھی نارنگی — کبھی کیلا — یہہ گونا گونی باغ پر منحصر نہیں ھی — تمام عالم کا یہی حال ھی — یہاں روز و شب انقلابوں پر انقلاب اور تغیروں پر تغیر ھوتے ھیں - فانوس خیال کا رنگ ھی — جو وقت جس چیز کے لیئے مناسب ھوتا ھی اُسیوقت اُس چیز کے ھونے کے اسباب فراھم ھوجاتے ھیں — اور وہ چیز شب عدم سے صبح وجود میں آجاتی ھی - کہکشان - سورج - زمین - زھرہ - مشتری سب یوں ھی پیدا ھوئے ارضیات - نباتات - حیوانات بھی اسی طرح بنے - پہاڑ سے لیکر ذرہ تک بڑ سے لیکر کائی تک اور ھاتی سے مچھر تک ھر شے اُسیوقت پیدا ھوتی ھی جب اُس کے ھونے کا وقت آجاتا ھی اور اُس کا سبب تام موجود ھوچکتا ھی — نہ کبھی کوئی چیز قبل از وقت ھوتی ھی نہ ھوسکتی ھی — نہ کوئی شی بعد از وقت رھتی ھی نہ رہ سکتی ھی *

اِنسان بھی جز عالم ھی اور جو تغیرات عالم میں ھو رھے ھیں یہہ بھی اُن میں سے اپنا حصہ اوتا ھی اور اُس کے جسم کی مانند اُس کے مرغوبات اور معلومات بھی باختلاف اسباب بدلتے رھتے ھیں - اُسکے مرغوبات اور معلومات تقاضاے وقت اور حالت سے پیدا ھوتے ھیں اور اُن کے موافق ھوتے ھیں - اودھر اسباب میں تغیر آیا ادھر مرغوبات اور معلومات کا بھی رنگ بدلا - جیسے ممکن نہیں ھی کہ مرغ قبلہ نما بے مانع کے قبلہ کی طرف نہو ایسا ھی ممکن نہیں ھی کہ حالات اور معلومات میں مناسبت نہو - دیکھیئے کبھی مٹھائی بھاتی ھی کبھی نمک کبھی سنگار پسند آتا ھی کبھی سادگی - کبھی ترانے بھلے لگتے ھیں کبھی خاموشی - کبھی گرمی مزہ دیتی ھی کبھی سردی - وجہہ یہی ھی کہ جسکے پسند آنے کے اسباب موجود ھوتے ھیں وہ چیز پسند آنے لگتی ھی اودھر پسند آنے کے اسباب گم ھوئے ادھر پسند غایب — معلومات کی بھی یہی کیفیت ھی — کبھی منقولات لبھاتے ھیں کبھی معقولات — اور معقولات میں سے کبھی طبیعات بھلی معلوم ھوتی ھی کبھی ریاضی اور کبھی فلسفہ بالمعنی الاخص اور فلسفہ میں بھی کبھی ایک حکیم کی رائیں دل میں کھب جاتی ھیں کبھی دوسرے کی *

یہہ تقاضاے حالات نہیں ھی تو کیا ھی کہ اس زمانہ میں جو لوگ طبیعات اور کیمیا اور علم الارض اور علم الحیاۃ اور علم النفس سے آگاہ ھوتے ھیں جب وہ فلسفہ کی طرف آتے ھیں تب کلیہ کون و فساد اُن کے لیئے بہت ھی دل فریب ھوتا ھی اس کلیہ کو تاروں نے نباتات اور حیوانات پر منطبق کیا ھی اور حکیم اسپنسر نے جملہ کائنات پر — یورپ اور امریکا کے اھل علم کلیہ مذکور کی بابت تھوڑا یا بہت ضرور جانتے ھیں اور بنظر و استدلال اُس کو قبول کرتے ھیں یا رد لیکن میرے ملک کے اھل علم میں اُس کا علم اب تک شایع نہیں ھی اسلیئے میں چاھتا ھوں کہ کلیہ کون و فساد کی بابت حکیم اسپنسر نے جو کچھہ اپنی نامور کتاب میں لکھا ھی اُسکا خاکہ اُردو میں یوں کھینچوں کہ اصول مسایل سادی عبارت میں بیان ھوں اور مطلب سمجھنے میں علوم طبعیہ وغیرہ کی بہت سی اصطلاحوں سے آگاھی کی ضرورت نہو - نہ تو میں لفظی ترجمہ کرونگا نہ حکیم حاذق کے تمام مسئلوں کو بیان کرونگا — صرف چیدہ دلربا خیالوں کو پاک و صاف اُردو میں ادا کرونگا - تاکہ اھل علم اُن سے آگاہ ھوں اور بنظر و استدلال حکیم موصوف سے اتفاق یا اختلاف کرسکیں *

و ھذا ماقال اسپنسر

(۱) مذھب و علم

ھر شر میں کچھہ خیر ھوتی ھی اور ھر جھوٹ میں کچھہ سچ — اسکو کلیۃ اکثر عاقل مانتے ھیں — لیکن جب کسی کے عقیدوں کو جانچتے ھیں تب وہ کلیہ دل سے بھلا دیتے ھیں اور ذرا نہیں سوچتے کہ جو عقیدے اب بالکل

غلط نظر آتے ہیں اُن میں کچھہ راستی ضرور ہوگی اگر کوئی عقیدہ واقع کے مطابق نہو تو اُسکو ردی جانکر نظر انداز نکرنا چاہوئے بلکہ سوچنا چاہیئے کہ آخر کوئی بات تو اس عقیدہ میں تھی جسنے اُسکو معتقد کے دل میں بیٹھا دیا — بلا سبب تو کوئی بات دل میں جم ہی نہیں جاتی — عقیدہ ہوجانیکا ضرور سبب چاہیئے — اور غالبا یہی سبب ہوگا کہ معتقد کو چیزوں کے جو تجربے ہوتے رہتے تھے وہ عقیدہ اُن تجربوں کی رو سے واقع کے مطابق تہا — ایسا ہوا ہوگا کہ نہایت ناقص اور اہمال مطابقت کو معتقد نے کافی سمجھہ لیا ہوگا — مگر یہہ نہیں ہوسکتا کہ عقیدہ کو واقعیت سے لگاؤ ہی نہو — اگر واقعیت سے لگاؤ نہونے پر بھی کوئی عقیدہ ممکن ہوتا تو لازم آتا کہ ایک بات کا بھی معتقد تمام ناممکنات کا معتقد ہو جاوے *

بیہودہ ترین روایت بھی کسی واقعہ کی نقل ہوتی ہی اگر واقعہ نہو تو امکان نہیں ہی کہ روایت گڑلی جاوے † —

تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیز ہا

یہہ تو ہوتا ہی کہ ٹیڑھی ترچھی شعاعیں نازک اندام — حسین — متناسب الاعضا کی پرچھائیں کو تکلیف کریہ المنظر — ڈراونا کردکھائیں لیکن یہہ نہیں ہوسکتا کہ سایہ دار نہو اور سایہ پڑے — بے سبب کے مسبب اور بے جرم کے سایہ عقل انسانی باور نہیں کرسکتی — ایسا ہی یہہ بھی ہوتا ہی کہ واقع سے دور کرنے والی حکایت اور توڑنے مروڑنے والی افواہ در افواہ کسی بات کو واقع کے خلاف بیان کرے — لیکن یہہ نہیں ہوسکتا کہ بے واقع کے روایت بنجاوے — مادہ ہی نہو تو صورت کون قبول کرے *

آدمی کے سب عقیدوں کا یہی حال ہی — بے واقعیت کے لگاؤ کے نہ کوئی عقیدہ پیدا ہوا ہی نہ ہو سکتا ہی جب تک معتقدوں کو ایسے تجربے نہیں ہوتے جنسے عقیدوں کا واقع کے مطابق ہونا دل میں نہ جم جاوے تب تک وہ ہرگز کسی عقیدے پر اعتقاد نہیں کرتے — یہہ اور بات ہی کہ مطابقت اصل میں تھی یا نہ تھی — یا تھی تو کافی تھی یا اہمال — مگر معتقد کے تجربہ کے موافق اتنی ضرور تھی کہ جس سے وہ عقیدہ دل میں بیٹھہ گیا — ممکن ہی کہ مطابقت واقع کا شایبہ اب بھی اُس عقیدہ میں پایا جاتا ہو *

جتنا ہی کسی عقیدہ کا طول یا عرض بڑھتا جاوے اوتنا ہی اُس عقیدہ کے راستی پر مبنی ہونیکا احتمال بڑھتا جاتا ہی † *

جن عقیدوں کو لہوکہا آدمی ہزار ہا برس سے مختلف ملکوں میں مانتے چلے آتے ہیں اُن میں راستی کا آنس ہونا تو بہت ہی غالب بلکہ یقینی ہی — آج کل یہہ مسلم ہی کہ اگر ہمارے اندرونی اذعانوں اور بیرونی سانحوں میں گونہ مطابقت نہو تو جینا ناممکن ہی اور مسئلہ مذکور کے ماننے کی وجہہ سے یہہ بھی ماننا پڑتا ہی کہ ہمارے اذعانوں کا اکثر حصہ فی الجملہ سچ یعنی واقع کے مطابق ہی اور دونوں مسئلوں مذکور کے ماننے کی وجہہ سے اسبات کا ماننا بھی ناگزیر ہوتا ہی کہ وہ عقیدے جنکے لہوکہا آدمی معتقد ہیں ہرگز بے بنیاد نہیں اور جو شخصی غلطیاں کہ اُن عقیدوں کی بابت ہیں اگر وہ چھانٹ دی جاویں تو باقی کے مطابق واقع ہونے کا احتمال بہت ہی قوی ہو جاتا ہی — یہہ اعتراض کہ بہت سے لوگ عقیدوں کو سنکر مان لیتے ہیں اپنے ذاتی تجربوں سے کبھی نہیں دیکھتے کہ اُن میں واقع کی مطابقت ہی کہ نہیں — اسوجہہ سے معتقدوں کی کثرت ہرگز اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ عقیدہ سچا ہوگا بجا نہیں ہی اس لیئے کہ صرف وہی عقیدے بلاتجربے سنکر مان لیئے جاتے جو سامعین کے اور موجودہ

† عقیدہ کے طول سے میری مراد مختلف زمانوں میں اُس کے معتقدوں کا موجود ہونا ہی یا اُس کے عقیدہ کی عمر ہی اور عقیدہ کے عرض سے ایک ہی زمانہ میں مختلف ملکوں میں اُس عقیدہ کے ماننے والوں کا موجود ہونا ہی اس میں شبہہ نہیں کہ عقیدہ کے لیئے جو وجدانی حالت ہی طول و عرض کی صفت اختراع کرنا نئی بات ہی — مگر ادائے مطلب کے لیئے وہ ایسے مختصر اور کار آمد لفظ ہیں کہ میں نے اُن کے ایجاد کی جرأت کی ہی — (۱۲ منہ)

† الفاظ مرویہ کے غلط معنی یا مراد سمجھنے سے بھی بغیر وقوع کسی واقعہ کے روایت گڑھ لی جاتی ہی (ایڈیٹر)

عقیدوں سے ملتے جلتے ہوتے ہوں اور جن میں ذاتي تجربہ کي حاجت نہیں ہوتي اور ملنا جلنا ہونا بالواسطہ اسبات کو ثابت کرتا ہی کہ سنا ہوا عقیدہ واقع کے مطابق ہوگا - ممکن ہی کہ یہہ ثبوت کافي نہو لیکن ایک قسم کا ثبوت تو ہی — (باقي آیندہ) *

(کرامت حسین)

نمبر ۱۴

روح

السلام علیکم — آپکو دیکھکر تو میري روح خوش ہوگئي - روح ! کیا ابتک آپ روح ہي کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں ؟ وہ زمانہ تو گیا جب روح کا جال پھیلا ہوا تھا — جہالت کے زمانہ میں جب نہ انسان کے دماغ کو نہ علوم و فنوں کو ترقي ہوئي تھي روح ہي روح تھي - پہاڑ میں — درخت میں - سمندر میں - آسمان میں - زمین میں — چاند سورج ستاروں میں — گنگا مائي - جمنا مائي — سب میں روح مانني جاتي تھي — جب انسان میں بھي روح مانتے تھے - وہ جہالت کا زمانہ گیا اب کیسي روح — البتہ پیروں کے ملفوظات میں اُن کے مریدوں کا لکھا ہوا پاؤگے کہ حضرت کے پاس سمندر کي روح آتي ہی — جس مکان میں رہتے ہیں اُسکي روح بھي آتي ہی مردوں کي روحیں آتي ہیں — حضرت بڑے پیر کي روح آتي ہی — آج آپ کي زبان سے بھي روح کا لفظ سنکر مجھکو نہایت تعجب ہوا *

حضرت پھر میں کیا کہتا ؟ یہہ کہتے کہ دل خوش ہوا - میں بھي مادي - تم بھي مادي — دل بھي مادي مادہ مادہ سے ملکر خوش ہوا - روح کا ڈھکوسلا کیسا ! *

حضرت کیا دنیا میں کوئي غیر مادي چیز نہیں ہی؟ نہیں — تعجب ! میں تو بہت سي غیر مادي چیزیں دنیا میں دیکھتا ہوں *

خوب ! تو آپ بڑے روشنضمیر ہیں — میاں جبتک مادہ سے مادہ نہیں ملتا یعني ایک مادہ دوسرے مادہ کو نہیں چھوتا یا نہیں ٹکراتا کوئي حرکت پیدا نہیں ہوسکتي اور نہ کوئي جوش اُبھرتا ہی — دیکھو یہہ میرا ہاتھہ ہی جبتک تمہارا ہاتھہ اس سے نہ ٹکراوے یہہ ہٹ نہیں سکتا - یہہ کاغذ میرے ہاتھہ میں ہی جبتک ہوا اسکو نہ لگے ہل نہیں سکتا *

بھلا حضرت مقناطیس لوہی سے تو الگ رہتا ہی پھر اگر اُس میں روح نہیں تو لوہے کو کیونکر کھینچ لیتا ہی *

میاں کبھي تم نے الکٹرسٹي کا تماشہ دیکھا ہی ؟ دھات کے تار یا ٹکرے میں سے بجلي نکلتي ہی اور ایتھر میں ہوکر دوسري چیز میں چلي جاتي ہی اور اُسکو ہلا دیتي ہی — اسیطرح مقناطیس میں سے اُسي قسم کي ایک چیز نکلتي ہی اور ایتھر کے ذریعہ سے لوہے تک پہونچتي ہی اور لوہے کو کھینچ لیتي ہی اور جو کہ کوئي مادہ کسي دوسرے مادہ کے چھوئے بغیر حرکت نہیں کرتا پس مقناطیس کي قوت بھي ایتھر میں ہوکر لوہے کو چھوتي ہی اور مقناطیس لوہے کو کھینچ لیتا ہی احمق سمجھتے ہیں کہ اُس میں روح ہی *

اب تم دیکھو کہ اگر ہم — مقناطیس اور لوہے میں ایک ایسي چیز آڑ کردیں جس میں سے پار ہوکر ایتھر مقناطیس کي قوت کو لوہے تک نہ پہونچاسکے یا مقناطیس کو لوہے سے دور رکھیں تو مقناطیس لوہے کو نہیں کھینچیگا - کیوں نہیں کھینچ سکتا ؟ اسلیئے کہ مادہ نے کسي ذریعہ سے مادہ کو چھوا نہیں *

اچھا حضرت میں نے غلط کہا کہ آپ کو دیکھکر میري روح خوش ہوئي — اب میں یہہ کہتا ہوں کہ میرا دل خوش ہوا — میں بھي مادي ہوں میرا دل بھي مادي ہی آپ بھي مادي ہیں — مگر نہ آپنے مجھکو چھوا تھا نہ میںنے آپ کو پھر میرا دل کیوں خوش ہوا ؟ *

میاں یہہ سب بے علمي اور ناسمجھي کے خیالات ہیں - انسان میں بھي وہي چیز ہی جو مقناطیس میں ہی اور جس طرح مقناطیس سے وہ قوت ایتھر کے ذریعہ سے

لوہے تک پہونچتي ہی اسیطرح وہ قوت آنکھوں سے ایتھر کے ذریعہ سے محبوب چیز کو جاکر چھوتي ہی اور دل میں حرکت پیدا ہوتي ہی جسکو تم خوشي سے تعبیر کرتے ہو اگر وہي شخص جسکو تم دیکھکر خوش ہوئے تمہارے گلے لگ جاوے تو تمکو بہت زیادہ خوشي ہوگي — اگر کوئي ایسي ! تمہارے سامنے آوے جس سے تمکو زیادہ رغبت ہو تو زیادہ دل خوش ہوگا — اگر وہي تمہارے گلے لگ جاوے تو قوت مقناطیسي بہت زیادہ حرکت میں آوے *

حضرت تو آپکا یہہ مطلب ہی کہ دنیا میں بجز مادي چیزوں کے کوئي غیر مادي چیز نہیں ہی - ؟ ہاں یہي مطلب ہی *

حضرت یہہ تو صحیح نہیں ہی — آپ مادہ کس کو کہتے ہیں ؟ جس میں طول عرض اور عمق اور ثقل ہو اُسکو ہم مادہ کہتے ہیں خواہ وہ آنکھہ سے دکھائي دے یا نہ دکھائي دے — ہوا کو سب مادہ مانتے ہیں پھر کیا وہ دکھائي دیتي ہی — اگر روشني کے شعلہ میں اور ہم میں ایتھر کا مادہ نہو تو روشني بھي ہم تک نہ پہونچے غرضکہ جبتک خود مادہ یا کسي ذریعہ سے دوسرے مادہ تک نہ پہونچے تو کوئي جدید حالت مادہ میں نہیں پیدا ہوسکتي *

جناب یہہ تو سب سچ ہی مگر غیر مادي چیزیں بھي دنیا میں موجود ہیں — پرچھائیں دنیا میں موجود ہی اور وہ مادہ نہیں کیونکہ اُس میں عرض اور طول ہی عمق اور ثقل نہیں - غرضکہ جو تعریف آپ نے مادہ کي کي تھي اُس سے خارج ہی *

اسکو جانے دو علم اور خیال کیا چیز ہی محض ایک انکشاف ہی جس کا نہ عرض ہی نہ طول نہ عمق اور نہ اُس میں ثقل اور کچھہ شک نہیں کہ دنیا میں موجود ہی اور ہم جانتے ہیں کہ فلاں شخص کو فلاں چیز کا علم ہی عشق کیا چیز ہی ؟ معشوق سامنے ہو یا اوجھل میں — ایک شہر میں ہو یا پر شہر میں بلکہ زندہ بھي نہو مگر عشق موجود ہی اور ہم جانتے ہیں کہ فلاں شخص کو فلاں شخص سے عشق ہی جسکے لیئے نہ طول کہہ سکتے ہیں نہ عرض نہ عمق نہ ثقل — پس کیونکر کہا جاسکتا ہی کہ جو چیزیں مادي نہیں وہ دنیا میں موجود نہیں — اور جب غیر مادي چیزوں کا دنیا میں موجود ہونا تسلیم کیا جاوے تو کیا وجہہ ہی کہ روح کو بھي جسے ہم غیر مادي کہتے ہیں دنیا میں موجود ہونا نہ مانا جاوے *

میاں جن چیزوں کا تم نے بیان کیا وہ تو مادہ کے خواصوں میں سے بعض خاصہ ہیں جو اُس کے ساتھہ موجود ہیں اور غیر مادي چیزیں موجود فی العالم نہیں ہیں *

حضرت اول تو آپ کو ثابت کرنا چاہیئے کہ علم اور خیال اور عشق اور مثل اس کے بہت سي چیزیں جو انسان اور حیوان میں پائي جاتي ہیں وہ خواص مادہ سے ہیں اور اگر خواص مادہ سے ہیں تو وہ کیوں نہیں اسیطرح ہر مادہ کے ساتھہ پائي جاتیں جیسے کہ عرض و طول و عمق اور ثقل *

حضرت اول آپ اسبات کو ثابت نکرسکیں گے اور اگر آپ یہہ کہیں کہ جو مادہ انسان اور حیوان میں ہی اُس مادہ کے خواص میں سے یہہ سب چیزیں ہیں تو ہم یہہ کہینگے کہ یہہ تو صرف نام کي تبدیلي اور لفظي بحث ہی جس کو ہم روح کہتے ہیں اُسیکو آپ غلطي سے خواص مادہ انساني کہتے ہیں — رہي یہہ بات کہ منفرداً عن المادہ بھي اُس کا وجود دنیا میں ہی یا نہیں - ہم کہتے ہیں کہ اُس کا ہونا اُس کے نہونے سے زیادہ تر قرین عقل ہی - کیونکہ اول تو مادہ کسي ایسي چیز کو پیدا نہیں کرسکتا جو غیر مادي ہو اور جبکہ خواص مادہ میں سے اُس کا ہونا ثابت نہیں ہوسکتا تو ضرور وہ ایک چیز علحدہ ہی جو مادہ میں مل گئي ہی اور اسي سبب سے اُس کي زیادہ حقیقت کا بجز اس کے کہ قل الروح من امر ربي اور کچھہ بیان نہیں ہوسکتا *

راقم
سید احمد

نمبر ۱۵

نقل اور عقل میں مخالفت

اس مقام پر نقل سے مراد وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور قول رسول صلعم سے جس کي پورے طور پر صحت ہوگئي ہو پائے جاتے ہوں اور عقل سے وہ امور مراد ہیں جو مباحث عقلي یا تحقیقات علوم طبیعات سے پائے گئے ہوں *

ہمارا تو یہہ عقیدہ ہی کہ ورڈ آف گاڈ یعني کلام الٰہي اور ورک آف گاڈ یعني خدا کے کام میں کبھي مخالفت نہیں ہوسکتي — یہي اعتقاد ہمارا حدیث نبوي کي نسبت ہی بشرطیکہ وہ روایتاً اور درایتاً ثابت ہوئي ہو *

مگر اس مقام پر ہمکو اس امر پر زیادہ بحث مقصود نہیں ہی بلکہ صرف یہہ بات دکھاني ہی کہ اور عالموں کا اسمیں کیا قول ہی چنانچہ اس امر کي نسبت ابن تیمیہ اور ابن رشد کے اقوال اور شریف مرتضی علم الہدی کا قول جو بہت بڑے عالم شیعہ مذہب کے ہیں نقل کرتے ہیں اور اُن کو سمجھنا اور اُن پر غور کرنا اور کوئي راے قرار دینا پڑھنے والوں پر چھوڑتے ہیں — مگر اتنا بتادیتے ہیں کہ ابن تیمیہ کي راے کا یہہ نتیجہ ہی کہ نقل کو عقل پر مقدم کیا جاوے کیونکہ وہ دلیل عقلي کا نقل کے خلاف ہونا محال سمجھتا ہی — ابن رشد کا یہہ خیال ہی کہ اگر نقل پر بخوبي غور کیا جاویگا اور اُس کے ما سبق اور ما لحق پر خیال کیا جاویگا تو خود نقل سے ظاہر ہوگا کہ وہ مؤل ہی اور اُس کے بعد عقل اور نقل میں مخالفت نہیں رہیگي — شریف مرتضی کي یہہ راے ہی کہ عقل کو مقدم رکھنا چاہیئے اور اگر نقل کسطرح اُس کے مطابق نہو تو اُس کو چھوڑ دینا اور سکوت کرنا چاہیئے *

چنانچہ یہہ ہیں اقوال اُن تینوں عالموں کے

قول ابن تیمیہ

پس اگر کوئي کہے کہ جب یقیني دلیل عقلي سمعي دلیل کے خلاف ہو تو دونوں میں سے ایک کو مقدم کرنا ناگزیر ہوگا پس اگر سمعي دلیل مقدم کي جاوے تو اصل کے خلاف ہوگا اور عقلي دلیل مقدم کیجاوے

فلو قال قایل اذا قام الدلیل العقلي القطعي علی مقاضة هذا (السمعي) فلابد من تقدیم احدهما فلو قدم هذا السمعي قدح في اصله وان قدم العقلي لزم تکذیب الرسول فیما علم بالاضطرار انه جاء به وهذا هو الکفر الصریح فلابد لهم من جواب عن هذا والجواب عنه انه یمتنع ان یقوم عقلي قطعي یناقض هذا فنقول ان کلما قام علیه دلیل قطعي سمعي یمتنع ان یعارضه قطعي عقلي —
(کتاب العقل والنقل لابن تیمیه صفحه ۱۹)
نسخه قلمي

تو رسول کو جھٹلانا لازم آویگا ایسي بات میں جسکي نسبت اضطراري علم ہے کہ رسول نے فرمایا ہی اور یہہ کھلا ہوا کفر ہی پس اسبات کا اُنکو جواب دینا چاہیئے اور جواب یہہ ہی کہ یہہ بات ناممکن ہی کہ کوئي یقیني عقلي دلیل سمعي دلیل کے خلاف ہو پس ظاہر ہوگیا کہ جس بات پر یقیني سمعي دلیل قایم ہو محال ہی کہ یقیني عقلي دلیل اُسکے خلاف ہو *

قول ابن رشد

اور ہمکو پورا یقین ہی کہ جس بات پر دلیل ہو اور ظاہر شرع اُسکے خلاف ہو تو وہ ظاہر عربي کے قانون تاویل کے موافق قابل تاویل ہوگا اور یہہ قضیہ ہی جس میں کسي مسلم اور مومن کو شک نہیں ہوسکتا اور اُس شخص کو اس قضیہ کا یقین کتنا بڑہ جاتا ہی جس نے اُسکي مشق اور تجربہ کیا ہو اور معقول اور منقول میں جمع کرنا چاہا ہو — بلکہ ہمتے کہتے ہیں کہ جب کوئي ظاہر شرع اُس بات کے خلاف ہو جس پر دلیل قایم ہوچکي ہی تو ایسا نہیں ہی کہ جب شرع کا لحاظ کیا جاوے اور اُسکے تمام حصوں میں تلاش ہو تو شرع کے لفظوں میں ایسا ظاہر نہ ملے کہ اُس تاویل کے موافق ہو جو ظاہر شرع کي تاویل کي ہی اگر بعینہ ایسا نہ ہوگا تو اُس کے قریب ہوگا *

ونحن نقطع قطعا ان کل ما ادی الیه البرهان و خالفه ظاهر الشرع ان ذالک الظاهر یقبل التاویل علی قانون التاویل العربي وهذه القضیة لایشک فیها مسلم ولایرتاب بها مومن وما اعظم ازدیاد الیقین بها عند من زاول هذا المعنی و جربه وقصد هذا المقصد من الجمع بین المعقول والمنقول بل نقول انه ما من منطوق به فی الشرع مخالف بظاهره لما ادی الیه البرهان الا اذا اعتبر الشرع وتصفحت سایر اجزایه وجدفي الفاظ الشرع مایشهد بظاهره لذالک التاویل اویقارب ان یشهد —
کتاب فصل المقال و تقریر مابین الشریعة والحکمة من الاتصال لابن رشد —

قول شریف مرتضی

اعتقادات میں بس اُنہیں باتوں پر اعتماد کرنا چاہیئے جو دلیلوں سے اثباتاً یا نفیاً ثابت ہوں پس جب دلیلیں کسی بات پر دلالت کریں پس واجب ہی کہ جو خبریں ظاہر میں اُسبات کے خلاف ہوں اُن خبروں کو ہم اُس بات کی طرف کھینچ لاویں اور اُس سے مطابق کردیں اور اُن خبروں کے ظاہر کو چھوڑدیں اور مطلق ہوں تو شرط لگادیں اور عام ہوں تو خاص کردیں اور مجمل ہوں تو تفصیل کردیں اور جس راہ سے ہو اُن خبروں میں اور دلیلوں میں مطابقت کردیں *

اور جب ہم قران کے ظواہر کی نسبت جنکی صحت یقینی ہی اور جنکا نازل ہونا قطعی ہی ایسا کرتے ہیں تو اخبار احاد کی بابت جو علم اور یقین کا موجب نہیں ہوتیں ایسا کرنے میں کیوں روکینگے پس جب تجھپر خبریں وارد ہوں تو اُنکو دلیلوں سے مقابلہ کر اور جو مقتضا دلیلوں کا ہو اُن خبروں کی نسبت وہی برتاو کر اور اگر اُنکی تاویل اور نکالنا اور اوتارنا نہ ہوسکے تو

اعلم ان المعول فیما یعتقد علی ماتدل الادلة علیه من نفي واثبات فاذا دلت الادلة علی امرمن الامور وجب ان نبني کل وارد من الاخبار اذا کان ظاهره بخلافه علیه ونسوقه الیه ونطابق بینه وبینه ونخلي ظاهرها ان کان له ونشرط ان کان مطلقا ونخصه ان کان عاما و نفصله ان کان مجملا ونوفق بینه وبین الادلة من کل طریق *

اقتضی الموافقه وآل الی المطابقة و اذا کنا نفعل ذلک ولا نحتشمه فی ظواهر القران المقطوع علی صحته المعلوم وردوه فکیف نتوقف عن ذلک فی اخبار احاد لاالوجب علما ولاانشمر یقینا فامتی وردت علیک اخبار فاعرضها علی هذه الجمله وابنها علیها فما فعل فیها ماحکمت به الادلة الواجبة الصحیح العقلیه وان تعذر فیها بتاویل وتخریج وتنزیل فلیس غیر الاطراح لها و ترک التصریح علیها واواقتصرنا علی هذه الجملة لاکتفینا فهمن تدبر ویتفکر —

درر غرر شریف مرتضی
علم الهدی

نمبر ۱۶

محاصرہ غرناطہ

التماس تمہیدی

لارڈ بائرن لقب جو ایک نہایت نامور شاعر اور ناولسٹ یعنی قصہ نویس انگلستان کے تھے اور جنکے فرزند ارل لقب ہندوستان کے ویسرائے اور گورنر جنرل رہے ہیں اُنہوں نے ایک ناول جس کا نام لیلی رکھا بطور ایک قصہ تاریخی کے تحریر فرمایا تھا — اُس کتاب میں اُنہوں نے جو واقعات بیان کیئے ہیں وہ مبنی اُن تاریخی حالات پر ہیں کہ جنکی وجہ سے اسپین کے عیسائی بادشاہ فرڈیننڈ نے عرب کے مسلمانوں کو بالآخر غرناطہ کا محاصرہ کرکے اور فتح کرکے سنہ ۱۴۹۱ ع میں کلیۃ اسپین سے نکالدیا ایفریقہ کے شمال و مغرب کے کونہ پر ملک مراکو واقع ہی کہ وہاں ابتک بفضلہ تعالی مسلمانوں کی سلطنت ہی اور وہاں کے لوگ مغربی کہلاتے ہیں اور وہاں کے مسلمانوں کو اقوام یورپ بلقب مور یا مراکو کے نامزد کرتے ہیں — یہہ لوگ اُن مسلمان عرب فاتحان کی اولاد ہیں کہ جو بعد فتح اُس ملک کے اول صدی ھجری میں بس گئے اور وہیں کی اقوام میں بیاہ شادی کرکے وہاں آباد ہوگئے — پس لفظ مور یا مراکو اِن لوگوں کا نام یورپ میں مشہور ہی *

جن واقعات پر کہ یہہ ناول مبنی ہی اُن کا مفصل حال تواریخ ملک اسپین سے ظاہر ہوتا ہی مگر ناظرین کی سہولیت کے لیئے نہایت مختصر طور پر چند واقعات بیان کیئے جاتے ہیں کہ جنسے یہہ ناول سمجھہ میں آجاویگا *

بنی اُمیہ کے خاندان کے خلیفہ الولید کے زمانہ میں اُس کے جرنیل طارق نے ماہ اپریل سنہ ۷۱۱ ع میں اُس مضبوط پہاڑی قلعہ کو جو اسپین کے جنوب میں سمندر کے کنارہ اُس آبنائے پر واقع ہی کہ جو مابین ایفریقہ اور اسپین کے ہی فتح کیا اور اُس زمانہ سے اُسکا نام جبل الطارق جو یورپ کی زبانوں میں خراب ہوکر جبرالٹر ہوگیا ہی قرار پایا اور اُس کے بعد مسلمانوں کی برابر اسپین کے مختلف ممالک پر سلطنت بڑھتی گئی اور آخر کو دو بڑی سلطنتیں

سید احمد

مسلمانوں کي قایم ہوگئیں یعني ایک سلطنت قرطبہ اور دوسري سلطنت غرناطہ جو کہ سنہ ۱۲۳۸ ع میں اصل سلطنت مسلمان بادشاہان اسپین سے الگ ہوکر قایم ہوگئي تھي — بعد بڑے بڑے انقلابات کے آخر کو مسلمانوں کي عملداري صرف اس سلطنت غرناطہ پر رہ گئی تھي — اس سلطنت کا بادشاہ علي ابوالحسن سنہ ۱۴۶۳ع میں تخت پر بیٹھا اور سنہ ۱۴۸۳ع میں اُسکا فرزند ابو عبداللہ (جسکو انگریز بو عبدل کہتے ہیں اور جس کا ذکر اس ناول میں ہی) جانشین ہوا — مگر اُسکا چچا عبداللہ الزغل اپنے بھتیجے سے دشمني سے پیش آیا اور سلطنت میں ہمیشہ رخنہ انداز رہا — یہانتک کہ سنہ ۱۴۹۱ ع میں جبکہ ابوعبداللہ غرناطہ کا بادشاہ تھا فرڈیننڈ بادشاہ جو اسپین کے ایک ٹکڑہ کا عیسائي بادشاہ تھا اور اُس نے ایک دوسرے عیسائي صوبہ اسپین کي ملکہ ایزیبلا سے نکاح کرکے نہایت قوت حاصل کرلي تھي اُسنے سنہ ۱۴۹۱ع میں شہر غرناطہ کا جو اسپین کے مسلمانوں کا دارالخلافہ تھا محاصرہ کرکے فتح کیا اور مسلمانوں کو قطعا اسپین سے نکال دیا کہ وہ پھر عبور آبنائے جبرالٹر کرکے ایفریقہ کے اُس شمالي مغربي حصہ میں جسکو مراکو کہتے ہیں آنکر آباد ہوگئے *

الغرض مسلمانوں کي عملداري ملک اسپین میں جسکو ہسپانیہ بھي کہتے ہیں اور عربي میں اندلس کے لفظ سے تعبیر ہوتا ہي سنہ ۷۱۱ع سے سنہ ۱۴۹۱ ع تک یعني سات سو اسي برس تک مسلمانوں کي سلطنت قایم رہي اور اس عرصہ میں چند مسلمان خاندانوں کي سلطنت اور حکومت وہاں ہوئي اور اُن کے زمانہ میں ہر قسم کے علوم وفنون اور سامان معیشت اور عیش میں ایسي نمایاں ترقي ہوئي کہ یورپ کي جملہ اقوام کے مورخین اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ اسپین کے مسلمانوں کے علوم و فنون کي ترقي کي بدولت یورپ میں شایستگي اور سویلزیشن اور طرح طرح کے علوم و فنوں شایع ہوئے کہ جنکي یورپ کے برابر قدر کي اور اُنکو خود اسقدر بڑھایا کہ یورپ اب اس اعلی درجہ کے مرتبہ سویلزیشن پر پہونچ گیا — جو ناول کہ لارڈ بلور لٹن نے تحریر فرمایا ہی اُس سے اسپین اور علی الخصوص غرناطہ کے مسلمانوں کا حال بخوبي عیاں ہوتا ہی اور اُنہوں نے تاریخي واقعات کو بطریق قصہ اس خوبي عبارت سے بیان کیا ہی کہ گویا اُس زمانہ کے مسلمانوں کے پولیٹکل اور سوشیل حالات کي تصویر کھینچي ہی کہ جس سے اُن کي علمي اور تمدني اور اخلاقي حالت آنکھہ کے سامنے گذر جاتي ہی — اس ناول کو میں نے ایسا سمجھا کہ اُس کے پڑھنے سے ہماري قوم مسلمانان ہند کو فائدہ ہوگا بلکہ ایسي دلبستگي ہوگي کہ اُس سے اُن کو عبرت ہونے کي توقع کي جاسکتي ہی — بعض میرے ذي وقعت احباب نے جنکے علم اور لیاقت کي معاملات تصنیف میں نہایت قدر ہی اُنہوں نے یہہ راے دي کہ میں اس اپنے ترجمہ کو تہذیب الاخلاق میں فصلاً فصلاً چھپواوں کہ اس سے دو فائدے مترتب ہیں اول تو یہہ کہ اسپین کے مسلمانوں کے آخري حالات تاریخي دلچسپي کے ساتھہ معلوم ہونگے اور دوسرے یہہ کہ جو لوگ کہ اُردو لٹریچر کو ترقي دینا چاہتے ہیں اور زبان انگریزي نہیں جانتے اُن کو اس مختصر ناول کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ انگریزي میں ناول لکھنے کا طرز و انداز کیا ہی — جو ترجمہ کہ میں نے کیا ہی وہ حتی الوسع اسقدر لفظي ہی کہ جو شخص اصل انگریزي کتاب کو پڑھنا چاہے اُس کو بھي اِس ترجمہ سے مدد ملیگي — اُردو کے محاورے کي رعایت رکھي گئي ہی مگر اس امر پر زیادہ توجہ کي گئي ہی کہ جو طرز ادا سے سخن لارڈ بلور لٹن نے خود اختیار کیا ہی اور جو استعارات وہ خود رنگیني عبارت کے لیئے کلام میں لائے ہیں اُن میں تغیر و تبدل نہ کیا جاوے کیونکہ ایسي تبدیلي کرنے سے کیفیت ترجمہ باقي نہیں رہتي *

لیلي

باب (۱) فصل (۱)

جادو گر اور سپہ گر

سنہ ۱۴۹۱ع میں گرمي کا موسم تہا کہ فرڈیننڈ بادشاہ اور ملکہ ایزیبلا کي فوجوں نے شہر غرناطہ کا محاصرہ کیا — بہت رات نہیں گئي تھي کہ اندلس کي صاف ہوا میں ہسپاني غنیم کے عظیم الشان اور پر شور خیمہ گاہ پر سہانني چاندني چھٹک رہي تھي — سوا لوا دا پہاڑوں کي برفاني

چوٹیوں پر اُسکی دھندلی جھلک پڑتی تھی — اس روپہلے منظر کے سامنے نیچے کے میدان کا پرفضا سبزہ نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا — اس پر لطافت میدان کے سبزہ پو انسان کی بربادیوں نے کچھہ اثر نہیں کیا تھا *

مراکو کے بازاروں میں ابھی تک کہیں کہیں لوگوں کے مجمعے دکھائی دیتے تھے — بعضے تو ایسے طمانیت سے تاروں کی تن تن یا عربی داستان گو کی دل آویز کہانی پے غل و غش سن رہے تھے کہ گویا اُنکو شہر کے محاصرہ اور لڑائی کی خبر تک نہیں ہوئی — بعضے ایسے پرجوش اشارے کرکر باتیں کررہے تھے کہ مشرقی لوگ جو تمکنت اور سنجیدگی کے عادی ہوتے ہیں ہو محل اور موقع پر نہیں کیا کرتے — مگر جتنی کہ ان عام مجمعوں کی جگہیں تھیں جہاں آدمیوں کے جمگھٹ جمع تھے اوتنا ہی زیادہ باقی شہر کے سنسان اور چپ چاپ پڑے ہونے کا اثر دل پر ہوتا تھا *

اسوقت ایک شخص آنکھیں نیچی کیئے ہوئے اور دونوں ہات اپنے چغہ کے اندر ڈالے ہوئے (جو اتنا نیچا تھا کہ اُسکے پاؤں تک لٹکتا تھا) بازار میں تن تنہا جاتا نظر آیا — اور وہ ایسی دھن میں تھا کہ اُن چیزوں کو جو اُسکے ارد گرد تھیں دیکھتا تک بھی نہ تھا — مگر لوگوں کے وہ متفرق گروہ جن میں یہہ شخص اپنی دھن میں رفتہ رفتہ چلا جاتا تھا ایسی دھن میں نہ تھے *

ایک شخص نے کہا " اللہ اکبر ! یہہ تو العامن جادوگر ہی " *

دوسرے نے داڑھی پر ہات پھیرکر کہا " اسی نے بوعبدل کی جوانمردی پر اپنے ملکر کی کنجی سے قفل لگادیا ہی اگر دورے بس میں ہو تو میں اسکا سینا قاس کردوں " *

تیسرا جھجک کر بولا " لوگ کہتے ہیں کہ اسنے وعدہ کرلیا ہی کہ جب آدمیوں سے کچھہ نہ ہوسکے گا تو غرناطہ کی طرف سے جن لڑینگے " *

چوتھا نہایت سنجیدگی سے بڑے دانشمندوں کی سی شکل بناکر بولا گویا کہ وہ غیب کی بات جانتا تھا — " اللہ اکبر ! جو ہی سو ہی ! جو ہوگا سو ہوگا ! " ان لوگوں کے دل میں کچھہ ہی ہو — خواہ اُنہر اس شخص کا رعب ہو یا اس سے نفرت ہو یا اُس سے ڈرتے ہوں یا اُسے کچھہ اسرار کہتے ہوں — اس میں کچھہ شک نہیں جدھر کو العامن بڑھتا تھا اودھر سے لوگ ہٹتے جاتے تھے اور اُسکے لیئے رستہ کردیتے تھے — اور اُن باتوں کو جو اُسکے کان پڑنے کے لایق نہ تھیں چھپا دیتے تھے - زقاطین کے محلہ میں سے نکلکر جو بڑے بازار کے دونوں طرف واقع تھا اس مشہور ساحر نے ایک پیچدار اور تنگ و تاریک گلی میں پھر کر راہ لی اور آخر کو اُس فصیل پاس آپہونچا جو کہ محل اور قلعہ الحمرا کے گرد کھنچی ہوئی تھی *

دروازہ کے پہرہ والے نے اُسکو سلام کیا اور چپکے سے اندر آنے دیا — چند لمحے کے بعد اُسکا قد و قامت درختوں کے جھرمٹ میں غایب ہوگیا — یہاں جابجا عربی فواروں کی دھاریں چاندنی میں چمکتی نظر آتی تھیں — اور اس باغ کے اوپر الحمرا کا بلند قلعہ کھڑا تھا اور داہنی طرف شنجرفی برج دکھائی دیتے تھے جنکی اصلیت کا حال پرانی سے پرانی تاریخ سے بھی نہیں کھلتا *

العامن نے یہاں دم لیا اور اس پر فضا منظر پر آنکھہ ڈال کر بولا " کیا باغ ارم اس سے زیادہ دلربا ہوگا ؟ اور کیا ایسی پر لطافت جگہہ قتحمند نصرانی پائمال کرسکینگے ؟ کیا مضائقہ ہی ؟ ایک مذہب کا دوسرا مذہب دشمن ہوتا ہی ایک قوم دوسری قوم کے در پے ہوتی ہی - مگر وہ زمانہ بھی چلاآتا ہی جبکہ گذری باتیں پھر سامنے آوینگی اور سب سے پرانے مذہب اور سب سے پرانی قوم کی سلطنت پھر ہوگی — ہاں ہماری قوم کا بول بالا پھر بلند ہوگا اور ہماری حکومت کا ڈنکا پھر بجے گا " *

ان خیالوں سے وہ ساحر چپ ہورہا اور دیر تک بغور ستاروں کو دیکھتا رہا — جتنی رات گذرتی جاتی تھی اُتنے ہی ستارے زیادہ ہوتے جاتے تھے — اُنکی روشنی لہراتے ہوئے پانی پر گرتی تھی اور انواع انواع کے درختوں کے پتوں پر روپہلا رنگ ڈالتی تھی جو سب دم سادھے کھڑے تھے *

اُس کی نظر اسقدر ٹکٹکی باندھے ہوئے تھی اور اُس کا دل اِن خیالات میں ایسا لگا ہوا تھا کہ اُسکو مراکو کے ایک شخص کے پاس آجانے کی خبر تک نہ ہوئی - اس شخص کے چمکتے ہتیاروں اور برف کے سے سفید عمامہ پر بیش بہا

زمرد جڑے ہوئے تھے اور اُن کی چمک دمک سارے باغ میں دکھائی دیتی تھی *

اس شخص کا قد اپنی قوم کے لوگوں کے معمولی قد سے بڑا تھا — مراکو کے آدمی اکثر دبلے پتلے پست قامت ہوتے ہیں - گو کہ یہہ شخص اپنی قوم میں قوی ہیکل گنا جاتا تھا مگر اُس کا قد و قامت ایسا نہ تھا کہ ہسپانیہ کے نامور پہلوانوں کی برابری کرتا - اُسکی چال ڈھال میں ایسا وقار اور ایسی تمکنت پائی جاتی تھی کہ جس سے بڑے سے بڑے زعم والے عیسائی شہسواروں کے مجمع میں بھی اُسکا رعب داب معلوم ہوتا - چلنے میں اُسکا قدم ایسی بے تکلفی اور تمکنت کے ساتھہ اُٹھتا تھا کہ گویا اُس کو زمین سے نفرت ہی - اُسکے سر اونچا کیئے اور ہرن کی سی گردن سیدھی کیئے چلنے میں وہ بیش از بیان اور دلنشین شان و شوکت پائی جاتی تھی جو ہماری دانست میں بہادروں کی عالی نسبی اور اشرافوں کی عالی حسبی اور اُن کی حاکمانہ طبیعت کے آثار ہیں — یہہ شخص دفعۃً المامن کے قریب آیا اور اُس ساحر کے پاس چند قدم کے فاصلہ پر ٹھہر گیا چند لمحے تک چپ چاپ ساحر پر نظر ڈالے ٹکٹکی باندھے رہا اور جب بولا تو بے پروائی اور طنز آمیز آواز سے کہنے لگا - ,, اے علم غیب کے جھوٹے دعویدار کیا تو ستاروں میں انسانوں اور قوموں کا وہ مقسوم دیکھہ رہا ہی جو رسول خدا نے سرداروں کی عالی دماغی اور بہادروں کے بازوؤں کی قوت سے پورے کیئے تھے ؟ " *

المامن آہستگی سے مُڑا اور اُس شخص کو جو اُس کے سوچ میں مخل ہوا تھا پہچان کر جواب دیا — " اے شہزادے میں صرف یہہ سوچ رہا تھا کہ کتنے انقلاب ایسے ہوئے ہیں جن سے زمین ہل ہل گئی ہی — لیکن ان ستاروں کی آنکھوں نے اُن سب کو بے جھجکے دیکھا اور کچھہ بھی ہمدردی نہ کی " *

مراکو نے المامن کے لفظوں کو دہرایا — " کچھہ بھی ہمدردی نہ کی ! اور اُسپر یہہ عقیدہ کہ اُنکا اثر زمین پر ہوتا ہی ؟ " *

المامن ذرا مسکرا کر بولا " تم مجھے الزام لگاتے ہو تم اپنے نیازمند کو نجومیوں کے بیہودہ فرقہ میں ملائے دیتے ہو - ہاں میرا خیال یہہ تھا کہ نجوم دونوں فرشتوں ہاروت و ماروت کا نکالا ہوا علم ہی " *

" شاید اُنہوں کا نکالا ہوا ہو مگر میں اُس علم کو نہیں جانتا گو آدھی آدھی رات گئے میں اکثر بابل کی قدیم دیواروں کے آس پاس پھرا ہوں " *

کچھہ تعجب کرکے مراکو نے جواب دیا " تو تیری شہرت نے ہمکو دھوکا دیا " - المامن نے نرمی سے کہا - " بھلا شہرت نے کبھی سچائی کا دعوی بھی کیا ہی " — اور آگے کو بڑھکر کہا — " شہزادہ اللہ حافظ ! میں سلطان کے پاس جاتا ہوں " — " ٹھہر مت جا ! میں ابھی اُسکے حضور سے آتا ہوں اور اُسکے دل میں ایسی باتیں ڈال آیا ہوں کہ جو غرناطہ کے بادشاہ کو زیبا ہیں — میں نہیں چاہتا کہ تجھہ سا آدمی جسکے پاس نہ ہتھیار ہی نہ بھالا ہی نہ ڈھال جاکر میری باتوں میں خلل ڈالے " *

المامن نے کہا — " اے عالی نسب موسی یہہ اندیشہ مت کر کہ میری باتوں سے تیری اُن نصیحتوں میں خلل پڑیگا جو کہ تو عبدل کے دل میں ڈال آیا ہی - افسوس! اگر میری صلاح کوئی مانتا تو غرناطہ کے دلاور موسی کا ذکر کم کرتے اور سلطان کا زیادہ چرچا ہوتا - مگر قسمت نے یا اللہ نے ایک ڈگمگائے ہوئے خاندان کے تخت پر ایسے شخص کو بٹھایا ہی کہ جو دلیر ہی مگر کمزور — گو بیدار مغز ہی مگر خواب دیکھتا ہی — جو اثر اُس کی طبیعت پر ہی تم اُس کو خوب جانتے ہو کہ صلاح دینے والے کا کام ہی - کیا یہہ انصاف کی بات ہی ؟ " *

المامن کے چہرہ کو دیر تک موسی سخت نگاہ سے گھورا کیا — پھر ہولے سے اپنا ہات ساحر کے کندھے پر رکھہ کر کہنے لگا *

,, اے اجنبی اگر تونے ہمکو دھوکا دیا تو یاد رکھہ کہ اس بازو نے بہت سے دشمنوں کے خود چیرے ہیں اور دغاباز کی پگڑی کو بھی سلامت نہ چھوڑے گا " *

المامن نے نڈر ہوکر جواب دیا — " حضرت سلامت اتنا جان لیجیئے کہ میں اپنی نیت کا صرف خدا کو جوابدہ ہوں مگر انسان کے مقابلہ میں اپنے افعال کی حمایت کرسکتا ہوں " *

اتنا کہکر اُس ساحر نے اپنی نیچی عبا کو سمیٹ کر گرد لپیٹ لیا اور درختوں میں غایب ہوگیا *

سید محمود

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم ذالحجہ سنہ ۱۳۱۱ ھجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۳

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۱۷

کیا دنیا و مافیہا چھہ دن میں بنگئي ھی

اِس آرٹکل میں خدا کي قدرت سے ھمکو کچھہ بحث کرني منظورنہیں ھی - ھم یقین کرتے ھیں کہ خدا میں ایسي قدرت ھی کہ اگر وہ چاھتا تو چھہ دن تو در کنار ایک آن میں اِس سے بھي بڑي دنیا بنا دیتا — مگر بحث یہہ ھی کہ دنیا میں جو علامتیں پائي جاتي ھیں جن سے معلوم ھوتا ھی کہ خدا نے کس طرح پر دنیا کو بنایا ھی اُن سے دنیا کا چھہ دن میں بننا پایا جاتا ھی یا نہیں *

علوم جدیدہ کي تحقیقات سے جو موجودات عالم اور اُن کي بناوٹ کے لحاظ سے کي گئي ھی یہہ ثابت ھوا ھی کہ لاکھوں کروڑوں برس میں دنیا بني ھی — اِبتدا میں جس کا زمانہ مقرر کرنا انسان کي طاقت سے باھر ھی — اجزاے صغار ذي مقراطیسي یعني اجزاے صغار لایتجزیٰ پھیلے ھوئے تھے اُنھیں کے آپس میں ملنے اور ایک کے دوسرے سے جڑنے سے رفتہ رفتہ کروڑوں برس میں زمین — چاند — سورج - ستارے بنے - سمندر - دریا - درخت - چرند - پرند - اِنسان موجود ھو گئے - پھر کھونکر یقین آوے کہ چھہ دن میں سب کچھہ بنگیا *

اُسي چیز کو جسے ھم نے اجزاے صغار لایتجزیٰ سے تعبیر کیا ھی یوناني حکما مادہ سے یا ھیولیٰ سے تعبیر کرتے ھیں — اور صوفیہ کرام لاھوت سے - اور اھل شرع عماء یا دخان یا ماء سے - بات ایک ھي ھی صرف ناموں کا فرق ھی — مگر اُس کا کچھہ ھي نام رکھو چھہ دن میں دنیا و ما فیہا کا بن جانا تو ثابت نہیں ھوتا *

تفسیر کبیر میں ایک روایت لکھي ہی جسکا مطلب اسي کے قریب قریب پایا جاتا ہی اُس میں لکھا ہی کہ

ذکر صاحب الاثر انہ کان عرش اللہ علی الماء قبل خلق السموات والارض فاحدث اللہ في ذلک الماء سخونہ فارتفع زبد و دخان اما الزبد فبقي علی وجہ الماء فخلق اللہ منہ الیبوسۃ و احدث منہ الارض واما الدخان فارتفع وعلا فخلق اللہ منہ السموات واعلم ان ہذہ القصہ غیر موجودۃ في القران فان دل علیہ دلیل صحیح قبل والافلا (تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۹)

راویوں نے یہہ بھي کہا ہی کہ آسمان و زمین کے پیدا ہونے سے پہلے خدا کا عرش پانی پر تھا۔ پھر خدا نے پانی میں گرمي پیدا کي — اُس میں جھاگ اور دھواں پیدا ہوا - جھاگ تو پانی پر رہگئے - اُن میں خشکي آئي اور زمین پیدا ہوگئي - اور دھواں اوپر چلاگیا اور اُس سے آسمانوں کو پیدا کیا - مگر یہہ قصہ قران میں نہیں ہی پھر اگر اُسپر کوئي دلیل ہو تو قبول کیا جاوے اور نہیں تو نہیں — انتہی *

پھر یہہ لکھا ہی کہ جب خدا نے اجزاے لایتجزی پیدا

فاللہ سبحانہ و تعالی لما خلق الاجزاء التي لایتجزی فقبل ان خلق فیہا کیفیۃ الضوء کانت مظلمۃ عدیمۃ النور ثم لما رکبہا وجعلہا سموات و کواکب وشمسا وقمرا واحدث صفۃ الضوء فیہا فحینئذ صارت مستنیرۃ فثبت ان تلک الاجزاء حین قصد اللہ تعالی ان یخلق منہا السموات والشمس والقمر کانت مظلمۃ فصح تسمیتہا بالدخان لانہ لامعني للدخان الا اجزاء متفرقۃ غیر متواصلۃ عدیمۃ النور فہذا ماخطر بالبال في تفسیر الدخان واللہ اعلم بحقیقۃ الحال -

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۹—۵۰۰)

کیئے تو اس سے پہلے کہ اُنمیں نور پیدا کرے وہ بے نور تھے — پھر جب اُنکو ملایا اور اُن سے آسمان اور ستارے - چاند — سورج بنے تو اُن میں نور پیدا کیا اور وہ چمکنے لگے اس سے ثابت ہوتا ہی کہ یہہ اجزا جبکہ خدا نے اُن سے آسمان اور سورج چاند بنانا چاہا بےنور تھے تو اُسپر دخان یعني دھوئیں کا اطلاق صحیح ہوتا ہی - اسلیئے کہ دخان کے اسکے سوا اور کچھہ معني نہیں ہیں کہ اجزاے متفرق غیر متصل بے نور ہوں" انتہی - مگر یہہ سب چیزیں اور سب انقلابات تو دو دن میں یا چھہ دن میں نہوئے ہونگے *

ہم بھي قبول کرتے ہیں کہ یہہ انقلابات نہ دو دن میں ہوئے ہیں نہ چھہ دن میں بلکہ بے شمار زمانہ ایسا ہونے میں گذرا ہی جس کي شہادت تحقیقات علوم جدیدہ سے ہوتي ہی — مگر یہہ خیال کہ مسلمانوں کے مذہب میں بھي خدا نے دنیا کا چھہ دن میں پیدا کرنا بتایا ہی صحیح نہیں ہی اور جو لوگ اِس باب میں قرآن مجید پر استدلال کرتے ہیں وہ سیاق کلام مجید اور طرز ہدایت کو جو اُس میں اختیار کي گئي ہی نہیں سمجھے *

اصل بات یہہ ہی کہ توریت کے پہلے باب میں بیان ہوا ہی کہ اول خدا نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہی — زمین ویران تھي اور اُس پر اندھیرا تھا — اور خدا کي روح پانی پر تھي - پھر خدا نے نور کو کہا کہ ہو — وہ ہوگیا اور پھر نور اور اندھیرے میں ادلا بدلا کردیا — اور نور کا نام خدا نے دن رکھا اور اندھیرے کا نام رات - اور یہہ پہلا دن ہوا - پھر خدا نے پانیوں میں پھولاؤ پیدا کیا اور آسمان بنایا - یہہ دوسرا دن ہوا — پھر پانیوں کو اکھٹا کیا اور خشکي نکل آئي اور خشکي کا نام زمین اور پانیوں کے اکھٹا ہونے کا نام سمندر رکھا — اور زمین پر گھاس اور درخت اوگائے اور یہہ تیسرا دن ہوا — پھر خدا نے آسمانوں میں چاند اور سورج اور ستارے بنائے اور یہہ چوتھا دن تھا — پھر دریا کي مچھلیاں اور چرند و پرند پیدا کیئے اور یہہ پانچواں دن تھا — پھر خدا نے اِنسان کو اپني صورت پر بنایا اور یہہ چھٹا دن تھا — اور ساتویں دن خدا نے اپنے کام سے آرام کیا *

قرآن مجید میں بھي چند آیتیں ہیں جن کا مطلب یہي یا اس کے قریب ہی - اُن کو ہم اس مقام پر لکھتے ہیں *

ان ربکم اللہ الذي خلق السموات والارض في ستۃ ایام ثم استوی علی العرش — ۷-الاعراف ۵۲ و ۱۰ یونس ۳

بےشک تمہارا پروردگار اللہ ہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھہ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر *

ہوالذي خلق السموات والارض في ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء — ۱۱ ہود ۹ -

وہ وہ ہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھہ دن میں—اور تھا اُسکا عرش پانی پر *

الذي خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش - ۲۵ - الفرقان ۶۰ -

جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھہ اُن دونوں میں ہی چھہ دن میں - پھر قرار پکڑا عرش پر *

الله الذي خلق السموات والارض وما بينهما في ستة ايام ثم استوى على العرش - ۳۲ - السجدہ ۳ —

اللہ وہ ہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھہ اُن دونوں میں ہی چھہ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر

و لقد خلقنا السموات والارض وما بينهما في ستة ايام وما مسنا من لغوب - ۵۰ - ق - ۳۷ -

اور بیشک ہم نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھہ کہ اُن دونوں میں ہی چھہ دن میں اور نہیں چھوا ہمکو تھکاوٹ نے *

هو الذي خلق السموات والارض في ستة ايام ثم استوى على العرش - ۵۷ - الحديد - ۴

وہ وہ ہی جس نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو چھہ دن میں پھر قرار پکڑا عرش پر *

قل انكم لتكفرون بالذي خلق الارض في يومين و تجعلون له اندادا ذلك رب العالمين - و جعل فيها رواسي من فوقها و بارك فيها وقدر فيها اقواتها في اربعة ايام سواء للسائلين — ثم استوى الى السماء وهي دخان فقال لها وللارض ائتيا طوعاً اوكرهاً قالتا اتينا طائعين فقضاهن سبع سموات في يومين واوحي في كل سماء امرها و زينا السماء الدنيا بمصابيح و حفظا ذلك تقدير العزيز العليم —

کہدے اے پیغمبر کیا تم انکار کرتے ہو اُسکا جس نے پیدا کیا زمین کو دو دن میں اور ٹھہراتے ہو اُسکے لیئے شریک - وہ ہی پروردگار عالموں کا — اور بنایا اُس نے زمین میں پہاڑوں کو اُس کے اوپر اور برکت دی اُس میں اور مقدر کی اُس میں روزی اُسکے رہنے والوں کی چار دن میں - ٹھیک (جواب ہی) پوچھنے والوں کے لیئے - پھر متوجہ ہوا آسمان کی طرف اور وہ دھواں تھا پھر کہا اُسکو اور زمین کو کہ آؤ خواہ یا ناخواہ — کہا اُن دونوں نے کہ آئے ہم دونوں خوشی سے - پھر کیئے ہم نے سات آسمان دو دن میں اور ڈال دیا ہر آسمان میں اُس کا کام اور زینت دی ہم نے دنیا کے آسمان کو ستاروں سے اور محافظت کی

۴۱ - فصلت - ۸ الغایت ۱۱

یہہ ہی اندازہ عزت والے علم والے کا *

ان آیتوں پر علماء اسلام نے بلا لحاظ سیاق قران مجید کے یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید کرکے یہہ سمجھا کہ قرآن مجید میں بھی دنیا اور مافیہا کا چھہ دن میں بننا بیان کیا گیا ہی حالانکہ یہہ بات صحیح نہیں ہی جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرینگے *

اگرچہ علوم جدیدہ سے موجودات عالم کی تحقیقات بہت کچھہ ترقی کرگئی ہی لیکن اس سے پہلے بھی جسقدر تحقیقات موجودات کی تھی اُس سے بھی اوگوں نے خیال کیا تھا کہ چھہ دن میں دنیا اور مافیہا کا بننا غیر ممکن ہی - اور اُنکو ضرور پڑا کہ لفظ یوم کی جو قرآن مجید میں آیا ہی تاویل کریں — اول تو انہوں نے سورہ فصلت کی آیتوں میں جن سے ظاہر میں پایا جاتا ہی کہ دنیا اور مافیہا کے بننے میں آٹھہ دن لگے تھے اُن آیتوں سے تطبیق کی جن میں صرف چھہ دن میں دنیا کا بننا بیان ہوا ہی *

چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا ہی کہ یہاں چند سوالات ہیں - (پہلا سوال) خدا نے بیان کیا کہ اُس نے دنیا کو دو دنمیں پیدا کیا اور یہہ کہ اِن تینوں قسموں کو دوسرے چار دنوں میں پیدا کیا - اور یہہ کہ اُس نے آسمانوں کو دو دن میں پیدا کیا تو اِسکا مجموعہ آٹھہ دن ہوئے - لیکن خود خدا نے اور آیتوں میں بیان کیا ہی کہ اُس نے آسمانوں اور زمین کو چھہ دن میں پیدا کیا اِس سے تناقض لازم آتا ہی - جاننا چاہیئے کہ علما نے اِس کا اِسطرح جواب دیا ہی کہ مراد خدا کی اِس قول سے و قدر فيها اقواتها في اربعة ايام یہہ ہی کہ پہلے دو دنوں کے ساتھہ ملاکر - اور اِس کی مثال یہہ

وههنا سوالات (السوال الاول) انه تعالى ذكر انه خلق الارض في يومين و ذكر انه اصلح هذه الانواع الثلاثة في اربعة ايام آخر و ذكر انه خلق السموات في يومين فيكون المجموع ثمانية ايام لكنه ذكر في سايرالايات انه خلق السموات والارض في ستة ايام فلزم التناقض؟ و اعلم ان العلماء اجابوا عنه بان قالوا المراد من قوله وقدر فيها اقواتها في اربعة ايام مع اليومين الاولين وهذا كقول القايل سرت من البصرة الى بغداد في عشرة ايام وسرت الى الكوفة في خمسة عشر يوما يريد كل المسافتين ويقول الرجل للرجل اعطيتك

الفا في شهر والوفا في شهرين فيدخل الالف في الالوف والشهر في الشهرين —
(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۹)

هی جیسے قایل کہے کہ میں بصرہ سے بغداد گیا دس دن میں اور کوفہ کو پندرہ دن میں — تو مطلب یہہ ہوگا کہ دونوں کي مسافت ملاکر — اور ایک شخص دوسرے سے کہتا هی کہ میں نے تجھکو ایک هزار ایک مہینے میں دیئے اور کیئي هزار دو مہینے میں — تو وہ هزار بھي اِنهي هزاروں میں داخل هوگا اور وہ مہینا دونوں مہینے میں *

بعد اِس کے بعض عالموں نے خیال کیا کہ یوم کي مدت کو کسطرح بڑھایا جاے — اُنہوں نے قرآن مجید میں ایک جگہہ دیکھا کہ آخرت کے دن کي نسبت کہا گیا هی کہ وہ اِس دنیا کے هزار برس کي برابر هوگا اور اِس جگہہ بھي اُنہوں نے یوم کے معني هزار برس کے لیئے اور بعوض چھہ دن کے چھہ هزار برس قرار دیئے اگرچہ اور عالموں نے کہا کہ اس طرح پر معني لینے صحیح نہیں هیں لیکن اگر لیئے بھي جاتے تو اِس سے کیا هوتا هی — کیونکہ دنیا تو لاکھوں کروڑوں برس میں بھي هی *

تفسیر کبیر میں لکھا هی کہ ایام عبارت هی — آفتاب کي حرکت سے آسمانوں میں — تو آسمان کے قبل ایام کہاں تھے پس کیونکر خدا نے کہا کہ خدا نے اِن کو چھہ دن میں پیدا کیا — جواب یہہ هی کہ اِس مدت کي مقدار میں — ** اور بعض آدمیوں نے کہا هی کہ آخرت کے چھہ دن میں پیدا کیا — اور آخرت کا هر دن هزار برس هی — لیکن یہہ مطلب بعید هی — کیونکہ تعریف ایسے امر کے ساتھہ هوني چاهیئے

الایام عبارة عن حرکات الشمس في السموات فقبل السموات لا ایام فکیف قال الله خلقها في ستة ایام — الجواب یعني في مدة مقدار هذه المدة (ثم قال) ومن الناس من قال في ستة ایام من ایام الاخرة وکل یوم الف سنة وهو بعید لان التعریف لا بدوان یکون بامر معلوم لا بامر مجهول —
(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۳۷) —

جو معلوم هو — مجهول نہو *

جب چھہ دن کو چھہ هزار برس کرنے سے بھي اُس مدت میں دنیا کا بنا نہوسکا تو علماء اِسلام نے یوم سے دوسري مراد اختیار کي اور هر یوم سے ایک زمانہ یا ایک خاص قسم کي حالت مراد لي *

چنانچہ تفسیر کبیر میں لکھا هی — اور هم نے بیان کیا کہ خدا کا یہہ قول " چھہ دن میں " اِشارہ هی چھہ حالات کي طرف دیکھنے والوں کي نگاہ میں — اور یہہ اِسلیئے کہ آسمان اور زمین اور جوکچھہ اِن دونوں کے بیچ میں هی — تین چیزیں هیں اور اِن میں سے هر ایک کے لیئے ذات و صفت هی — تو آسمانوں کي ذات کي پیدایش کے لحاظ سے ایک حالت هی اور اِن کي صفات کي پیدایش کے لحاظ سے دوسري حالت هی — اور زمین کي ذات کي پیدایش کے لحاظ سے ایک حالت هی اور اسکي صفات کي پیدایش کے لحاظ سے دوسري حالت هی — اور جو کچھہ زمین اور آسمانوں کے بیچ میں هی اسکي ذات کے لحاظ سے ایک حالت هی اور صفات کے لحاظ سے دوسري حالت هی — تو یہہ چھہ چیزیں هیں چھہ حالت میں — اور

وقد ذکرنا ان قوله تعالٰی في ستة ایام اشارة الی ستة احوال في نظر الناظرین و ذلک لان السموات والارض وما بینهما ثلاثة اشیاء والکل واحد منها ذات وصفة فنظرا الی خلقه ذات السموات حالة ونظرا الی خلقه صفاتها اخری ونظرا الی ذات الارض والی صفاتها کذلک ونظرا الی ذوات ما بینهما والی صفاتها کذلک فهي ستة اشیاء في ستة احوال وانما ذکر الایام لان الانسان اذا نظر الی الخلق راٰه فعلا والفعل ظرفه الزمان والایام اشهر الازمنه والاقبل السموات لم یکن لیل ولانهار وهذا مثل مایقول القایل — ان یوما ولدت فیه کان یوما مبارکا — وقد یجوز ان یکون ذلک قد ولد لیلا ولایخرج عن مراده لان المراد هو الزمان الذي هو ظرف ولادته —
(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۲۱۶) —

ایام کا اسواسطے ذکر کیا کہ انسان جب آفرینش کا خیال ذهن میں لاتا هی تو اسکو ایک فعل سمجھتا هی اور فعل کا ظرف زمانہ هی — اور زمانہ کے حصوں میں سے زیادہ مشہور ایام هیں — ورنہ آسمانوں کے پہلے نہ دن تھے نہ رات اور اسکي مثال اس طرح هی جیسے قایل کہے — کہ جسدن میں پیدا هوا وہ مبارک دن تھا حالانکہ ممکن هی کہ وہ رات کے وقت پیدا هوا هو اور یہہ امر اسکي مراد سے خارج نہوگا — کیونکہ اسکي مراد زمانہ هی جو اسکي ولادت کا ظرف هی *

اور ایک دوسرے مقام پر تفسیر کبیر میں لکھا هی —

في ستة ایام اشارة الی ستة اطوار والذي یدل علیه ویقوره هو ان المراد من ایام لایمکن ان یکون هوالمفهوم في وضع اللغة لان الیوم عبارة في اللغة عن زمان مکث الشمس فوق الارض من الطلوع الی الغروب وقبل خلق السموات لم یکن شمس ولاقمر لکن الیوم یطلق ویراد به الوقت یقال یوم یولد للملک ابن یکون سرور عظیم ویوم یموت فلان یکون حزن شدید وان اتفقت الولادة اوالموت لیلا ولا یتعین ذلک ویدخل في مراد القایل لانه اراد بالیوم مجرد الحین والوقت اذا علمت الحال من اضافة الایام الی الافعال فافهم ماعند اطلاق الیوم في قوله ستة ایام —

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحه ۲۵)

چهه دن سے اشاره چهه حالت کي طرف هی - اور اِسکي جو دلیل هی اور جو اسکو ثابت کرتي هی یهه هی که ایام سے وه معني تو مراد نهیں هوسکتے جو لغت میں هیں - کیونکه ایام کے معني لغت میں آفتاب کا زمین پر ٹهیرنا هی طلوع سے غروب تک — اور آسمانوں کي پیدایش کے قبل نه سورج تها نه چاند - بلکه دن بولا جاتا هی اور اس سے وقت مراد لیا جاتا هی - محاوره هی که جسدن بادشاه کے لڑکا پیدا هوگا — اُسدن بڑي خوشي هوگي — اور جسدن فلاں شخص مرجائیگا نهایت ماتم هوگا — اگرچه ولادت یا موت رات کو واقع هو - اور قایل کي مراد میں دن کا لفظ داخل نهیں هوتا - کیونکه اسنے دن کے لفظ سے محض وقت مراد لیا هی — تو جب تم نے ایام کے لفظ کي اضافت کا حال افعال کے ساتهه معلوم کرلیا تو یهي اطلاق چهه دن کي عبارت میں سمجهو *

مگر اِس بات کے قرار دینے کے لیئے که یوم سے ایک زمانه طویل یا انقلاب اطوار مراد هی کوئي دلیل عقلي و نقلي موجود نهیں هی - اس زمانه کے بعض عیسائي عالموں نے توریت میں جو ایک دن بیان کیا گیا هی اُس سے یهي ایک زمانه طویل مراد لیا هی — مگر اور عالموں نے اُن کي بهت هنسي اوڑائي هی اور کها هی که جب توریت میں صاف لکها هی که خدا نے نور کو دن اور اندهیرے کو رات کها جو پهلا دن تها پهر اسطرح سے متصل بیان هونیکے بعد اُسکو زمانه طویل قرار دینا کسیطرح صحیح نهیں هوسکتا همکو توریت سے کچهه غرض نهیں هی که اُس میں کیا لکها هی بلکه همکو یهه بیان کرنا هی که قرآن مجید میں جو یوم کا لفظ آیا هی اُس سے وهي یوم مراد هی جسکو هم از روے لغت عرب کے دن کهتے هیں — مگر اسیکے ساتهه یهه بهي کهتے هیں که خدا نے یهه نهیں کها که انهیں چهه دن میں دنیا بنائي هی — اس امر کے سمجهانے کو همیں سیاق قرآن مجید کو سمجهانا چاهیئے اور اُس کے بعد بتانا چاهیئے که ان آیتوں میں جو قرآن مجید میں هیں دنیا وما فیها کا چهه دن میں بنانا بطور بیان حقیقت واقعه نهیں کها کیا هی - بلکه نقلاً علی اعتقاد الیهود بیان هوا هی *

سیاق کلام قرآن مجید اِس هدایت پر مبني هی که خدا کے وجود — خدا کي وحدانیت اور خدا کي قدرت کو تسلیم کیا جاوے اور اُس کے سوا اور کسیکي عبادت نه کي جاوے — پس جو خیالات یا رسمیں اور عادتیں زمانه جاهلیت یا اهل کتاب کي مخالف اس مقصد کے نه تهیں گو که وه کیسي هي هوں اُن سے قرآن مجید میں کچهه تعرض نهیں کیا گیا - بلکه اُن کو بطور حجت الزامي بیان کرکے اُن لوگوں کو وجود باري اور اُس کي وحدانیت اور اُس کي قدرت کامله کے ثبوت میں بیان کرکے اُسکي عبادت کي هدایت کي هی - اهل کتاب کا یا ان لوگوں کا جو اهل کتاب کے پیرو تهے یا اُن کے اقوال کو صحیح مانتے تهے یهه خیال تها که خدا نے چهه دن میں دنیا وما فیها کو بنایا هی - اور اُن کا یهه اعتقاد بے انتها قدرت کامله ذات باري کو تسلیم کرتا تها — پس مطابق اُس سیاق کے جسپر قرآن مجید نازل هوا هی اس سے تعرض کرنیکي کچهه ضرورت نهیں تهي — بلکه اُسکو بطور حجت الزامي قرار دیکر اُن کو خداے قادر مطلق کیطرف یا اُسکي عبادت پر متوجهه کرنا زیاده تر مفید تها — پس جو کچهه که ان آیتوں میں بیان هوا هی وه مسلمات اهل کتاب میں سے هی جسکو بطور حجت الزامي قرآن مجید میں استعمال کیا گیا هی - نه بطور بیان حقیقت واقعه کے *

هم اس امر کو خود قرآن مجید کي آیتوں کے سیاق سے ثابت کرینگے — لیکن همارے اس دعوی کے قریب قریب تفسیر کبیر میں بهي بحث کي گئي هی اور مناسب هی که اول هم اُس بحث کو اس مقام پر لکهیں *

تفسیر کبیر میں لکھا ھی — اگر یہہ اعتراض کیا جاے کہ جو شخص کسي بات پر استدلال کرے تو ضرور ھی کہ جس بات سے استدلال کیا گیا ھو وہ مخالف کے نزدیک مسلم ھو تاکہ اس کا استدلال کرنا صحیح ھو — اور خدا کا زمین کو دو دن میں پیدا کرنا ایسا امر نہیں جسکا اثبات محض عقل سے ھوسکے — البتہ اسکا اثبات نقلیات اور وحي سے ھوسکتا ھی — لیکن کفار وحي و نبوت کو نہیں مانتے تھے تو اس مقدمہ کو انکے سامنے بیان کرنا معقول نہوگا اور جب اس مقدمہ کو انکے سامنے پیش نہیں کرسکتے تو اُس سے انکے مذھب کي بطلان پر کیونکر استدلال ھوسکتا ھی *

اِس کے بعد اِمام رازي نے لکھا ھی کہ توریت کے شروع میں یہہ مضمون ھی اور اِس وجہ سے وہ اھل کتاب میں شہرت تمام رکھتا تھا — اور مکہ کے کافر اھل کتاب کي نسبت یہہ اعتقاد رکھتے تھے کہ وہ صاحب علم اور واقف حقایق ھیں — اور ظاھر یہہ ھی کہ ان لوگوں نے اھل کتاب سے یہہ مضمون سنا ھوگا اور اسکے حق ھونیکا انکو اعتقاد ھوگا — اور جب واقعہ یوں ھی تو انکو خطاب کرکے یہہ کہنا معقول ھوگا کہ خدا جسکي یہہ قدرت ھی کہ ایسي بڑي چیزوں کو اتني قلیل مدت میں پیدا کردے — اسکے ساتھہ تراشي ھوئي لکڑي اور پتھر کو معبودیۃ اور خدائي میں شریک قرار دینا کیونکر عقل کے نزدیک مناسب ھوسکتا ھی تو اس تقریر سے ظاھر ھوا کہ یہہ استدلال مضبوط اور معقول ھی — انتہی *

زمانہ رسالت سے پہلے عرب میں یہودي آباد تھے اور ایک قسم کا اختیار اور اقتدار رکھتے تھے — اور یمن اور دیگر مقامات عرب میں عیسائي مذھب بہت پھیل گیا تھا اور عیسائي وحدانیت میں تثلیث مانتے تھے اور خدا کا شریک بنا لیا تھا اور دونوں فرقے اسبات کا یقین رکھتے تھے کہ آسمان و زمین اور جو کچھہ اُن میں ھی اُسکو چھہ دن میں خدا نے پیدا کیا ھی اور ساتویں دن آرام کیا ھی جس کا یہہ مطلب ھی کہ کام کرتے کرتے تھک گیا تھا *

خدا نے دنیا وما فیہا کے پیدا ھونیکے لیئے کوئي قانون بنایا ھو اور اُس قانون قدرت کے مطابق کتنے ھي دنوں میں دنیا پیدا ھوئي ھو مگر یہہ اعتقاد کہ دنیا وما فیہا کو چھہ دن میں پیدا کیا ھی اُس مقصد کے منافي نہ تھا جسکي ھدایت مقصود تھي اسلیئے اُس اعتقاد یہودیوں اور عیسائیوں کو بطور حجت الزامي قرار دیکر خدا نے فرمایا — ربکم الذي خلق السموات والارض فی ستۃ ایام *

لفظ — کم — جو سورہ اعراف اور سورہ یونس میں آیا ھی اُس کے مخاطب سواے یہودیوں اور عیسائیوں کے اور کوئي ھوھي نہیں سکتا کیونکہ جو چیز مشاھدہ میں نہیں آسکتي اور صرف اعتقاد پر مبني ھی وہ کسي ایسے شخص کے سامنے جو اُس کا اعتقاد نرکھتا ھو بطور حجت کے پیش نہیں ھوسکتي — چھہ دن میں دنیا وما فیہا کا پیدا ھونا صرف اعتقاد پر مبني تھا اسلیئے — کم — کے لفظ کے مخاطب بجز اُن کے جن کا وہ اعتقاد تھا اور کوئي ھو ھي نہیں سکتے تھے *

جب یہہ اصول مستحکم اور محقق قرار پاگیا تو ھم کو لازم ھی کہ انھي دونوں آیتوں کو اُن آیتوں کي تفسیر قرار دیں جن میں کسي قدر اجمال ھی — مثلاً سورہ ھود اور سورہ حدید میں ھی ھوالذي خلق السموات والارض في ستۃ ایام — ھو — کے لفظ کي تفسیر میں ھم کہینگے یعني ربکم الذي

فان قیل من استدل بشی علی اثبات شی فذاک الشی المستدل بہ یجب ان یکون مسلما عند الخصم حتی یصح الاستدلال بہ و کونہ تعالی خالقا للارض في یومین امر لایمکن اثباتہ بالعقل المحض وانما یمکن اثباتہ بالسمع ووحي الانبیاء والکفار کانوا منازعین فی الوحي والنبوۃ فلا یعقل تقریر ھذہ المقدمۃ علیھم واذا امتنع تقریر ھذہ المقدمۃ علیھم امتنع الاستدلال بھا علی فساد مذاھبھم —

ثم قال — اول التوراۃ مشتمل علی ھذا المعنی فکان ذلک في غایۃ الشھرۃ بین اھل الکتاب فکفار مکۃ کانوا یعتقدون في اھل الکتاب انھم اصحاب العلوم والحقایق والظاھر انھم کانوا قد سمعوا من اھل الکتاب ھذہ المعانی واعتقدوا في کونھا حقۃ واذا کان الامر کذلک فحینئذ یحسن ان یقال لھم ان الاٰلۃ الموصوف بالقدرۃ علی خلق ھذہ الاشیاء العظیمۃ في ھذہ المدۃ الصغیرۃ کیف یلیق بالعقل جعل الخشب المنجور والحجر المنحوت شریکا لہ في المعبودیۃ والالھیۃ فظھر بما قررنا ان ھذا الاستدلال قوي حسن —
(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۴۹۸)

سورہ فرقان میں ہی — الذي خلق السموات والارض فی ستة ایام — أسکي تفسیر میں کہیں گے — ربکم الذي *

سورہ سجدہ میں ہی — اللہ الذي خلق السموات والارض وما بینھما في ستة ایام — أسکي تفسیر میں بھي کہوں گے — ربکم الذي *

سورہ فصلت میں ہی — قل إنکم لتکفرون بالذي خلق الارض في یومین — أس کي تفسیر میں کہوں گے — قل إنکم لتکفرون بربکم الذي خلق الارض في یومین *

اب باقي رہي آیت سورہ (ق) کي جہاں خدا نے فرمایا ہی — ولقد خلقنا السموات والارض وما بینھما فی ستة ایام وما مسنا من لغوب — کہا جاسکتا ہی کہ اِس آیت میں خدا نے خلق کرنا آسمان و زمین کا چھہ دن میں اپني طرف منسوب کیا ہی *

مگر اِس سورہ کا سیاق کلام دوسري طرح پر — اِس سے پہلي آیتوں میں خدا نے فرمایا ہی — کہ کیا اُنھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے اُن کے اوپر کیونکر آسمان بنایا ہی — اور زمین کو پھیلایا ہی اور ہم نے آسمان سے پاني اوتارا ہی — پس بلحاظ اِس سیاق کے اِس آیت میں بھي فرمایا کہ ہاں ہم نے پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھہ اُنمیں ہی چھہ دن میں اور ہمکو کچھہ ماندگي نہیں ہوئي *

مگر جبکہ دو امر تحقیق ہوچکے ہیں ایک یہہ کہ چھہ دن میں آسمان و زمین پیدا کرنیکي حجت اُنھي کے مقابل ہوسکتي تھي جو اُن کے چھہ دن میں پیدا ہونے کا یقین رکھتے تھے اور دوسرے یہہ کہ تمام مذکورہ بالا آیتوں سے ثابت ہوچکا ہی کہ چھہ دن میں آسمان و زمین کا پیدا ہونا علی اعتقاد اہل الکتاب من الیہود و النصاری بیان ہوا ہی تو اُنھیں آیتوں سے اس آیت کي تفسیر بھي کي جاویگي اور اسکي تفسیر میں کہا جاویگا ولقد خلقنا السموات والارض في ستة ایام (کما تزعمون) وما مسنا من لغوب (کما زعمتم) — غرضکہ جہاں جہاں قرآن مجید میں دنیا وما فیہا کي نسبت چھہ دن میں بننا کہا گیا ہی وہ اہل کتاب کے اعتقاد کو بطور حجت الزامي بمقابلہ اہل کتاب بیان کیا ہی پس علوم جدیدہ کي تحقیقات سے دنیا وما فیہا کا بننا کتني ہي مدت میں قرار پاوے قرآن مجید یا مذہب اسلام پر اُس سے کچھہ اعتراض وارد نہیں ہوسکتا کیونکہ قرآن مجید میں اُن کے بننے کي کوئي مدت واقعي بیان نہیں ہوئي ھذا ما الھمني ربي *

سید احمد

نمبر ۱۸

العلم حجاب اکبر

بے علمي ایک عجیب صفت معصومیت کي ہی — دل کو راحت میں طبیعت کو طمانیت میں رکھنے والي جیسي بے علمي ہی ویسي کوئي اور چیز نہیں ہی — جو کچھہ وہ جانتا ہی اُسکو سچ سمجھتا ہی — جو کچھہ وہ کرتا ہی اُسکو ٹھیک جانتا ہی — ایک جھیل ہی جس میں کوئي لہر ہي نہیں — کناروں تک پاني بھرا ہوا ہی مگر ہلتا تک نہیں نہ اُس میں کوئي مچھلي ہی کہ تیرے — نہ کوئي مینڈک ہی کہ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر غوطہ لگائے — نہ دل میں کچھہ کھٹکا ہی — نہ کسي بات کے سوچنے کي حاجت جس نے جو کہا اُس کو سچ جانا اور جو جس نے بتایا اُسکو مانا — اِنھي لوگوں کا مذہب صحیح ہو یا غلط نہایت پختہ اور مضبوط ہی جس میں ذرا سي بھي کھسر اور کچھہ بھي کسر نہیں — اِن کي زندگي اچھي ہو یا بري راہ پر ہو یا کراہ حیوان مطلق بلکہ ایک جماد متحرک کیسي ہو — مگر وہ کیسي ہي ہو بے تردد اور بے خدشہ اور عاری عن الشبہات ہی *

مگر جہاں علم آیا اور جس قدر آیا اُتنا ہي گڑبڑ ہوا — اندھیرا چھا گیا پردوں پر پردے پڑگئے اگر ایک پردہ اُٹھا تو دوسرا پڑا ہوا ہی — دوسرا اُٹھا تو تیسرا پڑا ہوا ہی — اُٹھاتے چلے جاؤ کوئي نہ کوئي پردہ پڑا ہي رہیگا اِسي پر کہا گیا ہی کہ العلم حجاب اکبر — الا من شرح اللہ صدرہ و نور قلبہ و اعطاہ نورا من انوارہ — وھم الانبیاء ورسلہ — لانفرق بین احد من رسلہ لکن اللہ فضل بعضھم علی بعض — ونعتقد ان افضلھم محمد رسول اللہ خاتم النبیین و افضل المرسلین یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما والعلماء والراسخون فی

العلم ورثۃ الانبیاء فلیس لہم العلم حجاب اکبر بل العلم لہم نور لتنویر الظلمات والۃ لکشف الغطاء والحجابات *

جب تک ہماري حالت عرب کے صحرا نشین بدوؤں کي تھي ہم خوش تھے — یہی نیلي نیلي چھت جو ہمکو دکھائي دیتي ہی خواہ اُسکا کوئي وجود ہو یا نہو اسیکو آسمان سمجھے تھے اس سے کچھہ بحث نہ تھي کہ وہ قابل خرق و التیام ہی یا نہیں — اسي چیز موہوم کو سقف مرفوع کہتے تھے — ستارے اسي میں جڑے ہوئے دکھائي دیتے تھے اور یہي سمجھے تھے کہ اس چھت میں کیلیں جڑي ہوئي ہیں — اوپر سے مینہہ برستا تھا ہم سمجھتے تھے کہ آسمان پر سے مینہہ برستا ہی اس سے کچھہ بحث نہ تھي کہ اوپر سے آتا ہی یا نیچے سے چڑھتا ہی — ہم نے اس دنیا کے سوا دوسري قسم کي دنیا نہ دیکھي نہ سمجھي تھي ہم سمجھتے تھے کہ دوسري دنیا بھي ایسي ہي یا اس سے کچھہ اچھي ہوگي — ہم سو کر پھر جاگنے اور اُٹھنے کے سوا دوسري طرح اُٹھنا جانتے ہي نہ تھے اور اسلیئے سمجھے تھے کہ اپني خوابگاہ میں سے اسي طرح اُٹھہ کر دوسري دنیا میں چلے جاوینگے — ہم جانتے ہي نہ تھے کہ جو چیزیں ہمکو دنیا میں سکھہ دینے والي اور خوش رکھنے والي یا دکھہ دینے والي اور رنج پہونچانے والي ہیں وہي یا اُس سے کچھہ اچھی یا زیادہ بري اُس دنیا میں بھي ہونگي یہاں تک کہ اونٹ جس سے ہمکو بہت الفت ہی وہ بھي وہاں ہوگا مگر اس دنیا کے اونٹ سے زیادہ خوبصورت زیادہ گردن ہلانے والا بہت زیادہ تیز چلنے والا — خدا کو ہم لے جانا تھا مگر کیا جانا تھا خالق آدم علي صورتہ — ایک بہت بڑے قد کا آدمی بلور کي سي پنڈلیاں چمکتي ہوئي آنکھیں نہایت سفید لمبي داڑھي برف کي مانند سفید سر ہاتھہ میں عصاے سلطنت ایک بہت بڑے زمرد کے تخت پر پاؤں پھیلائے یا لٹکائے بیٹھا ہی ہوئي تخت کو کندھوں پر اُٹھائے پھرتے ہیں ہالي موالي ساتھہ ساتھہ ہیں جس بات کو کہا ہوں ہوگئي جسکو کہا ہیں ! مٹ گئي جیسیکہ دنیا کے بادشاہ کرتے ہیں کیونکہ اِس کے سوا اور کسي قسم کي بادشاہت کو ہم جانتے ہي نہ تھے ہاں ہم نے اتنا سمجھا تھا کہ وہ بادشاہ زیادہ قوت والا اور زیادہ رعب والا اور تیز حکم والا ہوگا *

اب ہمکو علم آیا جس نے ہمارے سارے نقشہ کو مٹا دیا — یونانیوں کو لاحق بدنام کیا جاتا ہی — خود انسان جسطرح اپنے جسم میں عقل میں ترقي کرتا جاتا ہی اسیطرح قوم بھي دماغي قوتوں میں ترقي کرتي جاتي ہی انسان کي ترقي اُسکي محدود عمر کے سبب محدود ہوتي ہی مگر قوم کو اگلوں کي جمع کي ہوئي ترقي کا سرمایہ مل جاتا ہی اور وہ اُسکو اَور ترقي دیتے جاتے ہیں پس اگر ہمکو یونانیوں سے کچھہ نہ ملتا تو ایک زمانہ میں ہم خود ہي وہاں تک پہونچ جاتے اور کوئي نکوئي اسباب اُسکے لیئے مہیا ہوجاتے اسوقت یونانیوں کے علوم ہي وہ اسباب ہوگئے *

خیر کچھہ ہي سبب ہو وہ ہمارے دل کا سب نقشہ مٹ گیا اندھیرا چھا گیا پردے پر پردے پڑگئے اور ہم چلا اُٹھے کہ العلم حجاب اکبر *

اتنا تو ہم نے جان لیا تھا کہ وہ شی یا خیال یا اعتقاد جسکو لوگ مذہب کہتے ہیں انسان کا امر طبعي ہی اسلیئے کہ کوئي فرد بشر اس سے نہ خالي تھا او نہ خالي ہی اور نہ خالي ہوسکتا ہی — یہہ بھي ہم نے جان لیا تھا کہ وہ مذہب جسکو اسلام کہتے ہیں اور مذاہب سے عمدہ اور سچا ہی مگر ہمکو نہ صرف ہمکو بلکہ ہمارے بڑے بڑے علما اور فضلا کو وہاں بڑي مشکل پیش آئي جہاں عقل یا علم مذہبي باتوں سے لڑگیا اور دونوں کا سچ ہونا ناممکن معلوم ہوا اور یہہ خیال پیدا ہوا کہ اسطرح پر تو یہہ گاڑي چلنے والي نہیں *

جب اِسطرح دلدل میں گاڑي پھنس گئي تو بہتوں نے جوا ہار دیا اور دو فریق ہوگئے — ایک نے کہا کہ عقل میں اِتني قوت ہي نہیں کہ مذہب کے رموز کو پہچانے پس عقل کو بیکار سمجھنا چاہیئے اور اُسیکو جو مذہب میں ہی بے دلیل سچ ماننا چاہیئے یعني اپني حالت ایک جماد متحرک کي سي کرلیني چاہیئے مگر یہہ نہ بتایا کہ علم کے آنے کے بعد وہ ہو کیونکر ہوسکتي ہی اور نہ یہہ جواب تسلي بخش ہوسکتا ہی کہ العلم حجاب اکبر *

دوسرا فریق عقل ونقل کے متحد کرنے پر آمادہ ہوا کہ وے کتاب العقل والنقل لکھي — کسي نے التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ

اور المضمون علی اہلہ وعلی غیر اہلہ لکھی — کسی نے درر و غرر لکھی — کسی نے فصل المقال وتقریر مابین الشریعۃ والحکمۃ من الاتصال لکھی اور علی ہذا القیاس — مگر ہم بتاتے ہیں کہ اُنھوں نے کیا اُصول قایم کیا *

امام غزالی کا تو سب سے چلتا اصول یہہ ہی کہ اُنھوں نے وجود کی پانچ قسمیں بتائی ہیں — وجود ذاتی — یعنی حقیقی وجود کہ خارج میں موجود ہو اور حس اور عقل کے سمجھنے کے قابل *

وجود حسی — یعنی ایسا وجود جو آنکھہ سے محسوس ہوتا ہو مگر خارج میں اُس کا وجود نہو *

وجود خیالی — یعنی جو صرف خیال ہی خیال میں ہو *

وجود عقلی — یعنی ایک چیز کی ایک حقیقت اور اُس کی غایت *

وجود شبہی — یعنی کہ وہ وجود ہو نہ فی الخارج نہ فی الحس نہ فی الخیال نہ فی العقل بلکہ ایسی چیز موجود ہو جو اُسکی کسی خاصیت یا صفت میں مشابہ ہو اب وہ کہتے ہیں کہ جس چیز کے وجود کی رسول نے خبر دی ہی ان پانچوں قسموں میں سے کسی قسم میں اُسکا وجود مان لینا کافی ہی — بے شک یہہ ایسا اصول ہی کہ بہت کچھہ عقل ونقل کے تعارض کو رفع کرتا ہی — مگر جماد متحرکہ تو اسکو کبھی نہیں ماننے کے *

علامہ شریف مرتضی علم الہدی نے (جسکی عزارۃ علم سے سنی بھی انکار نہیں کرسکتے) یہہ اصول قرار دیا ہی کہ — جو امر دلیل عقلی سے ثابت ہو تو واجب ہی کہ جو خبر یعنی نقل بظاہر اُس کے خلاف ہو تو خبر کو دلیل عقلی کے مطابق کرلیں گے اور اُس کی ظاہری مراد کو چھوڑ دینگے اُس میں کوئی شرط لگادینگے یا اُسکی تخصیص کردینگے یا اُسمیں تفصیل کردینگے اور جب ہم قرآن میں ایسا کرتے ہیں تو حدیث احاد میں جو مفید یقین نہیں ہیں ایسا کرنے میں کیا تامل ہی پھر اگر کوئی حدیث اسطرح پر بھی موافق دلایل عقلی نہوسکے تو اُسے پھینک دینگے *

علامہ ابن تیمیہ — سب سے زیادہ خم ٹھوک کر بڑی جرأت سے میدان میں آئے ہیں — وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی دلیل عقلی قطعی امر سمعی کے متناقض ہو تو اُن دونوں میں سے کسیکو مقدم سمجھنا ضرور ہوگا پھر اگر امر سمعی کو مقدم کیا جاوے تو وہ بنیاد ہی سے گر پڑتا ہی اور اگر عقلی کو مقدم کیا جاوے تو تکذیب رسول لازم آتی ہی اور یہہ تو کفر ہی مگر اسکا ٹھیک جواب یہہ کہا جاوے کہ یہہ بات ممکن نہیں ہی کہ کوئی دلیل عقلی قطعی دلیل قطعی سمعی کے متناقض ہو — یہہ اصول تو نہایت عمدہ ہی مگر ابن تیمیہ اپنی تمام کتاب میں ایک جگہہ بھی اسکا ثبوت دینے پر قادر نہیں ہوا *

ابن رشد نے ایک نہایت معتدل اور معقول اور درست اصول قایم کیا ہی وہ کہتا ہی کہ ہمکو اسبات پر یقین کلی ہی کہ جو امر دلیل سے ثابت ہوا ہی اور ظاہر شرع اُسکے برخلاف ہی تو اُس میں عربی زبان کے قواعد تاویل کے مطابق تاویل ہوسکتی ہی اور کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کرسکتا اور جب شرع پر بخوبی غور کیا جاوے اور اُسکی سب چیزوں کو ڈھونڈا جاوے تو خود شرع میں ایسے لفظ پائے جاوینگے جو اُس تاویل پر گواہ ہونگے *

ہم تو ابن رشد کے اس اصول کو دل سے تسلیم کرتے ہیں مگر صرف لفظ تاویل کے مخالف ہیں کیونکہ تاویل عموماً اس مقصد سے بولی جاتی ہی جبکہ کسی مصنف نے یا کسی قایل نے کسی لفظ کو ایسے معنی میں بولا تھا جو ٹھیک نہ تھے اور دوسرا شخص اُس لفظ کو دوسرے معنوں میں پھیر کر اُسکے معنی درست کرتا ہی — لیکن جبکہ معلوم ہو کہ خود قایل نے اُس لفظ کو اُنھی معنوں میں بولا ہی جسکو تم تاویل کہتے ہو تو وہ تاویل نہیں ہی بلکہ بعینہٖ وہی معنی ہیں جو قایل کے مقصود ہیں *

ان مصنفوں نے اپنے کلام میں دلایل عقلی کا لفظ استعمال کیا ہی جو بلا شبہہ عام ہی اور سب قسم کی دلایل عقلی کو شامل ہی — مگر خاص دلایل سب سے بڑھ کر وہ ہیں جو مشاہدہ سے اور تجربہ سے موجودات عالم میں پائے جاتے ہیں یا اسے قراعدہ سے جو ہندسہ پر مبنی

ہیں ثابت ہوتے ہیں وہ محض عقلی دلایل سے زیادہ تر مستحکم ہیں اور کوئی شخص جو اُن سے واقف ہی اُنکا انکار نہیں کرسکتا پس اگر اُن کے برخلاف منقول میں کوئی امر ہو تو ہر مسلمان کا فرض ہی کہ اُس اصول کی پیروی کرے جو ابن رشد نے قرار دیا ہی — اُسکا جماد متحرک سا ہوجانا اور یہہ کہدینا کہ العلم حجاب اکبر کافی نہیں ہی *

ہماری تفسیریں اکثر اس قسم کے امور کے بیان کرنے سے خالی ہیں مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ اُسپر توجہہ نہ کی جاوے بلکہ ہمارے زمانہ کے علماء اور فضلا کا فرض ہی کہ علم طبعیات سے اول آگہی بہم پہونچاویں اور قران مجید کی خدمت کریں جو بلاشبہہ سچ اور اُسی کا کلام ہی جو خالق کائینات ہی اور مقولہ باطل العلم حجاب اکبر کو مٹاکر مقولہ العلم کشاف الغطاء کو ثابت کریں *

راقم
سید احمد

نمبر ۱۹

الصراط المستقیم

ہمکو صراط مستقیم کی ہر وقت تمنا رہتی ہی — یہاں تک کہ پانچوں وقت کی نمازوں میں خدا سے دعا مانگتے ہیں " اہدنا الصراط المستقیم " پس ہمکو معلوم کرلینا چاہیئے کہ وہ صراط مستقیم کیا ہی جسکی ہمکو تمنا ہی *

میں بہت دنوں سے اس فکر میں تھا اور چاہتا تھا کہ قران مجید ہی سے ہمکو معلوم ہو کہ صراط مستقیم کیا ہی اور میرا یقین تھا کہ قران شریف کی بعض آیات — بعض آیات کی تفسیر ہیں اور ضرور اِسکی تفسیر قرآن مجید سے ملیگی — الحمد للہ کہ اُسکی تفسیر قرآن مجید سے مجھکو ملگئی اور میری تسلی ہوگئی اور میں چاہتا ہوں کہ اور مسلمانوں کو بھی اُس سے اطلاع دوں *

صراط مستقیم کی تفسیر سورہ انعام میں موجود ہی

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا ولاتقتلوا اولادکم من املاق نحن نرزقکم وایاھم — ولاتقربوا الفواحش ما ظہر منھا وما بطن — ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق — ذالکم وصاکم بہ لعلکم تعقلون ولا تقربوا مال الیتیم الا بالتی ہی احسن حتی یبلغ اشدہ و اوفوا الکیل والمیزان بالقسط لا نکلف نفسا الا وسعہا و اذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربی وبعہد اللہ اوفوا ذالکم وصاکم بہ لعلکم تذکرون و ان ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ الخ

جہاں خدا نے فرمایا ہی کہہ کہ آؤ میں پڑھ دوں جو حرام کیا ہی — تمہارے پروردگار نے تم پر کہ اُسکے ساتھہ شریک کسی چیز کو مت کرو اور ماں باپ کے ساتھہ احسان کرو — اور اپنی اولاد کو مت مارڈالو — مفلسی کے ڈر سے — ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں — اور اُنکو بھی — اور بےحیائی کے پاس مت جاو — جو کھلی ہوئی بےحیائیوں میں سے ہو — اور جو پوشیدہ میں سے ہو — اور نہ مارڈالو کسی جان کو کہ اُسکا مارنا اللہ نے حرام کیا ہی — مگر انصاف پر — یہہ ہیں کہ اُنکا تمکو حکم دیا ہی — تاکہ تم سمجھو — (۱۵۲) اور نہ جاؤ یتیم کے مال کے پاس مگر اس طرح کہ وہ نیکی سے ہو — جب تک کہ وہ پہونچے اپنے رشد کو اور پورا کرو پیمانہ کو اور ترازو کو انصاف سے ہم تکلیف نہیں دیتے کسی جان کو مگر بقدر اُسکی طاقت کے اور جب تم کچھہ کہو — تو انصاف کرو — اور اگرچہ تمہارا قرابتدار ہی ہو — اور اللہ کے عہد کو پورا کرو — یہہ ہیں — کہ اُنکا تم کو حکم دیا ہی — تاکہ تم نصیحت پکڑو — (۱۵۳) اور یہہ ہی میرا سیدھا راستہ پھر اُسکی پیروی کرو *

امام الدین از گجرات

نمبر ۲۰

محاصرہ غرناطہ

لیلی

باب (۱) فصل (۲)

سلطان اپنے محل میں

ایک ایسے مکان میں جس کی لطافت کی قدر صرف ملائم آب و ہوا کے ملک کے رہنے والوں کو معلوم ہی ایک نوجوان مرد کو تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا اُس کی شکل اور انداز سے فکر و ملال معلوم ہوتا تھا *

اس مکان کی چھت سنگل کی تھی اور اُسپر سنہرا اور روپہلا کام بنا ہوا تھا چھت کے نیچے نہایت سنگل اور سنک

ستون شفاف سنگ مرمر کے کھڑے تھے اور اُنپر نہایت کشادہ محرابیں بنی تھیں جو اطالیہ کے انگوری باغوں کی بارہ دریوں کو مات کرتی تھیں علاوہ اِن کے جابجا نہایت باریک اور خوشنما جالیاں بھی دکھائی دیتی تھیں جو عربی عمارتوں میں اکثر پائی جاتی ہیں - اِن محرابوں میں سے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر پانی کے خوش آواز جھرنے نظر آتے تھے اور جن پر فانوسوں کے چراغوں کی کرنیں پڑتی تھیں *

پانی گرنے کی نغمہ سراٹی کان کو بھلی معلوم ہوتی تھی — اس مکان کے ایک طرف جھروکے تھے جنکے نیچے ہزاروں کی لہراتی دھار جسپر چاندنی پھیلی ہوئی تھی نظر آتی تھی — رات اس قدر صاف تھی کہ اونچے نیچے پہاڑ جو غرناطہ کے آس پاس ہیں اور جن کے خوشنما درختوں اور نارنگی کے پیڑوں سے اِبتک غرناطہ کی زیبایش بے مثل ہی صاف نظر آتے تھے *

اس عمارت پر لطافت میں سنگ مرمر کے فرش پر نہایت عمدہ رنگین بیش قیمت کرسیاں اور چوکیاں بچھی ہوئی تھیں اور اُن کے غلافوں پر عمدہ سے عمدہ قسم کی طرح اندازی کا کارچوبی کام سونے اور روپے کا بنا ہوا تھا — جس مسند دار تخت پر کہ یہہ نوجوان مراکو تکیہ لگائے بیٹھا تھا وہ جھروکوں کے سامنے بچھا ہوا تھا اور اُس کے اوپر گول قالین اور سبک ترکش اور خمدار تلوار جن ہتیاروں سے مراکو لڑا کرتے تھے لٹکی ہوئی تھیں — ان ہتیاروں پر اس قدر بیش بہا جواہرات جڑے ہوئے تھے کہ اُنہی کے دیکھنے سے اُن کے مالک کا رتبہ اگر بالفرض اُس کے موضع اور بیش قیمت لباس پر نظر بھی نہ جاوے معلوم ہوجاتا - اُس کے سامنے ایک چاندی کی میز پر ایک قلمی کتاب کھلی رکھی ہوئی تھی اور وہ خود اپنے ہات پر سر کو سہارا دیئے پر فکر آنکھوں سے سامنے کے پہاڑوں کو دیکھہ رہا تھا جو کہ دھندلے دھندلے بے بادل کے مطلع میں نظر آتے تھے *

اِس پر عیش مکان کے رہنے والے کے چہرہ کے دیکھنے سے خواہ مخواہ دل میں رنج آلودہ جوش پیدا ہوتا تھا اور دل اُس کی طرف مائل ہوتا تھا *

اُس کے چہرہ پر ایک سنجیدگی اور غمزدہ تمکنت ہویدا تھی اور اُس کی جوانی اور رنگ کی سرخی اور سپیدی سے دل پر اور بھی اثر ہوتا تھا — مراکوں کے خط و خال عموماً ایسے نہیں ہوتے مگر اس شخص کے بال اور گھونگر والی ڈاڑھی گہرے سنہری رنگ کی تھی اور اُس کی بلند آواز اور چرتی پیشانی اور بڑی بڑی آنکھوں پر خیال کی وہ نرمی برستی تھی جو کہ آفتابی ملکوں کے سانولے باشندوں کے چہروں پر شاذ ونادر دکھائی دیتی ہی — بوعبدل اخیر بادشاہ دودمان مراکو کی شکل ایسی تھی *

بوعبدل خود بولا " یہہ اوراق علوم عربی کے کیا سکھاتے ہیں ؟ ذلت اور حکومت سے نفرت کرنا چاہئے اور اپنے دل کو اپنی سلطنت سمجھنا چاہوئے - پس بھی دانشمندی ہی لیکن اگر ان اصولوں پر میں عمل کروں تو کیا میں دانشمند کہلاؤں ؟ افسوس صد افسوس ! تمام عالم مجھکو مجنون و دیوانہ کہنے لگے — پس ایسا ہی ہوتا آیا ہی جو اصول کہ عقل کی صلاح سے ہمارے دل میں آتے ہیں اُن سے عمل کو نفرت ہوتی ہی — اے نبی پاک ! انسان کسقدر بے وقوف ہوتے اگر اُن کی عیاری اُن کی حماقت سے بڑھی ہوئی نہ ہوتی " *

اتنا کہکر نوجوان بادشاہ افسردہ دل ہوکر تکیہ پر پھر جھک گیا — ایسے حکیمانہ خیالات ایسے بادشاہ کو زیبا نہ تھے کہ جس کا تاج اُس کے سر پر اسقدر ڈھیلا رکھا ہوا تھا *

بوعبدل چند ساعت تک سوچ میں رہا اور اُن خیالات سے ناخوش و بے چین ہوگیا اور گھبرا کر چاروں طرف دیکھکر کہا - " میری روح کو راگ کے دریا میں نہانا چاہیئے — اس بے راہ عالم خیال میں سفر کرنے سے تھک گئی ہی — خوش آوازی کی لہروں سے تھکے ماندے مسافر کے تن من کو چین آجاویگا " *

اُس نے یہہ کہتے ہی تالی بجائی اور ایک لڑکا جو کہ ابتک نظر نہیں آیا تھا یا ایک آموجود ہوا — بادشاہ نے یونہی سا اشارہ کیا اور لڑکا فوراً غایب ہوگیا - چند لمحہ کے بعد اس پرستان کے ستونوں میں سے اور جھلکتے جھرنوں کے پاس سے عربی فانوسوں کے ننے ننے چمکتے پیر آگے کو بڑھتے نظر آئے — زرق برق کی پوشاکیں پہنے جن میں سے کہ اُن کے خوبصورت بازو دکھائی دیتے تھے — ایسی چپ چاپ اِس پر عیش اور تھنڈے مکان میں سے جگمگاتی چلی آتی تھیں کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ایک نوجوان

سلیمان کے وقت فرصت میں اُس کا دل بہلانے کو مشرقی عمل کے زور سے پریاں بڑھی چلی آتی ہیں - اِن نازنینوں کے ساتھہ ایک نو جوان نازنین سب سے زیادہ نازک اندام اور حسین گو اوروں سے کسیقدر کم قامت ہات میں سبک مراکو بھن لیئے آئی - اُس کے خوش انداز قامت اور رونق دار چہرہ پر بوعبدل کی نگاہ پڑتے ہی اُس کا خوب صورت افسردہ اور اوداس چہرہ تبسم سے کھل گیا — وہ اکہاي بادشاہ کے پاس آئی اور ادب سے اُس کا ہات چوما اور پھر اپني ساتھنوں کے ساتھہ ملکر یہہ گیت گایا جس کے ہر لفظ کي تال پر ناچنے والیوں کے پیر چلتے تھے اور سب آواز ملاکر گاتي تھیں اور چاندي کے گھونگرو جو ہر ناچنے والي باندھے ہوئے تھي باجے کے ساتھہ بجتے جاتے تھے *

امینا کا گیت

اے نغمۂ نرم وخوش ادا چل
اے نقرئي موج جاں فزا چل
اے بادصبا تو اپنے ہمراہ
گلبرگ سرود و نغمہ لیجا

یہہ کشتي نازک و معطر
لیجا تو اُسے بجان دلبر
لیجا تو اُسے نسیم لے جا

ہمپر ہی کھلي بہار الحاں
جوں شاخ درخت باغ رضواں
جنپر کہ ہیں گھونگرو لٹکتے
اور ہل کے ہوا سے ہیں وہ بجتے

ہم پھرتي ہیں جبکہ رقص کرتي
نغمہ کي ہیں ہمسے کلواں جھرتي
جنت ہي وہیں جہاں ہی جانا

اے میٹھي صدا جسے ہوں سنتي
اے کاشکے تجھسي میں بھي ہوتي
اور تیري طرح میں اُس کو بھاتي
تو دل ہي میں اُسکے بیٹھہ جاتي

جب ہوتے خیال تازہ اُسکے
میں دلہي میں رہتي اُسکے بسکے
اس طرح اخیر ہوں تو بہتر

اسکے بعد گانا بجانا بند ہوگیا اور ناچنے والیاں خوش ادا کے ساتھہ بے حرکت کھڑي رہیں اور ایسي معلوم ہوتي تھیں کہ گویا طلسمات سے کسي نے اُنکو یکایک سنگ مرمر کي مورتیں بنا دیا ہی — مگر وہ نوجوان گانے والي جسکا گیت ابھي ختم ہوا تھا بادشاہ کے پیروں کے پاس مسند پر جا بیٹھي اور بے بولے پر شوق نگہہ سے اُسکي افسردہ آنکھوں کو دیکھنے لگي — اتنے میں ایک شخص جسکا مکان میں آنا معلوم بھي نہ ہوا تھا کمرہ کے اندر کھڑا دکھائي دیا *

یہہ شخص میانہ قد تھا اور گو کسیقدر دبلا پتلا تھا تو بھي اُسکے ہڈي پٹھے مضبوط معلوم ہوتے تھے - ایک کالے رنگ کي عبا ارمني چغہ کے وضع کي سي ڈھیلي اور نیچي پہنے تھا اور اُسکے تلے ایک شوخ ارغواني رنگ کي صدري تھي اور کمر میں ایک چوڑي پیٹي باندھے تھا جسمیں ایک چھوٹي سي سنہري کلہجي لٹک رہي تھي اور پیٹي کے بائیں طرف ایک خمدار خنجر کا جڑاؤ قبضہ نکلا ہوا تھا — اُسکي آنکھہ خاک ہسپانیہ کے مراکؤں کے معمولي چہرہ سے بڑي تھي اُسکا ماتھا چوڑا چکلا اور پیشاني بلند تھي اور بڑي بڑي سیاہ چمکدار آنکھیں تھیں — اگرچہ اُسکي ڈاڑھي چھوٹي سي تھي مگر اُس کے سیاہ اور چمک دار بالوں سے نیچے کا چہرہ بالکل چھپا ہوا تھا — بلند ہمتي اور مستقل مزاجي اُس کے بڑے اور دراز مڑے ہونٹوں سے پائي جاتي تھي — اُس کي خاک اوڑھي ہوئي خوبصورت خمدار تھي اور اُسکے سر اور تمام چہرہ سے (جو باعتبار تناسب اُس کے قد پر بڑا معلوم ہوتا تھا) علو ہمتي اور قوي مزاجي پائي جاتي تھي *

پہلي نگہہ میں اس نو آمد شخص کي عمر اوسط سے زیادہ معلوم نہوں ہوتي تھي لیکن دیکھنے سے گہري جھریاں اُس کے ماتھے پر اور آنکھوں کے گرد دکھائي دیتي تھیں جاسے وہ سن رسیدہ آدمي معلوم ہوتا تھا - وہ اپنے سینہ پر دونوں ہات باندھے اِس بات کا منتظر کھڑا تھا کہ بادشاہ اُس پر نگاہ ڈالے *

اُس کو بہت انتظار نکرنا پڑا اِسلیئے کہ بادشاہ نے اُس مہ جبین کے بشرہ سے جو اُس کے پیروں کے پاس بیٹھي تھي جان لیا کہ کوئي سامنے کھڑا ہی — اِس شخص کو دیکھتے ہي بادشاہ کي آنکھہ چمکنے لگي * (سید محمود)

نمبر ۲۱

التلازم بین العلۃ والمعلول

اسبات کو تمام اہل مذاہب تسلیم کرتے ہیں کہ خدا خالق جمیع کائنات ہی — یعني خدا علت ہی اور تمام مخلوق اُسکي معلول ہی — بواسطہ یا بلا واسطہ اور اسي لیئے خدا کو علۃالعلل کہا جاتا ہی *

ابن سینا اور دیگر فلاسفہ کے نزدیک یہہ امر مسلم ہی کہ معلول علۃ سے جدا نہیں ہوتا نہ علۃ معلول سے — یعني علۃ و معلول ایک ہي ساتھہ موجود ہوتے ہیں — جہاں اور جسوقت علۃ ہوگي اُسیوقت اور اُسي کے ساتھہ معلول بھي ہوگا — اور اسیطرح جسوقت معلول ہوگا اُسیکے ساتھہ علۃ بھي ہوگي غرضکہ معلول کا علۃ سے اور علۃ کا معلول سے جدا ہونا محال ہی *

اس مسئلہ کے مانني میں یہہ مشکل پیش آتي ہی کہ جب خدا کو علۃ وجود کائنات مانا جو ازلي ہی اور اسبات کو بھي مانا کہ معلول علۃ سے اور علۃ معلول سے جدا نہیں ہوتا تو لازم آتا ہی کہ کائنات بھي ازلي ہو اور عقیدہ العالم حادث غلط ہوجاوے — اسلیئے امام غزالي اپني کتاب المنقذ من الضلال میں فرماتے ہیں کہ حکما کا یہہ مسئلہ کہ " دو چیزوں یعني سبب اور مسبب کا ملنا جو ظاہر میں دکھائي دیتا ہی یہہ ملنا لازمي اور ضروري ہی اور نہ تو یہہ قدرت میں ہی اور نہ امکان میں ہی کہ سبب بغیر مسبب کے پیدا ہو اور مسبب بغیر سبب کے " اسلام کے برخلاف ہی *

ابن تیمیہ بھي مثل امام غزالي کے اس مسئلہ کو غلط بتاتے ہیں — چنانچہ ابن تیمیہ نے اپني کتاب العقل والنقل میں کہا ہی کہ یہہ کہنا کہ اثر موثر تام سے ملا ہوا ہوتا ہی اور اُسکي تاثیر کے لیئے ضرور ہی کہ اثر تاثیر سے دیرکر نہو اور اثر کے بعد ہو اور نہ اثر اور تاثیر میں وقفہ یعني فترہ یا فاصلہ ہو — یہہ راے دہریوں کي ہی جو اسبات کے قایل ہیں کہ زمانہ قدیم ہی کیونکہ اُس کا جو صانع ہی وہ قدیم ہی *

اسکے بعد ابن تیمیہ نے ان رایوں کي کہ اثر اور تاثیر یا علۃ ومعلول ساتھہ ساتھہ ہوتے ہیں تردید کي ہی اور کہا ہی کہ جب خدا کو علۃ قرار دیا گیا ہی اور جو کچھہ سوا خدا کے ہی وہ بواسطہ یا بلاواسطہ خدا کا معلول ہی تو لازم آتا ہی کہ دنیا میں کوئي چیز حادث نہو کیونکہ خدا تو ازلي ہی اور علۃ و معلول کا ملنا زمانہ میں واقع ہوتا ہی — علاوہ اس کے جو حوادث کہ واقع ہوتے ہیں اُن کے لیئے کوئي دوسري علۃ تام چاہیئے اور اُس سے تسلسل علتوں کا لازم آتا ہی — یا تمام علتیں اور اُن کے معلول آن واحد میں موجود ہوں اور یہہ امر سب کے نزدیک باطل ہی *

ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا خالق کائنات ہی اور وہ علۃالعلل وجود کائنات کا ہی اور تمام مخلوق اُسکي معلول ہی — اور یہہ مسئلہ بھي بالکل سچ اور مطابق فطرت کے ہی کہ نہ معلول علۃ سے جدا ہوتا ہی نہ علۃ معلول سے — جہاں علۃ ہوگي وہاں معلول ہوگا اور جہاں معلول ہوگا وہاں علۃ ہوگي — امام غزالي نے جو اس مسئلہ کو خلاف مذہب اسلام کہا ہی اور ابن تیمیہ نے جو اس مسئلہ کي صحت پر اعتراض کیئے ہیں اور اُسکو غلط اور دہریوں کا مذہب ٹہرایا ہی دونوں نے غلطي کي ہی *

اُس زمانہ میں نیچرل فلاسفي کو کچھہ ترقي نہیں ہوئي تھي اور نہ موجودات عالم کي تحقیقات ہوئي تھي اسلیئے اُنکو اُس فطرت پر جسپر خدا نے عالم کو پیدا کیا ہی غور کرنیکا اور اُس سلسلہ علۃ و معلول کو سمجھنے کا موقع نہیں ملا جس سلسلہ علۃ و معلول پر خدا نے عالم ومافیہا کو پیدا کیا ہی *

موجودات عالم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر چیز جو دنیا میں ہی اور ہم جسکے وجود کي علت ذات باري کو قرار دیتے ہیں اُسکي حالت اُن علل کے سبب سے جو اُسپر موثر ہیں تبدیل ہوتي رہتي ہی اور وہ تبدل حالت جو معلول علل ہی دوسرے معلول کي علۃ ہوجاتي ہی اور بمجرد علۃ ہونے کے اُس کا معلول موجود ہو جاتا ہی اور وہ کسي دوسرے معلول کي علت ہوتا ہی

ہم بطور مثال کے ایک درخت کے بیج کو لیں جو زمین میں دبا ہوا ہی وہ صرف اس بات کي علۃ ہی کہ زمین

کی حرارت اور رطوبت اور اجزاے زمین کو جو اُس کے مناسب ہیں اپنے میں جذب کرے یہہ علۃ اپنے معلول سے جبتک کہ کوئی امر مانع نہو کبھی جدا نہیں ہوتی — پھر رفتہ رفتہ وہ علۃ ہوجاتا ہی جڑوں کے تانتروں کے نکلنے کا اور جب وہ اُس کی علۃ ہوتا ہی تو اپنے معلول سے کبھی جدا نہیں ہوتا اور نہ معلول اپنی علۃ سے — پھر وہ علۃ ہوجاتا ہی زمین سے زیادہ مادہ جذب کرنے کا اور علۃ ہوجاتا ہی ٹہنیاں اور پتے پیدا ہونے کا — پھر وہ علۃ ہوجاتا ہی علاوہ زمین سے مادہ جذب کرنے کے ہوا اور روشنی سے مادہ جذب کرنے کا اور رفتہ رفتہ وہ علۃ ہو جاتا ہی پھول آنے اور پھل لگنے کا اور کبھی کوئی علۃ کسی حال میں اپنے معلول سے جدا نہیں ہوتی ہی اور نہ معلول علۃ سے *

یہی طریقہ عالم میں تمام حوادث کے پیدا ہونے کا ہی اور اسکو فطرت یا نیچر یا قانون قدرت سے تعبیر کیا جاتا ہی — پس ابن تیمیہ نے جو یہہ بات کہی ہی — کہ حوادث محتاج ہونگے ایسی علۃ تامہ کے جو اُن سے ملی ہوئی ہو — یہہ کوئی مقام اعتراض کا نہیں ہی کیونکہ ایسا ہی ہوتا ہی اور ایسا ہی ہونا چاہیئے — تمام حوادث جو دنیا میں حادث ہوتے ہیں اُن کے لیئے کوئی نہ کوئی علۃ اُن کے حدوث کی اُن کے مقارن ہوتی ہی — اور سلسلہ علل میں ہر علۃ اپنے معلول کے لیئے علۃ تامہ ہوتی ہی *

مگر یہہ کہنا ابن تیمیہ کا صحیح نہیں ہی کہ اس سے لازم آتا ہی کہ دنیا میں کوئی چیز حادث نہو کیونکہ حدوث حوادث کا عالم میں بواسطہ علتوں کے ہوتا ہی اور جب وہ علتیں موجود ہوتی ہیں معاً اُن کا معلول بھی موجود ہوتا ہی اور یہہ کہنا بھی صحیح نہیں ہی کہ ایسی حالتوں میں علتوں کا تسلسل لازم آوے گا — ہم نہیں سمجھتے کہ اسمیں تسلسل ممتنع کس طرح لازم آتا ہی اور تسلسل لازم آنے سے اُنہوں نے کیا مراد لی ہی = اور نہ یہہ کہنا ابن تیمیہ کا صحیح ہوتا ہی کہ اس صورت میں تمام علتوں اور معلولات کا ایک آن واحد میں موجود ہونا لازم آوے گا — کیونکہ تمام حوادث کو علۃالعلل کے معلول ہیں مگر وہ بواسطہ دیگر علتوں کے جو بتدریج موجود ہوتے ہیں معلول ہوتے ہیں *

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ بعض اہل کلام کی یہہ راے ہی کہ واجب ہی تاخیر ہونا اثر کا موثر تام سے اور اسپر یہہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہی کہ موثر بدون کسی سبب جدید کے موثر تام ہو جاوے بعد ازانکہ وہ موثر تام نہ تھا — یا یہہ لازم آتا ہی کہ حوادث پیدا ہوں بدون موثر تام کے *

اول تو ہم اس مذہب کو جس کو ابن تیمیہ نے مذہب بعض اہل کلام کا بیان کیا ہی غلط کہتے ہیں — معہذا جو اعتراض کہ اُنہوں نے بیان کیئے ہیں وہ اُس غلط مذہب پر وارد ہوتے ہوں مگر جو امور کہ ہم نے بیان کیئے ہیں اُسپر وارد نہیں ہو سکتے — کیونکہ اُسکی رو سے نہ موثر ناتمام موثر تام ہو گیا ہی اور نہ حوادث بدون موثر یا علت کے پیدا ہوتے ہیں *

ابن تیمیہ نے اس باب میں ایک اور مذہب بیان کیا ہی اور لکھا ہی کہ بعض کا یہہ مذہب ہی کہ موثر تام کو لازم ہی کہ اُسکے بعد اُس کا اثر ہوجاوے — نہ بلحاظ زمانہ اُسکے ساتھہ ہو اور نہ اُس سے دیر کر جیسے کہ خدا نے فرمایا ہی — انما قولنا لشی اذا اردناہ ان نقول لہ کن فیکون مگر اس مذہب کی بھی تردید کی ہی — پھر لکھا ہی کہ بعض لوگوں کا یہہ قول ہی کہ خداے مختار کی تاثیر اور علۃ موجبہ کی تاثیر میں فرق ہی — خداے مختار کی تاثیر بہ تراخی ہوتی ہی اور علۃ موجبہ کی تاثیر مقارنت اثر اور موثر کی ہوتی ہی — اس قول کو بھی ابن تیمیہ نے غلط بیان کیا ہی — اور کچھہ شبہہ نہیں کہ یہہ سب تقریریں غلط اور اچھر ہیں اور صحیح مسئلہ یہی ہی کہ علۃ معلول سے اور معلول علۃ سے اور سبب مسبب سے اور مسبب سبب سے جدا نہیں ہوتا *

نیچرل سینز کے علما کے نزدیک یہہ امر محقق ہوا ہی کہ ابتدا میں صرف مادہ تھا اجزاے لایتجزی یا اجزاے صغار دیمقراطیسی کی صورت میں جو فضاے محض میں

مملو تھا پھر اُس سے تمام کائنات بنی — آیندہ سے ہم ان اجزاء صغار کو سالمات سے تعبیر کرینگے *

اس مادہ کا پتا یہودیوں اور مسلمانوں کی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہی — توریت میں لکھا ہی کہ ابتدا میں خدا کی روح پانی پر تھی — قرآن مجید میں ہی — ثم استوی الی السماء وھی دخان فقال لھا وللارض ائتیا طوعاً او کرھا قالتا اتینا طایعین — اور مشکواۃ میں عمران بن حصین کی حدیث میں ہی قال کان اللہ ولم یکن شی قبلہ وکان عرشہ علی الماء اور دوسری حدیث میں ہی جسکو رزین نے روایت کیا ہی قال قلت یا رسول اللہ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء ماتحتہ ھواء ومافوقہ ھواء وکان عرشہ علی الماء *

دخان کا لفظ جو قرآن مجید میں ہی وہ ایسے ہی مادہ کا خیال پیدا کرتا ہی جو سالمات کی صورت میں بغیر روشن ہوئے فضاے محض میں مملو ہو *

عماء کے معنی لغت میں بادل کے لکھے ہیں مگر درحقیقت تحقیق نہیں ہوا کہ کس قسم کے بادل کو کہتے ہیں لسان العرب میں لکھا ہی قال الازھری والقول عندی ماقالہ ابوعبید انہ العماء ممدود وھوالسحاب ولایدری کیف ذلک العماء بصفۃ تحصرہ ولانعت تحدہ ویقوی ھذا القول قولہ تعالی ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ *

بہرحال اس مادہ کا پتا مذھبی کتابوں میں پایا جاتا ہو یا نہ پایا جاتا ہو مگر اسپر یہہ بحث ہی کہ ایا یہہ مادہ آپ ہی آپ تھا یا کسی علۃ کا معلول یعنی خالق کا مخلوق تھا — دھریہ کہتے ہیں کہ آپ ہی آپ تھا — کم سے کم یہہ کہ وہ نہیں جانتے شاید کوئی خالق ہو یا نہو *

مگر میں یقین کرتا ہوں اور غالبا سب مسلمان یقین کرتے ہیں کہ وہ مادہ بھی مخلوق ہی اور خدا نے جو علۃ العلل ہی اُسکو پیدا کیا ہی — ہماری دلیل یہہ ہی کہ اُس مادہ میں تغیرات پائے جاتے ہیں — کبھی وہ ہوا کی صورت میں ہی کبھی پانی کی — کہیں گل ہی اور کہیں آگ ہی اور کہیں پانی — کہیں درخت ہی اور کہیں پتھر — کہیں شہر ہی اور کہیں بکری — اگر وہ اپنے آپ تھا اور جس صورت میں تھا اُس میں تبدلات کا کون باعث ہوا وہ خود تو اپنے تبدلات کا باعث نہیں ہوسکتا — بلکہ کوئی دوسرا اُسکے تبدلات میں موثر ہی — اور یہہ تغیرات اسبات کے بدیہی ثبوت ہیں کہ وہ کسی علۃ کا اپنے وجود میں بھی معلول ہی — اسلیئے ہم یقین کرتے ہیں کہ اُس علۃ العلل نے جسکو خدا کہتے ہیں اُسکو مخلوق کیا ہی *

نیچرل سوئنز کے علما اگر یہہ کہیں کہ ان تبدلات کا باعث کوئی دوسرا موثر نہیں ہی بلکہ خود خواص مادہ ان تغیرات کا باعث ہی — اُنکے باہمی اتصال سے یہہ تغیرات پیدا ہوتے ہیں اول تو اُنکے پاس اسبات کا ثبوت نہیں ہی کہ یہہ تغیرات خواص مادہ کے سبب سے ہیں بلکہ انہوں نے اُن تغیرات کا جنکو ہم بوجہ اثر موثر بیان کرتے ہیں خواص مادہ سے تعبیر کیا ہی اور اس صورت میں صرف نزاع لفظی ہی — دوسری کوئی وجہ اسکی نہیں بتاسکتے کہ وہ سالمات جو آپس میں باہم مماثل اور آپس میں شامل تھے کیوں زیادہ متصل ہوئے اور کیوں ایسی خاص طرح سے متصل ہوئے کہ کچھ پہاڑ کی صورت میں ہوگئے اور کچھ ایسی طرح سے ملے کہ دریا اور سمندر بن گئے — اور کچھ ایسی طرح سے ملے کہ بکری بنگئے اور کوئی شیر اور کوئی چوہا اور کوئی بلی — پھر جو شی اُن سے ملکر بنی ہی اُسکی ترتیب اور اُس کا نظم ایسا ہی جسکو دیکھکر اور سمجھکر عقل حیران ہوتی ہی اور جن مقاصد کے لیئے ملے ہیں ایسی خوبی سے ملے ہیں کہ اور طرح پر وہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا — پھر تمام چیزوں — جمادات — نباتات — حیوانات میں ایک چھوٹے سے تنکے اور نہایت چھوٹے سے بھنگے سے لیکر ہاتی اور ویل مچھلی تک اور عظیم الشان درختوں تک وہ تمام اعضا اُن میں موجود ہیں جنکی ضرورت اُنکو ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ ایک نہایت دانشمند حکیم نے اُن سالمات میں متعدد طرح سے اتصال کی ایسی قدرت اور ہم قبول کرتے ہیں کہ ایسی خاصیت عنایت کی ہی جو مختلف طرح پر آپس میں ملتے ہیں اور ایسی عجیب صورتیں بناتے ہیں فتبارک اللہ احسن

الخالقین - ان تمام باتوں کي نسبت یہہ کہدینا کہ یہہ سب از خود خواص مادہ سے بلاموثر ہیں یا اتفاقیہ ہیں اور اُنکي باہمي مناسبت کي تمام خوبیاں نکات بعد الوقوع ہیں حقیقت میں کچھہ جواب نہیں ہی بلکہ لاجواب ہوکر رودینا ہی *

جو لوگ اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ علة معلول سےاور معلول علة سے یا سبب مسبب سے اور مسبب سبب سے جدا ہو جاتا ہی اور جس کا نتیجہ یہہ ہی کہ بغیر علة کے معلول اور بغیر سبب کے مسبب حادث ہو سکتا ہی اور جو قانون قدرت علة ومعلول کا خدا نے بنایا ہی وہ معطل ہو جاتا ہی - اُس کا کوئي قطعي ثبوت جیسے کہ دو اور دوکا چار ہونا اُن کے پاس نہیں ہی وہ صرف اپنے توہمات مکنونہ سے علة ومعلول کے سلسلہ کو جو کبھي ثبوت نہیں سکتا توڑنا چاہتے ہیں مگر نہ وہ کبھي ثبوت سکتا ہی اور نہ اُس کے ثبوت پر کوئي یقین کرسکتا ہی'— کیونکہ لاتبدیل لخلق اللہ خود خدا نے فرمادیا ہی جو بالکل مطابق اُس قانون قدرت کے ہی جسپر خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہی- فتدبرو لاتکن من المنکرین *

اب یہہ بحث باقي رہتي ہی کہ اگر خداے ازلي و ابدي علة ہی تمام کائنات کي تو عالم قدیم ہی یا حادث- اور خدا میں بھي ایسا تنوع ہی یا نہیں جیسا مادہ میں مگر یہہ بحث صفات باري سے علاقہ رکھتي ہی جسکو ہم کسي دوسرے آرٹیکل میں بیان کرینگے *

راقم
سید احمد

نمبر ۲۲

ہم جیتے ہیں یا مرگئے ؟

عربي میں یہہ ایک مشہور مقولہ ہی کہ "العمل من شان الاحیاء والبطالة من شان الاموات" (یعني کام کرنا زندوں کو شایاں ہی اور بیکار رہنا مُردوں کو) اس قول کے موافق ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہماري قوم میں کچھہ جان باقي یا نہیں ؟ سچ یہہ ہی کہ اگر مستثنی مثالوں سے قطع نظر کیجاے تو نہایت افسوس کے ساتھہ یہہ کہنا پڑتا ہی کہ ہماري قوم میں کچھہ جان باقي نہیں رہي — اور بے اختیار یہہ شعر زبان پر آتا ہی —

ایتہا النفس اجملي جزعا
ان الذي تحذرین قد وقعا

(اے دل اپني بے قراري کو کم کر - جس بات کا تجھکو ڈر تھا وہ تو ہوچکي) —

اس بات کے بیان کرنے کي کچھہ ضرورت نہیں ہی کہ ہر قوم کي ترقي کا مدار صرف اس بات پر ہی کہ اُسکے افراد میں عموما مستعدي - محنت - اور استقلال کے ساتھہ کام کرنے کي عادت پائي جاوے -ہم دیکھتے ہیں کہ کسي خاندان بلکہ کسي قوم میں اگر ایک شخص بھي ایسا پیدا ہوجاتا ہی جس میں یہہ صفات موجود ہوں تو اُسکي ذات سے تمام خاندان بلکہ تمام قوم کو فائدہ پہنچتا ہی - پس جس قوم کے افراد میں عموما یہہ خصلتیں پائي جائینگي- ممکن نہیں کہ وہ قوم اپني بساط کے موافق ترقي میں کوئي ممتاز حصہ حاصل نہ کرے — لیکن جہانتک کہ ہم اپني قوم کي حالت پر غور کرتے ہیں اُس میں چاروں طرف ہمکو ایک سناٹا نظر آتا ہی — اور وہ اسلام جو بحر قلزم کي طرح موجیں مارتا ہوا اُٹھا تھا آج بحر منجمد کي طرح ساکن اور بے حس و حرکت پڑا ہوا معلوم ہوتا ہی —

آگ تھے ابتداے عشق میں ہم
اب ہوئے خاک انتہا ہی یہہ

ترقي کي پہلي سیڑھي اپنے تنزل کا یقین ہی اور امن و آزادي ترقي کے دو بڑے معاون ہیں — ہمکو اپنے تنزل کا پختہ یقین ہوگیا ہی اور امن و آزادي جو برٹش حکومت کي بدولت ہمکو اس زمانہ میں حاصل ہی وہ کسي عہد اور کسي دورہ میں ہندوستان کو نصیب نہیں ہوئي — ترقي کے نمونے بھي اپنے ہموطنوں میں ہم رات دن اپني آنکھہ سے دیکھتے ہیں اور ترقي کي قابلیت بھي ہم میں اُسیقدر ہی یا ہوني چاہیئے جس قدر کہ ہندوستان کي اعلے سے اعلے قوم کو قدرت نے عطا کي ہی - باوجود ان تمام باتوں کے ہم دیکھتے ہیں کہ ترقي کي روح ہم میں ابتک پیدا نہیں ہوئي ہم خوب جانتے ہیں کہ ہمکو کچھہ کرنا چاہیئے لیکن

کچھہ نہیں کرتے — ہمکو بھوک شدت سے لگي ہوئي ہی مگر چاہتے ہیں کہ کہیں سے پکا پکایا ہاتھہ لگ جاے تو کہا لیں — ہم پیاس کے مارے مرے جاتے ہیں مگر منتظر ہیں کہ کوئي خداکا بندہ ہمارے حلق میں آکر پاني چوا جاے — ہم توکل کو اسلیئے ضروري نہیں سمجھتے کہ اُس میں خدا پر بھروسا کرنا ہوتا ہی بلکہ اسلیئے کہ توکل کي بدولت ہمکو ہات پاؤں ہلانے نہیں پڑتے — ہم تدبیر کو اسلیئے بے سود خیال نہیں کرتے کہ وہ تقدیر الہي کا مقابلہ نہیں کر سکتي بلکہ اسلیئے کہ تقدیر کے حیلہ سے ہمکو کچھہ کرنا نہیں پڑتا — ہم دنیا اور دنیا کے کاموں کو اکثر فاني اور حقیر بتاتے ہیں مگر نہ اسلیئے کہ فی الحقیقت ہم دنیا کو ایسا ہي سمجھتے ہیں بلکہ صرف اسلیئے کہ ہمکو ہاتھہ پاؤں ہلانے نہ پڑیں — ہم اُس حیلہ جو لومڑي کي طرح انگور کے خوشوں سے اسلیئے تاک نہیں چڑھاتے کہ اُنکو کھٹا سمجھتے ہوں بلکہ اسلیئے کہ اُن کے توڑ لے میں ہمکو دقت معلوم ہوتي ہی — ہم کہتے سب کچھہ ہیں مگر کرتے کچھہ نہیں — ہماري حالت ہمکو جھٹلاتي ہی اور ہمارے افعال ہمارے قول کي تکذیب کرتے ہیں — ہم قدریہ اور جبریہ دونوں فرقوں کو گمراہ بتاتے ہیں مگر ہم خود قدري بھي ہیں اور جبري بھي — ہمارے دعوے قدریوں کیسے ہیں اور ہمارے کام جبریوں کیسے — ہماري زبان قدري ہی اور ہمارا دل جبري *

اگرچہ ہم میں لایق آدمیوں کا قحط ہی — تاہم کم و بیش مصنف لکچرار اور شاعر ہم میں موجود ہیں — ہمارے مصنفوں کو یہہ شکایت ہی کہ پڑھنے والوں میں قوت منفعلہ نہیں اور پڑھنے والوں کو یہہ شکایت ہی کہ مصنفوں میں قوت فاعلہ نہیں — ہمارے اسپیکر اور لکچرار جب کچھہ بولتے ہیں تو بعض اوقات اُن میں قومي جوش بر حاء وحي کم نہیں معلوم ہوتا — ہمارے شاعر جب کچھہ پڑھتے ہیں تو قومي ہمدردي اُن کے ایک ایک لفظ سے ٹپکي پڑتي ہی — مگر في الحقیقت اُن کے کلام میں اور فونوگراف کي آواز میں کچھہ فرق نہیں ہوتا — گویا ایک ہوا بھري ہوئي تھي جب وہ نکل گئي اب بالکل خالي ہیں *

ہماري قوم میں انگریزي تعلیم جو پریکٹکل آدمي پیدا کرنے کا دعوی کرتي ہی چشم بد دور روز بروز بڑھتي جاتي ہی — اور گریجوئیس اور انڈر گریجوئیس کي تعداد میں ہرسال معقول اضافہ ہوتا رہتا ہی مگر افسوس ہی کہ مستثنی صورتوں کے سوا عملي قوت اور سیلف ہیلپ کا مادہ اُن میں تعلیم کے بعد اتنا بھي باقي نہیں رہتا جتنا کہ مدرسہ میں داخل ہوتے وقت وہ اپنے ساتھہ لائے تھے — ڈگري حاصل کرنے کے بعد اُن کي بڑي دوڑ یہہ ہی کہ مڈل پاس کیئے ہوؤں کي طرح سرکاري نوکري کے لیئے ادھر اُدھر سلسلہ جنباني کرتے پھریں اور ذریعوں اور سفارشوں کي تلاش میں ایک مدت تک سرگردان و پریشان رہیں — اُن کو اپنے دست و بازو پر اتنا بھروسا بھي نہیں ہوتا جتنا کہ چرندوں اور پرندوں کو اپنے قوت لایموت کي تلاش میں ہوتا ہی — وہ وجہہ معاش کو غلامي یعني نوکري میں منحصر جانتے ہیں — اُن میں اور ایک غریب اوریئنٹل سکولر میں صرف اتنا ہي فرق ہوتا ہی کہ اُنہوں نے زمانہ کي ضرورت کے موافق با قاعدہ غلامي کا پیشہ سیکھا ہی اور اُس نے نہیں سیکھا — ان میں جن کو سرکاري نوکري ملجاتي ہی اُن کو چار ناچار کتاب بالاے طاق رکھني پڑتي ہی اور لکھنے پڑھنے سے ہمیشہ کے لیئے دست بردار ہونا پڑتا ہی — اُن کي مثال بعینہ اُس بد قسمت عربي گھوڑے کیسي ہی جسکو گھوڑدوڑ کے لیئے تیار کیا گیا ہو اور چھکڑے یا ہل میں جوتا گیا ہو — مگر وہ عالي ہمت گریجویٹ جو نوکري کو پسند نہیں کرتے — یا نوکري ان کو پسند نہیں کرتي اُن کا حال پہلوں سے بھي زیادہ گیا گذرا ہی — اگر وہ چھکڑے یا ہل میں جوت دیئے جاتے تو کچھہ کام بھي آتے لیکن اب وہ کسي کام کے نہیں — اُن کي کوششیں اکثر بے مصرف ہوتي ہیں جنسے نہ اُن کو اور نہ کسي اور کو کچھہ فائدہ پہنچتا ہی — اُن کو رومن امپائر کي تمام ہسٹري اور اُس کے تنزل کے اسباب ازبر ہوتے ہیں مگر اپني ہستي کي مطلق خبر نہیں ہوتي — وہ یورپ کے مصنفوں — موجدوں اور رفارمروں کے کام نہایت فخر کے ساتھہ بیان کرتے ہیں لیکن وہ خود سوا اسکے کہ اُن کے کار نامے بیان کرکے اپني واقفیت کي داد چاہیں اور کچھہ نہیں کرسکتے — وہ ہندوستانیوں کے حقوق جو گورنمنٹ کے ذمے ہیں کمال آب و تاب سے بیان کرتے ہیں — مگر خود اُن کے — اُن کے خاندان کے — اور اُن کی قوم کے

حقوق جو اُن کے ذمے ہیں اُنپر کبھی غور نہیں کرتے — وہ گورنمنٹ کے انتظام پر نکتہچینی کرنے میں آندھی ہیں مگر اپنے گھر کے انتظام سے محض بے پروا *

ہمارے بہت سے نوجوان ولایت سے تعلیم پاکر آئے ہیں اور اُس پارس کی پتھری کو چھو آئے ہیں جو مس کو طلا کردیتی ہی — وہ اپنی عمرکا ایک عمدہ حصہ اُس قوم میں بسر کرکے آئے ہیں جو حب وطن اور قومی ہمدردی کو اپنا دین و ایمان سمجھتی ہی — اُنھوں نے برسوں اُس ملک کی ہوا کھائی ہی جہاں علم عمل کے سایہ میں پرورش پاتا ہی — مگر جب وہ مع الخیر ہندوستان میں پہنچتے ہیں تو اکثر کی حالت بعینہ اس شعر کے مصداق ہوتی ہی *

مکہ گیا مدینہ گیا کربلا گیا
جیسا گیا تھا ویسا ہی چل پھر کے آ گیا

حب وطن اور قومی ہمدردی اُن میں اتنی بھی باقی نہیں رہتی جتنی کہ وہ یہاں سے اپنے ساتھ لیکر جہاز میں سوار ہوئے تھے — قوم سے اُن کو نفرت ہوجاتی ہی اور ہندوستانی سوسائٹی میں شریک ہونے سے اُن کو شرم آنے لگتی ہی — جس حقارت سے کہ انگریز ہندوستانیوں کو دیکھتے ہیں وہ اُن سے بھی زیادہ حقارت کی نگاہ سے اپنے ہموطنوں کو دیکھنے لگتے ہیں — انگریز اُن کو ہاف سولائزڈ کہتے ہیں تو وہ اُن کو اَن سولائزڈ کا خطاب دیتے ہیں — وہ اپنی قوم کو ترقی اور اصلاح کے ناقابل بتاتے ہیں اور اسلیئے اُن کی بھلائی کے لیئے مطلق کوشش نہیں کرتے بلکہ جو لوگ ایسے کاموں میں کوشش کرتے ہیں اُن کی کوششوں پر ہنستے ہیں اور اُن کو بےسود خیال کرتے ہیں یہہ تمام شہادتیں اس بات کی ہیں کہ ہماری قوم میں عملی قوت باقی نہیں رہی *

کبھی کبھی ہمارے بھائیوں کے دل میں ایک غیر معمولی جوش دودہ کے اُبال سے بھی زیادہ خود بخود اُٹھتا ہی — وہ اپنے چند ہم خیال آدمیوں کو متفق کرکے ایک انجمن محض قوم کی بھلائی کے لیئے منعقد کرتے ہیں — کبھی مسلمانوں کی تعلیم کے لیئے کوئی اسلامی یا انگریزی مدرسہ قایم کرتے ہیں — کبھی ایک اسلامی کالج یا یونیورسٹی قایم کرنے کا خواب نہایت دلفریب صورت میں اُن کو نظر آتا ہی — کبھی کوئی رسالہ یا اخبار محض قوم کے فائدہ کی غرض سے جاری کرتے ہیں — اسیطرح کبھی ایک تدبیر اور کبھی دوسری تدبیر خاص قوم کی بھلائی کے لیئے کرتے ہیں — اور اکثر ان تدبیروں کے متحرک جہانتک کہ ہمکو معلوم ہی فی الواقع نہایت خلوص اور صدق دل سے ان کاموں کو شروع کرتے ہیں اور فی الواقع اُن کا دل سے یہہ ارادہ ہوتا ہی کہ تادم واپسیں اس کام میں کوشش کرینگے اور اُس کو ترقی دینگے — مگر در حقیقت اُن کی حرکت ایک حرکت مذبوحی ہوتی ہی — وہ ایک ہی دو جست کے بعد بالکل تھک پڑجاتے ہیں — اُن کا کوئی منصوبہ (الا ماشاءاللہ) پورا نہیں ہوتا — اس سے صاف ظاہر ہی کہ جو کچھہ ہم کرنا چاہتے ہیں وہ نہیں کرسکتے جس کے یہہ معنی ہیں کہ ہم میں قوت عملی باقی نہیں رہی *

ہم میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے سمجھدار آدمی موجود ہیں جو پرانی بیہودہ رسموں کو برا جانتے ہیں — شادی اور غمی میں جو بے دریغ روپیہ صرف ہوتا ہی اُسکو محض فضول اور لغو بلکہ گناہ اور معصیت سمجھتے ہیں — جو لوگ ایسے موقعوں پر سودی روپیہ قرض لیکر خرچ کرتے ہیں اُن پر نہایت افسوس کے ساتھہ ہاتھہ ملتے ہیں — مگر جب ویسا ہی موقع خود اُن کو پیش آتا ہی تو آنکھیں بند کرکے اُسی اندھے کوئیں میں آپ بھی کود پڑتے ہیں جسمیں اوروں کو گرتے دیکھکر افسوس کرتے تھے — اکثر لڑکیوں کی تعلیم کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں اور دل سے اس بات کے خواہاں ہیں کہ اُن کی تعلیم کا کسی مناسب اور قابل اطمینان طریقہ سے رستہ نکلے — اس باب میں لوگوں کی ترغیب اور تحریص کے لیئے کتابیں — رسالے اور اخباروں میں مضمون لکھتے ہیں — مگر عملی طور پر کوئی کارروائی اُن سے نہیں ہوسکتی اور زبانی جمع خرچ کے سوا وہ کوئی عملی کرشمہ نہیں دکھا سکتے — اس سے ظاہر ہی کہ عملی قوت ہم میں باقی نہیں رہی *

ہم میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے ہیں جو تنگی معاش کے سبب نہایت حیران و پریشان ہیں اور چاہتے ہیں کہ

جس حیلہ سے روٹي میسر آئے وہ حیلہ اختیار کریں - بعضے فیوپار اختیا کرتے ہیں یا دوکان کھولکر بیٹھتے ہیں - اگر اپنے پاس کافي سرمایہ نہیں ہوتا تو چند اور اشخاص کو بھي شریک کر لیتے ہیں - لیکن سوا اُن لوگوں کے جو قدیم سے تجارت پیشہ رہے ہیں باقي سب ہمیشہ نقصان اُٹھاتے ہیں دوالہ نکالتے ہیں — مقروض ہوتے ہیں اور پھر کبھي بھولکر فیوپار یا دوکان کا نام نہیں لیتے - بعضے کھیتي میں قسمت آزمائي کرتے ہیں - بعضے صیغہ تعمیرات سرکاري میں ٹھیکے لیتے ہیں — بعضے پریس جاري کرتے ہیں — بعضے اخبار نکالتے ہیں مگر جہاں دیکھیئے اخیر نتیجہ ہمیشہ ناکامي - خسارہ اور مایوسي ہوتي ہی - اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ عملي قوت ہماري قوم میں باقي نہیں رہي *

اگر کسي خاندان میں حسن اتفاق سے ایک کماؤ پیدا ہوجاتا ہی تو تمام خاندان اُس کے سہارے پر فکر معاش سے فارغ البال ہوجاتا ہی — ایک کماتا ہی اور بیس کھاتے ہیں - ایک شکاري ہی اور بیس اُسکے فضلہ خوار ہیں — وہ کماتے کماتے تھک جاتا ہی مگر یہہ کھاتے کھاتے نہیں تھکتے - کھاتے ہیں اور غراتے ہیں - مرغي اپني جان سے جاتي ہی اور کھانے والوں کو کچھہ مزا نہیں آتا — یہہ سب کچھہ اسلیئے ہی کہ ہم میں قوت عملي باقي نہیں رہي *

آٹھہ برس سے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا سالانہ اجلاس مختلف شہروں میں صرف اسلیئے ہوتا ہی کہ مسلمانوں کي ترقي کي جو تدبیر کسي کے ذہن میں آئے وہ اُس کو مجمع عام میں پیش کرے اور جو تجویز بعد بحث ومباحثہ کے اتفاق یا کثرت راے سے صائب اور معقول قرار پائے اُس سے عام مسلمانوں کو مطلع کیا جاے - تاکہ جو باتیں اُن کے کرنے کي ہوں اُن کو عمل میں لائیں — لیکن آج تک کانفرنس کي ایک صلاح پر غالباً کسي نے عمل نہیں کیا — بلکہ بجاے اسکے کہ خود اپنے دل میں شرمندہ ہوں اُلٹے کانفرنس کي کارروائیوں پر نفریں کرتے ہیں اور اُس کو محض لغو و بے سود بتاتے ہیں - اس سے ظاہر ہی کہ جسطرح اُن میں قوت عملي باقي نہیں اسیطرح وہ اپنے فرایض کو بھي نہیں سمجھہ سکتے اور مثل جمادات کے اپنے تئیں کسي تکلیف کا مکلف نہیں جانتے *

ہماري قوم میں جو اس قابل ہیں کہ ترقي و تنزل کے مفہوم کو سمجھتے ہیں اور اپنے میں اور ترقي یافتہ قوموں میں اُن کو کم و بیش فرق محسوس ہوتا ہی وہ دو حال سے خالي نہیں - یا پرانے خیال والے ہیں یا نئے خیال والے - جو پرانے خیالات رکھتے ہیں اور قومي تنزل کے اخیر نتائج کا بخوبي اندازہ نہیں کرسکتے وہ تو اس حیلہ سے سعي و کوشش کو بے سود بتاتے ہیں کہ دنیوي تنزل اور دنیوي ترقي سب ہیچ ہی — انجام دونوں کا فنا ہی ہمکو صرف وہاں کي فکر کرني چاہیئے جہاں ہمیشہ رہنا ہی اور بس - نئے خیال والے جو ترقي و تنزل کي ماہیت اور اُس کے نتائج سے بخوبي واقف ہیں اور دیگر اقوام کي ترقي اور اپنے تنزل میں جو نسبت ہی اُس کو سمجھے ہوئے ہیں اُن میں اکثر کا یہہ قطعي فیصلہ ہی کہ مسلمانوں کي قوم ہرگز اُبھرنے والي نہیں - اُس کا ضعف کسي ایسے مرض کے سبب سے نہیں ہی جو ردات مادہ سے عارض ہوا ہو تاکہ اُس کو قابل علاج سمجھا جاے — بلکہ اس سبب سے ہی کہ اُس میں حرارت غریزي باقي نہیں رہي اور اسلیئے اُس کے سنبھالنے کي کوشش کرني محض بے فائدہ ہی — الغرض کیا پرانے خیال والے اور کیا نئے خیال والے دونوں عموماً سعي و کوشش کو عبث اور رائگاں خیال کرتے ہیں پہلے اس لیئے کہ ترقي ضروري نہیں اور پچھلے اسلیئے کہ ترقي ممکن نہیں — اور یہہ بہت بڑا ثبوت اس بات کا ہی کہ ہماري قوم میں عموماً عملي قوت باقي نہیں رہي *

عملي قوت والوں سے وہ لوگ مراد نہیں ہیں جو محنت — مزدوري — پیشہ یا حرفہ کے ذریعہ سے بڑي بھلي طرح اپنا پیٹ پال لیتے ہیں - ایسے لوگ تو مردہ سے مردہ قوم میں بھي جب تک کہ اُس قوم کے تھوڑے بہت افراد دنیا میں موجود ہیں ضرور ہي کہ پائے جائیں کیونکہ —

این شکم بے ہنر پیچ پیچ * صبر ندارد کہ بسازد بہ ہیچ

نہیں بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو زمانہ کي رفتار کے موافق نہ صرف باتوں سے بلکہ کاموں سے قوم کے لیئے خود نمونہ بنکر اُنکو ترقي کي طرف مایل کریں — مثلاً معاشرت میں جو خرابیاں اُنکو نظر آئیں صرف اُنکي برائي اور

مذمت کرنے ھي پر اکتفا نہ کریں بلکہ خود اُنکو ترک کرکے قوم کے لیئے ایک مثال قایم کریں — معاش کے وہ جایز ذریعے جو قوم کي اکثر جماعتوں میں معیوب گنے جاتے ھیں جیسے دوکانداري یا صنعت و دستکاري — اُنکو خود اختیار کرکے اُن جماعتوں کي جھجک دور کریں — تجارت کے وہ اصول جنکے ذریعہ سے کم مقدور آدمي بھي بڑي بڑي تجارتیں کرسکتے ھیں اُنپر خود کاربند ھوکر قوم میں تجارت کا چرچا پھیلائیں — اسیطرح ترقي کي ھر شاخ میں خود کچھہ کرکے دکھائیں تاکہ اور لوگ بھي اُنکي دیکھا دیکھي وھي رستہ اختیار کریں — تعلیم جو ترقي کي جڑ ھی اُسکي اشاعت میں دم سے قدم سے درم سے قلم سے کوشش کریں — تعلیم یافتہ نوجوان جنکو ترقي کا مقدمۃالجیش کہنا چاھیئے وہ اپني اپني قابلیت اور اپنے اپنے مذاق کے موافق ایسے کام اختیار کریں جو اولاً اُن کے حق میں اور ثانیاً قوم اور ملک کے حق میں مفید ھوں — لیکن افسوس ھی کہ ایسے آدمي ھماري قوم میں نایاب ھیں اور اسي لیئے ھمکو اس میں شک کرنیکي کوئي وجہہ نہیں کہ ھمارے قواے متحرکہ بالکل معطل و بیکار ھوگئے ھیں — ھماري جرأت اور دلیري مفقود ھوگئي ھی — ھم میں ھمت اور الوالعزمي کا نام نشان نہیں رھا — ھم کہنے کو انسان ھیں لیکن جمادات سے بد تر — ھم بہ ظاھر زندہ ھیں لیکن حقیقت میں مردہ *

پس ھماري قوم میں جن بزرگوں کو قومي ترقي کا خیال ھی اُن کو غور کرنا چاھیئے کہ یہہ عام خاموشي اور سناٹا جو ھماري قوم میں ھرطرف نظر آتا ھی اور یہہ مردني جو ھمارے تمام طبقوں پر چھائي ھوئي ھی آیا یہہ محض ایک اتفاقي بات ھی جسکا کچھہ فکر کرنا نہیں چاھیئے بلکہ ایک دوسرے اتفاق کا منتظر رھنا چاھیئے جس سے تمام قوم کي حالت خود بخود بدل جاے یا ایسا نہیں ھی بلکہ یہہ وباے عام نہایت زبردست اور قومي اسباب سے تمام قوم میں پھیلي ھی اور جب تک کہ نہایت زبردست تدبیروں سے اُسکا تدارک نہ کیاجائیگا اور آیندہ نسلوں کي تعلیم میں عملي تربیت کي روح نہ پھونکي جائیگي اُس وقت تک مسلمانوں میں قومي زندگي پیدا ھونے محال ھی بالفعل ھم اس مضمون کو یہیں ختم کردیتے ھیں لیکن آیندہ ھم بتائینگے کہ مسلمانوں میں یہہ عام سکون و انجماد کہاں سے آیا ھی اور اُن کے قواے عملیہ کیوں معطل و بیکار ھوگئے ھیں — اُس کے بعد ھم اپني سمجھہ کے موافق کسي موقع پر یہہ بھي بیان کرینگے کہ وہ کونسي تدبیریں ھیں جن سے ھماري آیندہ نسلوں میں ایکقسم کي پیدا ھونے کي اُمید ھو اور اُنکے قواے عملیہ از سر نو شگفتہ و شاداب ھوسکیں *

راقم
الطاف حسین حالي — علیگڈھ

نمبر ۲۳

قصیدہ

للفاضل العلامۃ الشیخ احمد علي حمیدالدین
من اھل برھانپور

سلام بدیع فھو کالمسک اذیعبق — وکالبرق اذیشري وکالبدر اذیشرق
یخص فتی شھما اتی وفق سولنا — زنادذکایوري وغرس حجي یورق
حماہ الہ العرش من کل حادث — لاکبادنا یقلي وانفسنا یقلق
و یسرہ لطفا لاحراز غایۃ — لاخمصہ یعلي علی من بھا یعلق
متی یستبق فرسانھا جاء بارعا — لالبابھم یسبي وسباقھم یسبق
بمدرسۃ کالروض طیبا فکم وکم — نسیم الصبا یسري ومن نشرھا یسرق
بناھا ابوالایتام ذوالخیر سید — بتعمیرھا یعني وفي نفعھا یعنق
بقلب علی الاسلام یحنو ولھجۃ — لھام العدی یفري واوصالھا یفرق
حمید السجایا احمد الاسم من لہ — مآثر لاتخفی واعلامھا تخفق
رؤف بانقل العلم دابا فلم تزل — لھم نوقہ تعري واقدرہ تمرق
معلمھا الشبلي رب مباحث — اذا ماغدی یفلي فعن لبھا یفلق
فلیس لہ ھم ولیس لہ مقي — سوے الجھد ان یفنی اوالعلم ان یفتق
فکم خطبۃ فصل لہ و رسالۃ — یفصل لویفتی ویرتق لویفتق
بلفظ اذا یحکي کشھد لذائق — ومعنی اذا یفشي کمسک لمن یفشق
اذا ما تصدي للبیان فانہ — اذا غیرہ یصدي لذي مغلق یصدق
جدیر بہ ان قیل شمس فانہ — سناضوۂ یعشي نواظر من یعشق
اھا دیھما زھر النھا یا کایۃ — النھار فلاتمحي مدي الدھر اوتمحق

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ھوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم محرم الحرام سنہ ۱۳۱۲ هجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۴

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۱۴

ذات باري جل جلالہ و اعظم شانہ

اسلام نے همکو ذات باري کي نسبت يہہ بتايا هی اور يقين دلايا هی کہ وہ واحد ازلي و ابدي هی — وہ موجود هی اسليئے کہ واجب الوجود هی مگر بغير صورت کے اور بغير مکان کے — خود اُس نے اپنے آپ کو اپني صفات ميں ظاهر کيا هی — يعني اُس کي صفات عين اُسکي ذات هيں — نہ کوئي اُس کي مثل هی نہ مشابہ — نہ کوئي اُس کے شريک هی اور نہ کوئي مقابل — نہ اُس کا کوئي باپ هی نہ اُس کا کوئي بيٹا — نہ چهوا جاتا هی — نہ دکهائي ديتا هی — نہ هماري عقل ميں آسکتا هی — نہ خيال ميں سما سکتا هی — مگر همارے يقين يا همارے مخفي خيالات ميں هميشہ موجود رهتا هی *

نهج البلاغة ميں جناب علي مرتضی عليہ السلام کا يہہ قول لکها هی اول الدين معرفتہ وکمال معرفتہ التصديق بہ وکمال التصديق بہ توحيدہ وکمال توحيدہ الاخلاص لہ وکمال الاخلاص لہ نفی الصفات عنہ *

مگر جيسا که مسٹر گبن نے لکها هی ايک فلسفي يہہ سوال کرسکتا هی که جب هم اُس نا معلوم جوهر کو هر ايک خيال سے جو زمان يا مکان يا مشابهت يا حرکت يا ارادہ يا حس يا خيال سے متعلق هو منزہ کرديں تو همارے تصور يا فهم کے لئيے کيا چيز باقي رهجاتي هی *

مگر حضرت علي مرتضی کے قول پر غور کرنے سے اس کا جواب ملسکتا هی آپنے فرمايا که پهلي سيڑهي دين اسلام کي خدا کا جاننا هی — پهر اُس کي وحدت اور واجب الوجود هونے پر يقين کرنا هی جو عقل اور نقل دونوں سے علی حسب استعداد افراد الناس ثابت هوتا هی — پهر اُس کے ساتهہ خلوص پيدا کرنا هی اور خلوص کا کمال ذات باري سے صفات کا نفي کرنا هی *

جب انسان اُس کے موجود هونے پر يقين کرتا هی اور يہہ جانتا هی که کيسا وہ کمال والا هی جسنے ايک اعجوبہ

اور دلکش طرز پر جس سے زیادہ عمدہ نہیں ہو سکتي دنیا کو رچا ہی - پھر وہ اپنے آپ پر غور کرتا ہی اور دیکھتا ہی کہ اس پتلے کو اُسنے کسقدر نعمتیں عنایت کي ہیں اور اُس کي ترکیب جسماني میں کیسي کیسي حکمتوں رکھي ہیں - اور اُسکے دماغ کو کیسي کیسي اعلی قوتیں عنایت کي ہیں تو اُس کي محبت اور اُس کے ساتھہ اخلاص پیدا ہوتا ہی اور جسقدر اُس غور میں ترقي ہوتي جاوے اور وہ دقایق اور لطایف جو خود نفس انساني میں ہیں زیادہ کھلتے جاویں اور موجودات عالم کے عجایبات اُسکو معلوم ہوتے جاویں اُسیقدر اخلاص ترقي کرتا جاتا ہی و کمال توحیدہ الاخلاص له کے درجہ پر پہونچ جاتا ہی — اور اُس واجب الوجود کو جامع جمیع صفات کمال قرار دیتا ہی *

مگر جب یہہ اخلاص درجہ کمال کو پہونچتا ہی تو وہ سمجھتا ہی کہ میں نے جن صفات کمال کا جامع اُس ذات پاک کو قرار دیا ہی بلا شبہہ وہ صفتیں تو اُس میں ہیں مگر میںنے جو اُن صفتوں کي حقیقت سمجھي ہي وہ تو ممکنات سے ماخوذ کي ہی وہ صفتیں تو اُس واجب‌الوجود کي صفات ہو نہیں سکتیں اور اسلیئے وہ اُن سب کو ذات باري سے نفي کرتا ہی اور کہتا ہی لیس ہو عالم لیس ہوحي لیس ہو قادر و لیس ہو کذا وکذا کما انا نعلم حقیقتہا — پس اسطرح نفي کرتے کرتے اُس کے تصور وفہم کے لیئے ایک وجود جو واجب الوجود ہی اور جو مجمع جمیع صفات کمال ہی باقي رہ جاتا ہی — اس یقین کے ساتھہ کہ اُس کي صفات ایسي اعلی اور ارفع ہیں کہ انسان کے خیال کو اُس پر حاوي ہونے کي قدرت نہیں ہی — و ہو ربنا و ربکم و الہنا و الہکم وانا اعبدہ فاعبدوہ ہذا صراط مستقیم *

سید احمد

نمبر ۲۵

ذاتہ و صفاتہ تعالی شانہ

چو خاصاں دریں رہ فرس راندہ اند
بلا احصي از تگ فرو ماندہ انہ

یہہ تو ہر کوئي کہہ سکتا ہی اور جان سکتا ہی کہ — کوئي معشوق ہی اس پردۂ زنگاري میں — مگر کونسي کہہ سکتا ہی نہ بتاسکتا ہی نہ جان سکتا ہی کہ وہ کیسا ہی — عقل انساني اسبات کو تو قبول کرتي ہی کہ کوئي وجود تو ہی — اور بے شک وہ آپ ہي آپ ہی — اور اسلیئے ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا (کما ثبت في محلہ) مگر وہي عقل کہتي ہی کہ اس سے زیادہ اور کچھہ نہ میں جانتي ہوں نہ جان سکتي ہوں *

عقل کہتي ہی کہ میں کیونکر جان سکتي ہوں کہ وہ کیسا ہی میں نے جن چیزوں کو جانا ہی وہ ہوتي بھي ہیں اور پھر نہیں بھي ہوتیں — ایسي کوئي مثال نہیں ہی جو آپ ہي آپ ہو اور ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے پھر میں کیونکر بتاؤں یا جانوں کہ وہ کیسا ہی *

عقل کہتي ہی کہ اُسکے لیئے میں کوئي صورت نہیں تجویز کرسکتي نہ اُسکے لیئے کوئي صورت ہوسکتي ہی نہ اُسکي مانند کوئي چیز ہی کہ اُسي سے اُسکو جانوں پھر کیونکر بتاؤں یا جانوں کہ وہ کیسا ہی *

جب اُسکي کوئي صورت اور شبیہہ نہیں ہی تو جسم بھي نہیں ہی اور جب جسم نہیں ہی تو مادہ بھي نہیں ہی اور جب مادہ نہیں ہی تو اُسکے لیئے کوئي مکان بھي نہیں ہی — پھر وہ نہ دیکھا جاسکتا ہی نہ چھوا جاسکتا ہی — پھر کیونکر بتایا جاسکتا ہی کہ وہ کیسا ہي *

خیال جہاں تک دوڑاؤں تو کسي نہ کسي چیز کے مشابہ ہوجاتا ہی حالانکہ وہ کسي چیز کے مشابہ نہیں ہوسکتا لوگ کہتے ہیں کہ —

انچہ در وہمت نیاید ان خداست

پھر کیونکر میں اُسکو خیال میں لاؤں اور کیونکر بتاؤں کہ وہ کیسا ہی *

اگر میں اپني پوري قوت کو کام میں لاؤں تو یہہ کہہ سکتي ہوں کہ جو کچھہ خیال تمکو وجود - مادہ - مکان - تحیز - تشکل - حرکت - سکون - علم - خلق - قدرت - حیات - رحم - کرم - تہور کا ہی سبکو اپنے دل سے محو کرو — پھر جسکو کہو کہ ہی وہي اللہ ہی *

العجب ثم العجب جو ذریعے ہمارے جاننے کے ہیں جب ہم نے اُنہي کو محو کردیا تو کیونکر جان سکتے ہیں کہ ہی - مگر ایسا کہنا غلطي ہی کیونکہ اس امر کا جاننا کہ

کوئي هی دوسري چیز هی اور یهه جاننا که کیونکر هی اور کیسا هی دوسري چیز هی پچهلي بات کے نه جاننے سے پهلي بات کا نهونا لازم نهیں آتا — کیونکه پهلي بات اُسکے آثاروں سے یقین کي جاتي هی اور پچهلي بات اُن آثاروں کے موثر کي حقیقت اور ماهیت جاننے سے علاقه رکهتي هی اگر هم اسکو نه جانیں تو یهه لازم نهیں آتا که اُسکو بهي نجانیں *

اسلام کا مسئله صرف اسي قدر هی که هم اُس واجب الوجود کے وجود پر یقین کریں اور اُسکے وجود کي حقیقت اور اُسکي صفات کي کیفیت جاننے پر اسلام نے همکو مکلف نهیں کیا گو وه صفتیں اُس کے ساتهه منسوب کي جاتي هیں اور اُنکا منسوب کیا جانا ایسا هي لازمي اور ضروري هی جیسےکه اُسکا هونا مگر اُن صفات کي کیفیت اور حقیقت کا جاننا انسان کي قدرت اور اُسکي عقل کي وسعت سے جو اُس میں هی بالا تر هی *

تمام صفات جو هم اُس ذات کے ساتهه منسوب کرتے هیں اگر اُسي کیفیت سے منسوب کرتے هیں جس کیفیت سے هم نے اُنکو جانا هی تو یهه تو محض کفر هی کسي شی کے خارج میں موجود هونیکا بغیر اسکے که هم اُسکو متحیز اور کسي صورت اور هیئت میں متشکل نه تصور کریں همکو خیال هي نهیں هوسکتا پس اگر اُس ذات واجب الوجود کو بهي ایسا هي سمجهوں تو بالفرض اگر کافر نهوں تو احمق تو ضرور بنیں *

اصحاب ظواهر جو اُس ذات کے هاتهه اور پاؤں اور مونهه هونے اور بالقي مارے یا پاؤں لٹکائے تخت پر بیٹها هوا مانتے هیں وه بهي تو اُسکے ایسے هاتهه پاؤں اور مونهه اور بیٹهنے کو نهیں بتاتے جسطرح کے هاتهه پاؤں اور مونهه اور بیٹهنے کو وه جانتے هیں پس دونوں کا نتیجه یهه هی که اُسکے وجود کي یا اُسکے موجود هونیکي حقیقت و ماهیت کو نهیں جانتے اور اُسکا جاننا هماري عقل قیاس خیال وهم و گمان سے بالا تر هی *

وحدت اُس کي صفت هی مگر هم اُس کي حقیقت کو پهچانتے هي نهیں بجز اسکے که الواحد نصف الاثنین — هم نے نصف الاثنین تو بهت چیزیں دیکهي هیں مگر آج تک هم نے محض واحد کوئي چیز دیکهي هي نهیں تمام چیزیں جنکو هم جانتے هیں مادي هیں اور وه واحد نهیں = عناصر جو آج کل ستر بهتر مانے جاتے هیں وه بهي مادي هیں گو که هم نے ابهي تک یهه نهیں جانا یا همکو اب تک یقین نهیں آیا که اُس کے جزوں کو الگ بنا سکیں یا کر سکوں *

خیال جس کو هم مادي نهوں کهه سکتے وه بهي مادي چیزوں سے ماخوذ هوتا هی اور خود اپني هي قسم کي غیر مادي چیزوں سے ملکر بن جاتا هی پس اُس ذات کي وحدت کي کیفیت کو باوجودیکه اُس کو واحد کهتے هیں نهیں جانتے = اُس کا واحد کهنا صرف اس سبب سے لازم آتا هی که اُس کو واجب الوجود مانا هی نه اس سبب سے که اُس کي وحدت کي ماهیت کو هم نے جانا هی *

جبکه هم اُس ذات کي وحدت کي ماهیت کو نهیں جانتے تو فلاسفروں اور همارے علماء متکلمین کا جسمیں امام غزالي بهي شامل هیں یهه کیسا غلط مسئله هی که الواحد لایصدر عنه الاالواحد جس چیز کو اُنهوں نے کبهي دیکها هي نهیں اور اُسکي حقیقت اور ماهیت کو جانتے هي نهیں اُس پر کوئي اصول قایم کرنا اور مجهول شے پر کلیه بنانا اگر سفسطه نهیں تو کیا هی *

اگر هم اُن کي بات مان بهي لیں تو بهي کچهه فائده نهیں کیونکه واحد سے اگر کئي چیزوں کا هونا محال هی تو ویسا هي ایک کا هونا بهي محال هی کیونکه وه واحد نه اُس کا عین هوسکتا هی نه اُسکا جزو پهر کهونکر هوسکتا هی اور کیا هوسکتا هی *

حیات ممات کو بجز اسکے هم اور کچهه نهیں جانتے که ایک جسم ناطق هو یا ناطق یا اور کچهه هلتا جلتا — چلتا پهرتا هو سانس اُس میں آتي جاتي هو روئي کا پهویا جب اُسکي ناک کے سامنے هو تو وه هلتا هو آنکهه میں سامنے کي چیز کي مورت بن جاوے اُسکو تو هم حیات جانتے هیں اور جب یهه نهوں تو اُسکو ممات سمجهتے هیں پهر کیا وه ذات بهي اسي طرح حي لایموت هی حاشاه و کلا پس اُسکو هم حي لایموت کهتے هیں اور نهیں جانتے که اُسکي حیات کیسي هي

اور ممات کا نهونا کهسا هی — نه یهه جانتے هیں که وه کیا کهاکر زنده رهتا هی اور بن کهائے کیونکر جیتا هی *

علم جسکے جاننے سے هم عالم کهلاتے هیں اُسکي کیا کیفیت هی ؟ موجودات خارجي و ذهني کا جاننا هی جس سے لازم آتا هی که معلوم همارے علم سے مقدم هو — پهر کیا اُس ذات پر جو سب سے مقدم هی کوئي چیز مقدم هوسکتي هی اس سے صاف ظاهر هوتا هی که جو کیفیت علم کي هم جانتے هیں اُس میں ویسي نهیں پهر جب اُسکے علم کي کیفیت معلوم نهوں تو اس بات پر بحث کرنا که اُسکا علم کسطرح کا هی اور وه صرف عالم کلیات هی یا عالم جزئیات بهي اگر ناداني نهوں تو اور کیا هی *

خلق بلاشبهه اُسکي صفت هی مگر اُسکي ماهیت همکو معلوم نهیں — نه همنے کسي چیز کو ایک بهنگے تک خلق کیا هی نه کسي کو خلق کرتے دیکها هی البته کمهار کو هاتي گهوڑے بناتے دیکها هی پهر جو صفت خلق اُس ذات میں هی اُسکي ماهیت کیونکر جان سکتے هیں *

ولهذا قال اجدي علیه السلام علي ابن ابي طالب" اول الدین معرفته و کمال المعرفة التصدیق به وکمال التصدیق به توحیده و کمال توحیده الاخلاص له و کمال الاخلاص له نفي الصفات عنه " یعني حضرت علي مرتضی کا قول هی که پهلي منزل دین کي اُس ذات کا جاننا هی که هی — اور پورے طور پر اُسکا جاننا اُس کے ساتهه محبت رکهنا هی — اور پورے طور سے محبت رکهنا اُس کو تمام صفتوں سے بري رکهنا هی *

هم نے اُن صفتوں انساني میں سے جنکو هم جانتے تهے کچهه صفتیں اس ذات کیطرف منسوب کي هیں اور جو کیفیتیں اُن صفتوں کي هم سمجهتے هیں اُسکا خیال اُس ذات کي صفات کے ساتهه بهي کرتے هیں جس سے طمع یا خوف منتج هوتا هی- پس حضرت علي مرتضی نے نفي صفات کا لفظ فرمایا جس سے دو اشارے هیں اول یهه که جسطرح سے تم اُسمیں صفات کا خیال کرتے هو اُس طرح کي صفات اُسمیں نهیں هیں - دوسرے یهه که طمع یا خوف کے سبب محبت کرنا اخلاص نهیں هی پورا اخلاص اُسیوقت هوتا هی جبکه صرف ذات سے محبت هو- فلزم لکمال الاخلاص نفي الصفات *

شاه ولي الله صاحب فوزالکبیر میں لکهتے هیں که " حکمت الهي مقتضی آں شد که از صفات کامله بشر که آنرا می دانند و بوجود آں تمدح میان ایشاں جاري است چندے بر گزید و آں را بازاے معاني غامضه که عقول بشر را بساحت جلال او راه نیست استعمال فرمود رفتنه لیس کمثله شیء تریاق دای عضال جهل موکب ساخت " *

یهي حال باقي تمام صفات ثبوتي وسلبي کا هی جو هم اُس ذات کي نسبت منسوب کرتے هیں — مگر اُن صفات میں سے صرف دو صفتیں ایسي هیں که گو اُنکي ماهیت اور حقیقت همکو معلوم نهو — مگر اُنکے نتایج ایسے ظهور میں آتے هیں جنکو سب دیکهتے هیں اور کوئي شخص اُس سے انکار نهیں کرسکتا کیونکه وه برابر مشاهده میں آتے هیں *

منجمله اُنکے ایک صفت علة العلل هونیکي هی جسکے سبب سے تمام موجودات اُسکے معلول اور موجود هیں (کمائبت في محله) *

دوسري صفت خالق هونے کي هی جسکا نتیجه یعني مخلوق کا وجود هرشخص هر روز دیکهتا هی *

ان دونوں صفتوں کے سبب چند خیالات پیش آتے هیں *

اول یهه که جب اُس ذات ازلي و ابدي کو علة العلل مانا هی تو لازم آتا هی که اُسکا معلول بهي ازلي و ابدي هو *

دوسرے یهه که — علوم جدیده سے ماده کا وجود سب سے اول ثابت هوا هی پس اگر وه اُس ذات ازلي و ابدي کا معلول هی تو ماده بهي ازلي و ابدي هی *

تیسرے یهه که - وه ذات تو واحد محض هی اور اجزاے ماده میں ایسي مختلف کیفیت کا هونا ضرور هی جس سے وه ایسي مناسبت سے آپس میں ملیں جس سے انواع مخلوقات وجود میں آویں تو ذات واحد محض سے یهه تنوع کیونکر پیدا هوسکتا هی *

یهه تمام شبهات عدم تدبر سے پیدا هوتے هیں - جهاں تک که انسان خیال کرسکتا هی اور علة کي صفت سمجهه سکتا هی یهه کهه سکتا هی که کسي علة کا معلول اگر وه بلاواسطه اُس علة کا معلول هی تو بلاشبهه وه معلول علة کے ساتهه

ہوتا ہی اگر علة ازلي ہی تو معلول بھي ازلي ہی اور علة گو صرف تقدم ذاتی ہی مگر اُسکا ابدي ہونا ضرور نہیں — کیونکہ معلول کي حالت تبدیل ہوکر وہ دوسرے کي علت ہوجاتي ہی اور جب تغیر حالت معلول میں ہوا تو اُسکا ابدي ہونا لازم نہیں آتا *

مادہ کو سب سے اول یعني علة کا معلول اول بلا واسطہ قرار دینا صحیح نہیں اس لیئے کہ ہم اس طرف سے مادیات کے سلسلہ کو دریافت کرتے کرتے اوپر کي طرف چلے ہیں اور اخیر کو یعني سب کے بعد مادہ کا وجود قرار دیا ہی اور یہہ ہمکو مطلق معلوم نہیں ہی کہ اُس سے اوپر اور کیا معاولات تھے یا ہیں جنکي تغیر حالت مادہ کے لیئے علة ہوئي ہی *

حکماء یونانی اور علماء متکلمین اسلام کا یہہ کہنا کہ خدا نے سب سے اول عقل اول کو پیدا کیا پھر عقل اول نے عقل ثاني کو پھر عقل ثاني نے عقل ثالث اور فلک اول کو اور علی ھذاالقیاس عقول عشرہ اور نو فلک پیدا ہوئے اور افلاک کي حرکات سے تمام عالم ہوا محض ڈھکوسلا ہی جسکا ثبوت کسیطرح نہیں ہی نہوسکتا ہی — بلکہ جب ثابت ہوگیا ہی کہ جسطرح یونانی افلاک کو مانتے تھے اور اُن کا جسم یا جرم نا قابل خرق والتیام قرار دیتے تھے اور ہرایک فلک کے لیئے نفس روح قرار دیتے تھے اور اُنکو متحرک بالارادہ سمجھتے تھے محض غلط ہی اور افلاک کوئي مجسم چیز اور محیط عالم نہیں ہی اور نہ فلک الافلاک محدد جہات کوئي چیز ہی تو مذکورہ بالا بیان کیسا سخیف مہمل و لغو ظاہر ہوتا ہی *

بالفرض اگر مادہ کو معلول اول علة العلل کا قرار دیں اور اُسکو بھي ازلي سمجھیں اور اُسکي علت کو صرف تقدم ذاتي قراردیں تو بھي اُسکا ابدي ہونا لازم نہیں آتا — اور جبکہ یہہ مسئلہ کہ الواحد لایصدر عنہ الا الواحد غلط قرار پایا ہی جیسکہ ہم نے اوپر بیان کیا تو مختلف خاصیتیں جو اجزاء مادہ میں ہیں جنکے سبب ایک مناسبت سے آپس میں ملکر انواع مختلف پیدا ہوتي ہیں تو اُس مادہ کو معہ اُن خاصیتوں کے اُس نے پیدا کیا ہی جسکو اُسکي علة قرار دیا ہی *

پس صاف مسئلہ جہانتک عقل انساني اُسکو قرار دے سکتي ہی یہي ہی کہ خدائے واحد واجب الوجود ہی تمام صفتیں اُسکي عین ذات ہیں عقل انساني اُسکي ذات کي اور اُن صفات کي حقیقت اور ماہیت سمجھنے سے عاجز ہی *

وہ علة العلل ہی اور اُس نے تمام موجودات کو پیدا کیا ہی لکنہ لانعلم کیف خلق لان ماہیة صفت خلقہ تعالی فوق فہم الانسان ولہذا لم یکلف اللہ احدا بفہمہ و اکتفی باذعان انہ موجود واحد احد صمد واجب وجودہ و انہ ہو خالق کل شی — و وقف الشارع علیہ و لم یرخص في تفتیش کہنہ لانہ ہو وراء عقل الانسان *

ہم دنیا کو دیکھتے ہیں اور قبول کرتے ہیں کہ ایک ہي مادہ سے پیدا ہوئي ہی جیسا کہ علماء علوم جدیدہ کہتے ہیں لیکن اُس میں برابر تغیرات پاتے ہیں اور یہي تغیرات ہر عالم و جاہل کو اسبات کے یقین کرنے پر کہ وہ حادث ہی کافي ہیں *

سید احمد

نمبر ۲۶

بھولا بھالا دیندار اور پکا فلاسفر

دونوں آپسمیں بہت دوست تھے اگرچہ خدا کي نسبت ایک کے خیالات بہت ادنی اور دوسرے کے بہت اعلی تھے مگر دونوں کا نتیجہ ایک تھا صرف سمجھہ کا فرق تھا دوستي بھي دونوں میں یکساں تھي اُس میں کچھہ گھٹ بڑھ نہ تھي *

دونوں باغ میں ٹہل رہی تھے دیندار نے فلاسفر سے کہا کہ بہت دنوں سے میں نے تمکو عبادت کرتے نہیں دیکھا — تمکو خدا کا بھي یقین رہا ہی یا نہیں ؟ اس کا جواب ہاں یا نا تو بہت اسان تھا مگر فلاسفر نے جو الہیات کے مسایل کو بخوبي سمجھہ چکا تھا اپنے دل میں کہا کہ کون شخص ایسي جرات کا ہی جو یہہ دعوے کرے کہ خدا جس کي عظمت اور جلال کي کچھہ انتہا نہیں ہی اُس کے خیال میں سما گیا ہی — اور کونسا ایسا مخلوق ہی جو انسان کي طرح سوچ سمجھہ رکھتا ہی اور اُس نے خدا کے یقین کو جسے خدا نے انسان کا

نیچر اور اُسکی عقل مانتی ہی دلسے ہٹا دیا ہو ایک اور مشکل یہہ تھی کہ دیندار نے ممکنات کے قیاسات سے اُس واجب الوجود کو جانا تھا جیسا کہ اہل مذاہب کا طریقہ ہی اور فلاسفر نے تنزہات سے اور اس لیئے دونوں کا خیال مختلف تھا — فلاسفر نہایت حیران ہوا کہ میں اس بھولے بھالے دیندار دوست کو کیا جواب دون اور اس نادان مگر نیک دوست کو کیونکر سمجھاؤں آخر اُس نے جواب دیا کہ : *

" جب تک یہہ کھوکھلا بےصدا گنبد آسمان ہمارے سروں پر ہی اور جب تک یہہ ٹھوس زمین ہمارے پیروں کے نیچے ہی — جب تک یہہ قدیم اجرام فلکی اپنے وسیع دایروں میں پھر رہے ہیں — جب تک کہ ایک دوست دوسرے دوست کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا ہی اُسوقت تک ہمارا اور تمہارا دل اُس ذات پاک پر یقین کرتا رہیگا جو سب کو سنبھالتا اور سب کو اپنے میں شامل کرتا ہی — ہوالاول ہوالاخر ہوالظاہر ہوالباطن و ہو علی کل شی محیط — اس عالم کے قایم رکھنے والے کا جو نام چاہو رکھو جسطرح چاہو اُسے بیان کرو لیکن جو اُس کی حقیقت ہی وہی ہی جو ہی اُسکو جنبش نہیں — یہہ وہ حقیقت ہی جو ہماری تمہاری سمجھہ سے بالاتر ہی — لیکن جسکا ہونا اور حقیقی ہونا تمام حقیقتوں سے زیادہ روشن ہی — اُس کا نام رکھنا یا اُسکو بیان کرنا یا مذہب کے کسی مقولہ سے اُسکو بتانا اُسکی شان اور عظمت پر ایسا ہی پردہ ڈالتا ہی جیسے کثیف بخارات روز روشن کو دھندلا کردیتے ہیں *

یہہ باتیں جو فلاسفر کی زبان پر آئیں دیندار کے کانوں کو بھلی معلوم ہوئیں لیکن پھر بھی دل بے چین اور غیر مطمئن رہا — یہہ سنکر کہ خدا کا خیال ایسا عظیم ہی کہ ذہن میں سما نہیں سکتا دل سرد ہوگیا — اُس نے چاہا کہ کوئی ایسی ظاہری علامت مل جاوے جو آسانی سے سمجھہ میں آوے پھر اُس نے ڈرتے ڈرتے اپنے دوست فلاسفر سے کہا کہ کہیں دھریت ہے تو یہہ سبق تمکو نہیں پڑھایا ! *

فلاسفر کو دیندار کے اس کہنے پر تعجب نہیں ہوا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ زیادہ تر لوگ ایسے ہی ہیں جو نہ تنزہات سے خدا کا خیال کرسکتے ہیں نہ دل کو طمانیت دے سکتے ہیں بلکہ ممکنات مادی کے قیاسات سے دل کو مطمئن کرتے ہیں — خدا نے بھی اسطرح اُن کی تسلی کی ہی جبکہ اپنے تئیں رحیم — قہار — رزاق — قادر — خالق سے تعبیر کیا ہی — یہہ صفات وہی ہیں جو ممکنات مادی کے قیاسات سے جانی گئی ہیں اور جنسے خدا جانا جاتا ہی *

ایسا ہونا ایک طرح پر ضروری بھی ہی کیونکہ اس قسم کے لوگوں کے سامنے خدا کے کاموں کو داستان کی صورت میں بیان کرنا جس میں خدا کی تصویر ایسی دکھائی دے جو انسانی خواہشوں اور انسانی جذبوں کے قیاس پر ہو صرف ایسا بیان ہی نہیں ہی جو سمجھہ میں آتا ہو بلکہ موثر بھی ہوتا ہی — دلوں میں جذباتی کیفیتیں پیدا کرتا ہی جو کچھہ کہتا ہی دل سے مخاطب ہوکر کہتا ہی — گنہگار کو آیندہ کے عذاب سے خوف دلاتا ہی اپنی ہمدردی اور دل سوزی سے زخمی داوں کو تشفی دیتا ہی — خدا کا خیال کتنا ہی قصہ اور داستان کی صورت میں بیان کیا جاوے خواہ وہ بیان جسپر وہ مشتمل ہیں کتنے ہی غلط ہوں لیکن اُسکا خود خیال ہمیشہ اصلی اور واقعی ہی — جس طریق پر مذہبی فرقہ خدا کے خیال کو بتاتا ہی اُسکی بڑی تعریف یہی ہی کہ وہ ایسی ممکنات مادی کے قیاسات پر بتاتا ہی کہ عام فہم ہوجاتا ہی — لیکن اگر خدا اور اُسکے کاموں کی حقیقت کو جہاں تک ممکن ہو ممکنات مادی کے قیاسات سے منزہ رکھا جاوے اور تمام مسلسل انقلابات جو عالم معلوم میں ہوتے آئے ہیں اور ہوتے آوینگے تنزہات کے پیرایہ میں بیان کیئے جاویں تو یہہ بیان معمولی فہم رکھنے والوں کی سمجھہ میں صاف طور پر نہیں آتا اور ایسے بیان سے کوئی کیفیت اُنکے دل میں پیدا نہیں ہوتی اسلیئے کہ اُنکی سمجھہ میں نہیں آتا — گو کہ یہہ بیان صحت میں کتنا ہی اُس حقیقت اصلی کے قریب پہونچ جاوے جو عقل انسانی اسوقت اُسکے سمجھنے کی قابلیت رکھتی ہی — خواہ اُسکے واقعات حقایق نیچر پر کتنے ہی مبنی ہوں لیکن پھر بھی پھیکے اور سپاٹے معلوم ہونگے — جاہل سے جاہل گنوار سے اگر یہہ کہا جاوے کہ شہد میٹھا ہوتا ہی تو وہ ضرور ہمارا مطلب سمجھہ جاویگا — لیکن جب اُس سے یہہ کہو کہ دایرہ میں قطر اور محیط کی نسبت تین اور ساتویں حصہ کی ہی تو وہ ضرور ہنس اوٹھے گا کہ یہہ کیا بیہودہ

بکواس ہی لیکن اگر وہی گنوار اس حساب کو جانتا ہوتا تو سمجھتا کہ روز مرہ کاموں میں اس حساب سے اُسکو زیادہ کام پڑتا ہی یا اسبات کے جاننے سے کہ شہد میٹھا ہوتا ہی — جولاہے کے جلنے اور آگ میں سے خدا کی آواز آنے کے عبرانی قصہ کو ایک معمولی بچہ بھی پڑہ کر سمجھہ سکتا ہی کہ اُسکو سنکر تعجب کرنے — لیکن یہہ پختہ اور زبردست دماغ رکھنے والوں کا کام ہی کہ ایسے مشکل مسایل کو سمجھہ لیں جنکو ابن عربی اور اُنکے ہم خیال مشہور فلاسفر اسپینوزا نے جبکہ وہ وحدت وجود اور وحدت شہود کے مشکل مسایل پر غور کر رہے تھے نہایت عمیق فکر اور دماغی کشمکش سے سمجھا تھا *

مگر کلمہ لیس کمثلہ شیء ہمکو بتاتا ہی کہ ہمکو اُس درجہ سے آگے بڑھنا ہی اور ممکنات مادی کے قیاسات سے نہیں بلکہ تنزیہات کے اعلی وسیلہ سے ہمکو خدا کا جاننا ہی یہہ کام ہرایک کا نہیں ہی بلکہ یہہ اُن زبردست عالی دماغ لوگوں کا ہی جنہوں نے اس عالم کی پوشیدہ حقیقت کو روشن اور اُس کے معنوں کو واضح کرنے کی کوشش کی ہی — یہہ وہ مشکل ہی جس نے ہزاروں کے منہہ پھیر دیئے ہیں اور کچھہ شک نہیں کہ جو اُس کے پار اترے وہ بہت ہی کم ہیں — بہت سوں کا یہہ حال ہی کہ اُنہوں نے خدا کے لیئے چند مقررہ صورتیں قرار دے لی ہیں اور اب اُن کا یہہ کام رہ گیا ہی کہ جو عالی خیالات اُن کے تنگ مذہب کی حدود میں سما نہ سکیں اُن کو دہریت یا الحاد و زندقہ کی طرف منسوب کرکے تودہ ملامت بڑھائیں یہی وقت محی الدین ابن عربی پر بھی جنکی نسبت قیل صدیق و قول زندیق کا قول مشہور ہی یہی مصیبت امام غزالی پر نازل ہوئی جس کے سبب اُن کو کتاب التفرقہ بین الاسلام والزندقہ لکھنی پڑی — یہی مصیبت حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی پر آئی جس کے سبب کئی ملاؤں نے اُنکو گوالیار کے قلعہ میں قید میں ڈلوایا اسی سبب سے وہ شخص تودہ ملامت ہوا جس نے کہا کہ ورڈ آف گاڈ اور ورک آف گاڈ میں تخالف نہیں ہی *

ذات باری کا اصلی خیال متعدد رسوم اور مذہبی مقولات سے جو مدت سے اضافہ ہوتے چلے آئے ہیں بالکل ڈھک گیا ہی — یہہ تمام رسوم اور مقولات کسی زمانہ میں اپنے معنی رکھتے تھے کہیں حسن طبیعت پیدا کرنے کے لیئے کہیں جوش اوبھار نے اور کہیں خوف دلانے اور کہیں کسی امر کے منع کرنے کے لیئے — اور اُن میں سے اکثر اب تک یہی معنی رکھتے ہیں — لیکن خواہ معنی رکھتے ہوں یا مہمل ہوں انسان کو اُن کے ساتھہ ایسی ہی دل بستگی رہی ہی جیسے طوفان زدہ جہاز کے ملاح بہتے ہوئے بادبانوں اور ٹوٹے ڈگمگاتے تختوں سے چمٹ جاتے ہیں اور موت سے جو اُسوقت سر پر کھڑی ہی اسی میں سلامتی دیکھتے ہیں کہ بادبانوں اور تختوں سے چمٹ رہیں *

ان مذہبی مسایل اور رسوم پر وہ وہ مباحثے اور لڑائیاں رہی ہیں کہ آخر کار یہہ چیزیں خود مذہب کا جزو اعظم ہو گئیں اور نئے نئے مسایل اور مذہبی جماعتوں کے نئے خدا کے جانشین بن گئے *

ہرایک زمانہ میں یہہ دیکھا گیا کہ جب کوئی علمی کلمہ یا تحقیقات دریافت ہوئی ہی خواہ وہ اصلی معنوں میں خدا کے یقین پر کتنے ہی ثابت قدم اور اُس کے خیال کے ممدھو لیکن اگر اُس نے اُن ممکنات مادی کے قیاسات میں جو کسی مذہب میں خدا کی نسبت قرار دے لیئے ہیں کسی طرح کا مغالطہ ثابت کیا ہی تو ضرور اُسپر الزام لگایا گیا ہی کہ وہ مذہب کے مخالف اور اُس کی مٹانے والی ہی اور اُس کے تسلیم کرنے والوں پر لعنت بھیجی گئی ہی اور طرح طرح کے ظلم اُن پر کیئے گئے ہیں کماشاھد فی ھذالزمان *

یہی اسباب ہیں جنکی وجہہ سے ایسی تمام کوششوں سے باز ہی نہیں رکھا جاتا بلکہ اُن پر ملامت کی جاتی ہی جو خدا کو اسطرح پر سمجھنے کے لیئے کی جاتی ہیں کہ موجودات عالم میں جس طرح وہ اپنے کاموں سے ظاہر ہوتا ہو سمجھا جاوے اور اسطرح سمجھنے کے بعد اُسی نوع پر اُس کی صفات بیان کی جاویں — عام لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسے خیال کی جگہہ جو آسانی سے سمجھہ میں آتا ہو وہ باتیں بتائی جاتی ہیں جو مشکل سے ذہن میں آتی ہیں اور اُس کے ساتھہ ہی خدا کے خیال کو اسقدر کم اور ہلکا کیا جاتا ہی کہ وہ کم ہوتے ہوتے فقط ایک خالی خیال رہ جائیگا *

خدا کو اس طرح سمجھنے اور پہچاننے کی نسبت ایک اور وجہہ بھی خرف کی سمجھی جاتی ہی - خدا کے کاموں کو لوگ اُسی صورت میں تسلیم کرتے ہیں جس صورت سے کہ اُن کے باپ دادا اُنکو مانتے تھے — لیکن فی الحقیقت جو حالات خدا کے کاموں کی نسبت اُسوقت مانے جاتے تھے وہ اُن فرضی واقعات نیچر کے مطابق تھے جنکو اب علم غلط بتاتا جاتا ہی (تعجب یہہ ہی کہ قرآن نے بھی کبھی اُنکو مثل اصلی واقعات نیچر کے تسلیم نہیں کیا تھا) فزیکل سایئنس (علوم طبیعیات) میں جو قدم آگے بڑھاتے ہیں جب اُس قدم کو جما کر عالم پر نظر ڈالتے ہیں تو اُسکی صورت کچھہ اور ہی نظر آتی ہی — ہر قدم پر نیا نظارہ ہی جہاں آگے بڑھنے کو قدم اوٹھایا وہیں چیزوں کی جگھہ اور صورت دوسرے پہلو سے نظر آئی — دنیا اور خدا کی نسبت جن خیالات سے ہم نے ابتدا کی تھی وہ اب کافی اور اطمینان بخش نہیں معلوم ہوتی جو علم اب ہمارے قبضہ میں ہی اُس سے وہ خیالات مطابق نہیں ہوتے (مگر تعجب یہہ ہی کہ قرآن سے مطابق ہوسکتے ہیں) اس لیئے وہ آدمی جن کا پرانے خیالات سے نیا بندھا ہی غل مچانے اور دوہائی دینے کو سب سے پہلے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل سے چاہتے ہیں کہ آستین پکڑ کر ہمکو پیچھے گھسیٹ لیں اور آگے قدم نرکھنے دیں - وہ چلاتے ہیں کہ دیکھو سایئنس سے ہوشیار رہنا کہیں ایسا نہو کہ وہ اپنی چمکدار تحقیقات اور نئے خیالات سے ہمارے داؤں کے اطمینان اور ایمان کو چھین لے — اور ہمکو ایسی دنیا میں چھوڑ دے جو خدا پرست نہو — یہہ شر و شغب ہمیشہ ایسے لوگوں میں ہوا ہی جو ترپوک دل اور مذبذب طبیعتیں (یا کہ مذبذب ایمان) رکھتے ہیں - اُسپر طرہ یہہ ہی کہ جو کچھہ خوف اور ڈر انکے دل میں بیٹھا ہوتا ہی اُسکو پکا کرنیوالے بھی موجود ہوتے ہیں جہاں ایسے لوگ موجود ہیں جنکو ہمیشہ اُسوقت کا دھڑکا لگا ہوا ہی جبکہ سایئنس دنیا سے خدا کو معزول کردیگا وہاں وہ لوگ بھی ہیں جو اُسوقت کا شوق سے انتظار کرتے ہیں اور اس انتظار میں ایسے مضطر ہیں کہ چونک چونک کر چلاتے ہیں کہ دیکھو وہ وقت آگیا — یہہ وہ لوگ ہیں جنکو انکار میں ہمیشہ لذت آتی ہی جو اپنے دل میں کہتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں ہی اور اسبات پر اپنے تئیں مبارک باد دیتے ہیں کہ ہم جانوروں کی طرح مرینگے — فلسفہ کی مقدس بارگاہ میں جہاں فرشتے تک قدم رکھتے ڈرتے ہیں یہہ منکر گھس جاتے ہیں اور علم اور سایئنس کی ہر ایک جدید تحقیق کو جو موجودات عالم کے متعلق ہمارے علم کو کسوطرح تبدیل کرتی ہی دیکھکر نکل آتے ہیں اور دنیا میں ڈھنڈھورا پیٹتے ہیں کہ لو مبارک ہو دہریت کا علم بلند ہوتا ہی — آج وہ فتح ہوئی ہی کہ جس سے وہ خوش وقت نصیب ہوگا جبکہ خدا کا انکار کل مخلوق کا مذہب ہوگا — اس قسم کے جہوٹے اور ناقص فلسفی ہیں جن کے خیالات سنکر وہ عالم جو مختلف علوم کی تحصیل اور تحقیق میں بیٹھے اپنی جانیں کھپا رہے ہیں کانپ اوٹھتے ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ " یا الٰہی ہمکو ہمارے دوستوں سے بچائیو " *

اسی طرح ہر زمانہ اور عہد میں جو تحقیقات انسان نے علم میں کیں یا خدا اور روح کی نسبت خیالات ظاہر کیئے اُنکے ساتھہ یہی برتاؤ ہوتا آیا ہی — حکیم گلیلیو اور فیرتن کے زمانہ میں بھی یہی حال تھا اور اب ڈارون اور اسپنسر کے وقت میں بھی یہی دیکھا جاتا ہی — علماء دینیات کہتے ہیں کہ اگر سیارے کشش ثقل اور دوری حرکت کے مخالف زور سے اپنی اپنی جگھہ پر قایم ہیں اور اگر جاندار اپنی موجودہ صورت میں دوسری جاندار کی صورت سے قواعد نیچرل سلکشن کے مطابق آیا ہی تو دنیا صرف اندھی قوتوں سے چل رہی ہی خدا کے کرنے کے لیئے کیا کام باقی رہا پس کسقدر خوفناک اور ناپاک خیال یہہ ہی جب یہہ آواز دھریئے سنتے ہیں تو کہتے ہیں بے شک ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ دنیا کا کارخانہ بغیر خدا کے ہمیشہ سے جاری ہی اس لیئے کوئی خدا نہیں ہی اور دیکھو کسقدر شریف اور دلکو خوش کرنے والا یہہ خیال ہی — غرض اسطرح ہر زمانہ اور عہد میں یہہ لوگ روشنی کی طرف سے منہہ پھیرے اس قسم کی کج بحثیاں کرتے چلے آئے ہیں — لیکن دنیا اس کی پروا نہیں کرتی کہ یہہ اندھے صلاح کار کیا بکتے ہیں بلکہ اپنے اصلی ایمان پر قایم رہتی ہی اور علم کی فضا میں برابر بڑھتی چلی جاتی ہی - زمانہ کی پر شور

کارگاہ میں بعید از شمار واقعات کا تانا تنا ہوا ہی اور جو بانا علم اُس میں ڈالتا ہی وہ خدا کے لباس کے جلوہ کو زیادہ نمایاں کرتا ہی *

ہمکو تو اُن مسلمانوں پر بڑا تعجب آتا ہی جو اپنے تئیں مسلمان کہتے ہیں مگر اسلام اور قرآن پر ایسا بودا یقین رکھتے ہیں کہ فلسفہ اور نیچرل سینز کے محققہ مسایل سے ڈرتے ہیں کہ کہیں اسلام نہ جاتا رہے اور قرآن اولٹ نجاوے — مگر ہمارا تو اُن کے برخلاف یہہ یقین ہی کہ جسقدر نیچرل سینز اور فلسفہ کو ترقی ہوتی جاویگی اُسیقدر خدا کے وجود اور اُسکی عظمت اور قرآن مجید کی صداقت پر زیادہ یقین ہوتا جاوے گا — بشرطیکہ جو چیز اُنہوں نے اندھیرے میں ٹٹولی تھی اب اُس کو اوجالے میں لاکر دیکھیں *

ھذہ ترجمۃ راملفیلسوف جان فسک مع تذئیل وتحسین ترتیب لیستفیذبھا اخوانا المسلمون حفظھم اللہ من شرالظنون و انا اشکر عزیزی عنایت اللہ علی ترجمتہ من الانگریزی فی لسان القوم *

سید احمد

نمبر ۲۷

الارض لیست بساکنۃ

علماء قدیم نے ان آیات سے کہ — الم نجعل الارض مہدا والجبال اوتادا — وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بکم اور مثل اسکے اور آیتوں سے یہہ سمجھا ہی کہ زمین ساکن ہی — امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں اور ابن رشد نے تلخیص المقال میں ان آیتوں پر نہایت عجیب بحثیں لکھی ہیں اول ہم اُنکو ملخصا لکھتے ہیں پھر جو کچھہ ہمکو لکھنا ہی لکھینگے *

امام رازی لکھتے ہیں کہ جمہور مفسرین کہتے ہیں کہ جب کشتی پانی پر چھوڑی جاوے تو وہ ڈگمگاتی اور ڈولتی رہیگی — جب اُسپر بوجھہ رکھدیں تو پانی پر ٹھہرجاویگی — اسیطرح جب خدا نے زمین کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ڈولتی تھی اور ڈگمگاتی تھی پھر اللہ تعالی نے اُسپر بوجھل پہاڑ پیدا کیئے تو اُنکے بوجھہ کے سبب سے پانی پر ٹھہرگئی *

اب امام صاحب فرماتے ہیں کہ اسپر تین اعتراض ہوتے ہیں — اول اعتراض یہہ ہی کہ اس دلیل کے ساتھہ یا تو یہہ مانا جاوے کہ زمین اور پانی دونوں بالطبع ثقیل ہیں یا نہیں ہیں — اور ان اجسام کی حرکت بالطبع ہی یا بالطبع نہیں ہی بلکہ خدا اُنکو ہلاتا رہتا ہی *

اسمیں کچھہ شک نہیں کہ زمین پانی سے زیادہ ثقیل ہی اور جو پانی سے زیادہ ثقیل ہی وہ پانی میں ڈوب جاویگی اور ٹھہرتی نرہیگی اور جب وہ ٹھہرتی نہ رہی تو اُسکی نسبت یہہ کہنا کہ وہ ڈولتی اور ڈگمگاتی رہتی تھی صحیح نہیں ہوسکتا — زمین کو کشتی سے مثال دینا بھی ٹھیک نہیں ہی — کشتی لکڑی کی ہوتی ہی وہ پانی پر ٹھہرتی رہتی — ڈولتی — ڈگمگاتی ہی بوجھہ ڈالنے سے ٹھہر جاسکتی ہی — مگر زمین جو خود بوجھل ہی پانی پر تیر نہیں سکتی *

اور اگر یہہ مانا جاوے کہ زمین اور پانی کے لیئے کوئی طبیعت نہیں ہی بلکہ خدا نے اُسکو ایسا کر رکھا ہی تو اس صورت میں زمین کے ٹھیرے رہنے کی وجہہ یہہ ہوگی کہ خدا نے اُس میں ٹھہرنا پیدا کردیا ہی اور اُس کے ڈگمگانے اور ڈولنے کی علت یہہ ہوگی کہ خدا نے اُس میں ڈگمگانا پیدا کردیا ہی — تو اُسوقت یہہ کہنا غلط ہوجاوے گا کہ زمین ڈگمگانے والی تھی اور خدا نے اُسمیں پہاڑ پیدا کرکے اُسے ٹھہرادیا — کیونکہ یہہ تو جب صحیح ہوتا کہ ہم نے زمین کی طبیعت میں ڈگمگانا مانا ہوتا — حالانکہ ہم نے یہہ مانا ہی کہ زمین کی طبیعت ایسی نہیں ہی *

دوسرا اعتراض یہہ ہی کہ زمین پر پہاڑوں کا بوجھہ ڈالنا اسلیئے کہ وہ ڈگمگاوے نہیں اُسوقت سمجھہ میں آتا ہی کہ پانی بھی ایک ہی جگہہ ٹھہرا ہوا ہو — اگر یہہ کہا جاوے کہ پانی کی طبیعت ہی میں ایسا ہی تو زمین کی نسبت کیوں نہ کہا جاوے کہ اُسکی طبیعت میں بھی پانی کے اوپر ٹھہرا رہنا ہی اور پھر یہہ بات کہ بسبب پہاڑوں کے بوجھہ ڈالنے کے وہ ٹھہری رہی غلط ہوجاتی ہی *

تیسرا اعتراض یہہ ہی کہ زمین ایک بہت بڑا جسم ہی اگر وہ پانی کے اوپر ڈگمگاتی بھی رہے تو لوگوں کو نہیں معلوم ہوسکتا اور بھونچالوں کے سبب کسی خاص ٹکڑے میں حرکت معلوم ہوتی اُسکے برخلاف دلیل نہیں ہوسکتی —

کیونکہ — وہ حرکت ایسی ہی جیسے انسان کے جسم میں سے کوئی عضو پھڑکنے لگے *

اسکے بعد امام صاحب فرماتے ہیں کہ اس جگہ یہہ بحثیں نہایت باریک اور گہری بحثیں ہیں — لیکن ہمارے نزدیک یہہ بات ہی کہ یقینی دلیلوں سے یہہ بات ثابت ہوگئی ہی کہ زمین گول ہی اور یہہ بات بھی ثابت ہوگئی ہی کہ پہاڑ جو زمین پر ہیں اُن سے اُسکی گولائی میں کھردراپن پیدا ہوگیا ہی — اب ہم کہتے ہیں کہ اگر یہہ کھردراپن نہوتا اور زمین صرف گول ہی ہوتی تو ایک ادنی حرکت سے وہ لڑھکتی رہتی — لیکن جب اُسپر پہاڑ پیدا کیئے اور کھردراپن اُسپر ہوگیا تو ہر ایک پہاڑ بالطبع مرکز عالم کی طرف بسبب اپنے بوجھل ہونے کے نہایت قوت سے رجوع کرتا ہی اور اسلیئے وہ بمنزلہ میخ کے ہوگئے ہیں اور کرہ زمین کو ڈگمگانے اور ڈولنے سے روکے ہوئے ہیں اور مستدیر حرکت بھی نہیں کرنے دیتے *

ابن رشد فرماتے ہیں کہ زمین پر پہاڑوں کے پیدا کرنے سے اُس منفعت کی طرف اشارہ ہی جو پہاڑوں کے سبب سے زمین کے ٹھہرے رہنے سے ہوا ہی — کیونکہ اگر پہاڑ نہوتے تو پانی اور ہوا کے سبب سے زمین ڈگمگاتی اور ڈولتی رہتی اور جہاں ہی وہاں سے ہٹ جاتی *

یہہ تحقیق ہی ہمارے علماے اعلام کی جو سر سے پانوں تک غلط ہی مگر وہ بھی معذور ہیں — اسلیئے کہ اُس زمانہ میں علوم کو ترقی نہیں ہوئی تھی اور جہاں تک کہ اُنکی معلومات تھی اُسی کے مطابق اُنہوں نے ان آیتوں کی تفسیر کی *

ہمارا قول ہمیشہ سے یہہ ہی کہ قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ یہہ ہی کہ جو اُسکا مقصد ہی وہ ہر زمانہ اور ہر درجہ علم میں یکساں حاصل ہوتا ہی ان صنایع کے بیان کرنے سے خدا کی قدرت اور اُسکی عظمت پر متنبہ کرنا ہی پس گو کہ اُس زمانہ کے علما نے ان آیتوں کی تفسیر صحیح طور سے بیان نہیں کی مگر جو مقصود یعنی خدا کی قدرت اور عظمت کا لوگوں کو جتانا تھا وہ اُس سے بھی حاصل تھا — اب کہ علوم کی ترقی ہوئی اور کائنات کا حال معلوم ہوا اگر اُن آیتوں کی تفسیر اُن علوم محققہ کے مطابق کیجاوے تو بھی وہی مقصود یعنی خدا کی قدرت اور عظمت کا ظاہر ہونا بدستور حاصل ہوتا ہی *

علماء قدیم کا یہہ خیال غلط ہی کہ زمین پانی کے اوپر ہی یا پانی کے اوپر تیر رہی ہی — اُسوقت تک اُن بزرگوں کو امریکا کا حال معلوم نہیں ہوا تھا اور وہ نہیں جانتے تھے کہ جیسے ہماری زمین اور ہمارے دریا اور ہمارے پہاڑ ہیں — ہمارے پانوں کے تلے بھی ویسی ہی زمین — ویسے ہی دریا اور ویسے ہی پہاڑ ہیں — اور تعجب یہہ ہی کہ جسطرح ہمارے پانوں زمین پر اور سر آسمان کی طرف ہی اُسیطرح وہاں کے لوگوں کے بھی پانوں زمین پر اور سر آسمان کیطرف ہیں *

اوتاد اور رواسی کے معنی بامراد بھی انہوں نے ٹھیک نہیں سمجھے انہوں نے سمجھا کہ جسطرح میخیں ٹھوک کر کسی چیز کو باندہ دیتے ہیں اور وہ ٹھیر جاتی ہی یا بوجھہ ڈالنے سے کشتی دگمگاتی نہیں اسیطرح پہاڑوں سے زمین ٹھیر گئی ہی — گو مقصود متحد ہو مگر یہہ خیال صحیح نہیں ہی *

اوتاد جمع وتد کی ہی — وتد کہتے ہیں لکڑی کی اُس چیز کو جو زمین یا دیوار میں گڑی ہوئی ہو — جسکو ہماری زبان میں میخ کہتے ہیں —

وتد مازر فی الارض او الحائط من الخشبة —

خدا نے فرمایا کہ میں نے پہاڑوں کو مثل میخوں کے زمین پر پیدا کیا ہی جو اُس میں گڑے ہوئے ہیں — پس صرف تشبیہہ اُن کی زمین میں گڑے ہوئے ہونے میں ہی نہ اور کسی میں *

راسیہ یا رواسی صفت کے الفاظ ہیں اور اُس کے معنی ثابتہ کے ہیں — یعنی وہ صفت ہی اُس چیز کی جو ایک جگہہ مستقر ہو — مفسرین نے جب دیکھا کہ خدا نے پہاڑوں کو اوتاد کہا ہی تو اُنہوں نے رواسی کا موصوف بھی پہاڑوں کو قرار دیا اور کہا کہ — رواسی اے جبالا راسیة ثابتة — حالانکہ رواسی صفت ہوسکتی ہی ہر ایک چیز کی جو زمین میں مستقر ہی — مثلاً ہر قسم کی کانوں کی اور مادیات کی جو زمین میں ہیں — پہاڑوں کے ساتھہ کچھہ خصوصیت نہیں ہی *

زمین ٹھیري ہوئي نہیں ہی — بلکہ اپنے محور پر اور نیز آفتاب کے گرد باکہ کسیقدر جنوبا اور شمالا بھي حرکت کرتي ہی — خدا نے اُسپر پہاڑوں کے پیدا کرنے یا رواسیات کے پیدا کرنے کا یہہ مقصد نہیں بیان کیا کہ اُس کي حرکت جاتي رہے — بلکہ تمیدبکم کا یہہ مطلب ہی کہ اور کروں سے منجذب نہوجاوے *

زمین اور تمام کواکب جو اس فضا میں دکھائي دیتے ہیں وہ سب کرات معلقہ ہیں اور ہرایک کرہ بلکہ ہرایک ذرہ مادہ کا ہرایک کرہ اور ہرایک ذرہ کو کھینچتا ہی — کشش کي قوت ہرایک کرہ میں تین چیزوں کے لحاظ سے ہوتي ہی — بلحاظ اُس کي جسامت کے اور بلحاظ اُس قسم کے مادہ کے جو اُس کرہ میں ہی اور بلحاظ اُس فاصلہ کے جو ایک کرہ کو دوسرے کرہ سے ہی پس خدا نے فرمایا کہ میں نے زمین پر پہاڑ پیدا کیئے جو مثل میخوں کے اُسپر گڑے ہوئے ہیں اور اُسمیں رواسیات پیدا کیئے جو اُسمیں مستقر ہیں تاکہ اُسمیں ایسي قوت پیدا ہوجاوے کہ اور کروں کي طرف کھینچکر تمکو نہ لیجاوے اور یہي مطلب لفظ تمیدبکم کا ہی پس کوئي تبدیل قرآن کے لفظوں میں یا اُس کے مقصود میں نہیں ہی جو کچھہ نقص تھا ہمارے علم میں تھا — خدا کا کلام ویسا ہي سچا ہی جیسا کہ اُسوقت تھا جبکہ ہمارا علم ترقي یافتہ نہ تھا اور اب بھي ویسا ہي ہی جبکہ ہمارا علم ترقي یافتہ ہوگیا ہی اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر بالفرض ہمارا علم اور ترقي یافتہ ہوجاوے اور جوکچھہ اب ہم نے دریافت کیا ہی وہ غلط ثابت ہو جب بھي قرآن مجید ایسا ہي سچا ثابت ہوگا جیسا کہ اب سچا ثابت ہوا ہی *

بعض نا سمجھہ یہہ بحث کرتے ہیں کہ جو تفسیر آیت کي اور ان تمیدبکم کي تم نے بیان کي بدوان عرب اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین بھي اُن آیتوں کي یہي تفسیر سمجھتے تھے یا نہیں کیونکہ اُنکو جذب مادي کا خیال بھي نہ تھا بلکہ اُس زمانہ کے فلاسفر بھي اُسکو نہیں جانتے تھے پس یہہ تفسیر ایسي ہی جسکو علماء متقدمین تو درکنار صحابہ و تابعین بھي نہیں جانتے تھے — مگر ایسي حجت کا پیش لانا اصل بات کو نسمجھنے کا باعث ہی قرآن مجید کو تو ان آیتوں سے خدا کي عظمت اور قدرت اور عجیب صنعت کا جتلانا اور جو نتیجہ اُس صنعت سے حاصل ہوا جسکو ان تمیدبکم کے الفاظ سے بتلایا بتلانا مقصود تھا — اُس کو بدوان عرب اور صحابہ و تابعین اور تبع تابعین سب سمجھتے تھے اور اسبات کا بتلانا کہ وہ نتیجہ کیونکر حاصل ہوا مقصود نہ تھا کیونکہ اُس کا جاننا علوم طبعیات کے جاننے پر منحصر تھا اب اسبات پر بحث کي جاتي ہی کہ وہ نتیجہ کیونکر حاصل ہوا اور سبب حاصل ہونے اُس نتیجہ کا کیا ہی اُسپر یہہ سوال کرنا کہ بدوان عرب بھي اُس سبب کو جانتے تھے محض ناداني اور کج بحثي ہی کیونکہ ظاہر ہی کہ وہ نہیں جانتے تھے اور نہ اُس کا جاننا اُنکو ضرور تھا نہ قرآن مجید کا مقصود اُسکا بتلانا تھا — مگر جو کہ ہمارا اعتقاد ہی کہ قرآن مجید اُسکا کلام ہی جو دنیا و مافیہا کا بنانے والا ہی تو اُس کا کلام حقیقت واقعي صنعت مصنوعات کے برخلاف نہیں ہوسکتا — اب کہ نیچرل سینز اور علوم طبعیات کي ترقي ہوئي اور زمین کے اپنے مقر پر موجود رہنے کے سبب علت معلوم ہوگئي تو ان تمیدبکم کا سبب معلوم ہوا اور قران مجید کے لفظوں کو حقیقت واقعي صنعت مصنوعات کے مطابق پایا اور اُسیکے مطابق بیان کیا — اُس کي نسبت یہہ سوال کہ یہي سبب بدوان عرب و صحابہ و تابعین و تبع تابعین نے بھي سمجھا تھا محض ناداني اور بے سمجھي کا سوال ہی — اور ایسے بیجا سوال کا بجز اسکے اور کچھہ جواب نہیں ہی *

گر تو قرآن بدیں نمط دانی
بہري رونق مسلمانی

راقم
سید احمد

نمبر ۲۸

حسب اور نسب

مسلمانوں میں انسان کے خاندان کے متعلق اکثر یہہ دو لفظ مستعمل ہوتے ہیں حسب اور نسب — نسب آدمي کي اصل اور نژاد کو کہتے ہیں — اور حسب اُس شرف اور بزرگي کا نام ہی جو کسي شخص کے علم یا نعمت یا سلطنت

یا دولت یا درویشی یا کسی اور فضیلت کے سبب اُسکے خاندان میں ہمیشہ یا چند پشتوں تک باقی رہے *

پس نسب کے لحاظ سے جیسا کہ ظاہر ہی تمام بنی نوع انسان ایک درخت کی ڈالیاں یا ایک ڈالی کے پتے ہیں ' ایک کو دوسرے پر کسی طرح کی فوقیت اور ترجیح نہیں ہی — امیرالمؤمنین علی مرتضی فرماتے ہیں —

الناس من جہۃ التمثال اکفاء
ابو ہم آدم والام حواء

یعنی انسان باعتبار پیکر عنصری کے ایک دوسرے کے ہمسر ہیں ' اُنکا باپ آدم ہی اور ماں حوا پس جو کچھہ تفوق اور بڑائی ایک کو دوسرے پر ہی وہ محض حسب کے لحاظ سے ہی نہ نسب کے لحاظ سے *

ابن خلدون کہتے ہیں کہ " حسب یعنی خاندانی شرافت اکثر چوتھی نسل میں زائل ہوجاتی ہی' کیونکہ جو شخص خاندان کا بانی ہوتا ہی اُسکو خوب معلوم ہوتا ہی کہ میں نے کیسی کیسی مشقتوں سے یہہ عزت حاصل کی ہی اسلیئے وہ اُن محاسن اور خوبیوں کو جنکے ذریعہ سے اُسکو امتیاز حاصل ہوا ہی کبھی ہاتھہ سے نہیں جانے دیتا پھر اُسکا بیٹا جسنے باپ کا طریقہ دیکھا ہی اُن محاسن اور خوبیوں کی قدر کرتا ہی جنسے باپ کو یہہ مرتبہ حاصل ہوا تھا اور وہ بھی اکثر باپ ہی کا طریقہ اختیار کرتا ہی مگر باپ اور بیٹے میں ایسا ہی فرق رہتا ہی جیسا دیکھنے والے اور سننے والے میں ہوتا ہی گویا باپ نے جو چیز آنکھوں سے دیکھی تھی بیٹے نے اُسکو کانوں سے سنا ہی — اب تیسری نسل آتی ہی اور وہ محض تقلیداً باپ دادا کی ڈگر اختیار کرتی ہی لیکن ابھی تک خاندانی عظمت کا طلسم ویسا ہی بندھا رہتا ہی اور بہ ظاہر دادا اور پوتے کے طریقہ میں کچھہ فرق معلوم نہیں ہوتا — مگر چوتھی نسل میں وہ طلسم بالکل ٹوٹ جاتا ہی — یہہ نسل باپ دادا کی خوبیوں کو ملیامیٹ کردیتی ہی اور یہہ خیال کرتی ہی کہ ہمارے خاندان کی عزت کچھہ ہمارے بزرگوں کی کوشش اور اکتساب سے پیدا نہیں ہوئی ' بلکہ ابتداے آفرینش سے یہہ خاندان اسیطرح ممتاز چلا آیا ہی ' اور اس خاندان کا ذاتی خاصہ یہی ہی کہ اوروں سے ممتاز رہے — اس خیال خام میں وہ بغیر اسکے کہ تعظیم و تکریم کا استحقاق پیدا کریں آپ کو اپنی قوم یا قبیلہ سے بالاتر سمجھنے لگتے ہیں ' اور اُن سے اپنی تعظیم و تکریم کے خواہاں ہوتے ہیں ' اور اُن خوبیوں کو فراموش کردیتے ہیں جنکے سبب سے اُنکے خاندان کی تعظیم و تکریم ہوتی تھی " اسکے بعد وہ لکھتے ہیں کہ " چوتھی پشت کی قید یہ اعتبار اکثر کے لگائی گئی ہی ورنہ بعض گھرانے اس سے پہلے ہی بگڑ جاتے ہیں اور کبھی پانچویں اور چھٹی پشت تک خاندان بنا رہتا ہی " *

جس زمانہ میں کہ قاضی ابن خلدون نے یہہ راے قایم کی تھی اُسوقت گو مسلمانوں کی طاقتیں متفرق اور پراگندہ ہوگئی تھیں' مگر پھر بھی اُن میں بہت کچھہ جان باقی تھی — جو خاندان اُبھرتا تھا اُسکی ہوا چند پشتوں تک بندھی رہتی تھی — اگر کوئی خاندان دینی عظمت کی وجہہ سے ممتاز ہوتا تھا تو اُسکا احترام لوگوں کی خوش اعتقادی کے سبب کئی کئی پشت تک باقی رہتا تھا — جو خاندان دنیوی اعتبارات سے وجاہت پیدا کرتا تھا خود سلطنت اُسکی پشت پناہ ہوتی تھی ' اور اُسکی مراعات اور بزرگ داشت متعدد نسلوں تک جاری رہتی تھی — باایںہمہ دو تین پشت سے زیادہ کوئی خاندان موقر و محترم نہیں رہ سکتا تھا — جب اُس زمانہ کا یہہ حال تھا تو اس زمانہ میں ہم مسلمان خاندانوں کی نسبت خاصکر ہندوستان میں کیا خیال کرسکتے ہیں — اول تو آج کل ہماری قوم میں کسی خاندان کا اُبھرنا ایسا ہی خلاف قیاس معلوم ہوتا ہی جیسے سورج کی روشنی میں چھوٹے چھوٹے ستاروں کا نظر آنا ' لیکن اگر برسبیل ندرت کسی خاندان کا کوئی ممبر کچھہ امتیاز حاصل کر بھی لے تو وہ امتیاز اُسیکی ذات تک محدود رہتا ہی — دینی عظمت کی وجہہ سے تو فی زمانہا کسی شخص کا مرجع خلائق بننا نہایت ہی مشکل ہی ' کیونکہ خوش اعتقادی روز بہ روز زمانہ سے رخصت ہوتی جاتی ہی اور اگر کوئی ایسی مثال پائی بھی جائے تو باپ کی مرجعیت بیٹے تک جبھی منتقل ہوسکتی ہی کہ بیٹا فضل و کمال میں اگر باپ سے برتر و افضلتر نہ ہو تو اُسکی برابر ضرور ہو دنیوی امتیاز کا اس زمانہ میں یہہ حال ہی کہ ہر شخص کی عزت اور اعتبار کا اُسیکی ذات پر خاتمہ ہوجاتا ہی جس

گورنمنٹ کے ہم ماتحت ہیں وہ کسی اعلی خاندان کو ادنی خاندان پر بغیر ذاتی استحقاق کے ترجیح نہیں دیتی خود انگلستان میں ایک لارڈ کا بیٹا مقابلہ کے امتحان میں ایک موچی کے بیٹے کی برابر بٹھایا جاتا ہی ۔ اور سوائے اسکے کہ امتحان میں اُس سے سبقت لیجائے کسی طرح اس پر ترجیح حاصل نہیں کرسکتا — جب انگلستان میں یہہ حال ہی تو ہندوستان کی نسبت کیا توقع کیجاسکتی ہی *

پس آج کل کسی خاندان کا امتیاز بدون اس کے قایم نہیں رہ سکتا کہ ہر نسل اپنے سے پچھلی نسل کی تعلیم و تربیت میں جہانتک ممکن ہو کوشش کرے اور اپنے بعد اُسکو ایسی حالت میں چھوڑ جاے کہ زمانہ اُسکو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور اُسکی قدر کرے نہ اس لیئے کہ وہ بڑے باپ کی اولاد ہی، بلکہ اسلیئے کہ وہ خود بڑائی کی مستحق ہی ۔ اضافی خوبیوں کو ہمارے مقتداؤں نے ہمیشہ حقیر و ناچیز سمجھا ہی، اور انسان کا کمال محض اُس کی کسبی اور ذاتی خوبیوں پر منحصر رکھا ہی، چنانچہ امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں —

ان الفتی من یقول ھاانذا * لیس الفتی من یقول کان ابی

یعنی مرد وہ ہی جو کہے کہ میں ایسا ہوں، نہ وہ جو یہہ کہے کہ میرا باپ ایسا تھا *

اکثر لوگ اس خیال سے کہ ہمارے بعد ہماری اولاد عزت و آبرو سے دنیا میں زندگی بسر کرے اُس کے واسطے جائداد خرید کر چھوڑ جاتے ہیں مگر اُن کی تعلیم و تربیت کا کچھہ خیال نہیں کرتے ۔ گویا وہ چاہتے ہیں کہ ہماری اولاد صرف نالایق ہی نہ رہے بلکہ بد چلنی میں بھی شہرۂ آفاق ہو ۔ جہل اور جوانی اور اُس کے ساتھہ بے فکری جہاں یہہ تینوں چیزیں جمع ہوگئیں پھر خاندان کا اللہ ہی مالک ہی ۔

راقم
الطاف حسین حالی

نمبر ۲۹

العلوم الجدیدۃ والاسلام

ہمارا ایک سوال مدت سے لاجواب رہا تھا ہم نے سنا تھا کہ ہمارے مخدوم نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب نے کچھہ لکھنا شروع کیا ہی مگر پھر ہمکو اس کی خبر ملی، اب نہایت خوشی ہی کہ نواب اعظم یار جنگ بہادر نے اُس سوال کے جواب میں جو کچھہ لکھا ہی اُسکو تہذیب الاخلاق میں چھپوا دینے کا ارادہ کیا ہی پس ہم اول اُس سوال کو چھاپ کر اُس کا جواب چھاپتے رہیں گے ظاہرا جواب مستوعب معلوم ہوتا ہی اور اس لیئے متعدد پرچوں میں چھپتا رہیگا *

سوال مذکور یہہ ہی

اکثر لوگوں کی راے میں یہہ مسلم ہی کہ یورپین علوم و فنون کی تعلیم عقاید اسلام سے برگشتگی پیدا کرتی ہی اور اُن کی راے میں اس کا علاج اُن علوم کے ساتھہ دینی علوم کے اعلی درجہ کی تعلیم دینا ہی — اگر یہہ راے صحیح ہی تو یورپین علوم و فنون کے اُن مسایل اور اُن کے دلایل کو جو اُس برگشتگی کے باعث ہوں بیان کرنا چاہیئے اور اُن کتب دینیہ اور اُن کے مقامات کا نشان دینا ضرور ہی جنکے تعلیم میں داخل کرنے سے اُس برگشتگی کی روک ہوسکے معہ اس بیان کے کہ کس وجہہ سے وہ کتابیں اور مقامات اُس کی روک ہوسکینگے اگر یہہ راے صحیح نہیں ہی تو جہاں تک مفصل اور دلیل سے اُسکی عدم صحت کا بیان ممکن ہو بیان کیا جاے *

راقم
سید احمد خاں

نواب اعظم یار جنگ نے اس کا مفصل جواب لکھا ہی گو وہ کتنا ہی بڑا ہو مگر ہم اُسکو تہذیب الاخلاق میں چھاپیں گے *

جواب کا حصہ اول

جن فقیہہ مسلمانوں کی یہہ راے ہی کہ یورپین علوم و فنون کی تعلیم عقاید اسلام سے برگشتگی پیدا کرتی ہی اور اُن کی راے میں اس کا علاج ان علوم کے ساتھہ دینی علوم کی اعلی درجہ کی تعلیم دینا ہی وہ صاحب سمجھتے ہیں کہ یورپین علوم فلسفی اور سیئنس یعنی معقولات اور طبعیات سابق کے یونانیوں کے مناطق و معقولات پر مبتنی

هیں اور یونانیوں کے ان علوم کا پڑھنا پڑھانا فقه کي کتابوں میں منع اور حرام ٹھہرایا گیا هی حتی که علم کلام کو بهي جسکو دیندار مسلمانوں نے حکمت یونان اور فلسفه کے مقابله میں اور رد میں بنایا هی اُسکو بهي متعصب مسلمان بري نظر سے دیکھتے تھے اور بدعت و حرام بتاتے تھے *

(۱) کتاب الاشباه والنظائر الفقهیه علی المذهب الحنفیه کے فن ثالث میں مولانا زین العابدین بن نجیم الحنفي متوفی سنه ۹۷۰ هجري نے لکها هی *

تعلم العلوم یکون فرض عین وهو بقدر مایحتاج الیه لدینه — و فرض کفایة و هو مازاد علیه لنفع غیره — و مندوبا و هو التبحر فی الفقه و علم القلب — وحراما وهو علم الفلسفة والشعبدة والتنجیم والرمل وعلم الطبایعیین والسحر و دخل فی الفلسفة المنطق و من هذا القسم علم الحرف وعلم الموسیقي — ومکروها وهو اشعار المولدین من الغزل والبطالة — ومباحا کاشعار هم التي لاسخف فیها † یعني علوم سیکها فرض عین هی أسقدر جسکي حاجت آدمي کو دین میں هو — اور اس سے زاید جو مقدار علم هی أسکي تحصیل واجب کفائي هی ‡ — اور علم حاصل کرنا مسنون بهي هی جیسے علم فقه میں تبحر پیدا کرنا یا عام قلب سیکهنا — اور بعض علوم کا حاصل کرنا حرام هی جیسے فلسفه — شعبده — نجوم — رمل — علوم طبایعیین — سحر اور فلسفه میں منطق بهي داخل هی اور علم حروف و علم موسیقي بهي شامل فلسفه هی — اور بعض علوم کي تحصیل مکروه هی مثلا اشعار باطله مولدین — اور بعض علوم کي تحصیل مباح هی جیسے وه اشعار مولدین جن میں امور باطله کا ذکر نهو *

† دیکهو اشباه النظایر مطبوعه مطبع مظهري واقع شهر کلکته سنه ۱۲۷۰ هجري کے صفحه ۲۹۰ کالم —

اور علاءالدین محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبدالرحمان بن محمد جلال الدین بن حسن بن زین العابدین المعروف بالحصکفي متوفی سنه ۱۰۸۸ هجري در المختار فی شرح تنویر الابصار کا مقدمه —

اور ابن عابدین متوفی سنه ۱۲۵۲ هجري کي کتاب ردالمحتار الی در المختار مطبوعه مطبع مجتبائي کي جلد اول کا صفحه ۲۹ و ۳۰ —

‡ واجب کفائي کے معاني یهه هیں که تمامي اهل میں اگر ایک شخص بهي اُس کام کو کرلے تو اور سبهوں سے وجوب ساقط هوجاتا هی مثلا نماز میت وغیره — اور جب تک کوئي ایک شخص بهي نه بجالاوے سب پر وجوب باقي هی —

(۲) علامه سیوطي متوفی سنه ۹۱۰ کي کتاب الفقایه میں لکها هی — و یحرم علوم الفلسفة کالمنطق باجماع السلف و اکثر المفسرین من الخلف و ممن صرح بذلک ابن الصلاح و النووي و خلق لایحصون و قد جمعت في تحریمه کتابا نقلت فیه نصوص الائمه في الحظر علیه وذکر الحافظ سراج الدین القزویني من الحنفیة في کتاب الفه في تحریمه ان الغزالي رجع الی تحریمه بعد ثنائه علیه فی اول المستصفي — و جزم السلف من اصحابنا وابن رشد من المالکیة بحرمته لان المشتغل بها لاتقبل روایته *

یعني علوم فلسفه جیسے منطق باجماع سلف و اکثر مفسرین متاخرین حرام هیں و منجمله قایلون و مصرحین بحرمت فلسفه ابن صلاح ونووي هیں اور ان کے علاوه بهت سے علما مانعین علوم فلاسفه هیں جنکا شمار نهیں هوسکتا — اور همنے تحریم فلسفه میں اک خاص کتاب جمع کي هی اُس میں اقوال علما درباب منع فلسفه نقل کیئے هیں — اور حافظ سراج الدین حنفي قزویني نے ایک کتاب تحریم فلسفه میں تالیف کي هی اور اُس میں ذکر کیا هی که امام غزالي نے اول کتاب مستصفي میں بعد تعریف فلسفه حرمت فلسفه کي طرف رجوع کیا هی — اور همارے اصحاب سلف و ابن رشد مالکي نے فلسفه کو حرام بتایا هی کیونکه جو مشتغل بعلوم فلسفه هي روایت اُس کي غیر مقبول هی *

(۳) اور نیز علامه سیوطي نے ایک مختصر رساله میں جو مسمی بالقول المشرق في تحریم الاشتغال بالمنطق هی لکها هی — فن المنطق فن خبیث مذموم یحرم الاشتغال به مبني بعض مافیه علی القول بالهیولی الذي هوکفر یجر الی الفلسفة والزندقة و لیس له ثمرة دینیة اصلا بل ولادنیویة نص علی مجموع من ذکرته ائمة الدین و علماء الشریعة — فاول من نص علی ذلک الامام الشافعي رضي الله عنه و نص علیه من اصحابه امام الحرمین و الغزالي فی آخر امره و ابن الصباغ صاحب الشامل و ابن القشیري و المقدسي و العماد بن یونس و حفیده و السلفي و ابن بنداز و ابن عساکر و ابن الاثیر و ابن الصلاح و ابن عبدالسلام و ابوشامه والنووي و ابن دقیق العید و البرهان الجعبري و ابوحیان و الشرف الدمیاطي و الذهبي

و الطيبي و الماوي و الاسنوي و الاذرعي و الولي العراقي و الشرف بن المقري — وافتى به شيخنا قاضي القضاة شرف الدين المناوي — و نص عليه من الائمة المالكية ابن ابي زيد صاحب الرسالة و القاضي ابي بكر ابن العربي و ابي بكر الطرطوسي و ابي الوليد الباجي و ابي طالب صاحب قوت القلوب و ابي الحسن ابن الحصار و ابن عامر ابن الربيع و ابي الحسن ابن الحبيب و ابي حبيب العالقي و ابن مغير و ابن رشيد و ابن ابي حمزة و عامة اهل المغرب — و نص عليه من الائمة الحنفية ابي سعيد السيرافي والسراج القزويني والف في ذمه كتابا سماه نصيحة المشفق لمن ابتلى بعلم المنطق — ونص عليه من الائمة الحنابلة ابن الجوزي و سعد الدين الحارثي و تقي الدين ابن تيمية والف في ذمه و نقض قواعده مجلدا كبيرا سماه نصيحة ذوي الايمان في الرد على منطق اليونان وقد اختصرته في نحو ثلث حجمه والفت في ذم المنطق مجلدا سقت فيه نصوص الائمة في ذلك *

يعني فن منطق اک فن مذموم و خبيث هی اشتغال اُس میں حرام هی کیونکه اُس کے کچھه حصه کي بنا وجود هيولے پر هی جو کفر هی — اور فن منطق منجر هوتا هی طرف فلسفه اور زندقه کي اور کرئي ديني ثمره اُسميں هرگز نهيں هی بلکه دنياوي فايده سے بهي خالي هی اور جو کچھه ميں يهه کهه رها هوں ائمه دين اور علماء شريعت نے اس کي تصريح فرمائي هی — سب سے پهلے امام شافعي نے يهه بات کهي پهر از جمله شافعيه قائل بحرمت منطق امام الحرمين هيں بعد اُن کے امام غزالي بهي اخير ميں قايل بحرمت للسفه اور ابن الصباغ صاحب کتاب شامل — و ابن القشيري — و مقدسي — و عماد بن يونس — اور اُن کے پوتے — اور سلفي — اور ابن بقدار — اور ابن عساکر — اور ابوشامه — اور نووي — اور ابن دقيق العيد ابن اثير ابن صلاح ابن عبدالسلام — اور برهان جعبري — ابوحيان — اور شرف دمياطي — اور ذهبي — طيبي — اور ماوي — اور اسنوي — اور اذرعي — اور ولي عراقي — اور شرف بن المقري — ان سب نے تصريح بحرمت منطق فرمائي هی اور همارے اوستاد قاضي القضاة شرف الدين مناوي کا بهي يهي فتوی هی — و از جمله ائمه مالکيه مصرحين به تحريم منطق علماے مذکورين ذيل هيں ابن ابي زيد صاحب رساله — قاضي ابوبکر ابن عربي — ابوبکر طرطوسي — ابوالوليد باجي — ابوطالب مکي مصنف قوت القلوب — ابوالحسن بن الحصار — ابوعامر ابن ربيع — ابوالحسن بن الحبيب و ابي حبيب العالقي — ابن مغير — ابن رشيد — ابن ابي حمزه و تمامي اهل مغرب — ائمه حنفيه جو قايل به تحريم منطق هيں وه يهه هيں — ابوسعيد سيرافي — سراج قزويني اور انهيں قزويني صاحب نے ايک کتاب خاص مذمت فلسفه ميں تاليف فرمائي جس کا نام نصيحة المشفق لمن ابتلى بعلم المنطق رکها تها — اب رهے ائمه حنابله جو قايل بتحريم هيں اُن کے اسماء گراميه يهه هيں — ابن الجوزي — سعد الدين حارثي — تقي الدين ابن تيميه اور ابن تيميه صاحب نے بهي ايک مبسوط کتاب براسه مذمت فلسفه اور نقض قواعد فلسفه ميں تحرير فرمائي هی جسکا نام نصيحة الايمان فی الرد علی منطق اليونان رکها هی — اور ميں نے (سيوطي نے) اُسکو مختصر بهي کيا هی اور يهه مختصر اصل کتاب کے حجم کا ثلث هی — اور ميں نے (سيوطي نے) ايک کتاب مذمت منطق ميں لکهي هی اور اُسميں نصوص ائمه کو جمع کيا هی *

(۴) اور نيز علامه سيوطي نے شيخ تاج الدين ابوالفضل محمد بن عبدالکريم التلمساني کو ايک خط اسي بحث ميں لکها هی شيخ تلمساني مذکور نے جب سنا تها که سيوطي نے مذمت منطق ميں کتاب لکهي هی تو اسپر تعجب کيا تها اور يهه اشعار بهي لکهے *

سمعت بامر ماسمعت بمثله
وکل حديث حکمه حکم اصله
وددت ورب البيت انی لحاضر
و اذام فودي أن اجي بمثله
ايمکن ان المرء فی العلم حجة
ونهی عن الفرقان في بعض قوله
هل المنطق المعني الا عبارة
عن الحق او تحقيقه عند جهله
معانيه في کل الکلام فهل تری
دليلا صحيحا لا يرد بشکله
اريني هداک الله منه قضية
علی غير هذا تلقها عن محله

فدع ایداه کفور و ذمه
وجال و ان اثبت صحة نقله
خذ الحق حتی من کفور ولاتقم
دلیلا علی شخص بمذهب مثله
عرفنا هم بالحق لاالعکس فاستبن
به لا بهم اذ هم هداة لا جله
لئن صح عنهم ماذکرت فکم هم
و کم عالم بالشرع بلغ بفضله
فکل علی مایبغي لکلامه
وهذا هوالتحقیق فارجع لعداه
و الا فهت برهان تفضل بعضهم
علی منهج ینجیک من سهم نبله

اُن اشعار کے جواب میں علامه سیوطي نے رساله مرالنسوم الی ابن عبدالکریم لکهه بهیجا اور اُس میں چند روایتوں سے استنباط فرمایا که جس علم کي کافروں نے ایجاد کي هو اُسکي مذمت پائي جاتي هی اور لکها هی که *

لاجرم نص الامام ابو عمر بن عبدالعزیز وغیره من ائمة الحدیث قدیما وحدیثا علی تحریم الاشتغال بالمنطق محتجین بهذه الاحادیث و نحوها وسبق ابن عبدالبر الی ذلک الامام ابو محمد بن ابي زید صاحب الرسالة الذي کان یقال له مالک الصغیر و سبقه الی ذلک امامنا الامام الشافعي رضي الله عنه لانه اول ماحدث في زمانه حین احضر من خزانة الیونان من جزیرة قبرس دمرها الله و تبعه علی ذلک من ائمة الدین النجم الغفور — یعني ابو عمر بن عبدالعزیز وغیره ائمه حدیث قدیم و جدید نے منطق میں مشغول هونا حرام بتایا هی اور اُن سب کي حجت یهه احادیث هیں جو مذکور هوئیں اور مثل انکے اور بهي احادیث هیں — اور ابن عبدالبر بهي اسي تحریم کے قایل هیں — اور امام ابومحمد بن ابي زید صاحب رساله جنکو مالک صغیر کهتے هیں اُنکا بهي قول مختار یهي هی — اور امام شافعي تو پهلے وه صاحب هیں جو قایل بحرمت هوئے کیونکه ابتداءً اُنهیں کے زمانه میں اسلام میں فلسفه حادث هوا اور خزانه جزیره قبرس سے لایا گیا — اور بهت سے ائمه اعلام نے شافعي کي متابعت اس قول تحریم میں کي هی *

فهرست مانعین فلسفه و منطق مذکورین بالا

مذهب فقهي	نام مشهور	کامل نام معه والدیت و لقب وغیره	مقام سکونت	سنه وفات
مجتهد	امام شافعي	ابو عبدالله محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع —	...	۲۰۴
مالکي	...	ابوطالب محمد بن ابي الحسن علي بن عباس المکي —	بغداد	۳۸۶
و	...	ابن ابي زید صاحب رساله —	...	۳۸۹
و	ابن عبدالبر	یوسف بن عبدالله المعروف بابن عبدالبر النمري القرطبي —	قرطبه	۴۶۳
شافعي	ابن القشیري	ابوالقاسم عبدالکریم بن هوازن بن عبدالملک بن طلحه بن محمدالقشیري —	نیسا پور	۴۶۵
مالکي	ابوالولیدباجي	سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب بن وارث التجیبي المالکي الاندلسي الباجي —	اندلس	۴۷۴
شافعي	ابن الصباغ	ابونصرعبدالسید بن محمدبن عبدالواحد معروف بابن الصباغ الفقیه الشافعي —	مدرس مدرسه نظامیه	۴۷۷
و	امام الحرمین	ابوالمعالي عبدالملک بن شیخ ابي محمد عبدالله بن ابي یعقوب یوسف بن عبدالله بن یوسف بن حیویه الجویني —	نیسا پور	۴۷۸
و	غزالي	محمد بن محمد ابوحامدالغزالي —	...	۵۰۵

مذهب فقهي	نام مشهور	كامل نام معه ولديت و لقب وغيره	مقام سكونت	سنه وفات
مالكي	ابوبكر طرطوسي	ابوبكر محمد بن الوليد بن محمد بن خلف بن سليمان بن ايوب القرشي الاندلسي الطرطوسي ...	...	٥٢٠
ود	ابن العربي	ابوبكر محمد بن عبدالله بن محمد بن عبدالله بن احمد المعروف بابن العربي الاندلسي الاشبيلي ...	اشبيليه اندلس	٥٥٣
شافعي	ابن عساكر	ابوالقاسم علي بن الحسين بن هبة الله بن الحسين الدمشقي الشافعي ...	دمشق	٥٧١
ود	ابن بندار	يوسف بن بندار ...	...	٥٧٣
حنبلي	ابن الجوزي	شيخ ابوالفتوح عبدالرحمان بن علي المعروف بابن الجوزي ...	بغداد	٥٩٧
شافعي	نصر مقدسي	عزالدين ابوالفتح محمد بن الحافظ عبدالغني بن عبدالواحد بن علي بن سرور المقدسي ...	...	٦١٣
ود	ابن اثير جزري	عزالدين ابوالحسن علي بن الاثير ابي الكرم بن محمد بن عبدالكريم بن عبدالواحد الشيباني ...	موصل	٦٣٠
مالكي	ابن رتيج	ابوعامر ابن الربيع القيسي الغرناطي ...	غرناطه	٦٥٥
شافعي	ابن عبدالسلام	عزالدين بن عبدالسلام بن ابي القاسم بن حسن بن محمد بن مهذب السلمي	مصر	٦٦٠
ود	...	عماد بن يونس ...	...	...
ود	...	حفيد عماد بن يونس ...	...	...
ود	ابن الصلاح	تقي الدين ابو عمرو عثمان بن صلاح الدين عبدالرحمان عثمان بن موسى الكردي الشهرزوري ...	...	٦٦٣
ود	ابوشامه	ابوالقاسم عبدالرحمان بن اسمعيل بن ابراهيم بن عثمان الدمشقي	دمشق	٦٦٥
ود	نووي	محي الدين ابوزكريا يحيى بن شرف بن مري بن حسن بن حسين بن محمد بن جمعه بن حزام الحزامي الحوراني ...	شهر نوي	٦٧٦
مالكي	...	ابوالحسن بن القصار ...	...	...
ود	...	ابوالحسن بن الحبيب ...	...	...
ود	...	ابوحبيب المالقي ...	...	...
ود	ابن منير	ناصرالدين ابوالعباس احمد بن محمد بن منصور الجذامي الاسكندراني	...	٦٨٣
ود	ابن رشيد			
ود	ابن ابي حمزة	ابو محمد عبدالله بن ابي حمزة (استاد ابوعبدالله بن الحجاج مصنف مدخل متوفى سنه ٧٣٧) ...	...	...
شافعي	ابن دقيق العيد	تقي الدين ابوالفتح محمد بن علي بن وهب بن مطيع القشيري المنفلوطي	...	٧٠٢
ود	شرف دمياطي	شرف الدين ابو محمد عبدالمومن بن خلف بن ابي الحسن التوني	...	٧٠٥
حنبلي	ابن تيميه	تقي الدين ابوالعباس احمد بن شهاب الدين عبدالحليم بن عبدالسلام	...	٧٢٨
شافعي	برهان جعبري	ابراهيم بن عمر بن ابراهيم بن خليل بن ابي العباس الجعبري فقيه بغداد	بغداد	٧٣٢
ود	اذرعي	احمد بن محمد بن ابراهيم الاذرعي الاصل ثم الدمشقي ثم المصري ...	مصر	٧٤١
ود	طيبي	حسن بن محمد الطيبي (شارح مشكوة المصابيح) ...	...	٧٤٣

مذهب فقهي	نام مشهور	كامل نام معه ولديت و لقب وغيره	مقام سكونت	سنه وفات
شافعي	ابوحيان	محمد بن يوسف بن علي بن حيان ...	...	٧٤٥
,,	ذهبي	محمد بن عثمان بن قايمازالتركماني ثم الدمشقي ...	دمشق	٧٤٨
,,	ملطي	... ...	...	...
حنفي	سراج قزويني	سراج الدين عمر بن علي بن عمر ...	...	٧٥٠
شافعي	اسنوي	جمال الدين عبدالرحيم ...	...	٧٧٧
حنبلي	...	سعد الدين الحارثي ...	...	...
حنفي	سيرافي	ابو سعيد السيرافي ...	...	...
شافعي	ولي عراقي	عبدالرحيم بن الحسين بن عبدالرحمان العراقي ...	...	٨٢٦
,,	ابن المقري	الشرف ابن المقري ...	...	...
,,	مناوي	شرف الدين المناوي قاضي القضاة (أستاد سيوطي) ...	...	...
,,	سيوطي	جلال الدين عبدالرحمان بن ابي بكر ...	...	٩١١

باقي آيندة

راقم اعظم يار جنگ

نمبر ٣٠

محاصرة غرناطة

ليلي

باب (١) فصل (٢)

بوعبدل نے بخوشي كها " السامن تمهارا آنا مبارك هے " اور يهه كهتے هي اُس نے ناچنے والیوں كو اشاره كيا كه چلي جاوين *

مگر گانے والي جو بادشاه كے قدموں كے پاس بهتهي تهي نرمي سے كهنےلگي " اے راحت جان كيا ميں بهي نه ٹهيروں ؟ تيري چڑيا اپنے گهر ميں هی " *

بوعبدل نے اُسكي زلفوں پر هاتهه پهير كر اُسكي پيشاني كا بوسه ليا اور كها " اے ميري پياري اميلا تجهكو صرف ميري خوشي كي ساعتيں ديكهني چاهيئيں — محنت اور مشقت سے تجهے كيا كام — ميں تيرے پاس عندليب كے اخير گيت سے پهلے آجاونگا " اميلا آه بهر كر اوٹهه كهڑي هوئي اور اپنے سازيوں كے ساتهه چلي گئي *

جب بادشاه اور المامن اكيلے رہ گئے تو بادشاه نے كها " اے ميرے دوست تيري صلاحوں سے ميرے دل كو اكثر طمانيت هوتي هی اور جان كو چين آتا هی ليكن ايسے وقت ميں كچهه نه كرنا جرم ميں داخل هی — مگر كيا تدبير كريں ؟ كيونكر لڑيں ؟ كيا كريں ؟ افسوس ! لوگوں نے بوعبدل كا لقب اُس كي پيدايش كے وقت الزغوبي خوب ركها تها — قبل اس كے كه ميرے هونٹوں ميں مصيبت سے بچنے كي دعا مانگنے كي طاقت بهي آئي هو ميري زبان كهلنے سے پهلے هي كمبختي كا نشان ميري پيشاني پر لگ گيا — ميرے تند مزاج باپ نے جسكي ترش روئي عزرائيل كي گهركي سي كچهه كم نه تهي مجهه سے بچپن سے هي بلكه ميں نے هنڈولے سے بهي باهر قدم نه ركها تها نفرت كرني شروع كردي — جب ميں جوان هوا تو باغيوں نے ميري مرضي كے خلاف ميرے نام سے بغاوت كي — ميرے باپ نے مجهكو قيد ميں ڈالديا اور هر وقت ميري آنكهه كے سامنے هر گهڑي يهه بات رهتي تهي كه يا تو زهر كا پياله پينا پڑے گا يا خنجر كهانا هوگا —

میری ماں اگر چالاکی نہ کرتی تو میری جان نہ بچتی — جب ضعف اور بڑھاپے سے بادشاہ کا فولادی عصاے سلطنت ٹوٹ گیا تو میرے چچا الزغل نے میرے پیدایشی حقوق کو تلف کرکے خود میرا تخت چھین لیا — جبکہ ہر طرف کھلی لڑائی ہو رہی تھی اور ہر طرف باوہ اور پوشیدہ بغاوت پھیلی ہوئی تھی میں نے اپنے تاج و تخت کو دھونگا مشتی سے حاصل کیا — اب کہ میں اکیلا کل غرناطہ کا بادشاہ ہوں مجھکو دل سے اُمید تھی کہ میرے چچا کے ساتھہ اب لوگ محبت نہ کرینگے بلکہ عیسائی بادشاہ سے اُس کے ملجالے اور اُس کی زیر حکومت جاگیر لینے پر لوگ اُس سے نفرت کرنے لگیں گے — میں دیکھتا ہوں کہ جو الزغل کا جرم تھا وہ میری کمبخت رعایا میرے سرلگاتی ہی اور کہتی ہی کہ اگر میں کاہل اور غیر مستعد نہوتا تو میرا چچا کبھی اطاعت نہ قبول کرتا — جب اپنے رقیب کے ہاتھہ سے میری جان بچی تو میری رعایا مجھہ پر لعنت بھیجتی ہی اور مجھکو اس قلعۃ الحمرہ میں محصور کر رکھا ہی — مجھکو یہہ تاب نہیں کہ اپنی فوجوں کا سردار بنکر اپنی رعایا کا مقابلہ کروں — باوجود ان سب باتوں کے لوگ مجھکو غیر مستعد اور بے ہمت کہتے ہیں جبکہ خود انہوں نے میری مستعدی اور ہمت کو بند کر رکھا ہی جسطرح کہ سامنے سے وہ پانی پہاڑ میں سے نکلا چلا جاتا ہی اور پہاڑ کو اُس کے روکنے کی طاقت نہیں ہی اسیطرح میں دیکھتا ہوں کہ سلطنت اور حکومت میرے ہاتھوں میں سے پھسلی جاتی ہے — " *

جبکہ نوجوان بادشاہ نے یہہ باتیں کہیں تو اُس کی آواز میں جوش اور تلخی پائی جاتی تھی اور وہ اپنے دل کی پریشانی سے جلدی جلدی دالان میں ٹہلتا اور باتیں کرتا جاتا تھا — المامن نے اُس کی اس بد حالی کو بغور وطمانیت دیکھا — نہ آنکھہ پھیری اور نہ ہونٹ ہلایا *

جب بوعبدل اپنی بات ختم کرچکا تو المامن بولا " اے نورالمسلمین آسمانی قوتیں کسی کی قسمت میں نہ ہمیشہ کے لیئے رنج لکھتی ہیں اور نہ ہمیشہ کے لیئے راحت — بدلی اور دھوپ روشنی اور اندھیرا انسان کے مطلع نصیب کے لیئے دونوں ضروری ہیں — اگر تیرے بچپن میں تجھہ پر مصیبتیں پڑی ہیں تو وہ اب ختم ہوچکی ہونگی اور تیری جوانی پر لطافت اور پرشان ہوگی اور تیرا بڑھاپا پر تمکنت اور پر عیش ہوگا — " *

بوعبدل بیتاب ہوکر بولا " تم تو ایسی باتیں کرتے ہو کہ گویا فرڈیننڈ کی فوجیں میری فصیلوں کے گرد ہیں ہی نہیں " *

المامن نے جواب دیا کہ " سنخرب " بادشاہ کی فوجیں بھی تو قوی تھیں " *

بادشاہ نے متانت سے گو کسیقدر طنز کے ساتھہ کہا کہ " اے دانشمند پیشوں گو ہم ہسپانیہ کے مسلمان اندھے متعصب نہیں ہیں جیسے مشرقی ملکوں کے مسلمان ہیں — ہم پر حکمت اور علم کی شعاعیں پڑی ہیں اور اگر ہماری قوم کے دانا بینا اُن طریقوں پر ظاہرا عمل کرلیتے ہیں یا اُن قصوں کو اوپری دل سے مان لیتے ہیں جنپر عوام الناس کے دین و ایمان کا دار و مدار ہی تو یہہ اُن کی دانشمندانہ مصلحت ہوتی ہی نہ کہ اعتقاد کا ضعف یا حماقت — پس مجھہ سے پرانے مذاہب اور قدیم اقوام کا تمثیلا ذکر نہ کرو — اس دنیا کے لیئے اب خدا کے کارندے آدمی ہیں نہ فرشتے اور اگر میں اس بات کا منتظر رہوں کہ فرڈیننڈ کا حال سنخرب کالسا کب ہوتا ہی تو میرا انتظام ختم نہ ہونے پاویگا کہ صلیب کا جھنڈا ہمارے شنجرفی برجوں پر لہراتا دکھائی دیگا " *

المامن نے کہا " جبکہ جہاں پناہ عقیدہ کے تعصب کو تسلیم نہیں فرماتے ہیں تو کیا ظلم کے تعصب کو بھی نہیں مانتے — ؟ یہودیوں کے قصہ کو یقین نہیں کرتے تاہم اُس قدیم قوم کو جو عربوں کی قرابت مند ہی پامال ہونے دیتے ہو اور خاک میں ملنے ڈالتے ہو — آپ کے قاضی اُن پر فتوی جاری کرتے ہیں آپ کے مخبر آپکے سپاہی آپ کی رعایا سب کے سب ان کو ایذا پہونچاتے ہیں اور اُنپر جور و ستم کرتے ہیں " *

بوعبدل آواز کو بلند کرکے بولا " ہاں — وہ کمبخت کنجوس اسی لایق ہیں — روپیہ اُن کا خدا ہی — اور بازار اُن کا ملک ہی — قومیں کی قومیں جبکہ گریہ و زاری کرتی ہوتی ہیں انکو مال کے بہاو گھٹ جانے یا بڑہ جانے کی فکر پڑی رہتی ہی — انکو ہمدردی صرف تجارت کے ساتھہ ہی وہ تمام دنیا کے چور ہیں — اُن کا ہاتھہ ہر شخص کی جیب کے درپے ہی پھر انپر کیوں تعجب ہوتا ہی اگر

ہر شخص کا ہاتھہ اُن کے گلے پر رہوے ؟ تمہاری قوم تو قوم حنیفہ † سے بھی بدتر ہی جو صرف قحط میں اپنے معبود کو کہا جاتی تھی — موسیٰ کی امت ایسی بے حیا ہی کہ ایک کھجور کی گٹھلی کے عوض میں بھی ساتوں آسمانوں کو بیچنے پر تیار ہی " *

المامن نے جواب دیا " تمہارے قانون ہی ایسے ہیں کہ اُن بیچاروں کو سوائے روپیہ کی حرص کے اور کسی بات کا حوصلہ ہی نہیں رہا - جسطرح کہ درخت تھوہا بھگڑا ہوکر ہر قسم کی روک سے اپنے تنہ کو بچاکر آسمان کی طرف اونچا ہوتا ہی اسیطرح انسان کے دل میں بھی کجی آجاتی ہی اور جبکہ علو ہمتی کی سیدھی اور جایز راہ اُس کے لیئے بند کردی جاتی ہی تو وہ اپنے عنصر سے جاملتا ہی خواہ وہ باد حکومت ہو یا شعاع عزت — یہہ ہی یہودی اپنے پاک دیار میں نہ تاجر تھے اور نہ خسیس جبکہ تمہارے ہی آبا و اجداد کی عربی فوجوں کو اُنہوں نے زمانہ سلف میں شکستیں دیں اور فاقہ سے اپنی ہڈیوں اور گوشت پوست کو سوکھہ جانے دیا لیکن غرناطہ سے بھی کمزور شہر کا ہاتھہ سے نکلنا گوارا نہ کیا گو اُنکے شہر کے گرد جو فوج پڑی تھی وہ ہسپانیہ کے کھلندڑے عیسائی سرداروں سے بہت زیادہ قوی تھی - مگر ان سب قصوں کو جانے دو حضور اگر فرشتوں کی کارپردازی پر یقین نہیں کرتے تو کیا انسان کی بساط عقل پر اطمینان رکھتے ہیں ؟ " *

بوعبدل نے جلدی سے جواب دیا " ہاں ! اس لیئے کہ فرشتوں کا تو کچھہ حال معلوم نہیں لیکن انسان کی تدبیروں کو میرے حواس خود معلوم کرسکتے ہیں — اے المامن میرا جلاتن قرابت مآب موسیٰ آج شام کو میرے پاس آیا تھا - اُس نے مجھکو یہہ صلاح دی ہی کہ رعایا کا تو اپنے دل سے نکال ڈالوں جس کیوجہہ سے میری بے صبر شجاعت ان دیواروں کے اندر بند ہی - اُس نے یہہ صلاح دی ہی کہ سامنے کی ڈھال تلوار باندھکر سرداران غرناطہ کا افسر بنوں اور میدان ومیرملا پر جا موجود ہوں — ان خیالات سے میرا دل جست کرتا ہی ! اگر میں بادشاہ بانکر زندہ نہیں رہ سکتا تو خیر بادشاہ کیطرح سے مرنا تو نصیب ہوگا ! " *

المامن تھوڑے دل سے بولا " بات تو بڑی شجاعت اور شرافت کی ہی " " تم تو میرے ارادہ کو پسند کرتے ہو " ؟ *
" بادشاہ کے چاہنے والے اُس کے مرنے کے ارادہ کو پسند نہیں کرسکتے " — *

† یہہ ایک قوم تھی جو آٹے کا تھوا بناکر پوجا کرتی تھی —

بوعبدل آواز بدل کر کہنے لگا " ہاں تو تیرا یہہ خیال ہی کہ اس جھگڑے میں میری جان جاویگی ؟ " *

" جیسی ساعت ہوگی ویسا ہی نتیجہ ہوگا — خواہ شکست ہو خواہ فتح " *

" پھر وہ ساعت ؟ " *

" ابھی نہیں آئی " *

" کیا تجھکو ستاروں سے ساعت معلوم ہوجاتی ہی ؟ " *

" ایسی بیہودہ سادہ دلی مراکی نجومیوں کا کام ہے - خادم تو ان ستاروں میں وہ عالم دیکھتا ہی جو اس کرہ ارض سے کہیں بڑے ہیں جن کی روشنی نہ کبھی ہلکی ہوسکتی ہی نہ دھیمی خواہ ہماری زمین عالم کے فضاے بےپایاں سے بالکل معدوم ہوجاوے - " *

بوعبدل نے کہا " اے شخص تعجب انگیز ! پھر تونے یہہ قدرت کہاں سے پائی ؟ اور تجھکو علم غیب کیونکر حاصل ہوا ؟ " *

المامن بادشاہ کے قریب گیا جو اب کھلے برآمدہ کے پاس کھڑا تھا اور ہدارہ کی دھار کیطرف اشارہ کرکے کہنے لگا " دیکھہ یہہ ندی ایسے عنصر کی ہی کہ جس میں آدمی نہ سانس لے سکتا ہی اور نہ زندہ رہ سکتا ہی اور اوپر دیکھہ کہ پتلی بے بساط ہوا میں انسان کا قدم نہیں ٹھہر سکتا — کل جہان کی فوجیں بھی ان پر اپنی سلطنت نہیں قایم کرسکتیں لیکن علم کے زور سے پانی کی رہنے والی مچھلیاں اور ہوا میں اوڑنے والے پرند ہماری زندگی کی ادنی سے ادنی خوشی کے پورا ہونے کے لیئے کام میں آتے ہیں - جادو کا بھی بس یہی حال ہی — کیا تیرا یہہ خیال ہی کہ جبکہ زمین کے سطح پر اتنے زندہ حیوانات رہتے ہیں تو زمین کے اندر جہاں کہ اسقدر تشادگی ہی اور وسیع ہوا میں جو کہ زمین کے گرد ہی زندہ چیزیں نہیں ہیں — جسطرح کہ ماہی گیر مچھلی پکڑتا ہی جسطرح چڑی مار پرند پھنساتا ہی اسیطرح ذہن و ذکاء انسانی کے ذریعہ سے ہم اُن متنفسوں کو اپنا زیر حکومت اور مطیع بناسکتے ہیں جنکے عالم اور عناصر میں ہم اپنے مادی جسم کے ساتھہ داخل نہیں ہوسکتے اور جنکو ہمارے موٹے حواس معلوم نہیں کرسکتے *

باقی آیندہ

سید محمود

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم صفر سنہ ۱۳۱۲ هجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۵

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۳۱

طبعیوں یا نیچریوں یا فطرتیوں

یہہ تینوں لفظ ہم معني ہیں پہلے لفظ کو حکماء فلاسفر غربي داں نے استعمال کیا ہی دوسرے لفظ کو علماء انگریزي داں نے اور تیسرے لفظ کو قرآن مجید میں خداے عزوجل جل جلالہ نے *

جس امر کے تحقیق کرنے یا دریافت کرنے پر یہہ لوگ مستعد ہوئے ہیں وہ علم طبعیات یا نیچرل سینز کے نام سے پکارا جاتا ہی — اور اس علم کے عالموں یا محققوں کا مقصد موجودات عالم کي محسوسات کا دریافت کرنا ہی نہ اُن کے موجود ہونے کي علة کا — مثلاً پاني اُس کي نسبت وہ یہہ کہیں گے دو گیاسیں اکسیجن اور ہیڈروجن ایک معین مقدار سے آپسمیں ملیں اور اُن سے پاني بن گیا اب اُن کو اس سے بحث نہیں کہ وہ دونوں گیاسیں کیونکر پیدا ہوئیں یا کس نے پیدا کیں اور وہ کیوں آپس میں ملیں اور اُن کے ملنے سے کیوں پاني بن گیا پس نہایت بیوقوفي ہی جو یہہ سمجھتے ہیں کہ نیچرل سینز کے ماننے یا جاننے سے خدا معزول ہوتا ہی اور دہریت کي بادشاہت کا جھنڈا بلند ہوتا ہی *

مگر ہاں نیچرل سینز کے عالموں کے تین فرقے ضرور ہوگئے ہیں ایک وہ ہیں جنکا یہہ قول ہی کہ جب دیکھتے ہیں کہ مادہ ہي سے اور اُسکي باہمي ترکیب سے دنیا موجود ہوئي ہی اور اُسي اصول پر دنیا چلي جاتي ہی اور جو اصول نیچر کے ہیں اُن میں کچھہ تبدیل نہیں ہوتي اور سواے اُس کے اور کچھہ محسوس نہیں ہوتا تو یہہ ماننا کہ ایک خدا بھي ہی بے فایدہ ہی پس وہ لوگ وجود خدا کے منکر ہوئے اور وہي لوگ ہیں جو دہریہ کہلاتے ہیں *

دوسرے وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمکو محسوس تو اسیقدر ہوتا ہی جسقدر کہ ہم نے نیچرل سینز سے دریافت کیا ہی اور اس کے سوا ہمکو نہ کچھہ محسوس ہوا ہی

نہ ثابت ہوا ہی لیکن ممکن ہی کہ خدا ہو بھی یا نہو ہمکو معلوم نہیں اور یہہ وہ لوگ ہیں جو لاادریہ کہلاتے ہیں اور پہلوں کے چھوٹے بھائی ہیں *

تیسرے وہ لوگ ہیں جو نیچر کے اور قانون نیچر کے قایل ہیں مگر یقین کرتے ہیں کہ ایک صانع یا خالق ہی جس نے نیچر اور قانون نیچر کو پیدا کیا ہی اور کہتے ہیں کہ خود نیچرل سیانز ایک صانع کے تسلیم کرنے پر مجبور ہی اور یہہ وہ لوگ ہیں جو اگلے زمانہ میں حکماء الہیین اور اس زمانہ میں نیچریین الہیین یا تھیسٹ مسلمان یا تھیسٹ اسلام کے پیرو کہے جاسکتے ہیں *

مثلاً نیچرل سیانز سے ثابت ہوا ہی کہ ابتدا میں صرف مادہ اجزاے صغار دی مقراطیسی کی صورت میں جسکو انگریزی میں ایٹم کہتے ہیں اور ہمارے دوست مولوی سید کرامت حسین نے سالمات اُن کا نام رکھا ہی فضاے محض میں تھا اُسی سے عالم بنا مگر یہہ نہیں بتاسکتے کہ وہ مادہ کہاں سے اور کیونکر آیا — نیچریین الہیین کہتے ہیں کہ خداے واحد ازلی و ابدی نے اُسکو پیدا کیا اور اُسکو وہ دلیل عقلی سے ثابت کرتے ہیں جو اُنکی تصنیفات میں مذکور ہی *

پھر نیچرل سیانز سے یہہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ وہ مادہ ایک ہی سا تھا یا متعدد طرح کا مگر اُنہوں نے بغیر کسی ثبوت کے اُسکا ایک سا ہونا تسلیم کرلیا ہی جسپر ہمکو کچھہ بحث کرنیکی ضرورت نہیں *

مگر نیچرل سیانز میں ثابت ہوا ہی کہ وہ کل مادہ جو فضا میں موجود تھا متعدد مفردات کی صورت میں ہوگیا اور نہیں جانتے کہ ایسا ہوجانے کا سبب یا اُسکی علة کیا ہی — نیچریین الہیین کہتے ہیں کہ اُسکی علة وہ صانع ازلی و ابدی ہی جسکو خدا کہتے ہیں *

حکماء یونانیین نے خاک و باد و آب و آتش پر عناصر اربع کا اطلاق کیا تھا مگر یہہ اُنکی غلطی تھی وہ چاروں چیزیں مرکبات سے ہیں اور اس لیئے عنصر نہیں قرار پاسکتیں *

اس زمانہ کے علماء نیچرل سیانز نے دنیا میں تریسٹھہ چیزوں کو ایسا پایا ہی جو مفرد یا بسیط ہیں اور دنیا کی تمام چیزیں کیا حیوانات اور کیا جمادات اور کیا نباتات سب اُن ہی تریسٹھہ چیزوں کی ترکیب سے بنتی ہیں اور وہ فاسفورس — کاربن — اکسیجن — ہیڈروجن — نیٹروجن — چاندی — سونا — لوہا — گندگ وغیرہ ہیں *

ان کو مفرد یا بسیط اس لیئے کہتے ہیں کہ اب تک نیچرل سیانز سے یہہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ وہ چیزیں مرکب ہیں لیکن ممکن ہی کہ آیندہ ثابت ہوجاوے یا کوئی اور مفرد چیز نکل آوے *

یہہ مفردات اُسی مادہ کے اجزاے صغار سے بنی ہیں اور انمیں عجیب خاصیتیں پائی جاتی ہیں — ہمارے دوست مولوی سید کرامت حسین نے عربی زبان میں ایک کتاب لکھی ہی کہ عربی زبان کے لغت کس طرح پیدا ہوئے ہیں اُس کتاب کو ہم عنقریب چھاپیں گے — اُس کتاب کے مقدمات میں انہوں نے نیچرل سیانز کی بھی نہایت عمدہ باتیں لکھی ہیں اور اُس میں مختصر طور سے خواص مفردات کو بھی بیان کیا ہی جو نیچرل سیانز سے پائے گئے ہیں — مثلاً *

۱ — وہ اجزاے صغار ہمیشہ متحرک رہتے ہیں اُنکی حرکت طبعی ہی — اور سکون عارضی ہی *

۲ — اگر اُن مفردات میں سے ایک ایک ٹکڑا لیں جو جسامت میں ہرایک برابر ہو تو وہ وزن میں برابر نہونگے اور اگر وزن میں برابر لیں تو جسامت میں برابر نہونگے *

۳ — اگر ہم اُن مفردات کو جلاویں تو جو رنگ اُس سے دکھائی دینگے وہ ہر ایک مفرد کے مختلف ہونگے *

۴ — مادہ کے اجزاے صغار سے جو جسم بنتا ہی اُس میں پورے پورے اجزاے صغار شامل ہوتے ہیں — کسر شامل نہیں ہوتی *

۵ — جس نسبت سے مفردات کے اجزاء صغار ملکر کوئی جسم مرکب بنا ہی وہ نسبت ہمیشہ قایم رہتی ہی کبھی کم و بیش نہیں ہوتی *

۶ — مفردات کے اجزاء صغار دوسری مفردات کے اجزاء صغار سے مختلف شکلوں میں ملتے ہیں جو ہر ایک مفردات کے اجزاء صغار کے لیئے مقرر ہیں اور دوسری طرح پر کبھی نہیں ملتے *

۷ — مادہ کے ہر ایک اجزاے صغار میں قوت جاذبہ ہی جو دوسرے اجزاے صغار کو جذب کرتي ہی — مگر یہہ جذب پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اجزا آپس میں ایسے ہي نہ مل جاویں جیسے کہ قدرتي طور پر ملے ہوئے تھے *

۸ — مادہ کے ہر ایک اجزاے صغار میں ایک ثقل ہی اور اُسي سے جذب پیدا ہوتا ہی اور اُسي سبب سے چاند زمین کے گرد اور زمین سورج کے گرد پھرتي ہی *

۹ — مفردات میں جو اجزاے صغار ہیں اُنمیں سے بعض مفردات کے اجزاے صغار کو دوسرے مفردات کے اجزاے صغار سے ملنے کي رغبت ہی بعض کو کم رغبت اور بعض کو نفرت اور جنکو جس سے نفرت ہی وہ کبھي اُن میں نہیں ملتے *

غرضکہ اجزاے مادہ میں یہہ خاصیتیں پائي جاتي ہیں دھریہ کہتے ہیں کہ یہہ سب خواص مادہ سے ہیں — لا ادریہ کہتے ہیں کہ ہمکو ان خواص کي علت معلوم نہیں ہوئي ممکن ہی کہ خواص مادہ ہي سے ہو یا کوئي اور موثر ہو جس کے سبب یہہ خواص پیدا ہوئے ہوں — نیچریین الہیین کہتے ہیں کہ انمیں خواص پیدا کرنے والا وہ صانع ازلي و ابدي ہی جسکو ہم خدا کہتے ہیں اور عقلا اُسکے وجود کو ثابت کرتے ہیں — غرضکہ خود نیچرل سینز کے اصول مسلمہ سے خداے واحد وصانع کا نہونا ثابت ہي نہیں ہوتا بلکہ ایک موثر یا صانع کا ماننا لازم آتا ہی *

لوگ بڑي غلطي اور دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں جو نیچرل سینز اور مذہب کو دو مقابل اور متضاد چیزیں قرار دیتے ہیں حالانکہ مذہب و نیچرل سینز کا موضوع بالکل مختلف اور ایک دوسرے سے علیحدہ ہی اور اس لیئے وہ باہم مقابل اور باہم متضاد نہیں ہوسکتے *

نیچرل سینز کا موضوع اشیاء موجودہ کي علت حدوث کو بتلانا ہی کہ پاني کیونکر بن گیا اور بادل کیونکر آگیا — اور مذہب کا موضوع اُن اشیاء کي علت خلق کا بتانا یا جاننا ہی کہ مادہ کس نے پیدا کیا اور اُسمیں وہ خواص کس نے پیدا کیئے پس دو چیزیں جن کا موضوع مختلف ہی اُنکو ایک دوسرے کے مقابل یا متضاد قرار دینا کیسي ناداني ہی بلکہ جس امر سے مذہب کو بحث ہي اُس سے نیچرل سینز کو بحث ہي نہیں *

سید احمد

نمبر ۳۲

کیا نیچر کے ماننے سے خدا معطل ہوجاتا ہی

بہت نیک مگر کم غور کرنے والے بزرگوں کا یہہ خیال ہی کہ اگر دنیا ایک قانون قدرت پر چلتي ہی اور اُس کے برخلاف نہیں ہوسکتا گو وہ قانون قدرت خود خدا ہي نے بنایا ہو مگر اُس کے بنانے کے بعد خدا کے کرنے کے لیئے کیا کام باقي ہی پھر ایسے خدا سے جو معزول یا معطل ہوگیا ہی ہمکو کیا غرض ہی اور وہ ہمارے کس کام کا ہی *

نعوذ باللہ — ایسے خیالات تعمق نکرنے سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ نعوذ باللہ اگر خدا قانون قدرت بناکر معطل ہوگیا ہو تو اُس قانون قدرت کا قایم رکھنے والا اور دنیا کو اُس قانون کے مطابق چلانے والا کون ہوگا *

وہ لوگ ہمیشہ اُن خیالات اور قیاسات کو جو ممکنات سے اخذ کرتے ہیں ذات باري کے ساتھہ منسوب کرتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ ایک کاریگر نے گھڑي بنائي جو با قاعدہ چلتي ہی اب گھڑي بنانے والے کو اُس سے کچھہ تعلق نہیں رہا وہ جیتا ہو یا مرجاے معطل ہو یا معزول وہ گھڑي بدستور چلا کریگي — اسي قیاس پر کہتے ہیں کہ بالفرض اگر خود خدا ہي نے قانون قدرت بنادیا جسپر دنیا چلتي ہی تو اب خدا کے لیئے کیا کام رہا اور ہمکو اُس سے کیا غرض رہي *

ایک مقدس خدا پرست کہہ سکتا ہی ہاں اب وہ ہمارے اور تمہارے لیئے بہشت میں محل اور باغ بنا رہا ہی — اور دوزخیوں کے لیئے جہنم میں آگ سلگا رہا ہی خیر یہہ تو ایک دل لگي کي بات ہی مگر جو خیال کہ ممکنات سے اخذ کیا ہی اُس کو خدا کے ساتھہ منسوب کرنا محض غلطي و ناداني ہی *

علۃ اور علۃالعلل میں بہت فرق ہی — علت موثر ہوتي ہی اشیاء موجودہ میں بلاواسطہ یا بواسطہ دیگر علل کے اور وہ خود بھي معلول ہوتي ہی کسي علۃ کي اور علۃ العلل سبب ہوتي ہی اُس شی کے وجود کي اور اسلیئے

وجود اُس شی کا منحصر ہوتا ہی وجود علۃ العلل پر اور تمام علل و معلول جو ہوتي رہتي ہیں وہ معلول ہوتي ہیں اُسي علۃ العلل کي اور اسلیئے علۃ العلل اپنے معلول بلاواسطہ یا بواسطہ سے علاحدہ نہیں ہوسکتي بلکہ ہر وقت اُسکے لیئے علۃ ہوتي ہی اور اگر علاحدہ ہو تو وجود اُس شی کا معدوم ہوجاوے اور تسلسل علۃ و معلول کا نر ہی اور یہي معني احاطت کے ہیں جہاں خدا نے فرمایا ہی " انہ بکل شیء محیط " (۴۱ فصلت آیت ۵۴) *

اس مطلب کو خدا نے بہت ہي عمدہ بیمثال مثال سے سورہ نور میں بتایا ہی جہاں فرمایا ہی " اللہ نورالسموات والارض " یہہ آیت آیت نور مشہور ہی اور بڑے بڑے عالموں نے اُسکي تفسیر کي ہی اور عجیب عجیب نکات بیان کیئے ہیں جو حسب خیال ہمارے محسن کے نعوذ باللہ خدا کو بھي نسوجھے ہونگے امام غزالي صاحب نے اس آیت کي خاص تفسیر لکھي ہی جسکا نام " مشکواۃ الانوار " ہی *

مگر اس آیت کا صاف مطلب یہہ ہی کہ وجود تمام چیزوں کا ذات باري پر منحصر ہی اور نور کي تمثیل سے اُسکو سمجھایا ہی قران مجید میں متعدد جگہہ خدا نے اپنے آپ کو خالق کے لفظ سے تعبیر کیا ہی اور یہاں نور سے نہو کیا ہی ؟ مایظہر بہ الاشیاء یعني جس کے سبب سے تمام چیزیں معلوم ہوتي ہیں اگر نور نہو اور ظلمت محض ہو تو تمام چیزیں معلوم نہیں جو بمنزلہ عدم یا نہونے کے ہیں پس جس طرح ظہور اشیاء کا نور کے ہونے پر منحصر ہی اسیطرح وجود موجودات کا ذات باري پر منحصر ہی پس اُس کي صفات کے جو اُس کی عین ذات ہیں منحصر ہی پس اگر وہ معزول یا معطل ہو تو تمام عالم معدوم ہوجاوے اور ایک آن بھي اُس کا وجود نرہی پس یہہ سمجھنا کہ قانون قدرت بنانے سے نعوذ باللہ خدا معطل یا معزول ہوجاتا ہی کسقدر نادانی ہی — ہوالحي القیوم — اے ہوالمقوم بذاتہ والمقوم لکل ماسواہ في ماہیتہ و وجودہ (تفسیر کبیر) یعني وہ اب قایم ہی اور قایم رکھنے والا اُن تمام چیزوں کا ہی جو اُس کے سوا ہیں پس خدا کسي وقت بھي بیکار نہیں ہی *

سید احمد

نمبر ۳۳

مسمریزم و ہو علم السیمیا

کہا جاتا ہی کہ اس علم یا فن کو مسمی مسمیر ایک شخص نے جو فرانس کا رہنے والا تھا سنہ ۱۷۷۶ ع میں دریافت کیا تھا — مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایشیا میں بہت پہلے یہہ فن دریافت ہوچکا تھا *

مسمریزم جس کا نام اب " انہمل میگني تزم " قرار دیا گیا ہی وہي ہی جسکو ایشیا کے حکما علم سیمیا کہتے تھے — دونوں کے متحد واقعات اور ایک سے حالات ہیں *

ڈکشنري آف یوني ورسل انفارمیشن میں مسمریزم کي نسبت لکھا ہی کہ وہ ایک اثر ہی جو شخص عامل سے نکلتا ہی اور شخص معمول پر پڑتا ہی اور اُسکي وجہہ سے عجیب نتیجے اُس شخص معمول کے جسم پر اور خیالات پر پیدا ہوتے ہیں اور عامل کو معمول کے جسم اور خیالات پر پوري قدرت حاصل ہوتي ہی *

ان سیکلو پیڈیا میں لکھا ہی کہ مسمریزم ایک فن ہی جس کے ذریعہ سے کسي آدمي کے دماغ اور رگوں پر ایسي عجیب اور خلاف معمول حالت طاري کردي جاتي ہی کہ عامل کو معمول شخص کي حرکات پر پوري قدرت حاصل ہوتي ہی اور اُسکي روح سے براہ راست گفتگو وغیرہ کرسکتا ہی *

کشف الظنون میں لکھا ہی کہ — علم سیمیا جسپر اطلاق ہوتا ہی وہ حقیقي جادو کے سوا ہی (یعني جادو میں تو وہ امر جسکے لیئے جادو کیا جاتا ہی فی الحقیقت ہو بھي جاتا ہی اور سیمیا میں وہ امر حقیقت میں نہیں ہو جاتا بلکہ صرف خیال میں ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہوگیا) اور سیمیا کا نتیجہ یہہ ہوتا ہی کہ ہزا میں اشکال خیالي پیدا

(العلم السیمیا)

اعلم انہ قد یطلق ہذا الاسم علی ماہو غیر الحقیقي من السحر وہو المشہور وحاصلہ احداث مثالات خیالیۃ فی الجو لاوجود لہا فی الحس وقد یطلق علی ایجاد صورہا فی الحس فحینئذ یظہر بعض الصور في جوہر الہواء فتزول سریعۃ لسرعۃ تغیر جوہر الہواء ولا مجال لحفظ مایقبل من

الصورة في زمان طويل لرطوبة فيكون سريع القبول وسريع الزوال و اما كيفية احداث تلك الصور وعللها فامر خفي لااطلاع الالاهله وليس المراد وصفه و تحقيقه ههنا بل المقصود الكشف و ازالة الالتباس عن امثاله حاصله ان يركب السواحر اشياء من الخواص او الادهان او المايعات او كلمات خاصة توجب بعض تخيلات خاصة كادراك الحس ببعض الماكول و المشروب وامثاله و في هذا الباب حكايات كثيرة عن ابن سينا والسهروردي المقتول كشف الظنون جلد سوم صفحه ۶۴۶—۶۴۷

و اما هذه الرقي و العزايم و مايشاكلها فانما هي اثار لطيفة روحانية من النفس الفاعلة تؤثر في النفس البهيمية و في الحيوان فمنها مايحركها ويزعجها و منها ما يقمعها و منها مايعمل فيها تاثيرات قوية و اعمالا مختلفة فيه اصابة بالعين وربما شجه وربما صرعه فقد رايتا كثيرا من يصرع الانسان في اقل من ساعة اذا جلس بين يديه و انما ذلك اثر لطيف يبدر من نفس فيعمل في نفس اخرى كما يبدر الشرر من النار فيقع في الاجرام فيحرقها الا ان الذي يبدر من النفس روحاني لطيف لانه يخرج من النفس اللطيفة و يعمل في لطيفة مثله و الذي يخرج من النار هو اكثف منه على قدر كثافة النار و يعمل في الاجرام الكثيفة و يكون سببا هذا الاثر —
اخوان الصفا جلد چہارم صفحه ۳۰۷

هوجاتي هيں جنكو لوگ ديكهتے هيں مگر اُنكا وجود ديكهنے والوں كي حس ميں نهيں هوتا — اور كبهي ديكهنے والوں كي حس ميں صورتيں پيدا هو جاتي هيں اور وه هوا ميں اُن صورتوں كو ديكهتے هيں پهر وه جلدي سے غايب هوجاتي هيں اور اس طرح صورتوں كے پيدا هونے كي وجه اُن كے سوا جو ايسا كرتے هيں كسيكو معلوم نهيں هى — اسباب ميں ابن سينا اور سهروردي مقتول كي بهت سي نقليں هيں (انتهى ملخصا) *

مگر هماري راے ميں پهلي صورت كا وقوع كه اشكال خيالي هوا ميں پيدا هوں اور ديكهنے والوں كي حس ميں وه نهوں از روے اصول مسمريزم كے غير ممكن هى *

اخوان الصفا كے رسالے لكهنے والے تو جادو — طلسمات گنڈے تعويذ جهاڑا پهونكي سب كے قايل هيں اور اُن كي تحرير سے ثابت هوتا هى كه وه اُس اثر كے بهي قايل تهے جسكو سيميا يا مسمريزم يا انيمل ميگنيٹزم كها جاتا هى — وه لكهتے هيں كه " تعويذ — جهاڑا پهونكي اور اُس كي مانند جو كچهه هى يهه نهايت لطيف روحاني اثر نفس ناطقه كے هيں جو دوسرے كے نفس بهيميه اور حيوان ميں اثر كرتے هيں اور اُن ميں تاثير قوي اور مختلف اعمال پيدا كرتے هيں اور هم نے بهت لوگوں كے روحاني لطيف اثر ديكهے هيں جو نفس ميں سے نفس ميں ديتے هيں اور دوسرے نفس ميں اثر كرتا هے — جيسے آگ كا شعله دوسري چيز ميں پهونچ كر اُس كو جلا ديتا هى (انتهي ملخصا و مقصراً) *

اس بيان سے همارا مطلب يهه هى كه يهه بات صحيح نهيں هى كه يهه فن سنه ۱۷۷۶ ع ميں مسيمر كے دريافت كيا تها بلكه اُس سے بهت پهلے ابن سينا اور شهاب الدين سهروردي مقتول كو بهي معلوم تها جسكو سلطان صلاح الدين نے سنه ۵۸۶ هجري ميں قتل كيا بلكه اگر هم اس سے بهي اوپر خيال كريں تو يقين كرسكتے هيں كه حضرت موسى كے وقت ميں كهنه فرعون كو بهي معلوم تها *

اس بات ميں كه اس كے اثار كيونكر ظاهر هوتے هيں اختلاف هى بعضوں كا يهه يقين هى كه انسان ميں مثل مقناطيس كے ايك قوت هى اور وه معمول كے نروس سسٹم پر يعني اعصاب دماغي و بدني پر اثر كرتي هى اور معمول كے خيال اور بدن ميں افعال عجيبه جسطرح كے كه عامل چاهتا هى پيدا كرتي هى *

بعضوں كا يهه خيال هى كه عامل ميں سے كوئي قوت خارج نهيں هوتي بلكه خود معمول هي كي قوت متخيله سے وه اثار و افعال اُس ميں پيدا هوجاتے هيں مگر يهه خيال صحيح نهيں پهلي راے صحيح معلوم هوتي هى اور تمام مشاهدات سے جو اس فن كے عاملوں سے مشاهدة هوئے هيں اُس كي صحت پائي جاتي هى *

بهت لوگ هيں جو اس فن كو لغو و مهمل سمجهتے هيں اور اُس كے قايل نهيں هيں اور بهت ايسے هيں جو اُس پر نهايت يقين ركهتے هيں اور جو كچهه عجائبات اُسكي نسبت كهي جاويں سب كو سچ سمجهتے هيں — مگر اسمر بهت لوگوں كو اتفاق هوتا جاتا هى كه اس عمل كا اثر انسان كي

ی اور جو افعال نروس سسٹم
ہتے ہیں وہ ظاہر ہوتے ہیں *

ہر ایک انسان بلکہ حیوان میں
س انسانوں میں یہہ قوت قدرتی
ب ہی اور بعضوں میں اُس سے کم اور
بعضوں میں اور کم اور بعضوں میں نہایت کم وہ تفاوت
انسانوں میں ایسا ہی ہی جیسیکہ اور قوی میں ہی *

خاص اس قوت مقناطیسی کے قوی کرنے کی اور اُس کے عمل میں لانے کی مشق بڑھانے کے لیئے خاص خاص طریقے ایجاد ہوئے ہیں اور ہرایک انسان جس میں یہہ قوت معتدبہ ہو اُس کو قوی کرسکتا ہی — مگر زہد و تقوے و مجاہدہ اور ریاضت جو خالصا للہ اور بلا خیال کسی امر کے اختیار کیا جاتا ہی اُسکا لازمہ اس قوت کے قوی ہوجانے کا بھی ہوتا ہی گو کہ اُسکو اُس قوت کے قوی ہوجانے کا خیال بھی نہو — درویشوں کے نفوس زاکیہ جو لوگوں کے دلوں پر اثر کرتے ہیں وہ اسی قوت کے قوی ہوجانے سے موثر ہوتے ہیں *

جبکہ یہہ قوت بہت قوی ہوجاتی ہی تو خود اپنے آپ اُسکا اثر ہوتا ہی اور جو خیال اُسکے دل میں آتا ہی اُسکو وہ خود مشاہدہ کرتا ہی اور جس میں قدرتی یہہ قوت قوی ہوتی ہی اُسکا اثر خود اُس پر بھی بہت قوی ہوتا ہی *

ہم نے خود جو واقعات مسمریزم کے دیکھے ہیں اور بعض جو قدیم کتابوں میں لکھے ہیں اُن کا ذکر کرتے ہیں — چند سال ہوئے کہ پروفسر بشل جو اس فن میں بہت مشاق تھا ہندوستان میں آیا تھا اور بنارس میں اُس نے تین جلسے اُس فن کی تاثیرات دکھانے کو کیئے تھے *

پہلی شب میں بنارس کے ناچ گھر میں جو ایک بہت وسیع کمرہ ہی جلسہ ہوا تھا کمرہ میں روشنی معمول سے زیادہ نہ تھی اور بہت کثرت سے ہندوستانی اور انگریز اور لیڈیاں جمع تھیں *

پروفسر بشل نے اول ایک مختصر لکچر دیا جس میں بیان کیا کہ نہ یہہ جادو ہی نہ کرامات نہ معجزہ بلکہ انسان میں ایک قوت مقناطیسی ہی جو دوسرے یعنی معمول پر اثر کرتی ہی *

اُس کے بعد اُس نے حاضرین سے درخواست کی کہ جن صاحبوں کو معمول ہونا منظور ہو وہ اوٹھکر میرے پاس آجاویں چنانچہ بارہ چودہ آدمی اُٹھ کر گئے جنمیں دو یا تین فوجی گورے اور ایک نہایت معزز جنرل فوج جس کا نام مجھکو یاد نہیں رہا اور چند ہندوستانی شامل تھے پروفسر نے اُنکو کرسیوں پر بٹھا دیا اسطرح پر کہ اُن کی پیٹھہ مجمع کی طرف تھی اور ہرایک کے ہاتھہ پر چمکدار پیسہ یا اور کوئی چیز رکھدی اور اُنسے درخواست کی کہ آپ دلی توجہہ سے اس کو دیکھتے رہیں اور اسیطرف خیال رکھیں اور دوسری طرف نہ توجہہ کریں نہ خیال بھٹکاویں *

پروفسر بشل اُن کے سامنے ٹہلتا تھا اور اُن کو گھورتا جاتا تھا اور اپنی ڈاڑھی پر ہاتھہ پھیرتا تھا اور شاید پھونکتا بھی جاتا تھا تھوڑی دیر بعد اُس نے ہر ایک کا پھرتا اوٹھاکر اُن کی آنکھہ کو دیکھا چند آدمیوں کی نسبت جن میں وہ گورے اور جنرل اور چند ہندوستانی شامل تھے کہا کہ یہہ معمول ہوگئے اُن کو علاحدہ کرسیوں پر بٹھا دیا اور باقیوں کو اُٹھادیا اور کہا کہ یہہ معمول نہیں ہوئے دیر میں ہوسکتے ہیں مگر اسقدر دیر ہونے سے لوگوں کو تکلیف ہوگی جو لوگ معمول ہوئے تھے وہ اُس کی مرضی کے تابع تھے اور جو وہ کہتا تھا کرتے تھے اُس میں سے چند باتیں قابل ذکر کے ہیں *

۱ — اُس نے ایک گورے کو کہڑا کیا اُس کا ہاتھہ اوپر اُٹھایا اور کہا خشک ہوجا اُسکا ہاتھہ ویسے کا ویسا ہی رہ گیا اور کسیطرح نیچا نہیں ہوسکتا تھا اور ہاتھہ کے جوڑوں میں بھی کچھہ حرکت نہ تھی جب اُس نے کہا کہ درست ہوجا ہاتھہ بدستور سابق ہوگیا اُس گورے نے ہاتھہ نیچا کرلیا اور سب جوڑ معمولی طور پر حرکت کرتے تھے *

۲ — پھر اُس نے ایک کو کہڑا کیا اور اُس کے پانوں پر ہاتھہ لگاکر کہا کہ یہاں سے نہ ہلے نہ اُٹھے اُس کا پانوں زمین پر ایسا جم گیا کہ کسی طرح وہاں سے ہٹ نہیں سکتا تھا جب تک کہ اُس نے اجازت نہیں دی *

۳ — پھر اُسنے ایک کو کہڑا کیا اور کن پٹی پر اُنگلی رکھہ کر کہا کہ تم سب کچھہ بھول گئے اُس کو کوئی چیز

یاد نہ تھی نہ اُس کو اپنا نام یاد تھا نہ اپنا عہدہ نہ وہ پلٹن جس سے وہ متعلق تھا — پروفسر نے غلط نام لیکر کہا کہ تیرا نام یہہ ہی وہ گورا وہی غلط اپنا نام بتاتا تھا اسی طرح غلط مسکن اور غلط پلٹن غرض کہ جو پروفسر کہتا تھا وہی وہ کہتا تھا جبتک کہ اُسنے اُسکے دماغ کو درست نہیں کیا *

۴ — اُس نے جنرل کو بھی متعدد دفعہ دق کیا تھا اخیر کو جنرل کو کھڑا کیا اور کہا کہ تمہارے کوٹ میں آگ لگ گئی جنرل بیتاب ہوکر پہلے ہاتھوں سے کوٹ کو ملنے لگا گویا آگ بجھاتا ہی اخیر جلدی سے کوٹ اوتار کر پھینکدیا پھر پروفسر نے کہا کچھہ نہیں کوٹ اوٹھالو اور پہن لو *

۵ — یہہ جنرل کوٹ پہن کر کرسی پر جابیٹھا مگر ایسا دق ہوگیا تھا کہ چپکے سے کرسی پر سے اُٹھہکر بھاگ چلا کمرہ سے باہر برانڈہ تک گیا تھا کہ پروفسر نے اپنے ہاتھہ کی اُنگلیوں کو ٹیڑھا کرکے اُسکی طرف کیا وہ جنرل اسطرح پر کھنچا چلا آیا کہ گویا اُس میں رسیاں بندھیں تھیں اور اُن سے کھنچا چلا آیا *

اسی قسم کے اور متعدد تجربے اُس نے دکھائے *

دوسرا جلسہ مہاراجہ وزیا نگرام کی کوٹھی پر ہوا ایک سہدری تھی اور اُس کے آگے وسیع چبوترہ تھا اور سب لوگوں کی نشست چبوترہ پر تھی آدمی کثرت سے تھے اُن میں خاموشی نہ تھی اور سہدری میں اور چبوترہ پر روشنی کثرت سے تھی جب پروفسر بشل آگیا تو اُس نے مکان کو جو صرف سہدری اور کھلا ہوا چبوترہ تھا اور کثرت سے روشنی ہونے کو ناپسند کیا روشنی کسیقدر کم کی گئی مگر لوگوں میں محض خاموشی اور سکوت نہوا اور لوگونکی کھس پس سے بلاشبہہ دھمان بٹتا تھا — پروفسر نے چند آدمی اپنے سامنے بٹھائے اور ہر چند کوشش کی مگر ایک بھی معمول نہوا پروفسر نے کہا نہ مکان ٹھیک ہی نہ روشنی درست ہی اور نہ کھس پس بند ہوتی ہی — عمل ہونا غیر ممکن ہی پس مجلس برخاست ہوگئی *

تیسرا جلسہ مہاراجہ بنارس کی کوٹھی تکسال والی میں ہوا ایک وسیع کمرے میں اُس میں معمولی روشنی اور بخوبی خاموشی تھی بعد معمولی کارروائی کے چند شخص معمول ہوئے — اُس جلسہ کے چند امر قابل ذکر ہیں *

۱ — پروفسر نے ایک کرسی اولت دی اور ایک شخص سے جو معمول ہوچکا تھا اور وہ ایک گورا تھا اُس کو کہا کہ گھوڑا موجود ہی اُسپر سوار ہو وہ اوچک کر اُس پر جا بیٹھا اور گھوڑے کی طرح ہانکنے لگا اُس نے غالباً اُسکو گھوڑا سمجھا مگر اور دیکھنے والے سب اُسکو اولٹی ہوئی کرسی دیکھتے تھے *

۲ — ایک لکڑی ہاتھہ میں رکھنے کی ڈال دی اور اُسی گورہ سے جو گھوڑے پر چڑھا تھا کہا کہ سانپ ہی سانپ اُس کو مارو گورے نے ایک لکڑی سے اُس کو مارنا شروع کیا غالباً وہ اُس کو سانپ سمجھا مگر ہم سب کو وہ لکڑی ہی دکھائی دیتی تھی *

۳ — پروفسر نے ایک ہندوستانی آدمی کو جو معمول ہوگیا تھا چت لٹایا اور ہاتوں سے اشارہ کیا وہ بیہوش ہوگیا اور اُس کا سارا بدن مثل لکڑی کے سخت ہوگیا *

پروفسر نے دو کرسیاں آمنے سامنے بقدر اُس شخص کے قد کے فاصلہ کے رکھیں اور دو آدمیوں نے اُس شخص کی لاش کو اوٹھایا اُس کا سر ایک کرسی پر اور پاوں کی ایڑیاں دوسری کرسی پر رکھہ دیں اور اُسکی لاش مثل لکڑی کے سیدھی تنی رہی اور وہ بالکل بیہوش تھا *

اُس کے بعد پروفسر نے ایک بابو بنگالی کو جو وہاں موجود تھا اور غالباً وہ منجملہ اُن لوگوں کے نہیں تھا جو معمول ہوئے تھے کہا کہ اُس شخص پر بیٹھہ جاؤ وہ بیٹھہ گیا مگر اُسکی لاش میں کچھہ خم نہیں ہوا مثل لکڑی کے کرسیوں پر تنی ہوئی تھی *

اُس وقت مہاراجہ صاحب بنارس نے پروفسر سے کہا کہ دیکھو یہہ شخص مرجاویگا اُس کو تکلیف ہوگی پروفسر نے کہا کہ اُس کو کچھہ تکلیف نہیں ہی یہہ کہہ کر اُس کے مونہہ کے سامنے ہاتھہ نچائے اُس شخص نے آنکھیں کھول دیں مگر اُس کا سارا جسم بدستور لکڑی کی مانند کرسیوں پر تنا ہوا تھا پروفسر نے اُس سے پوچھا کہ تمہیں کچھہ تکلیف ہی اُس

نے کہا کچھہ نہیں اُس سے پوچھا کہ تمہارے بدن کو کیا ہوا اُس نے کہا مجھے معلوم نہیں *

شیخ شہاب الدین سہروردی مقتول کے حال میں جو نہایت مشہور درویش اور آزاد طبیعت کے تھے اور کملاء روزگار سے گنے جاتے تھے یہہ چند نقلیں کتاب طبقات الاطباء میں لکھی ہیں *

۱ — شیخ شہاب الدین معہ اپنے چند دوستوں یا مریدوں یا شاگردوں کے ایک پتھر میدان میں چلے جاتے تھے کہ یکا یک شہاب الدین نے کہا کہ کیا اچھا ہی دمشق اور یہہ جگہہ — لوگوں نے اُسی میدان میں دیکھا کہ نہایت عمدہ مکانات بنے ہوئے ہیں اور گویا ایک بڑا شہر ہے جس میں ہرقسم کے بڑے بڑے مکانات سفید وطلاکار موجود ہیں خوبصورت عورتیں پھر رہی ہیں گانا ہو رہا ہی باغ ہیں اور نہریں جاری ہیں لوگ دیکھہ کر متعجب ہوگئے کہ وہاں تو صرف میدان ہی تھا — پھر وہ سب غایب ہوگیا — اور جسوقت اُن لوگوں نے اُسکو دیکھا تھا تو ایک خفیف سی غفلت نیند کی سی اُن پر ہوگئی تھی *

۲ — شیخ شہاب الدین اپنے دوستوں کے ساتھہ سفر میں جاتے تھے رستہ میں ایک روز بھیڑوں کا ملا جس کے ساتھہ ایک ترکمان بھیڑ والا بھی تھا شہاب الدین کے ساتھیوں نے اُس سے ایک بھیڑ خریدی اور لیکر چلے اس عرصہ میں دوسرا ترکمان چلاتا ہوا آیا کہ یہہ بھیڑ پھیردو اور دوسری لے لو یہہ اس قیمت کی نہیں ہی غرضکہ وہ چلاتا ہوا پیچھے دوڑا شیخ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم بھیڑ لیکر چلو میں اس سے سمجھہ لونگا اور شیخ ٹھہر گئے اور ترکمان آپہونچا اور غصہ میں آکر شیخ کا باہاں بازو پکڑکر کہینچا شیخ کا بازو کاندھے سے اوکھڑکر اُس ترکمان کے ہاتھہ میں رہ گیا اور اُس نے دیکھا کہ خون بہہ رہا ہی ترکمان متحیر ہوگیا اور شیخ کے بازو کو جو اوکھڑکر اُسکے ہاتھہ میں رہگیا تھا پھینککر چلدیا — شیخ اُسکو اٹھا لائے مگر درحقیقت شیخ کا بازو نہ تھا بلکہ ایک کپڑا تھا جو ترکمان کے ہاتھہ میں آگیا تھا مگر ترکمان نے یہی جانا کہ شیخ کا بازو اوکھڑ آیا اور اُسکے ہاتھہ میں ہی اور خون جاری ہی *

۳ — سنہ ۵۷۹ میں شہاب الدین حلب میں پہونچے نہایت زدہ حالت اور خراب کپڑے پہنے ہوئے — وہاں کے مدرسہ کے مدرس نے جب جانا کہ یہہ فقیر زدہ حال نہایت عالم شخص ہی تو اپنے بیٹے کے ہاتھہ اُسکے پاس کچھہ کپڑے بھیجے — شہاب الدین نے اپنی جھولی میں سے مرغی کے انڈے کی برابر کوئی چیز نکالی جو نہایت سرخ پکھراج معلوم ہوتی تھی — اور کہا کہ اُسکو بازار میں لیجاؤ اور دیکھو کہ کیا قیمت ملتی ہی — مگر میری بے اجازت بیچ نہ دینا — بازار میں اُسکی قیمت پچیس تیس ہزار درہم تک پہونچی — مدرس کا بیٹا اُسکو لیکر شہاب الدین پاس آیا تاکہ بیچنے کی اجازت لے — شہاب الدین نے اُسکو لیکر پتھر سے کچل ڈالا حقیقت میں وہ پکھراج نہ تھا بلکہ کوئی اور چیز تھی جو پکھراج معلوم ہوتی تھی — وھذہ حکایات من عجایبات النفس فان شیت اقبلہا وان شئت ردھا *

سید احمد

نمبر ۳۴

تہذیب کی اصل کیا ہی

قاعدہ ہی کہ جب کسی شی کا علم صحیح صحیح پورا نہیں ہوتا تو محققین اُس کی تحقیق اور تدقیق کے درپے ہوتے ہیں اور اپنے ذہن صائب سے ایسے قیاسات لڑاتے ہیں کہ گو دلایل یقینیہ اور براہین قطعیہ نہیں پیدا کرسکتے کہ سب کے نزدیک مسلم ہوں مگر دلایل احتمالی یا ظنی و فطرتی ایسی پیدا کرلیتے ہیں کہ اُن سے اس شے کی جو جانب غالب ہوتی ہی اُس کا یقین دلا دیتے ہیں گو ان میں بعض کھسریں اور کسریں ایسی باقی رہتی ہیں کہ مخالفت کی گنجایش اُس میں رہتی ہی *

تہذیب کی اصل کی نسبت ایک محققین پرلی تکل اکونمی کی یہہ تحقیق ہی کہ وحشی قوموں میں تہذیب خود بخود پیدا ہوتی ہی — دوسرے محققین کی تحقیق اس کے خلاف ہی وہ یہہ کہتے ہیں کہ ابتدا میں وحشی قوموں میں تہذیب خدا کی تعلیم سے اس طرح ہوئی ہی کہ ابتدا میں خدا تعالے نے اپنے خاص بندوں کے دلوں کو

وحی اور الہام کے نور سے مغور کرکے ان کو بتلایا کہ تم وحشیوں کو اس طرح تہذیب کی تعلیم کرو — اب طرفین کے دلایل کو توجہ سے سننا چاہیئے *

اول گروہ کہتا ہی کہ وحشی قوموں سے مراد وہ قومیں ہیں جو زمین کی خود رو اشیا سے اپنا گذارہ کرتی ہیں — بھوک میں جنگل میں جاکر کسی جانور کو مار کر یا دریا پر پہونچکر مچھلی کو پکڑ کر کھالیا اور پیٹ بھر لیا — انہیں وحشیوں میں سے ایک شخص ایسا ہوا کہ اس کو بھالا - تیر - کمان برچھی بنانی آگئی - اُسنے اپنے لیئے اور اپنے ہمسایوں کے واسطے یہہ مناسب جانا کہ میں اپنی بنائی ہوئی چیزیں ان کو دیدیا کروں اور اُس کے عوض میں ان سے خوراک جسکو وہ حاصل کریں لے لیا کروں - اسی طرح دوسرا شخص جھونپڑے اور تیسرا شخص چمڑے کا لباس بنانے لگا — غرض یوں تقسیم محنت کا اصول اُن کے درمیان ابتداءً رایج ہوا — اس اصول کے فائدے ایسے صریح اور ظاہر تھے کہ روز بروز اُس کی وسعت زیادہ ہوتی گئی اور یہہ اہل پیشہ اپنے اپنے پیشوں میں ترقی کرتے گئے — بعض وحشیوں نے جانوروں کی عادات اور مساکن کو دیکھہ کر ایسی تدبیریں سوچیں کہ جن سے بعض جانوروں کو گھیروں میں گھیر کے رکھنے لگے - جب شکار ہاتھہ نہ آئے تو اُس کی جگہہ ان کو وہ کام میں لانے لگے — اسطرح بعض وحشیوں نے نباتات کو دیکھا کہ وہ کھونکر نشو و نما پاتی ہیں اور کن موسموں میں ان کے جنگلی پھل لگتے ہیں - تو انہوں نے مناسب مقامات پر ان کو بونا شروع کیا - غرض یوں وحشی قوموں میں کاشتکاری - شبانی - صناعی کا آغاز ہوا — اور ان میں ایک شخص کی محنت کی پیداوار دوسرے شخص کی محنت کی پیداوار سے بدلی جانی شروع ہوئی اور بالاستقلال اس طرح ترقی کرتے کرتے وہ اپنے وحشی پنے کی حالت سے نکل کر مہذب ہوگئے - مگر بعض محققین کے نزدیک کوئی قوم اپنی وحشت کی حالت سے نکلتی ہی نہیں جب تک کہ وہ لکھنا نہ جانتی ہو - ان کے نزدیک وحشی اور مہذب قوموں میں سب سے زیادہ مابہ الامتیاز یہہ خط ہی ہی — وہ کہتے ہیں کہ جو قوم فن تحریر سے نا آشنا ہی اس میں اور حیوانوں میں کچھہ تھوڑا ہی سا فرق ہی - وہ قومیں جنکو فن تحریر نہیں آتا اپنی پہلی نسل کے علم اور تجربہ سے پورا فایدہ نہیں اٹھاسکتیں - پہلی نسل کے علم اور تجربوں کا محفوظ رکھنا خط کا کام ہی - یہہ نوشت ہی علم و فن کے کسی حصہ کو غارت نہیں ہونے دیتی - اسی کے طفیل سے نسل انسانی اپنی نسل ما تقدم کے علم و فن سے بہرہ یاب ہوتی ہی - پس وحشیوں میں جو علم و تجربہ ایک نسل میں جمع ہو بغیر فن تحریر دوسری نسل میں منتقل ہوکر بڑہ نہیں سکتا - اگر ان کا ذخیرہ جمع بھی ہوجاوے تو وہ گھٹ جاتا ہی - وحشیوں میں وہ فنون جن کی ضرورت بقاء حیات کے لیئے روز مرہ پڑتی ہی اور وہ کسی طرح بھلائے بھی بھولی نہیں جاسکتی برقرار رہتے ہیں - سواے اس کے وہ خط بغیر ایک قدم آگے نہیں بڑہ سکتے - پس ان کا حال حیوانوں کا سا رہتا ہی - انسان کے علم کا بڑا آلہ خط ہی - اس خط کے نہونے سے وحشی قوموں میں سب سے بڑا بوڑھا زیادہ دانا سمجھا جاتا ہی فقط اسی سبب سے کہ بہت دنوں سے جیتا ہی اور مدت کا علم اور تجربہ رکھتا ہی - ان کے ہاں وہ علم اور تجربہ کے قایم رکھنے میں خط سے کچھہ مشابہت رکھتا ہی — یہہ دیکھا گیا ہی کہ جو قومیں فن تحریر سے نا آشنا رہی ہیں ان کے حال میں ترقی صدہا برس میں بھی کچھہ نہیں ہوئی ہی - محققوں نے لکھا ہی کہ ۱۲۷ برس کے عرصہ میں اسی سبب سے نیوزیلینڈ کے رہنے والوں کی حالت میں بال برابر فرق نہیں آیا - اس خط کے سواے ایک بڑی روک اُن کی ترقی کے لیئے یہہ ہی کہ وحشی مطلق دور اندیش اور عاقبت بیں نہیں ہوتے - ان میں آیندہ کے لیئے تدبیر سوچنے کی قابلیت ہی نہیں ہوتی — اگر ایک وحشی پڑہ لکھہ بھی جاے اور وہ بطور خود چھوڑ دیا جاے اور وہ مآل اندیش نہو تو اسکی نوشت و خواند سے کچھہ فایدہ نہوگا اور اس ناعاقبت اندیشی کے سبب سے وہ اپنی اولاد کے پڑھانے لکھانے میں غفلت کریگا بلکہ اس سے بہتر تو یہہ ہی کہ وہ کچھہ پڑہا لکھا نہو مگر مآل اندیش ہو تو وہ اپنے دستور - آئین - عملی مقولات - نئے نئے واقعات کے یاد رکھنے کے لیئے تدبیریں کریگا - کہیں اشعار بنوائیگا - کہیں نشانیاں قایم کریگا - کہیں نقش و نگار و تصاویر بنوائیگا *

اب دوسرا گروہ ان دلائل کو جو اول هم نے بیان کیں بالکل بے سروپا بتاتا هی اور کہتا هی کہ نہ کوئي زباني روایت و حکایت هی نہ کوئي تحریري شہادت هی کہ ابتداء آفرینش عالم سے اس دم تک ایک وحشي قوم اپنے آپ مہذب هوگئي هو — اسکي کوئي مثال انسان کي یاد میں موجود نہیں — اگر ایک لمحہ کے لیئے پہلے اپنے سارے قیاسات چھوڑ دیں اور چاروں طرف مثالوں کي جستجو میں نگاہ کریں تو یقین هی کہ کسي ایک وحشي قوم کا فوشتہ بھي ایسا برآمد نہ هوگا جس سے یہہ ثابت هو کہ ایک قوم بھي وحشي شایستہ و مہذب هوگئي هو اور کسي دوسري مہذب اور شایستہ قوم نے اسکي تعلیم و اعانت نہ کي هو — یہہ امر بالتحقیق معلوم هی کہ روے زمین کے مختلف قطعات میں وحشي قومیں آباد تھیں جنسے مہذب قوموں کي ملاقاتیں وقتاً فوقتاً هوتي رهیں اگر ان ملاقاتوں کے درمیان عرصہ دراز کا وقفہ واقع هوتا رها اور اُن میں باهم آمد و رفت و ملاپ جلاپ بالاستقلال نہیں قایم هوا تو وہ جیسي نابربهت یافتہ و نا اهل تھیں ویسي هي رهیں — اس باب میں کل تاریخیں شہادت منفیہ دے رهي هیں کہ کثرت سے وحشي قوموں کے حالات معلوم هیں کہ جن میں یہہ تبدیلي نہیں هوئي اور ایک مثال بھي معلوم نہیں کہ جس میں یہہ تبدیلي هوئي هو — اگر یہہ تبدیلي کبھي هوئي هوتي تو بہت سي قوي دلایل ایسي هیں کہ جنکے موافق اسکے لیئے کسي فوشتہ کا موجود هونا لازمي تھا — ایک بڑي بات جسپر خیال کمتر کیا جاتا هی وہ یہہ هی کہ وحشي قوم کے معني اتکل پچو لیئے جاتے هیں — انسان کي ادنی اور اعلی حالتوں کے درمیان حالتوں کے انگے مدارج و مراتب متفاوت و مختلف واقع هیں کہ وحشي پنے اور تہذیب میں کوئي حد فاصل نہیں قایم هوسکتي کہ جس کي وجہہ سے هم یہہ کہہ سکیں کہ اس حد پر وحشي پن ختم هوتا هی اور اس سے آگے تہذیب شروع هوتي هی — مگر همکو اپنے مطلب کے لیئے اس حد فاصل کي ضرورت نہیں هی *

هم کو یہہ بات جو سچ سے بہت هي قربت رکھتي هی اختیار کرلیني چاهیئے کہ بعض قوموں کو هم جانتے هیں کہ وہ سب سے زیادہ ادنی حالت میں هیں جس سے وہ اپنے تئیں آپ نہیں نکال سکتیں — اور اب تک کوئي دلیل ایسي نہیں کہ جس سے هم ایک مستثنی صورت هي اُس کي یقین کریں کہ کسي وحشي قوم کا اپني حالت وحشت سے خود بخود نکلنا ممکن هي هی — اسي وجہہ سے وحشي قوموں کي اولاد وحشي پنے میں اپنے باپ دادا سے کمتر نہیں هوتیں بلکہ ان سے بھي زیادہ بد تر (بشرطیکہ یہہ مان لیں کہ صرف آدم اور حوا سے نسل آدم پھولي هی) *

نسل انساني کا بگڑنا اور بدتر هونا ایسي ایک بات هی کہ اس کي ذات سے بعید هی کہ وہ کوئي تحریري شہادت پیش کرسکے — مگر اس کي شہادت کے لیئے وحشي قوموں میں امور واقعي موجود هیں — ان میں سے بعض زباني روایات رکھتے هوں اور بعض کو ایک دو هنر و فن ایسے آتے هیں کہ جنکا آنا اس وحشي حالت کا مقتضاء نہیں بلکہ ان سے یہہ ثابت هوتا هی کہ وہ اس وحشي پنے کي حالت سے ایک اور غیر حالت میں تھیں — ان هنروں کا ایجاد ایسي ذهانت پر دلالت کرتا هی جس کا وحشیوں میں هونا ممکن نہیں *

گو بہت سے قیاسات اسپر لگائے جاتے هیں کہ بني نوع انسان کے ایک حصہ کي نسلوں کا تنزل کیوں ایسا هوگیا اور اس کے اسباب ڈھونڈے جاتے هیں تو بلاشبہہ سبب اعظم اس انقلاب کا جنگ و پیکار معلوم هوتا هی — جب کسي قوم پر دشمنوں کے حملے متواتر شروع هوئے اور صدمے پر صدمے اُسپر پڑے — اِنکے هاتھوں سے وہ پامال هونے لگے لاچار ترک وطن پر مجبور هوئے — کوہ و صحرا کي طرف بھاگے (اس بھاگنے هي کي وجہہ سے ان کا نام وحشي رکھا گیا هی — لفظ وحشي کے معني بھاگنے والے کے هیں) — ویرانے میں سرگردان وحیران پریشان آوارہ گردي اختیار کي — ایسي حالت میں زندگي کے مایحتاج پر ساري توجہہ کرني پڑي — نہ مصالح ایسے هاتھہ آئے نہ مواقع ایسے پیش هوئے کہ وہ اپنے پرانے علم و هنر کو کام میں لاکر قایم رکھتے — پھر یہاں تک نوبت پھونچي کہ وہ علم و هنر فراموش خاطر هوئے ان کي اولاد پھڑهي در پھڑهي بگڑتي گئي — آخر کو بالکل بے علم و هنر هوگئے — اب اس تنزل کي ایک حد تو ایسي هی کہ جس پر پھونچکر اگر زمانہ موافق هوجاوے اور حالت

پھر پلٹنا کہاے تو یہہ قوم اپنی حالت سابقہ پر عود کرسکتی ہی بلکہ پہلے سے بہتر اپنے تئیں کرسکتی ہی مگر اس تنزل کی ایک اور حد ایسی ہی کہ اس پر پہونچکر پھر ابھرنا اور اُوپر چڑھنا ممکن نہیں - جب تک کہ کوئی مہذب قوم اس کی دستگیری کرکے اس وحشی پنے کے غار سے باہر نہ نکالے *

جذبات نفس کو مغلوب نہ کرنا - شتر بے مہار بننا — ان کے سواء دور اندیشی سے بالکل دور رہنا - یہہ سب خصائل وحشیوں میں چھپے ہوتے ہیں اور وہ انکی ترقی کے مانع ہوتے ہیں - تجربوں سے یہہ ثابت ہوا ہی کہ انہیں سببوں سے ہمیشہ انکی ترقی رکی رہی ہی اور جس طرح سے کہ ہم نے اول بیان کیا ہی کہ وہ خود بخود مہذب ہوجاتے ہیں ہرگز یہہ نہیں ہوا — یہہ قومیں مہذب جب ہوئی ہیں کہ ان سے زیادہ اشرف اور افضل آدمیوں کے نمونے انکے سامنے پیش ہوئے ہیں اور انہوں نے انکے دلوں میں تحریک پیدا کی ہی اور بزرگ تر قوم نے انکو ہدایت کی اور انکی اعانت کی — فرضی صورتیں اور انکے فرضی نتیجے تو ایسے ہوتے ہیں کہ انکو ہم حق یا باطل کہہ سکتے ہیں - مگر جب ایک امر حق نفس الامر میں ہو تو اسکے خلاف کیا کہہ سکتے ہیں - حق میں وہ زور ہوتا ہی کہ اسکے آگے کوئی زور چل نہیں سکتا — یہہ ایک امر حق ہی کہ کوئی مستند مثال ایسی نہیں ملتی کہ کوئی وحشی قوم اپنی حالت وحشت سے بے اعانت غیر خود بخود نکلی ہو- پس اسکی مخالفت کی گنجایش نہیں وہ کوئی فرضی صورت نہیں ہی کہ جس میں چوں و چرا ہوسکے *

پس اگر یہہ اوپر کا بیان مان لیا جاوے تو سوال یہہ پیش ہوگا کہ کب اور کیونکر ابتدا میں تہذیب ہوئی — انسان جب پیدا ہوا تھا اگر وہ حیوانات کی طرح چھوڑ دیا جاتا کہ اپنے جسمانی اور روحانی قواء سے اپنی زندگی بسر کرے تو پھر انسانوں کی حالت میں تفاوت کیوں ہوتا — حیوانوں کی طرح سب ہم حالت ہوتے — مثلاً اہل یورپ اور نیوہولینڈ والوں میں یہہ قواء مشترک تھے تو چاہیئے تھا کہ یہہ دونوں متماثل ہوتے اس طرح متفاوت نہ ہوتے — نیوہولینڈ کی سر زمین اور آب و ہوا اناج کی پیداوار کے لیئے نہایت مناسب و موزوں ہی مگر اناج وہاں خود بخود پیدا نہیں ہوتا جب تک اناج کے بیجوں کو دوسری جگہہ سے لاکر اسکی زمین میں نہ بوؤگے قیامت تک اناج اس میں نہیں پیدا ہوگا — یہہ ہی کیفیت وحشیوں کی ہی کہ گو انکے دلوں کی سر زمین ایسی ہو کہ اس میں تہذیب کے تخم نشو و نما پاسکتے ہوں مگر خود اس میں یہہ طاقت نہیں کہ ان بیجوں کو پیدا کردے — اگر کسی دوسری جگہہ سے تہذیب کے بیجوں کو لاکر اس میں نہ بوؤگے تو وہ ہمیشہ بنجر پڑی رہیگی جس میں وحشی پنے کی گھاس پھوس اُگتی رہیگی *

اب اسپر یہہ سوال ہوگا کہ نسل آدم کے لیئے سب سے اول ابتداے تہذیب کا سامان کیونکر بہم پہونچا — زمانہ حال کے کورس آف نیچر یعنی روش فطرت کے موافق وحشیوں میں تربیت اور تہذیب کو اول داخل کرنے کے لیئے ایسا آدمی ہونا چاہیئے کہ اعلی درجہ کی حالت میں ہو- مگر اول نسل آدم ادنی درجہ میں تھی اس میں ایسا اعلی درجہ کا آدمی کب مل سکتا تھا جو اس کام کو کرتا - بس اب ضرور ہی کہ یہہ کام کسی اور وجود کے ہاتھہ سے سرانجام پایا ہو — یہہ وجود وہ آدمی ہم میں سے تھا کہ جسکو خدا تعالی نے الہام کا انعام عطا کیا تھا - گو زمانہ حال کی روش فطرت کے مطابق یہہ معجزہ ناممکن معلوم ہوتا ہی مگر وہ بغیر کتب الہامیہ کے استشہاد کے ثابت و محقق ہی — کتب مقدسہ سے اور اسکو استحکام ہوتا ہی کہ انسان مہذب ہوا ہی - اسوقت الہام کی منفعت اور ضرورت پر بحث کرنی منظور نہیں ہی فقط یہہ دکھلانا ہی کہ تمہارے روبرو اس کے حق ہونے کی شہادت عینی موجود ہی کہ اگر الہام الہی نہ ہوا ہوتا تو انسان ہرگز مہذب نہ بنتا — اب اگر لامذہبوں پر اس دلیل کا زور ڈالا جائیگا تو وہ اس کے زور کو توڑ نے کی یہہ چارہ جوئی کرینگے کہ تمسے کہینگے کوئی مثال ایسی آپ بتلائیے جس سے یہہ ثابت ہو کہ فلاں ایک ہنر یا بہت سے ہنر جو تہذیب کے ساتھہ مخصوص ہیں وہ الہام سے اسی طرح سکھائے گئے ہیں — یہودی جنکو تم مشرف بالہام بتلاتے ہو وہ حضرت سلیمان کے زمانہ تک اپنے

جاہل تھے کہ یہہ نہیں جانتے تھے کہ محیط کی تہائی سے قطر چھوٹا ہوتا ہی - یہہ کہنا انکا فقط ہماری دلیل کے ٹالنے کے لیئے ایک بہانہ ہی — ہمکو جو دلیل بیان کی ہی وہ خاص ایک فن یا کئی فنون سے متعلق نہیں تھی بلکہ علی العموم حالت تہذیب سے متعلق ہی - اگر حالت تہذیب کا پیدا ہونا خدا کی تعلیم الہامی کا نتیجہ نہ تھا تو وہ ایک مثال بتلاویں کہ کوئی وحشی قوم خود بخود شایستہ ہوگئی — یہودیوں کی نسبت جو اعتراض کیا ہی وہ ایسا ہی کہ کسی معاملہ پر کیا جاے تو مضحکہ کے قابل ہی - اول محیط کی تہائی اور قطر میں فرق جو ۴/۷ سے کم اور ۴/۷ سے زیادہ ہی ایسا بے قدر ہی کہ عملاً اسپر بالکل لحاظ نہیں کیا جاتا — جو لوگ حقایق ہندسیہ سے ماہر ہیں وہ بعض دفعہ تعمیرات کے بیان میں بے تکلف کہدیتے ہیں کہ قطر سے محیط سہ چند ہی - یہہ بات ایسی ہی ہی کہ محیط زمین پر ایک مقام سے دوسرے مقام کے درمیان ایک خط مستقیم کہدیتے ہیں حالانکہ یہہ خط مستقیم نہیں بلکہ ایک دائرہ کا قوس ہوتا ہی — مان لو کہ اس بات میں یہودی جاہل تھے تو اسکا نتیجہ کیا نکلتا ہی — اگر ایک شخص کے کئی بیٹےہوں وہ ایکو مذہبی تعلیم دلاے دوسرے کو قانونی تیسرے کو طبی چوتھے کو جہازرانی اور یہہ ہم دیکھیں کہ اسکا قانون داں بیٹا تشریح کا ایک لفظ نہیں جانتا — جہازراں بیٹا قانون سے ناآشنا ہی - مولوی جہاز رانی کو نہیں سمجھتا تو معترض کے اصول کے موافق یہہ نتیجہ نکلیگا کہ اس شخص نے اپنے بیٹوں کی تعلیم بالکل نہیں کی جو صریح باطل ہی *

اب یہہ ہی کہا جاسکتا ہی کہ تہذیب کے خود بخود نہ ہونے پر بڑا اعتراض یہہ تھا کہ کسی وحشی قوم کی مثال ایسی موجود نہیں کہ جس نے اپنے تئیں آپ مہذب بنایا ہو سو یہہ ایک مثال امریکہ کے انڈین میں اہل مغذان کی موجود ہی - یہہ قوم کوہستان میں رہتی ہی اور اس کے گرد چاروں طرف وحشی قومیں رہتی ہیں - وہ کچھہ اول چیچک کے ہاتھہ سے غارت ہوئے پھر انکو دشمنوں نے مارکر ستیاناس ملیا میٹ کردیا فقط اس کہدینے سے تو کوئی نتیجہ مرتب ہوتا نہیں مگر ہاں اس میں یہہ تین امور تنقیح طلب ہیں — اس تنقیح کے بعد فیصلہ صحیح صحیح ہوسکتا ہی *

اول — اہل مغذان انہیں دشمن قوموں کی نسل سے تھے جو ان کے گرد آباد تھیں *

دوم — یہہ قومیں جو ان کے گرد تھیں وہ وحشی پنے کی حالت میں تھیں *

سوم — اہل مغذان نے اپنے تئیں بغیر اعانت غیر مہذب اور شایستہ بنایا *

جب ان تینوں باتوں کی تنقیح کیجاتی ہی تو امر اول کی نسبت یہہ امر قرار پاتا ہی کہ اہل مغذان کے بال ایک خاص وضع کے تھے اور رنگ ان قوموں سے مختلف تھا جس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ اپنے گرد کی قوموں کے ساتھہ ہم نسل نہ تھے — اُنکے رسم و رواج و خصایل سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک جدا قوم تھی *

دوسرے امر کی نسبت یہہ تنقیح سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر اہل مغذان اور اُن کے گرد کی قوموں کا ہم نسل ہونا مان بھی لیا جاوے اور یہہ بھی تسلیم کرلیا جاوے کہ انمیں اور گرد کی قوموں کی حالت میں ہماری تھی تو ہم یہہ کس طرح جان لیں کہ انکا عروج اور قوموں کے تنزل کے سبب سے نہیں معلوم ہوتا — گو وہ خود بہتر حالت میں نہ ہوئے ہوں مگر اُنکی حالت اس سبب سے اچھی معلوم ہوتی ہو کہ اُن کے گرد کے اقوام کی نسلیں بگڑکر بدتر ہوگئی ہوں *

تیسرے امر کی تنقیح سے معلوم ہوتا ہی کہ اور مہذب قوموں سے انکی ملاقات کا نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا *

اہل مغذان کی دلیل کا حال ایسا ہی جیسے کہ کیمیا گروں کی اس دلیل کا کہ انہوں نے کسی رذیل دھات کی بہت سی آلایش کے ڈھیر کو دیکھا کہ اس میں چند سونے کے روے بھی موجود ہیں انہوں نے یہہ فرض کرلیا کہ سارا دھات ایک ہی قسم کا تھا مگر وہ سونا نہ تھا جس کے روے اس رذیل دھات میں نکلے ہیں بلکہ وہ سیسہ تھا جس کے اجزا میں نفخ و طنخ کے زیادہ ہونے سے سونے کے روے بن گئے — پس انہوں نے جلدی سے یہہ نتیجہ نکال لیا کہ ارذل دھات اشرف دھات بن سکتا ہی جو غیر اصل بات ہی *

هماري دلیل کے برخلاف لامارک کا یهه فرضي مسئله بیان کیا جاتا هی که ایک نوع خود بخود اپنے سے افضل نوع میں جو اس سے غیر هوتي هی بدل جاتي هی- بهت سے مویشیات (چهوٹے چهوٹے جاندار) چند نسلوں کے بعد مچهلي بن گئے هیں - بعد اسکے رینگنے والے جاندار اور پهر اسکے بعد چوپائے اور پهر آدمي — یهه تناسخ نسل جو بیان کیا جاتا هی اسکا بیانڈا یهه هماري دلیل اول هي قدم پر چهوڑ دیتي هی که اگر یهه مان لیا جاے که بندر سے وحشي آدمي بن گیا تو پهر آگے یهه وحشي آدمي خود بخود مهذب کیوں نهیں بنا — یهاں کیوں ترقي کا باب مسدود هوجاتا هی - بس اس فرضي مسئله کي قلعي هماري دلیل نے کهول دي اور اسکو غلط ثابت کردیا — پس کسي وحشي قوم کے خود بخود مهذب هونے کے لیئے کسي زباني روایت و حکایت کا هونا اور نه کسي نوشته کا هونا کافي ثبوت اسکا هی که انسان خدا کے الهام و هدایت سے مهذب و شایسته هوا هی — شعر —

خود را تو روشن بصر کردهٔ چراغ هدایت تو بر کردهٔ

جس خدا نے انسان کو خرد دي هی اُسي نے اسکو خود هدایت کي هی *

خلاصه

اس مضمون کا خلاصه یهه هی که انسان کي ابتدائي حالت وحشي پنے کي تهي جسکو بعض محققین یهه لکهتے هیں که وه خود بخود مهذب هوگئي بعض کهتے هیں که الهام الهي سے مهذب هوئي — بعض محققین اس کے قایل هیں که انسان کي ابتدائي حالت تهذیب کي تهي — یهه ساري وحشي قومیں مهذب قوموں سے بهاگنے اور جدا هونے کے سبب سے پیدا هوئي هیں — اب اس بات کا فیصله کرلیا جائے که کس بات کو غلبه هی *

اصل حقیقت یهه هی که گو انسان کے واسطے مطالعه کے لیئے کوئي شی انسان سے بهتر نهیں هی مگر انسان کو انسان کي تاریخ سے اتني بهي واقفیت نهیں جتني که کتوں اور گهوڑوں کي تاریخ سے - انسان کے ابتدائي حال پر ایسي گهري تاریکي چهائي هوئي هی که اگر خرد و هوش کے سو آفتاب اس کے اندر لے جائیں تو اندر روشني کي جهلک تک نه دکهائي دیگي اور وه خود ایسے تاریک هوجائینگے که پهر نظر نه آئینگے — پس جتني باتیں اس زمانه میں انسان کي بابت لکهي جاتي هیں وه فقط اهل دانش کے خیالات بلند هوتے هیں جنکي نسبت اس امر کا فیصله کرنا مشکل هی که وه جنون اور خبط کے زور سے پیدا هوئے هیں یا روشن ضمیري اور بیدار مغزي سے فقط *

ذکاءالله

نمبر ۳۵

العلوم الجدیدة والاسلام

نواب اعظم یارجنگ کے جواب کا دوسرا حصه

اِن مسلمانوں نے علوم فلسفیه پڑهنے کي ممانعت عیسائیوں کي متابعت اور تقلید سے کي تهي اور اصل تو یهه هی که دونوں نے خود اپني نا واقفي سے کي تهي (۱) ابوالحسن علي بن حسین بن علي مسعودي المتوفی سنه ۳۴۱ نے کتاب مروج الذهب و معدن الجواهر میں لکها هی — لم تزل الحکمة باقیة عالیة زمن الیونانیین و برهة من مملکة الروم † تعظم العلماء و تشرف الحکماء و کانت لهم الاراء فی الطبعیات و الجسم والعقل و النفس و التعالیم الاربعة اعنی الارثماطیقي و هو علم الاعداد و البجو مطریقي وهو علم المساحة والهندسة والاستر نومیا وهو علم النجوم و الموسیقي وهو علم تالیف اللحون ولم تزل العلوم قائمة السوق مشرقة الاقطار قویة المعالم شدیدة المقاوم سامیة البناء الی ان تظاهرت دیانة النصرانیة فی الروم فعفوا معالم الحکمة و ازالوا رسمها و عفوا سبلها وطمسوا ماکانت الیونانیة ابانته وغیروا ماکانت القدماء اوضحته وکان من شریف ماترکته المعرفة بعلم الموسیقي لانه غذاء للنفس ومطرب لهاو ملهیها تبتهج عند سماعه و تحسن الی تالیف اوضاعه وقد نطقت الحکمة بشرفه و نبهت علی نفاسة محله — یعني زمانه سلطنت یونانیه تک تو علم حکمت عمده طور سے باقي رها اور اوایل زمانه سلطنت رومي میں بهي علوم حکمیه جاري و باقي رهے علما کي کمال درجه تعظیم اور حکماء کي تکریم کي جاتي

† ذکر ملک قسطنطین از مارک روم متنصره صفحه ۲۱۱ *

تهي — اور حکما کي آراء در باب طبعیات و جسم و عقل و نفس و تعالیم اربعه یعني علم عدد و علم مساحت و هندسه و علم نجوم و علم موسیقي جاري و ساري تهیں — اور علوم حکمیه کے بازار بڑي گرمي اور زور شور سے جاري تهے اور حکمیه علوم کو نهایت استحکام اور بلندي حاصل تهي جبکه دین نصاری روم میں ظاهر هوا اُنهوں نے نشانات حکمت متقدیمے اور آثار و علامات اور اُس کے رستے اور راهیں سب بگاڑدیئے اور جو جو چیزیں یونانیوں نے ظاهر کي تهیں اُنکو پوشیده اور مخفي کر ڈالا اور متقدمین نے جو امور واضح کیئے تهے وه سب خراب کردیئے — مگر از جمله علوم حکمیه نصرانیوں نے علم موسیقي کو تو باقي رهنے دیا کیونکه علم موسیقي غذاء نفساني و لذت روحاني هی اور نفس کو اُس سے خوشي اور اُس کي سماعت کي رغبت اور خواهش هوتي هی *

(۲) ابن ندیم محمد بن اسحاق نے کتاب الفهرست میں جو سنه ۳۷۷ هجري میں تالیف هوئي هی لکها هی *

کانت الفلسفة ظاهرة فی الیونانیین والروم قبل شریعة المسیح علیه السلام فلما تنصرت الروم منعوا منها واحرقوا بعضها و خربوا البعض و منع الناس من الکلام في شي من الفلسفة اذ کانت تضد الشرائع الفهویة — یعني یونانیوں اور رومیوں میں قبل شریعت حضرت مسیح علیه السلام فلسفه جاري تها جب رومي لوگ نصراني هوگئے تو فلسفه کي ممانعت اُنهوں نے کردي اور بعض کتب فلسفیه جلادیں اور بعض کو خراب کودیا اور ممانعت کردي که کوئي شخص فلسفه کي کسي چیز کا ذکر نکرے یا وے اس لیئے که فلسفه ضد اور خلاف شریعت نبوي هی *

(۳) علامه عبدالرحمان ابن خلدون متوفی سنه ۸۰۸ نے اپني تاریخ میں بمقام ذکر علوم عقلیه لکها هی *

واعلم ان اکثر من عني بها (اي بالعلوم العقلیه) فی الاجیال الذین عرفنا اخبار هم الامتان العظیمتان فی الدولة قبل الاسلام وهما فارس والروم فکانت اسواق العلوم نافقة لدیهم علی ما بلغنا لما کان العمران موفورا فیهم والدولة والسلطان قبل الاسلام و عصره لهم فکان لهذه العلوم بحبوز اخرة في آفاقهم وامصارهم وکان للکلدانیین ومن قبلهم السریانیین ومن عاصرهم من القبط عنایة بالسحر والنجامة ومایتبعها من الطلاسم واخذ ذلک عنهم من فارس ویونان فاختص بها القبط وطني بحرها فیهم کما وقع في المتلو من خبر هاروت وماروت وشان السحرة وما نقله اهل العلم من شان الهرابي بصعید مصر — ثم تتابعت الملل بحظر ذلک وتحریمه فدرست علومه وبطلت کان لم یکن إلا بقایا یتناقلها منتحلوا هذه الصنایع والله اعلم بصحتها — مع ان سیوف الشرع قائمة علی ظهورها مانعة من اختیارها — واما الفرس فکان شان هذه العلوم العقلیة عند هم عظیما ونطاقها متسعا لما کانت علیه دولتهم من الضخامة و اتصال الملک ولقد یقال ان هذه العلوم انما وصلت الی یونان حین قتل الاسکندر دارا وغلب علی مملکة الکیانیة فاستولی علی کتبهم و علومهم مالا یاخذ الحصر — ولما فتحت ارض فارس ووجدوا فیها کتباً کثیرة کتب سعد بن ابی وقاص الی عمر بن الخطاب تیستاذنه فی شانها وتنقیلها للمسلمین فکتب الیه عمر ان اطرحوها فی الماء فان یکن فیها هدی فقد هدانا الله بالهدی منه و ان یکن ضلالا فقد کفانا الله فطرحها فی الماء او فی النار و ذهب علوم الفرس فیها عن ان تصل الینا — واما الروم فکانت الدولة منهم لیونان اولاً وکان لهذه العلوم بینهم مجال رحب و حملها مشاهیر من رجالهم مثل اساطین الحکمة وغیرهم واختص فیها المشاؤون منهم اصحاب الرواق بطریقة حسنة فی التعلیم کانوا یقراؤن في رواق یظلهم من الشمس والبرد علی مازعموا واتصل فیها سند تعلیمهم علی مایزعمون من لدن لقمان الحکیم في تلمیذه بقراط ثم الی تلمیذه افلاطون ثم الی تلمیذه ارسطو ثم الی تلمیذه الاسکندر الا فردوسي و تامسطیوس وغیر هم و کان ارسطو معلما للاسکندر ملکهم الذي غلب الفرس علی ملکهم وانتزع الملک من ایدیهم وکان ارسطخس في هذه العلوم قدماً واعدهم صیتا وکان تسمی المعلم الاول لطارله فی العالم ذکر — ولما انقرض امر الیونان وصار الامر لقیاصرة واخذوا بدین النصرانیة هجروا تلک العلوم کما تقتضیه الملل والشرایع فیها وبقیت في صحفها ودوا وینها مخلدة باقیة في خزائنهم ثم ملکوا الشام وکتب هذه العلوم باقیة فیهم — ثم جاء الله بالاسلام وکان لاهله الظهور الذي لاتقاوله وابتزوا الروم ملکهم فیما ابتزوه

للاسم وابتداء امرهم بالسذاجة والغفلة عن الصنايع — یعني زمانہ سابق میں جو لوگ متوجہ بعلوم عقلیہ پورے طور سے تھے اور جنکا حال همکو معلوم هوا هی وہ دو بڑي بڑي جماعتیں هیں اسلام سے پہلے کي ایک قوم فرس دوسري روم چنانچہ بازار علوم عقلیہ اُن میں خوب گرم تھا کیونکہ دولت اور سلطنت قبل اسلام کے اُنهیں میں تھي اور ان علوم کے گہرے گہرے دریا اُن کے ملکوں میں بہتے تھے — اور کلدانیین اور اُن سے پہلے سریانیین و قبطي وغیرہ کو سحر و نجوم و طلسمات پر توجہہ تھي اور ان سے بہہ علم فارس اور یونان کو پہونچے پس درحقیقت سحر وغیرہ تو قبطیوں کے ساتھہ مخصوص تھا اور اُنهیں پر ختم هوگیا چنانچہ قران مجید میں قصہ هاروت و ماروت مذکور هی اور حالات هر ایک مصري کو اہل علم نے نقل کیا هی — بعدہ پھر تو جو ملتیں هوئیں اُنهوں نے اُسکي ممانعت کردي اور اُسکي حرمت بیان کي ان وجوہ سے علوم حکمیہ مندرس هوگئے کہ گویا تھے هي نہیں — اور قدرے جو باقي رہ گئے وہ وهي علوم تھے جسکو اس صناعت والے نقل کرتے چلے آئے باوجودیکہ شرعي تلواریں علوم حکمیہ کے قلع و قمع پر قایم تھیں اور اُسکي تعلیم و تعلم کو روکے تھیں اور فارس میں تو علوم عقلیہ کي بڑي عظمت وجلالت تھي کیونکہ دولت و سلطنت اُنکي بہت بڑي تھي — اور یہہ بھي کہا جاتا هی کہ علوم عقلیہ یونان میں اُس وقت سے آئے جب سے اسکندر نے دارا کو قتل کیا اور سلطنت کیانی لے لي اور تمامي علوم اور کتب پر اُس نے قبضہ کیا — اور جب اسلام نے فارس کو فتح کیا تو وهاں بہت سي کتب دستیاب هوئیں سعد بن وقاص سپہ سالار فوج اسلام نے عمر بن الخطاب خلیفہ دوم اسلام سے در باب نقل کتب مذکورہ براے اهل اسلام اجازت چاهي خلیفہ صاحب نے سعد کے جواب میں لکھا کہ وہ کتب پاني میں ڈالدو اس لیئے کہ اگر اُن کتابوں میں امور هدایت هیں تو خدا نے اُس سے زیادہ هماري هدایت فرمائي هی اور اگر امور ضلالت اُن میں مندرج هیں تو خدا اُن سے همکو بچاے پس بموجب حکم خلیفہ سعد نے وہ کل کتب دریا خواہ آگ میں ڈال دیں اور علوم فارس جاتے رهے اور اسي وجہہ سے همکو نہوں پہونچے *

اور روم کا حال یہہ هوا کہ پہلے تو سلطنت رومي یونان میں رهي اور ان علوم کي وهاں بڑي ترقي هوئي اور انکا میدان بہت وسیع رها اور بڑے بڑے نامي گرامي لوگ ان علوم کے وهاں ماهر رهے اور حکماء مشائیین تو علوم عقلیہ کے مختص لوگ تھے چنانچہ اصحاب رواق از جملہ مشائیین تھے طریقہ تعلیم اُنکا نہایت هي عمدہ تھا یہہ لوگ اک رواق میں (جو اپنے پھاٹک والوں کو گرمي سردي سے محفوظ رکھے) پڑھتے تھے اور وہ یہہ کہتے تھے کہ اُنکے سلسلہ تعلیم کي سند یہہ هی لقمان حکیم سے بقراط نے علم حاصل کیا اور اُس سے ارسطو نے سیکھا اور ارسطو سے اسکندر افرودوسي و تامسطون وغیرہ نے حاصل کیا اور ارسطو اسکندر کا اُستاد تھا اور اسکندر وهي هی جس نے ملک فارس فرس سے چھین لیا — اور ارسطو کو علوم عقلیہ میں نہایت درجہ کمال تھا اور اُس کے علم کا آوازہ دور دراز تک مشہور تھا اور اسي وجہہ سے اُسکو معلم اول کہتے هیں *

جب سلطنت یونان اور ملک قیاصرہ کے هاتھہ آیا اور اُنهوں نے دین نصراني اختیار کیا تب علوم عقلیہ کو چھوڑ دیا کیونکہ ملل و شرایع کا علوم عقلیہ سے یهي برتاؤ رها هی بس اُسوقت سے یہہ علوم عقلیہ محض کتابوں میں رہ گئے کتب خانوں میں پڑے رهے تاانکہ جب قیاصرہ بادشاہ ملک شام هوئے تب بهي کتب فلسفیہ بدستور معطل ومتروک پڑي رهیں — پھر جب زمانہ اسلام آیا اور اہل اسلام کو قوت وسطوت حاصل هوئي جنکا مقابل اور همپایہ کوئي دوسرا نہ تھا اور روم کو مسلمانوں نے چھین لیا روم میں ضعف آگیا اور صنایع وغیرہ سے اُنکو غفلت هوگئي *

(۴) حاجي خلیفہ مصطفی بن عبداللہ القسطنطیني المتوفي سنہ ۱۰۶۷ نے کشف الظنون میں بعد نقل عبارت علامہ ابن خلدون کے لکھا هی " اقول وکانت سوق الفلسفة والحکمة نافقة فی الروم ایضابعد فتح الاسلامي الی اواسط الدولة العثمانیة وکان شرف الرجل في تلک الاعصار بمقدار تحصیله و احاطته من العلوم العقلیة والنقلیة وکان في عصرهم فحول ممن جمع بین الحکمة والشریعة کا لعلامة شمس الدین الفناري والفاضل قاضي زادہ الرومي والعلامہ خواجہ زادہ والعلامہ علی القوشجي والفاضل ابن المویہ

و مدرم چلپي والعلامة ابن الكمال والفاضل ابن الحنائي وهو آخر هم ولما حل اوان الانحطاط ركدت ريح العلوم وتناقصت لسبب منع بعض المفتيين عن تدريس الفلسفة وسوقه الي درس الهداية والا كمل فاندرس العلوم باسرها الا قليلا من رسومه فكان المولى المذكور سببا لانقراض العلوم من الروم كماقال مولانا الاديب شهاب الدين الخفاجي في خبايا الزوايا و ذلك من جملة امارات انحطاط الدولة كما ذكره ابن خلدون والحكم لله العلي العظيم *

یعني بازار فلسفه وحكمت روم میں بعد فتح اسلامي قالواسط دولت عثمانیه خوب گرم رها اور انسان كي عزت و بزرگي وعلوشان اُسي مقدار سے خیال كیجاتي تهي جس قدر اُسكو علوم عقلیه و نقلیه میں مرتبه و رسوخ حاصل هوتا تها — اور دولت عثمانیه میں تو بهت سے لوگ ایسے صاحبان كمال موجود تهے جو علوم حكمت وشریعت دونوں كو جامع تهے جیسے علامه شمس الدین فناري — فاضل قاضي زاده رومي — علامه خواجه زاده — علامه علی قوشجي — فاضل ابن المویه — مدرم چلپي — علامه ابن الكمال — فاضل ابن الحنائي — اور انهیں ابن الحنائي پر جامعیت علوم حكمیه وشرعیه كا خاتمه هوگیا ان كے بعد كوئي جامع نهیں هوا — اور جب زمانه انحطاط علوم عقلیه آیا تو علوم عقلیه كي هواؤں كے جهونكے تهیر گئے — اور وجهه انحطاط و نقصان علوم عقلیه یهه هوئي كه بعضے مفتیوں نے فلسفه كے پڑهنے پڑهانے كو قطعا منع كردیا اور كتاب هدایه اور اكمل كے پڑهنے پڑهانے كي ترغیب و تاكید كي جس سبب علوم عقلیه كا اندراس هوگیا اور برائے نام باقي رہ گئے پس در اصل موجب اندراس و انقراض علوم عقلیه كا ملك روم سے وهي مفتي صاحب هوئے — مولانا شهاب الدین خفاجي نے خبایا الزوایا میں ایسا هي لكها هی — اور اصل تو یهه هی كه انحطاط علوم در اصل علامت انحطاط دولت هی جیسا كه علامه ابن خلدون نے ذكر كیا هی *

(۵) ثیوذوس † (الكبیر) عیسائي شهنشاه روم نے (جس كا زمانه سلطنت شرقیه قسطنطنیه میں سنه ۳۷۹ عیسوي سے سنه ۳۹۵ عیسوي تك تها) اُس نے سنه ۳۸۴ع یا سنه ۳۸۶ع میں حكم دیدیا تها كه سب بت خانے یا معبد ساري سلطنت رومیه یعني ممالك مشرقیه اور مصر میں بند كردیئے جاویں *

اور † سنه ۳۹۱ ع میں حكم دیا تها كه جو كوئي بتوں كي قرباني یا نذر چڑهاویگا وه بغاوت كے جرم میں قتل كیا جاویگا *

(۶) جب اسي حكم سے اسكندریه میں سراپس كا بڑا بت خانه توڑا گیا اور جلایا گیا تو اُسي كے ساتهه اسكندریه كا مشهور كتب خانه سلاطین بطالسه جو یولیوس قیصر كے وقت میں جل جانے سے جسقدر بچ رها تها تباه هوگیا *

مارك انتوني شهنشاه روم نے دو لاكهه جلدیں كتابوں كي كلوپطرا كو اسكندریه كے كتب خانه كے واسطے دي تهیں *

مورخ ‡ گبن نے سراپس كے بت خانے گرائے جانے كے بیان میں جو بحكم ثیوذوسیوس سنه ۳۷۹ع میں هوا تها لكها هی كه اسكندریه كا بیش قیمت كتب خانه غارت یا تباه كردیا گیا تها اور تخمیناً بیس برس بعد هر ایك شخص كو جسكا ذهن مذهبي تعصب سے تاریك نهیں هوگیا تها وهاں كي خالي الماریوں كو دیكهكر افسوس اور نفرت پیدا هوئي تهي *

بطالمیوس سوٹر نے اسكندریه میں ایك بهت بڑا كتب خانه قایم كیا تها *

ذیمطریوس فلهرنوس جو ابتدا میں اسكا داروغه تها اُس كے زمانه میں وهاں پچاس هزار كتابیں موجود تهیں *

اور بعد میں جو زمانه اسكي ترقي كا آیا تو اُس میں ۴ لاكهه اور بقول بعض ۷ لاكهه كتابیں جمع هوگئي تهیں اور ایك حصه ان كتابوں كا جس میں روم و یونان وهند ومصر كے علوم كا خزانه تها اسكندریه كے اُس محله میں ركها گیا تها جس كا نام بروخیم تها *

جب بولیوس قیصر نے اسكندریه كا محاصره سنه ۴۸ ق م میں كیا تها تو اس كتب خانه میں آگ لگ گئي تهي اور كتابیں

† ڈیان در كي تاریخ كلیسا ج ۳ صفحه ۱۰۷ ترجمه انگریزي مطبوعه لندن سنه ۱۸۵۱ع —

† كتاب ایضا صفحه ۱۱۰ —

‡ تاریخ زوال سلطنت رومیه ج ۳ صفحه ۴۱۹ — یهه مضمون گبن نے آذر یوس كي كتاب سے لیا هی اس شخص كے هاتهه سے اسي بادشاه كے حكم سے جادر گري كي كتابیں پهاڑي اور جلائي گئیں تهیں ج

جل گئي تهيں بعد ميں اسي زمانه ميں پرغاس شهر کا کتب خانه ايشياے کوچک سے لاکر اسکندريه ميں رکها گيا تها *

يهه کتب خانه انطونيوس رومي نے جس کا سال وفات سنه ۳۰ ق م هی قلوپطرا ملکه مصر کو جس کا سال وفات بهي وهی سن هی هديه ديا تها اور وهاں جهاں يهه کتب خانه رکها گيا تها ايک دوسرا حصه ان کتابوں کا سراپيون ميں جو که يوپطر سرايس کا بتخانه تها رکها گيا تها اور ثيوذوسيوس الکبير شهنشاه نصراني (سنه ۳۷۹ سے سنه ۳۹۵ تک) کے زمانه تک موجود تها *

جب شهنشاه مذکور نے حکم ديا که رومي سلطنت ميں سب بتخانه گرادیئے جاویں تب سنه ۳۹۱ ع ميں بت خانه مذکور بهي تباه کرديا گيا تها *

متعصب عيسائيوں کے ايک گروه نے ارچ بشپ تهوفلس کي سرکردگي ميں بت خانه گرادیا اور غالبا وه کتبخانه بهي غارت هوگيا تها *

† اوروسيوس ايک عيسائي مورخ نے جو اسپين سے مصر کو سنه ۴۱۳ ع ميں گيا تها جب اس بتخانه کي تباهي کے بعد اس مقام کو جاکر ديکها تو وه لکهتا هی که ميں نے صرف خالي الماریاں کتب خانه کي ديکهيں *

(۷) يهه بات که يهه کتب خانه سنه ۶۳۸ ع ميں عمروبن العاص امير مصر کے هاتهه سے بحکم خليفه ثاني تباه هوا تها بے بنياد پائي جاتي هی *

اس زمانه کي کتابوں يا روايتوں ميں اسکا ذکر نهيں هی *

اور هوطيقيوس بطريق مصري بطاريق اسکندريه جس کا زمانه سنه ۸۷۶ ع سے ۹۴۰ ع تک تها *

اور جارج الماقين مصري مورخ عيسائي نے جس کا زمانه سنه ۱۲۲۳ ع سے سنه ۱۲۷۳ ع تک تها عمروبن العاص کے کتب خانه اسکندريه کو جلانے کا ذکر نهيں کيا *

† نمبر ۱۰۶۲۶ کتاب هروشس صاحب القصص وهو تاريخ مارک الروم و قصص مبعوث اليهم من الانبياء وکان بلسان الاصلي (کشف الظنون) —

اور گبن مورخ نے اسکي صحت سے انکار کيا هی ج ۶ مسلمانوں کي تاريخوں ميں سب سے پهلے عبداللطيف بن يوسف بن محمد بن علي بن ابي سعيد البغدادي المتوفی سنه ۶۶۸ هجري سنه ۱۱۶۲ ع سے سنه ۱۲۳۱ ع تک نے اپني تاريخ ميں اسطور سے اس کا ذکر کيا هی *

وراءيت ايضا حول عمود السواري من هذه الا عمدة بقايا صالحة بعضها صحيح و بعضها مکسور ويظهر من حالها انها کانت مسقوفة و الا عمدة تحمل السقف و عمود السواري عليه قبة هو حاملها — واري انه الرواق الذي کان يدرس ارسطا طاليس و شيعته من بعده و انه دارالعلم الذي بناها الا سکندر حين بني مدينة اسکندرية — و فيها کانت خزانة الکتب التي حرقها عمروبن العاص باذن عمر رضي الله عنه *

ابوالفرجيوس عيسائي مورخ ارمني اسقف نے جس کا زمانه ۱۲۲۶ ع سے ۱۲۸۲ ع تک تها اور عبداللطيف کے بعد اس نے تاريخ لکهي هی کتب خانه اسکندريه کے عمرو بن العاص کے زمانه ميں خليفه ثاني کے حکم سے جلائے جانے کا طولاني قصه ذکر کيا هی اور نسخه مطبوعه لندن سنه ۱۶۶۳ ع صفحه ۸۰ و ۸۱ ميں نقل کيا هی مگر يهه عبارت اصل نسخه سرياني ميں نهيں هی بلکه خلاصه عربي ميں هی اور حال ميں بيروت ميں جو نسخه عربي چهاپا گيا هی اُس ميں بهي نهيں هی *

مولوي شبلي صاحب اعماني نے رساله کتب خانه اسکندريه ميں بصفحه ۳۰ و ۳۵ مطبوعه سنه ۱۸۹۲ ع مقام آگره ميں ابوالفرجيوس کو اس قصه کا موجد لکها هی حالانکه اس سے پهلے عبداللطيف نے اسپر اشاره کرديا هی اور ابوالفرج کے بعض نسخوں ميں يهه مضمون هی اور بعض ميں نهيں هی *

شاه اسمعيل ابوالفدا مورخ المتوفی سنه ۷۳۲ هجري نے جسکا زمانه ۱۲۷۳ ع سے ۱۳۴۱ ع تک تها اپني تاريخ ميں اس واقعه کا ذکر نهيں کيا هی *

اور تقي الدين احمد بن علي بن عبدالقادر بن محمد معروف بعلامه مقريزي متوفی سنه ۸۴۵ هجري نے جس کا زمانه ۱۳۶۰ ع سے سنه ۱۴۴۲ ع تک تها کتاب المواعظ

والاعتبار بذكر الخطط والآثار میں اس مضمون کو لکھا هی اور غالباً عبداللطیف بغدادي کي تاریخ یا ابوالفرج کے کسي نسخه سے لیا هوگا *

علامه مقریزي کي عبارت یهه هی - (ذکر عمودالسواري) هذا العمود حجر احمر مفقط وهو من الصوان الرتبع كان حوله نحوار بعماية عمود كسرها قراجا والي الاسكندريه في ایام السلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب و رماها بشاطي البحر لیوعر علی العدو سلوکه اذا قدموا — ویذکر ان هذا العمود من جملة اعمدة كانت تحمل رواق اوسطا طالوس الذي كان یدرس بالحكمة وانه كان دار علم وفیه خزانة كتب احرقها عمرو بن العاص باشارة عمر بن الخطاب رضي الله عنه *

(۸) † یوسطنیانوس شاهنشاه روم نے جسکا زمانه سلطنت شرقیه قسطنطنیه میں چهٹي صدي میں سنه ۵۲۷ ع سے ۵۶۸ ع تک تها فلسفه یونان کي تعلیم منع کردي تهي اور شهر اثینة ملک یونان میں فلسفي مدرسے اور تعلیم گاهیں بند کردي تهیں جهاں پر دقیانوس فیلسوف (پیدایش ۴۸۲ وفات ۵۴۸ ع) کي وجهه سے فلسفه میں کچهه رونق آچلي تهي اس کے شاگردوں میں سے سات حکیم مجبور هوکے اثینة سے فارس کو بهاگ آئے تهے وهاں بهي انکو کچهه امن نهیں ملا —

‡ اگسطس نیان در مورخ نے لکها هی که جب شاهنشاه مذکور نے معلوم کیا که شهر اثینة میں هنوز بت پرستي جاري هی اور بت پرست فلاطوني مسلک والے هنوز وهاں تعلیم دیتے هیں تو اُس مقام میں فلسفه کے درس کو بند کردیا — ان مصیبتوں کي وجهه سے وهاں کے بت‌پرست فلاسفروں نے جن میں دمسقیوس اور ایسے دوردس اور مشهور سمپلےقیوس بهي تهے خسروشاه فارس کي پناه لیني گئے جس کي فلسفه دوست هونے کي مبالغه آمیز خبریں انکو ملي تهیں اس بادشاه نے سچ هی که ان سے دوستانه سلوک کیا مگر انکي توقعات کسي طرح پوري نهیں هوئیں پارسیت انکو اسیقدر کم مطبوع خاطر تهي جسقدر که عیسویت اور انکو یونانی رسوم وعادات کي بڑي خواهش تهي — خسرو نے اپنے صلحنامه میں شاهنشاه یوسطنیانوس کو مجبور کیا که وه انکو ممالک رومیه میں آزادانه رسوم مذهبي ادا کرنے دیوے *

جواب کا تیسرا حصه

نصراني سلاطین نے جس طرح علوم فلسفیه کي ترویج کو روکا تها اور ممانعت کي تهي بعض اسلامي خلفا و سلاطین بهي ایسے گذرے هیں جنهوں نے فلسفه کي نسبت ایسا هي برتاؤ کیا *

(۱) معتضد باللہ خلیفه عباسي نے سنه ۲۷۹ هجري میں حکم دیا تها که کوئي شخص کتب فلسفیه فروخت نکرے وفي اول سنته استخلف (اے المعتضد) منع الوراقین من بیع کتب الفلاسفة ومانا کلها † *

(۲) اور ملک طاهر غازي نے اپنے والد سلطان صلاح الدین کے حکم سے سنه ۵۸۷ میں بموجب فتواے فقها حکیم سهروردي کو اُس جرم میں پهانسي دي که حکیم مذکور معتقد مذهب فلاسفه تها ‡ *

(۳) اندلس میں بزمانه طوایف الملوکي منصور نے علامه ابو الولید ابن رشد کو بمقام شهر یستانه قریب قرطبه (جو سابقا مقام اقامت یهود تها) بجرم اشتغال علوم

† تاریخ الخلفا سیوطي مطبوعه لاهور کا صفحه ۳۷۹ —

‡ صفحه ۸۶ جلد سوم ابوالفدا مطبوعه مصر تصنیف ابوالفدا اسماعیل متوفی سنه ۷۳۲ پر مذکور هی و فیها (اے في سنة تسع و ثمانین و ستمائة) قتل ابوالفتح یحیی بن حمش بن امیرک الملقب شهاب‌الدین السهروردي الحکیم الفیلسوف بقلعة حلب محبوسا امر بخنقه الملک الظاهر غازي بامر والده السلطان صلاح‌الدین — قرا المذکور الاصولین والحکمة بمراغة علی مجدالدین الجیلي شیخ الامام فخرالدین ثم سافر السهروردي المذکور الی حلب وکان علیه اشیر من مقاله فنسب الی الضلال الجهلة بانه یعتقد مذهب الفلاسفة فاذی الفقهاء باباحة دمه لاظهر من سره مذهبه واشتهر منه — وکان الله اعلم بما هم علیه في ذلک زین‌الدین و مجدالدین ابنا جهبل —

حکمت قید کردیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اُس شہر سے کہیں باہر نجاوے *

اور نیز ابو جعفر ذہبي — فقیہہ ابو عبداللہ محمد بن ابراهیم قاضي بجایہ — ابوالربیع الکفیف — حافظ ابوالعباس شاعر قرابي یہہ سب لوگ بھي بوجہہ اشتغال علوم فلاسفہ بحکم منصور قید کیئے گئے تھے *

اور سنہ ۵۹۵ هجري میں جب اعیان و اکابر اشبیلیہ نے گواهي دي کہ جو الزام ابن رشد پر لگایا گیا هی وہ غلط هی اُسوقت ابن رشد اور سب علماے محبوسین قید سے چھوڑ دیئے گئے † *

اور اسي منصور بادشاہ کے خوف سے علامہ ابن رشد نے اپني مصنفات نفیسہ فلسفیہ سے انکار کیا کہ یہہ کتب میري تصنیف نہیں هیں *

اور مامون بن منصور نے ابن حبیب کو بجرم فلسفہ داني قتل کیا *

اور اندلس میں علم فلسفہ فقہا کے خوف سے نہایت مذموم هوگیا تھا اور یہہ ممکن نہ تھا کہ کوئي شخص اظہار فلسفہ داني کا کرے اور بھي وجہہ مصنفات فلسفیہ وهاں مخفي کیجاتي تھیں ‡ *

اور اندلس میں منطق کي تو اسقدر ممانعت سخت و شدید تھي کہ کوئي منطق کا نام نہیں لے سکتا تھا — بوجہہ خوف فقہا اهل منطق نے منطق کا نام بطور اصطلاح و چیستاں فعل رکھہ چھوڑا تھا — اور اسقدر ممانعت منطق کو شدت هوئي تھي کہ بعض وزراء سلطنت کو اپنے بیٹے کے لیئے کوئي منطقي کتاب کي خریداري منظور تھي مگر وہ باعلان اُس منطقي کتاب کو خرید نکرسکا بلکہ بطور اخفا اُس نے خرید کي † *

(باقي آیندہ) چراغ علي

نمبر ۳۶

سید احمد خاني هنڈیا

معمولي هنڈیا سب جانتے هیں — شاید بارلی هنڈیا بھي سني هو — ست نجي هنڈیا بھي سني هو — ساجھے کي هنڈیا بھي سني هو — یہہ سید احمد خاني هنڈیا کیسي ؟ یہہ وہ هنڈیا هی جس کا بھانڈا سید محمود نے سنہ ۱۸۹۳ع کے ایجوکیشنل کانفرنس میں پھوڑا — اور کہا کہ سید احمد خاں اور مولوي مهدي علي دونو کھچڑي پکاتے یعني تعلیم مسلمانان کے منصوبے سوچا کرتے تھے — غرض سید احمد خاني هنڈیا سے مراد هی علي گڈہ محمدن کالج — سنہ ۵۷ کے غدر سے پہلے جن دنوں نسل تیموریہ قلعہ شاهجہاں میں آباد تھي تو ان لوگوں کے مشاغل میں ایک شغل یہہ بھي تھا کہ کوئي نئي چیز پکوائیئے چنانچہ نیم کے حلوے — کریلوں کے مربے — پیاز کي فیرینني اس قسم کي بہت چیزیں ایجاد هوتي رهتي تھیں — اسداللہ خاں غالب کے اشعار سے بھي اس کي تصدیق هوتي هی فرماتے هیں *

نہ پوچھہ اس کي حقیقت حضور والا نے
مجھے جو بھیجي هی بیسن کي روغني روٹي
نہ کھاتے گیہوں نکلتے نہ خلد سے باهر
جو کھاتے حضرت آدم یہہ بیسني روٹي

---

† صفحہ ۷۶ جلد دوم عیون الانبا مطبوعہ مصر تصنیف ابن ابي اصیبعہ متوفی سنہ ۶۶۸ پر مذکور هی — ثم ان المنصور فیما بعد فقم علی ابي الولید بن رشد واموریں یقیم في الیستانۃ وهي بلد قریب من قرطبۃ وکانت اولا لليهود وان لایخرج عنها — و نقم ایضا علی جماعۃ أخر من الفضلاء الاعیان واموان یکونوا في مواضع آخر و اظهر انہ فعل بهم ذالک — بسبب مایدعی فیهم انهم مشتغلون بالحکمۃ وعالم الاوایل وهولاء الجماعۃ ابو الولید بن رشد — وابو جعفر الذهبي — والفقیہہ ابو عبداللہ محمد بن ابراهیم قاضي بجایۃ — و ابو الربیع الکفیف — وابوالعباس الحافظ الشاعر القرابي وبقوا مدۃ ثم ان جماعۃ من الاعیان باشبیلیۃ شهدوالا بن رشد انہ علی غیر مذهب الایۃ فرضي المنصور عنہ وعن سایر الجماعۃ و ذالک في سنۃ خمس و تسعین وخمسمائۃ —

‡ صفحہ ۱۳۸ ج ۲ نفح الطیب مطبوعہ مصر تصنیف احمد بن محمد بن احمد المقري التلمساني متوفی سنہ ۱۰۴۱ پر مذکور هی — اما کتب الفلسفۃ فاعدمها في عصرنا ابوالولید بن رشد القرطبي ولہ فیها تصانیف جمعها اما رای انحراف منصور بني عبدالمومن عن هذا العلم وصحنہ بسببها — وکذالک ابن حبیب الذي قتلہ المامون بن المنصور المذکور علی هذا العلم باشبیلیۃ و هو علم معقود بالاندلس لایستطیع صاحبہ اظهارہ فاذالک تخفي تصانیفہ —

† کشف الظنون حاجي خلیفہ صفحہ ۱۸۷ جلد ششم مطبوعہ لندن پر تحریر هی — وحکي ابن حیان في تفسیر البحر ان اهل المنطق بجزیرۃ الاندلس کانوا یعیبون عن المنطق بالفعل تحریزا من صولۃ العقهاء حتی ان بعض الوزراء اراد ان یشتري لابنہ کتابا من المنطق فاشتراہ خوفا منهم مع انہ اصل کل علم و تقویم کل ذهن —

قطعہ

بھیجی ہی جو مجھکو شاہ جمجاہ نے دال
ہی لطف و عنایات شہنشاہ پہ دال
یہہ شاہ پسند دال ہے بحث و جدال
ہی دولت و دین و دانش و داد کی دال

وہ بیسلی روٹیاں تو کرے کھا گئے — اور شاہ پسند دال بس گئی تھی پھینک دی گئی - اب یہہ سید احمد خانی ھنڈیا پڑی کھد کھدا رہی ہی - سید احمد خاں نے ولایت جاکر اسکی ترکیب سیکھی — اجزا انگریزی ہیں - حرمت و حلت کی تو خبر نہیں مگر غذا ہی بڑی مقوی ھندؤں نے بڑے چاؤ سے کھائی تھی اُنکو تو پچی نہیں — بیچارونکو نیشنل کانگریس کا باد ہیضہ ہوگیا — کیونکہ ایسے معدے ایسے قوی غذا کے خوگر نہ تھے - پچنا پچانا تو آخر میں دیکھا جائیگا ابھی تو سرے سے ھنڈیا ہی کا ٹھیک نہیں - جس چیز کو دیکھتے ہیں وزن معنا سے کم یا ندارد - مال مصالح پورا ہولے - اندازے کے ساتھہ آنچ ہو - دم آئے - مسلمان شکم سیر ہوکر کھالیں اور پچالیں - اور ان کے بدن پر بوٹی چڑھے تب بات سو بات *

نذیر احمد

نمبر ۳۷

محاصرہ غرناطہ

لیلی

پس یہی میرا فن ہی — دوسرے عالموں کا مجھکو کچھہ حال معلوم نہیں لیکن اس جہان میں جتنی چیزیں ہیں خواہ انسان ہوں خواہ جنات اُن کا حال مجھکو البتہ کچھہ معلوم ہی — آیندہ کا حال مجھے خود کچھہ نہیں معلوم مگر میں ایسی قوموں اپنے عمل سے بلا سکتا ہوں جنکی آنکھیں انسان کی آنکھوں سے زیادہ دیکھنے والی ہیں اور جنکی فطرت میں زیادہ کمال ہی " *

اس بات کے محض سننے سے بو عبدل کے دل میں اس قدر ہیبت نہیں بیٹھی جس قدر کہ العامن کے طرز کلام اور رعبدار شکل سے اُسکے دل پر اثر ہوا - اُسنے کہا " اچھا اپنی کرامات دکھا کر اپنے دعوے کو ثابت کر " *

العامن نے جواب دیا - " جو شاہ کی مرضی ہی وہی میرے لیئے قانون کا درجہ رکھتی ہی اور جو حضور کا حکم ہی ویسا ہی ہوا جائیگا - کل رات کو حضور میں حاضر ہونگا " *

" مگر کہاں ؟ " *

ایک لمحہ العامن نے تامل کر کے بادشاہ کے کان میں کچھہ کہا جس سے کہ بوعبدل چونک اُٹھا اور اُسکا رنگ فق ہوگیا *

" وہ تو بڑی خوفناک جگہہ ہی ! " *

" مگر اے پر عظمت بو عبدل الحمرہ اُس سے کچھہ کم خوفناک نہیں ہی — جب تک کہ فرڈیفیلڈ فصیل کے باہر اور موسیٰ فصیل کے اندر ہی "

" ہیں - موسیٰ ! کیا تو میرے سب سے بڑے سپہ سالار پر شبہہ کرتا ہی ؟ " *

" بھلا کسی عقلمند بادشاہ نے اپنی فوج کی بت پر بھروسہ بھی کیا ہی ؟ اگر بو عبدل کل کو اتفاقیہ تیر سے مارا جاوے تو یہاں کے امرا اور دلاور کسکو تخت پر بٹھاوینگے ؟ کیا ایسی صاف بات میں بھی جادو کی ضرورت ہی کہ جس کے بغیر یہہ جواب صاف نہیں معلوم ہوتا کہ ' موسیٰ کو ؟ " *

بو عبدل رنجیدہ خاطر اور بیتاب ہوکر چلا اُٹھا - " آہ کمبخت سلطنت ! آہ مصیبت زدہ بادشاہ ! میرا باپ مجھسے بادشاہ کی طرح پیش نہ آیا - اب رعایا رعایا کی طرح پیش نہیں آتی کوئی دم جاتا ہی کہ ملک بھی اپنا نہ رہیگا - خدایا مجھے کبھی کوئی دوست بھی نصیب ہوگا ؟ " *

العامن نے بے لگاؤ جواب دیا " بادشاہوں کو کبھی دوست نصیب بھی ہوئے ہیں ؟ " *

اس بات کے سنتے ہی بوعبدل کے دیدوں میں سے وہ غضبناک آگ سی نکلی جو کہ اس رتبہ اور قوم کا خاصہ تھا اور وہ بیتاب ہوکر بولا — " دفع ہو — دفع ہو ! تیری ٹہلتی اور بے جوش دانائی میری جواں مردی کے خون کو جمائے دیتی ہی ! تیری نصیحتوں سے تو فخر اعتبار ہمدردی اور محبت سب کے سب مفقود ہوئے جاتے ہیں — میرے پاس سے چلا جا ! میں تنہا ہونا چاہتا ہوں " *

العامن نے بڑی بے دری اور بے کسی قسم کے جذبہ ظاہر کیئے اپنی معمولی بے پرواہ آواز میں کہا " اچھا ذی مقدرت بوعبدل ہم تم کل آدھی رات کو ملینگے - اللہ کرے بادشاہ کا بول بالا ہو اور عمر دراز ہو ؟ " *

بادشاہ کا منہہ موتے ہی اُسکا ناصح غایب ہوگیا - جیسا بھوت کی طرح سے بے آواز چپ چاپ آیا تھا اُسی طرح چلاگیا *

باقی آیندہ

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم ربیع الاول سنہ ۱۳۱۲ ھجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۶

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۳۸

کتابۃ الاعمال والمیزان والموازنۃ

قال اللہ تعالی و ان علیکم لحافظین کراما کاتبین یعلمون ما تفعلون *

سورہ انفطار آیت ۱۰ — ۱۲

ثم قال — و نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلاتظلم نفس شیئاً وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین *

سورہ انبیاء آیت ۴۸ —

ثم قال — والوزن یومئذ الحق فمن ثقلت موازینہ فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم *

سورہ اعراف ۷ و ۸ سورہ مومن آیت ۱۰۴ و ۱۰۵

ان آیتوں کے مطابق جمہور مسلمین کا یہہ اعتقاد ھی کہ انسان اپني زندگي میں جو اچھے یا برے کام کرتا ھی اُسکو دو فرشتے لکھتے جاتے ھیں قیامت کے دن اُن سے حساب کتاب ھوگا اور اعمال تولے جاوینگے جس کي نیکیاں بھاري نکلینگي وہ نجات پاویگا اور جس کي بدیاں بھاري ھونگي وہ عذاب پاویگا *

مگر بحث اس میں ھی کہ ان آیتوں میں جو بیان کتابۃ اعمال اور میزان اور موازنہ کا ھی وہ علی حقیقتہ ھی یا بطور تمثیل ھی *

جس وقت امام غزالي نے کتاب الاقتصاد فی الاعتقاد لکھي ھی اُس وقت تک کراما کاتبین کے لکھنے اور اعمال کے ترازو میں تولے جانے کو بطور حقیقت کے سمجھتے تھے نہ بطور مثال کے چنانچہ وہ لکھتے ھیں کہ —

رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم سے یہہ بات پوچھی گئي تھي — آنحضرت نے فرمایا کہ اعمال کے لکھے ھوئے چٹھے تولے جاوینگے کیونکہ کراماً کاتبین

قد سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا فقال یوزن صحایف الاعمال فان

کراماً کاتبین یکتبون الاعمال في صحایف من اجسام فاذا وضعت فی المیزان خلق الله تعالی في کفوها ملایقدر رتبه الطاعات وهو علی ماتشاء قدیر —

صفحه ۱۱ انسخه قلمي —

هرایک انسان کے اعمال کا چٹھا لکھتے جاتے ھیں اور وہ مجسم چیز ھی پھر جب اُن چٹھوں کو میزان میں رکھدینگے تو اللہ تعالی اُسکے پلرونمیں ھلکا پن یا بھاري پن اعمال کے رتبہ کے موافق پیدا کردیگا — اور وہ ھر چیز پر قادر ھی *

مگر اس حدیث کے صحیح وقابل تسلیم ھونے کي کوئي کافي دلیل اور سند اُنھوں نے نہوں بیان کي — معلوم ھوتا ھی کہ اس کے بعد امام صاحب کا خیال ترقي کر گیا اور اُنھوں نے میزان کو ایک مثالي امر تصور کیا — چنانچہ اُنھوں نے اپني کتاب المضنون به علی غیر اهله صفحه ۳۵ و ۳۶) مطبوعه مصر

تعلق النفس بالبدن کالحجاب لها عن حقایق الامور وبالموت یکشف الغطاء کماقال الله تعالی فکشفنا عنک غطاءک و مما یکشف له تاثیر اعماله مما یقربه الی الله تعالی ویبعده وهي مقادیر تلک الاثار وان بعضها اشد تاثیرا من البعض ولایمتنع في قدرة الله تعالی ان یجري سببا یعرف الخلق في لحظة واحدة مقادیر الاعمال بالاضافة الی تاثیراتها فی التقریب والابعاد فحد المیزان مایتمیزبه الزیادة من النقصان ومثاله في العالم المحسوس مختلف فمنه المیزان المعروف ومنه القبان للاثقال والا صطرلاب لحرکات الفلک والاوقات والمسطرة للمقادیر والخطوط و العروض لمقادیر حرکات الاصوات فالمیزان الحقیقي اذا مثله الله عزوجل للحواس مثله بماشاء من هذه الامثله اوغیرها فحقیقة المیزان وحده

کہ نفس انساني کا تعلق بدن کے ساتھہ گویا اُس کے لیئے ایک پردہ ھی حقایق امور میں اور موت سے وہ پردہ کھلجاتا ھی — جیسا کہ خداے تعالی نے کہا ھی کہ پھر کھولدیا ھمنے تجھہ سے تیرا پردہ اور جو چیز کہ اُسکو منکشف ھوتي ھی وہ اُس کے اعمال کي تاثیر ھی جو قریب کرتے ھیں اُسکو اللہ سے یا بعید کرتے ھیں اور یہي اندازہ ھی اُن اثروں کا اور اُنمیں سے بعض زیادہ تاثیر والے ھیں بعض سے اور خدا کي قدرت سے یہہ دور نہیں ھی کہ کوئي ایسا سبب نکالے جس سے ایک لحظہ میں تمام خلق اعمال کے مقادیر بہ نسبت اُنکي تاثیروں کے جو نزدیکي یا دوري میں ھیں جان لے میزان حقیقت میں اُس چیز کا نام ھی جس سے کسي شی کي کمي یا زیادتي معلوم

موجود في جمیع ذلک وهو مایعرفه الزیادة من النقصان وصورته یکون مقدرة للحس عند التشکیل والخیال عند التمثیل والله تعالی اعلم بما یقدره من صنوف التشکیلات و التصدیق بجمیع ذلک واجب —

(المضنون به علی غیر اهله صفحه ۳۵ و ۳۶) مطبوعه مصر

ھو مثلاً اس دنیا میں ثقیل چیزوں کے تولنے کے لیئے پلرے دار ترازو ھی — آسمانوں کے حرکت اور وقت دریافت کرنے کي میزان یعني ترازو اصطرلاب ھی یعني میزان الشمس یعني آفتاب کي ترازو اور سطروں کے اندازہ کي ترازو مسطر ھی اور حرفوں کے مقدار اور حرکات یعني اشعار کي میزان یعني ترازو علم عروض ھی اور آواز کي حرکات یعني گانے کي ترازو علم موسیقي ھی پس خدا کو اختیار ھی کہ اعمال کے اندازہ کے طریقہ کو تمثل کردے جس سے زیادتي وکمي اعمال کي معلوم ھو اور اُسکي صورت محسوس موجود ھو یا صرف خیال میں تمثیل ھو اور خدا کو معلوم ھی کہ وہ اُسکي ایسي صورت پیدا کریگا جو محسوس ھو یا ایسي پیدا کریگا جو تمثیل خیالي ھو — اور اللہ جانتا ھی جس طرح کي وہ بناویگا تمثیلات کي قسموں میں سے اور اس سب پر تصدیق واجب ھی *

اس اخیر بیان میں امام صاحب نے میزان کے وجود حقیقي کو تسلیم نہیں کیا بلکہ وجود مثالي یعني خیالي یا عقلي یا شبہي کو تسلیم کیا ھی اور جب کہ میزان کا وجود حقیقي اُنکے نزدیک نہوں رھا تو موازنہ اعمال کا بھي مثالي ھوا اور حقیقي نرھا اور جب موازنہ اعمال کا حقیقي نرھا تو کراماً کاتبین کا لکھنا بھي حقیقي نرھا اور اس لیئے جو کچھہ ان آیتوں میں مذکور ھی وہ سب مثالي ھوگیا *

امام صاحب نے اپني کتاب " التفرقة بین الاسلام والزندقه " میں وجود کي پانچ قسمیں بیان کي ھیں (۱) وجود ذاتي حقیقي (۲) وجود حسي جو صرف محسوس ھو اور خارج میں اُسکا وجود نہو (۳) وجود خیالي جو صرف خیال میں موجود رھے (۴) وجود عقلي جس سے ھر سہ وجود مذکورہ بالا کي صرف غایت کا وجود مراد ھو (۵) وجود شبہي بفتح شین وباے موحدہ جس سے وہ چاروں وجود مراد نہوں بلکہ اور شي مراد ھو جو اُسپر مبني ھو *

اسکے بعد امام صاحب فرماتے ہیں کہ جس شخص نے شارع کے اقوال کو ان قسموں میں سے کسی قسم پر تسلیم کیا وہ شارع کے اقوال کا تصدیق کرنے والا ہی نہ تکذیب کرنے والا *

ہمارا بھی اعتقاد یہہ ہی کہ ان آیتوں میں کتابت اعمال اور میزان و موازنہ کا جو ذکر ہی وہ مثالی ہی — مقصود اسبات کا بتانا ہی کہ جو کچھہ انسانوں نے اپنی زندگی میں اچھا یا برا کیا ہی اُس میں سے کچھہ بھی کھویا نہیں جاویگا بلکہ قیامت کے دن بے کم و کاست سب موجود ہوگا اور اسپر جزا و سزا مرتب ہوگی جیسیکہ خدا نے فرمایا — فلاتظلم نفس شیئاً — وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین *

حالات معاد یا واقعات بعد الموت اس قسم کے ہیں جن سے انسان بالکل نا واقف ہی اور اُنکی حقیقت واقعی کا عموماً انسانوں کو سمجھانا نہایت دشوار ہی بلکہ قریب نا ممکن ہی اور اس لیئے بجز اسکے اور کچھہ چارہ نہیں ہی کہ ایسی تمثیلوں سے اُنکا بیان کیا جاوے کہ انسان کے دل پر اُسکا کچھہ خیال پیدا ہو خدا خود فرماتا ہی " ویضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون " *

جو کہ انسانوں کی عادت تھی کہ جو حالات واقع ہوں اُن کی یاداشت ایک کاغذ پر لکھہ لیں اور ایک چیز کا دوسری چیز سے کم و بیش ہونا دریافت کرنے کو اُنکو وزن کرلیں اور ایسا کرنے سے اُنکو لکھی ہوئی یاداشت پر یقین ہوتا ہی اور دونوں چیزوں کے کم و بیش ہونے میں کچھہ شبہہ نہیں رہتا اس لیئے بطور تمثیل کے خدا نے فرمایا کراماً کاتبین یعلمون ماتفعلون — ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلاتظلم نفس شیئاً *

یہہ مقصود جو قرآن مجید کا تھا اُسکو بلا خیال اس کے کہ یہہ بیان حقیقت ہی یا تمثیلی تمام بدوان عرب اور صحابہ و تابعین اور تبع تابعین بخوبی جانتے تھے اور سمجھتے تھے اور یقین کرتے تھے اور اس سے زیادہ جاننے کی اور بیان کرنے کی اور حجت کرنیکی اُنکو کوئی ضرورت نہ تھی اور اس زمانہ میں بھی اگر کوئی خدا کا بندہ اسی طرح پر اُنپر یقین کرے تو اُسکے کامل بلکہ اکمل الایمان ہونے میں کچھہ کلام نہیں ہوسکتا — مگر جب علوم نے ترقی کی اور متعدد قسم کے علوم شایع ہوئے اور یہہ خیال پیدا ہوا کہ خدا تو خود عالم ہی وھویعلم سرکم وجہرکم ویعلم مافی انفسکم — وان تبدوا مافی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ اور نسیان کا اُسپر احتمال نہیں تو اُس کے لیئے یادداشت لکھنے کے کیا معنی ہیں پھر فرشتوں کے لکھنے سے کیا مراد ہی — اعمال تو اعراض ہیں وہ ترازو سے کیونکر تولے جاسکتے ہیں اُن کی شدت و خفت کا کیونکر اندازہ ہوسکتا ہی تو اِن آیتوں کی حقیقت پر زیادہ غور کرنی واجب ہوئی اور مطابق سیاق قرآن مجید کے اور دیگر آیات کے اشارات سے ثابت ہوا کہ جو کچھہ اِن آیتوں میں بیان ہوا ہی وہ تمثیلی ہی پس اگر کوئی یہہ حجت کرے کہ اِن آیتوں کا تمثیلی ہونا بدوان عرب نے یا صحابہ و تابعین نے بھی سمجھا تھا کیسی نادانی کی حجت ہی *

ہم نے قرآن مجید کی تفسیر میں روح کے وجود پر مستوعب دلیلیں بیان کی ہیں اور ثابت کیا ہی کہ روح ایک جسم لطیف ہی قایم بالذات اور وہ ایسے مادہ میں جو اُسکی قابلیت رکھتا ہی داخل ہوجاتی ہی اور تمام حیوانوں اور انسانوں میں وہی باعث تعقل و ارادہ ہی *

اس بات کو بھی ہمنے ثابت کیا ہی کہ روح کاسب و مکتسب ہی اور بذریعہ جسم انسانی کے جب وہ اُس میں شامل ہوتی ہی سعادت اور شقاوت کا اکتساب کرتی ہی *

اس وقت دنیا میں بہت لوگ ہیں جو نہایت نیک ہیں اور اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ اپنے میں رکھتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو نہایت بد ہیں اور اخلاق و خصایل ذمیمہ اپنے میں رکھتے ہیں اور ان اخلاق حمیدہ اور خصایل رذیلہ کا اثر اُنکے اعضا میں سے کسی عضو میں نہیں ہوتا بلکہ اُسی چیز میں ہوتا ہی جس کو روح سے تعبیر کیا جاتا ہی اور اگر وہ اثر اعضا میں ہوتا تو کسی عضو کے ضایع ہونے سے اخلاق میں کچھہ کمی ہوجاتی حالانکہ کچھہ کمی نہیں ہوتی — اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ گوشت پوست اعضا کے سوا جو اور کوئی چیز انسان میں ہی اسمیں اخلاق اور رذایل مستقر ہوتے ہیں *

علاوہ اسکے انسان کے اعضا اُسکی ہڈیاں اُسکا گوشت پوست سب تبدیل ہوتا رہتا ہی اگر انسان کا جسم اخلاق

حمیدہ یا خصایل رذیلہ کا محل ہوتا تو وہ بھي تبدیل ہوتے رہتے پس کوئي شبہہ نہیں ہوسکتا کہ روح جو انسان میں ہی وہی کاسب و مکتسب اور محل علم و اخلاق ہی نہ انسان کا جسم اور نہ کوئي عضو اعضاے انسان میں سے *

کسب و اکتساب کے معني ہیں کسي چیز کے کسي ذریعہ سے حاصل کرلینے کے جس کو کمائي کہتے ہیں - قرآن مجید میں بھي یہہ لفظ یا اُسکے مشتقات بہت جگہہ آئے ہیں اور اُسي بھلائي یا برائي کي نسبت بولے گئے ہیں جس کو انسان نے حاصل کرلیا ہی جیسیکہ ایک جگہہ فرمایا ہی " - تلک امة قد خلت لہا ماکسبت ولکم ماکسبتم " غرضکہ اعمال و افعال کا اثر فی الفور انسان کي روح پر ہوتا ہی جیسیکہ اٹیلہ میں ہر ایک چیز کي جو اُسکے سامنے آتي جاتي ہی صورت بنتي جاتي ہی *

اس زمانہ میں اسکي مثال فوٹوگراف کے پلیٹ سے خوب سمجھہ میں آویگي فوٹوگراف کے کمیرہ میں پلیٹ رکھي ہو اُسکے سامنے جو چیزیں آتي جاوینگي اُنکا نقش پلیٹ پر رہتا جاویگا اسیطرح روح میں افعال نیک و بد کا اثر بمجرد ارتکاب افعال کے ہوتا رہتا ہی اور اسي سبب سے روح کے جسم میں اُن اثرات کے سبب سے ایک تغیر پیدا ہوتا ہی کیونکہ اُسکو کاسب مان لیا گیا ہی اور جدید چیز کے اکتساب سے تغیر ہونا لازمي ہی اور رفتہ رفتہ ان تغیرات کے سبب روح ایک ایسا جسم حاصل کرلیتي ہی جو پہلے جسم سے بلحاظ عوارض جدیدہ کے مختلف ہی *

جب تک کہ روح بدن انساني میں شاغل ہی اُسوقت تک اُسکو اُن اثرات کے جو اُس نے کمائے ہیں نتیجے محسوس نہیں ہوتے مگر جب وہ بدن سے الگ اور مجرد عن العلایق ہوجاتي ہی اُسوقت اُسکو اپنے کمائے ہوئے اثرات کے نتایج اچھے یا برے محسوس ہوتے ہیں جنکو جزا یا سزاے اعمال سے تعبیر کیا گیا ہی *

پس اعمال نیک یا افعال بد کے جو اثرات روح انساني میں مستقر ہوتے ہیں اُنکو خدا تعالی نے کتابت کراما کاتبین کي مثال میں بیان کیا ہی اور وہي ذریعہ ہیں نیکي وبدي کي مقدار ظاہر ہونے کا جو نتیجہ ہی میزان اور موازنہ کا اسلوبے وزن اعمال کي مثال سے اُسکو تعبیر کیا ہی اور اس بات کو جتلایا ہی کہ قیامت میں کسي کے ساتھہ ظلم نہیں کیا جاویگا - ولہذا قال في موضع ونضع الموازین القسط " فالقسط ہوالعدل وموازین القسط ہوالعدل کما یقال الموازین ہوالعدل - المیزان ہوالعدل " *

فنعتقدان کراما کاتبین حق والمیزان حق و وزن الاعمال حق ولکن کلہا امثال ضرب اللہ الامثال للناس لعلہم یتذکرون *

سید احمد

نمبر ۳۹

گناہ سے کیوں عذاب ہوتا ہی — اور شرک سے کیوں نجات نہیں ہوتي

مقدمات مسلمہ

۱ — ایک دوست کہتے ہیں کہ ہم اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ خداے واحد لاشریک لہ ازلي و ابدي علة العلل جمیع کائنات کا ہی *

۲ — اسکو بھي تسلیم کرتے ہیں کہ روح جوہر مستقل بالذات ہی اور انسان میں - وجود ہی *

۳ — اسکو بھي تسلیم کرتے ہیں کہ اُس کا وجود ثابت ہوتا ہی الا اُسکي ماہیت اسیطرح لامعلوم ہی جس طرح کہ اور چیزوں کي ماہیت بے معلوم ہی *

۴ — اسکو بھي تسلیم کرتے ہیں کہ روح کاسب اور مکتسب ہی اور انسان کي زندگي میں اخلاق حمیدہ اور خصایل ذمیمہ کا اکتساب کرتي ہی *

۵ — اسکو بھي تسلیم کرتے ہیں کہ بعد موت کے روح قایم رہتي ہی *

۶ — اس سے کوئي انکار نہیں کرسکتا کہ انسان کے اخلاق حمیدہ سے خدا کي شان میں کچھہ زیادتي اور خصائل ذمیمہ سے اُسکي شان میں کچھہ نقصان نہیں ہوتا *

۷ — پھر کیوں خدا گناہوں سے ناراض ہوکر سزا دیتا ہی اور شرک سے اُسکي شان میں کیا ایسا نقصان لازم آتا ہی اور روح میں جو جوہر مستقل بالذات ہی کیا اثر پیدا ہوتا ہی کہ اُسکو مانع نجات قرار دیا ہی - اور فرمایا ہی - ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء *

میں نے بھي کچھہ کتابیں پڑھي ھیں اور منقولات کي سند پر میں بھي اس کا جواب دے سکتا ھوں - مگر میں صرف عقلي دلایل اور فطرت کي رو سے اُس کا جواب شافي چاھتا ھوں — جس سے دل کو طمانیت ھو اور جو خدشات دل میں آتے ھیں وہ دور ھوجاویں *

اے عزیز دوست پہلے چھہ مقدمے مذکورہ بالا تو بالکل صحیح ھیں مگر ساتویں مقدمہ نے تمکو تردد میں ڈالا ھی جس کو تم اچھي طرح نہیں سمجھے *

قبل اس کے کہ میں تمہارا خدشہ رفع کروں تمکو یہہ بات تسلیم کرلینی چاھیئے کہ قرآن مجید میں جسقدر اوامر اور نواھي منصوص ھیں وہ تمام اوامر فطرتاً انسان کي فطرت کو اعلیٰ درجہ پر ترقي دیتے ھیں اور روح کو مجلا - اور انسان میں اخلاقي عمدگي پیدا کرتے ھیں اور جسقدر نواھي ھیں وہ فطرتاً انسان کي فطرت کو مضرت پہونچاتے ھیں اور روح کو کثیف - اور انسان میں خصایل ذمیمہ پیدا کرتے ھیں اگر تم چاھوگے تو ھم کسي وقت اس امر کو دلایل عقلي سے ثابت کردینگے مگر اس آرٹیکل میں اُسپر بحث ضروري نہیں *

اس امر سے کوئي انکار نہیں کرسکتا اور تم بھي انکار نکروگے کہ اخلاق حمیدہ اور خصایل ذمیمہ انسان کے کسي اعضاء جسماني میں پیدا نہیں ھوتے - بلکہ روح انساني میں جو کاسب اور مکتسب ھی — اخلاق حمیدہ اور خصایل ذمیمہ پیدا ھوتے ھیں *

اعمال حسنہ یعني ماموربہا اور افعال قبیحہ یعني منھی عنھا کے ارتکاب سے روح فی الفور سعادت یا شقاوت اکتساب کرتي ھی جیسے آئینہ کہ بمجرد مقابل ھونے کسي چیز کے اُس کا عکس قبول کرتا ھی اوز اُسکي صورت اُس میں بن جاتي ھی — پس حصول سعادت یا شقاوت امر فطري ھی اور بمجرد ارتکاب اعمال و افعال کے اُس کا اثر روح میں ھوتا ھی اور کوئي حالت منتظرہ باقي نہیں رھتي *

ثواب کیا چیز ھی؟ حاصل ھونا سعادت کا ھی روح میں اور عقاب کیا چیز ھی؟ حاصل ھونا شقاوت کا ھی روح میں - پس ثواب اور عقاب دونوں امر فطري ھیں جو بمجرد ارتکاب افعال و اعمال حاصل ھوتے ھیں — اور یہہ خیال کرنا کہ ثواب اور عقاب معلق رھتے ھوں اور خدا بعد کو ثواب یا عذاب دیتا ھی صحیح نہیں ھی ھاں اس میں کچھہ شبھہ نہیں کہ جب روح مجرد عن العلایق ھوجاتي ھی تو اُسکو وہ محسوس ھوتے ھیں اور اسي کو خدا نے ثواب دینے اور عذاب دینے سے تعبیر کیا ھی — اور اُس راحت کو جو حصول سعادت سے حاصل ھوتي ھی اور اُن آلام کو جو حصول شقاوت سے حاصل ھوتے ھیں خدا نے امثال نعیم جنت اور آلام دوزخ سے بیان کیا ھی کیونکہ اصلي نعیم جنت اور آلام دوزخ انسان کي سمجھہ سے باھر ھیں اور اسلیئے امثال سے وہ بیان کیئے جاتے ھیں تاکہ انسان میں اُنکا کچھہ خیال پیدا ھو *

امام غزالي نے اپني کتاب المضنون بہ علی غیر اھلہ میں اس مطلب کو عمدہ طرح پر بیان کیا ھی وہ فرماتے ھیں * باقي رھا — امر کے چھوڑنے اور نہي کے اختیار کرنے پر

واما العقاب علی ترک الامر وارتکاب النھي فلیس العقاب من اللہ تعالی غضبا وانتقاما و مثال ذلک ان من غادر الوقاع عاقبہ اللہ تعالی بعدم الولد ومن ترک ارضاع الطفل عاقبہ بھلاک الولد ومن ترک الاکل والشرب عاقبہ بالجوع والعطش ومن ترک تفاول الادویۃ عاقبہ بالم المرض وغضب اللہ تعالی علی عبادہ غیر ارادتہ الایلام کما ان الاسباب والمسببات یتادي بعضھا الی بعض فی الدنیا بترتیب مسبب الاسباب فبعضھا یفضي الی الالام و بعضھا الی اللذات و لا یعرف عواقبھا الا الانبیاء فکذلک نسبۃ الطاعات والمعاصي الی الام الاخرۃ ولذاتھا من غیر فرق —

صفحہ ۱۶-۱۷
مطبوعہ مصر

عذاب کا ھونا تو یہہ عذاب - خدا کا غصہ اور انتقام نہیں ھی اور اسکي مثال یہہ ھی کہ جو شخص بیوي کے پاس نجاویگا خدا اُسکو اولاد نہ دیگا اور جو شخص بچہ کو دودھ نہ پلوائیگا خدا اُس کے بچہ کو ھلاک کردیگا — اور جو شخص کھانا پینا چھوڑدیگا خدا اُسکو بھوک اور پیاس کي مصیبت میں مبتلا کریگا - اور جو شخص دوا کا استعمال نکریگا خدا اُسکو بیماري میں مبتلا کریگا - خدا کا غصہ اپنے بندوں پر اسطرح نہیں ھی کہ وہ اُنکو دکھہ دینا چاھتا ھی - جس طرح اسباب اور مسببات ایک دوسرے کا سبب ھوتے ھیں چنانچہ بعض تکلیف کا سبب ھوتے ھیں اور بعض آرام کا اور یہہ ترتیب خود مسبب الاسباب نے قایم کي ھی - اور سبب و مسبب کے اس تلازم کي

وجهه پیغمبروں کے سوا کوئي نہیں جانتا اسیطرح نیکي اور گناه قیامت کي تکلیف اور آرام کے سبب ہیں بغیر کسي فرق کے *

خدا کي رضامندي یا ناراضامندي اور اُس کے اوامر اور نواهي کو بندوں کي سي رضامندي یا ناراضامندي اور اُنکے سے اوامر و نواهي پر قیاس کرنا محض غلطي هی خدا حقیقت میں راضي هوتا هی نه ناراض مگر بندے جو کچهه کرتے هیں اپنے لیئے آپ هي کرتے هیں *

اس امر کي نسبت بهي امام غزالي نے اُسي کتاب میں نهایت عمده مضمون لکها هی — وه فرماتے هیں *

خدا جو بندوں کو اعمال کي تکلیف دیتا هی یهه اس طرح کا تکلیف دینا نهیں هی جس طرح انسان اپنے غلام کو دیتا هی یعني جن کاموں سے انسان کي غرض متعلق هی اُنکے کرنیکا حکم دیتا هی اور جن سے کچهه غرض متعلق نهیں هی اُنکے کرنے کا حکم نهیں دیتا — خدا کا تکلیف دینا ایسا هی جس طرح حکیم بیمار کو تکلیف دیتا هی یعني جب بیمار پر حرارت کا غلبه هوتا هی تو اُسکو ٹهنڈي چیزوں کے پینے کا حکم دیتا هی حالانکه حکیم کو اُسکے پینے سے کچهه غرض نهیں هی — اگر بیمار حکیم کا کهنا نه مانے تو حکیم کا کچهه نقصان نهیں اور مانے تو اُسکا کچهه فائده نهیں — نقصان یا فائده جو کچهه هی وه بیمار کا هی — حکیم تو صرف ایک زهنما هی — اگر بیمار کو توفیق هوئي اور اسنے حکیم کا کهنا مان لیا تو اسکو بیماري سے نجات هو جاویگي ورنه اُسکا مرض بڑهتا جائیگا یهاں تک که وه تباه هوجائیگا — اور اُسکا زنده رهنا یا مرجانا — حکیم کے لیئے یکساں هی — کیونکه وه بیمار کي زندگي وموت سے مستغنی هی — پس جس طرح خدا نے شفاء کے لیئے ایک سبب مقرر کیا هی اسیطرح سعادت کے لیئے — طاعت و بندگي کو سبب بنایا هی — اور نفس کو مجاهده کے ذریعه سے جو رذیل عادتوں سے محفوظ رکهے — خواهش نفساني سے روکنا نجات دینے والي چیزوں میں هی — اور رذیل عادتیں هلاک کرنے والي چیزوں میں هیں — جس طرح که خراب خلطیں — دنیا میں بیماري کا سبب هوتي هیں — اور گناه — اُخروي زندگي کے حق میں ایسے هیں جیسے دنیاوي زندگي کے لیئے زهر — اور نفس انساني کے لیئے ایک طب هی جس طرح بدن کے لیئے طب هی — اور انبیا علیهم السلام روح کے طبیب هیں — لوگوں کو بهلائي کي طرف راسته دکهاتے هیں — اُس طریقه کے درست کرنے کے ذریعه سے جو قلب کا تزکیه کرتا هی جیسا که خدا تعالی نے فرمایا که کامیاب هوا جسنے اسکو پاک کیا اور ناکام رها جسنے اُسکو خراب کیا پهر کها جاتا هی که حکام نے اُسکو اسبات کا

تکلیف الله تعالی عباده لایضاهي تکلیف الانسان عبده الاعمال التي یرتبط بها غرضه ومالا حظ له فیه ومالا یحتاج الیه فلایکلفه به وتکلیف الله تعالی عباده یجري مجری تکلیف الطبیب المریض فاذا غلبت علیه الحرارة امره بشرب المبردات والطبیب غني عن شربه لایضره مخالفته ولا ینفعه موافقته ولکن الضر والنفع یرجعان الی المریض و انما الطبیب هاد ومرشد فقط فان وفق المریض حتی وافق الطبیب شفي وتخلص وان لم یوفق فمخالفه تمادي به المرض و هلک و بقاؤه وهلاکه عند الطبیب سیان فانه مستغن عن بقایه وفنایه فکما ان الله تعالی خلق للشفاء سببا مفضیا الیه کذلک خلق للسعادة سببا و هو الطاعات و نهي النفس عن الهوی بالمجاهدة المزکیة لها عن رذایل الاخلاق منجیات و رذایل الاخلاق في الاخرة مهلکات کما ان رذایل الاخلاط ممرضات في الدنیا ومهلکات والمعاصي بالاضافة الی حیوة الاخرة کالسموم بالاضافة الی حیوة الدنیا والنفوس طب کالابدان طبا والانبیاء علیهم الصلوة والسلام اطباء النفوس یرشدون الخلق الی طریق الفلاح بتمهید الطریق المزکیه للقلوب کما قال الله تعالی قد افلح من زکاها وقد خاب من دساها ثم یقال ان الطبیب امره بکذا ونهاه عن کذا وانه زاد مرضه لانه خالف الطبیب وانه صح لانه راعي قانون الطبیب ولم یقصر في الاحتماء وبالحقیقة لم یتماد مرض المریض بمخالفة الطبیب لعین المخالفة بل لانه سلک غیر طریق الصحة التي امره الطبیب بها فکذلک التقوی هي الاحتماء الذي ینفي عن القلوب امراضها و امراض القلوب تفوت حیاة الاخرة کما تفوت امراض الاجساد حیاة الدنیا والمثال الاخر ان ملکا من ملوک الناس امر لبعض عبیده الغایب عن مجلسه بمال و مرکوب لیتوجه تلقاءه لینال رتبة القرب منه ولیسعد بصحبه مع استغناء الملک عن الاستعانة به و تصمیم العزم علی ان لایستخدمه اصلا ثم ان العبد ان ضیع المرکوب واهلکه وانفق المال لافي زاد الطریق کان کافرا للنعمة وان رکب المرکوب وانفق المال في الطریق مستزودا به کان شاکرا للنعمة لا بمعني انه انال الملک حظا

فانه لم یرد فی الانعام علیه وفی تکلیف الحضور حظا لنفسه ولکن ارادسعادة العبد فاذا وافق مراد السید فهو کان شاکرا و ان خالف عدت مخالفته کفرانا واللہ تعالی یستوی عنده کفر الکافرین وایمانهم بالاضافة الی جلاله و استغنایه ولکنه لایرضی لعباده الکفر فانه لایصلح لعباده فانه یشقیهم کما لایرضی الطبیب هلاک المرضی ویعا لجهم ولایرضی الملک المستغنی عن عبده لعبده الشقاوة بالبعد عنه ویریدله السعادة بالقرب منه وهو غنی عنه قرب اوبعد فهکذا ینبغی ان یفهم امر التکلیف فان الطاعات ادویة والمعاصی سموم وتاثیرها فی القلوب ولاینجو الا من اتی اللہ بقلب سلیم کما لاتسعد الصحة الامن اتی بمزاج معتدل وکما یصح قول الطبیب للمریض قد عرفتک مایضرک وما ینفعک فان وافقتنی فللنفس کموان خالفت فعلیها کذلک قال اللہ تعالی من اهتدی فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها وقوله من عمل صالحا فلنفسه ومن اساء فعلیها — صفحہ ۱۳—۱۴—۱۵

حکم دیا تھا اور اس بات سے منع کیا تھا — اور یہہ کہ اسکا مرض اس وجہہ سے بڑہ گیا کہ اُسنے حکیم کی مخالفت کی اور وہ اسوجہہ سے صحیح ہوگیا کہ اسنے حکیم کے قاعدوں کا خوب لحاظ رکھا اور اس میں کچھہ کمی نہ کی — اور در حقیقت بیمار کا مرض — محض حکیم کی مخالفت کی وجہ سے نہیں بڑھا بلکہ اسوجہ سے کہ مریض نے اس طریقہ کے خلاف عمل کیا جو صحت کے لیئے حکیم نے بتایا تھا — اسی طرح پرہیز گاری بھی وہ پرہیز ہی جو قلبی بیماریوں کو دور کردیتی ہی — اور دل کی بیماریاں حیات اُخروی کے فنا ہوجانے کے سبب ہیں — جسطرح کہ بدن کی بیماریوں کی وجہہ سے دنیا کی زندگی فوت ہو جاتی ہی — اور اس کی دوسری مثال یہہ ہی کہ ایک بادشاہ نے اپنے ایک غلام کو جو دربار سے غایب ہی حکم دیا کہ اسکو کچھہ مال اور سواری بھیجی جائے تاکہ وہ بادشاہ کے پاس حاضر ہو اور بادشاہ کے تقرب کا رتبہ حاصل کرے اور سعادت مند ہو — حالانکہ بادشاہ کو اسکی اعانت کی کچھہ ضرورت نہیں ہی اور بادشاہ کا قطعی ارادہ ہی کہ اس سے خدمت نہ لے — پھر اگر اس غلام نے وہ سواری ضایع کردی اور روپیہ برباد کردیئے اور سفر خرچ میں اسکو نہیں لگایا — تو وہ کفران نعمت کا مرتکب ہوگا — اور اگر وہ سواری پر آیا اور روپیہ کو سفر خرچ میں لگایا تو شکرگذار سمجھا جائیگا کچھہ اس وجہہ سے نہیں کہ اس نے بادشاہ کو فایدہ پہنچایا کیونکہ بادشاہ کو اس کی حضوری سے اپنا انعام دینے سے اپنا فایدہ تو مقصود ہی نہیں تھا — بلکہ اسکو غلام کی بھلائی اور سعادت مقصود تھی سو اگر اسنے بادشاہ کی حسب مرضی کام کیا تو شکر گذار ہوگا اور اگر مخالفت کی تو یہہ مخالفت ناشکری سمجھی جائیگی اور خدا کے نزدیک کافروں کا کفر کرنا — یا انکا ایمان لانا سب برابر ہی بلحاظ خدا کے جلال اور استغنا کے — لیکن وہ بندوں کے لیئے ناشکری کو پسند نہیں کرتا کیونکہ بندوں کو ناشکری کرنی زیبا نہیں ہی اس لیئے کہ وہ انکو بد بخت بنادیتی ہی جس طرح کہ حکیم بیماروں کا ہلاک ہوجانا پسند نہیں کرتا اور انکا معالجہ کرتا ہی اور بادشاہ جو اپنے غلام سے مستغنی ہی — غلام کی بد بختی کو اپنی خدمت کی دوری سے پسند نہیں کرتا — اور اس کے لیئے اس کی سعادت چاہتا ہی بذریعہ اپنے قرب کی حالانکہ وہ اس کے قرب و بعد سے مستغنی ہی — پس اسیطرح خدا کی تکلیف کو خیال کرنا چاہیئے کیونکہ طاعت — دوا ہی اور گناہ زہر — اور اسکا اثر دل پر ہوتا ہی اور نجات نہیں پاتا مگر وہ شخص جو خدا کے سامنے قلب سلیم لیکر آئے — جس طرح کہ صحت نہیں پاتا مگر وہ شخص جو مزاج میں اعتدال رکھتا ہو — اور جسطرح کہ حکیم کا یہہ کہنا صحیح ہی کہ میں نے تجھکو بتادیا کہ یہہ چیز مضر ہی اور یہہ مفید — پس اگر تو میرا کہا مانیگا تو اپنے لیئے اور نہ مانیگا تو اپنے لیئے — اسیطرح خدا تعالی نے کہا کہ جو ہدایت حاصل کرتا ہی وہ اپنے لیئے اور جو شخص گمراہ ہوتا ہی وہ اپنے لیئے — اور یہہ کہ جو شخص اچھے عمل کرتا ہی وہ اپنے لیئے — اور جو شخص برے کام کرتا ہی — وہ اپنے لیئے *

ترکیب اخلاط سے انسان یا حیوان کے بدن میں ایک بخار لطیف پیدا ہوتا ہی جسکو شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں نسمہ سے تعبیر کیا ہی اور ان ہی بخارات کو روح حیوانی یا جان یعنی زندگی کہا جاتا ہی — اور روح جو جوہر لطیف مستقل بالذات ہی ان ہی بخارات سے

شامل هوتي هی — اور بذریعه اُس نسمه کے جسم سے اور یهي شمولیت روح کو سعادت یا شقاوت اختیار کرنے کا سبب هوتي هی — اس کے دلایل بجاے خود مذکور هیں اور شاه صاحب نے بهي اپني کتاب حجة الله البالغه میں اُنکو بیان کیا هی — پس روح جب اُن بخارات سے ملتي هی تو مطابق اصول کیمیائي کے ایک اور قسم کا جسم حاصل کرلیتي هی جسکا اُس پهلے جسم سے ایک خصوصیت خاص کے ساتهه مختلف هونا لازمي هی — یهه جسم انسان کے اعمال نیک اور افعال بد سے موثر هوتا رهتا هی — جیسے ایک لباس هو اور اُسپر مختلف رنگ کے چهینٹے پڑتے جاویں جس سے اُسکي حالت تبدیل هوتي جاوے اور یهي معني هیں روح کے کاسب اور مکتسب هونے کے *

مرنے کے بعد جب روح بدن سے جدا هوتي هی تو جو جسم نسمه سے ملکر اُس نے حاصل کیا تها اور جو تغیر اُس میں اکتساب سعادت یا شقاوت سے هوا تها اُس کے بهي روح سے علیحده هوجانے کي کوئي وجهه نهیں هی - پس وه بدن سے علیحده هوتي هی معه اُس حیثیت یا کیفیت کے جو اُسنے مصاحبت بدن سے بذریعه نسمه کے اختیار کي هی *

روح کے سبب جو کمالات انسان سے اور نیز حیوانات سے صادر هوتے هیں وه عجایب قدرت الهي سے هیں جن میں ایک نمونه قدرت الهي کا پایا جاتا هی اور اس سے ظاهر هوتا هی که روح کو ایک خصوصیت خاص مبدء فیاض سے هی جو سواے روح کے اور کسي میں نهیں پائي جاتي — اگر قرآن مجید پر غور کیا جاوے تو اس خصوصیت خاص کا ثبوت اُس سے بهي پایا جاتا هی - جهاں خدا نے فرمایا هی — فنفخت فیه من روحي — روح کي نسبت جو خدا نے اپنے ساتهه کي هی یهه ثبوت هی اُس خصوصیت خاص کا جس کا میں نے ابهي ذکر کیا *

تمام موجودات میں هم یهه بات پاتے هیں که اُنکو بالطبع رجوع طرف اپنے حیز کي هی کوئي وجهه نهیں هی که روح میں بهي اُس کا میلان طرف اپنے حیز کے نهو اور مقتضا اُس میلان کا هی راحت و سکون جبکه وه اپنے حیز میں پهونچ جاوے اور الم یا عدم سکون جب تک که وه اپنے حیز میں نه پهونچے *

انسان کے مرنے کے بعد جو حالت روح کي هوتي هی وه یهه هی که اُس کے ساتهه وه چیزیں شامل هوگئي هیں جنکا اُسنے زمانه مصاحبت بدن میں اکتساب کیا هی — پس اگر وه اکتساب اخلاق حمیده اور اعمال نیک کا هی جو مقتضي جوهر روح کے نهیں هی تو اُسکو اپنے حیز تک پهونچنے میں کچهه دقت نهیں هی — اور اگر وه اکتساب افعال ذمیمه کا هی جو مقتضي جوهر روح کے هیں تو اُسکو اپنے حیز تک پهونچنے کو اپنے تئیں اُس سے بري کرنا ضرور هی پس اگر یهه اکتساب ایسا هی جس پر روح غالب آجاتي هی تو وه بعد غلبه اُس سے بریت حاصل کرتي هی اور اپنے حیز تک پهونچ جاتي هی - اور اگر وه اکتساب ایسا هی جس نے روح کو ایسا ضعیف کردیا هی که اُس سے اپنے تئیں بري نهیں کرسکتي تو همیشه اپنے حیز سے دور اور آلام یا عدم سکون میں مبتلا رهتي هی — شارع نے بتایا هی که صرف شرک هي ایسي چیز هی جس کا اکتساب روح کو ایسا ضعیف کردیتا هی که اُسکي برائي سے اپنے تئیں بري نهیں کرسکتي — اور همیشه دوزخ میں رهتي هی *

غرضکه موحدین نجات پاتے هیں اور مشرکین همیشه دوزخ میں رهتے هیں اور یهه ایک بهت بڑي بحث هی که موحدین کا اطلاق کن کے اوپر هوتا هی جو آخر کو نجات پاتے هیں اور مشرکین کا کن پر جو نجات نهیں پاوینگے — مگر اس بحث کو اس ارٹیکل میں لکهنے کي ضرورت نهیں هی *

جو کچهه که هم نے اس مقام پر محض بدلایل عقلي بیان کیا هی جیسے که اے میرے دوست تمهاري خواهش تهي اُسي کے قریب قریب شاه ولي الله صاحب نے حجة الله البالغه میں بیان کیا هی اور میں مناسب سمجهتا هوں که اس آرٹیکل کے اخیر میں اُسکو نقل کردوں - وه فرماتے هیں *

جب انسان مرجاتا هی تو روح حیواني کے لیئے ایک دوسري زندگي هوتي هی — تو روح الهي اسکے حس مشترک میں جو باقي رهگیا هی ایک قوت پیدا کرتي هی جو سنئے —

اذا مات الانسان کان للنسمة نشاة أخری فینشي فیض الروح الالهي فیها قوة فیما بقي من الحس المشترک نکفي

کفایۃ السمع والبصر والکلم بمدد من عالم المثال اعني القوۃ المتوسطۃ بین المجرد و المحسوس المنبثۃ فی الافلاک کشيء واحد وربما تستعد النفسۃ حینئذ للباس نوراني اوظلماني بمدد من عالم المثال ومن ہذالک تتولد عجائب عالم البرزخ ثم اذا انفخ فی الصور اي جاء فیض عام من باري الصور بمنزلۃ الفیض الذي کان منہ في بدء الخلق حین نفخت الارواح فی الاجساد واسس عالم الموالید اوجب فیض الروح الالہي ان یکتسي لباسا جسمانیا اولباسا بین المثال والجسم فیتحقق جمیع ما اخبر بہ الصادق المصدوق علیہ افضل الصلوات و ایمن التحیات و لما کانت النفسۃ برزخا متوسطا بین الروح الالہي والبدن الارضي وجب ان یکون لہا وجہ الی ہذا ووجہ الی ذلک والوجہ المایل الی القدس ہو الملکیۃ والوجہ المایل الی الارض ہو البہیمیۃ والفقتصر من حقیقۃ الروح علی ہذہ المقدمات لنسلم في ہذا العام و تفرع علیہ التفاریع قبل ان تنکشف الحجاب في علم اعلی من ہذا العلم واللہ اعلم —

حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۸

دیکھئے — اور بولنے کا کام دیتي ہی عالم مثال کي مدد کے ذریعہ سے یعني اس قوت کے ذریعہ سے جو مجرد اور محسوس کے بیچ میں ہی اور جو افلاک میں پھیلي ہوئي ہے شی واحد کي طرح سے اور اکثر اس حالت میں روح حیواني مستعد ہوتي ہی نوراني یا ظلماني لباس کے لیئے بذریعہ عالم مثال کے — اور یہاں عالم برزخ کي عجائبات پیدا ہوتے ہیں — پھر جب نفخ صور ہوگا یعني ایک عام فیض خدا کي طرف سے آئیگا جیسا کہ ابتداے خلق کے وقت اور عالم موالید کي بنیاد پڑنے کے وقت ہوا تھا تو روح الہي کا فیض اسبات کو واجب کریگا کہ وہ جسماني لباس پہنے یا ایک ایسا لباس جو مثال اور جسم کے بیچ میں ہی تو اُسوقت وہ تمام چیزیں متحقق ہونگي جس کي خبر رسول اللہ صلعم نے دي ہی جو سچے ہیں اور سچے کہے گئے ہیں اور جن پر عمدہ درود اور مبارک تحیت ہی اور چونکہ روح حیواني ایک برزخ ہی درمیان روح الہي اور خاکي بدن کے توضرور ہی کہ اسکا ایک رخ اسکي طرف ہو اور ایک اُسکي طرف — اور جو رخ عالم قدس کي طرف ہی — وہ ملکیہ ہی اور جو رخ خاک کي طرف ہی وہ بہیمہ ہی — اور روح کي حقیقت میں سے ہم انہي مقدمات پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ اس علم میں وہ تسلیم کرلي جاوے اور اسپر تفریعیں متفرع ہوں قبل اسکے کہ جو علم اس سے اعلی ہی — اُسکے حجاب اُٹھہ جائیں — اور خدا زیادہ جاننے والا ہی *

حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۸ —

سود احمد

—•—

نمبر ۴۰

تہذیب الاخلاق

ہمارے بعض دوستوں نے ہمکو لکھا ہی کہ افسوس ہی کہ تہذیب الاخلاق کي نسبت لوگوں کي نا اُمیدي روز بروز زیادہ ہوتي جاتي ہی اور تہذیب الاخلاق کے مضامین عالي اور مفید اور پرجوش نہیں ہوتے سچ پوچھیئے تو اُن میں کچھہ ہوتا ہي نہیں ہی *

بے شک جیسا کہ ہمارے دوست چاہتے ہیں تہذیب الاخلاق ایسا عمدہ نہوتا ہو نواب محسن الملک مولوي مہدي علي خدا کے فضل سے اب اچھے ہوگئے ہوں اور اُنکے لکھے ہوئے مضامین اُن تمام نقصانوں کا جو تہذیب الاخلاق میں ہوں تلافي کردینگے *

مگر یہہ بات فیصلہ طلب ہی کہ حال کے تہذیب الاخلاق کا بلحاظ حالات قوم کیا رنگ ہونا چاہیئے — جب پہلا تہذیب الاخلاق نکلا تھا اُسوقت ضرورت تھي کہ قوم کو یورپین سھلز و لٹریچر کي تعلیم پر جسکو وہ کفر یا شرعا حرام سمجھتے تھے متوجہ کیا جاوے اسلیئے اُسکے مضامین اسبات پر ہوتے تھے کہ شرعا تعلیم یورپین سھلز و لٹریچر ممنوع نہیں ہی اور قوم کو اُسکي تعلیم پر متعدد طرز سے متوجہ کیا جاتا تھا *

پھر جو خیالات قوم میں ایسے بیٹھے ہوئے تھے جو ترقي اور تہذیب کے مانع تھے اُنکو دور کیا جاتا تھا اور شرعا اور عقلا اُن پر بحث ہوتي تھي *

غیر مذہب کے لوگوں سے سچي دوستي اور سچي محبت و اخلاص کو من حیث المعاشرت بھي وہ کفر سمجھتے تھے اہل کتاب سے دوستي اُنکے ساتھہ کھانے پینے کو باوجود حلال ہونے ماکول و مشروب کے وہ ارتداد اور خارج از اسلام

ہونا جانتے تھے اُسکي نسبت مضامین لکھے جاتے تھے وہ زمانہ اب نہیں رہا مسلمان یورپین سینز و لٹریچر کے پڑھنے پر متوجہ ہوگئے ہیں اُسکے پڑھنے پڑھانے میں سخت سے سخت متعصب خاندان کو بھي اب کچھہ تامل نہیں رہا ہی - اہل کتاب کے ساتھہ مواکلت اور سوشیل برتاو تو اب ایسا عام ہوگیا ہی اور ہوتا جاتا ہی کہ گویا کبھي تھا ہي نہیں *

وہ زمانہ ابھي تک بھولا نہیں ہی جبکہ بعض مسلمان انگلستان سے واپس آئے تو تمام ہندوستان میں خطوط اور اشتہارات جاري ہوئے کہ کوئي مسلمان اُنکے ساتھہ نکھاوے کیونکہ وہ انگریزوں کے ساتھہ کھا چکے ہیں اور اسلیئے اُنکے ساتھہ کھانا حرام ہی *

وہ زمانہ بھي یاد سے نہیں اوترا کہ اگر کسي اشراف اور نیکدل آدمي نے اتفاقیہ اُن کے ساتھہ کھالیا تو اُسکے گھر میں اور ہمسایہ میں - برادري میں — محلہ میں رونا پیٹنا پڑگیا کہ ہی ہی وہ بھي عیسائي ہوگیا — پس یہہ سب مرحلے طی ہوگئے ہیں اور اب اُس قسم کے مضامین تہذیب‌الاخلاق میں لکھنے فضول ہیں — ہاں اسبات کا فیصلہ باقي ہی کہ اب کس قسم کے مضمون تہذیب‌الاخلاق میں لکھے جانے چاہیئیں *

ہمارے خیال میں یہہ بات ہی کہ اس زمانہ میں ہزاروں آدمي ایسے موجود ہیں اور جوں جوں یورپین سینز اُور لٹریچر کي تعلیم کي ترقي ہوتي جاویگي ایسے اور موجود ہوتے جاوینگے جو مذہب اسلام کو اور نیچرل سینز کو باہم ضد حقیقي تصور کرتے ہیں — اور اُن لوگوں کا خیال بڑھتا جاویگا اور سمجھینگے کہ اسلام اور نیچرل سینز کا جمع ہونا متناقضین کے جمع ہوئے کي برابر ہی — اُن کے دل پر ایک بڑے لایق انگریز کے اس قول کا نقش ہوتا جاویگا کہ یورپین سینز اور لٹریچر مذہب اسلام کو ایسا ہي معدوم کردیتي ہی جیسے کہ پالا چھوٹے پودے کو — پس اس زمانہ میں تہذیب‌الاخلاق کا یہہ کام ہونا چاہیئے کہ وہ بتاوے کہ یہہ راے غلط ہی — اور نیچرل سینز سے کوئي نقصان مذہب اسلام پر نہیں ہوتا - بلکہ جس قدر زیادہ واقفیت نیچرل سینز سے بڑھتي جاویگي اُسیقدر زیادہ وجود ذات‌باري اور اُسکے خالق اور صانع ہونے کا یقین بڑھتا جاویگا اور اسلیئے ابتک تہذیب الاخلاق کا رخ اُسي قسم کے مسایل کے حل کرنے کي طرف رہا ہی - ہاں اگر اور کچھہ تہذیب‌الاخلاق کو کرنا ہی تو مسلمانوں کو اخراجات فضول شادي و غمي سے روکنا اور اُنکو تعلیم اولاد پر روپیہ خرچ کرنے کو متوجہ کرنا ہی *

تعجب یہہ ہی کہ ہمارے دوست نے تو تہذیب‌الاخلاق کو اسقدر نا پسند کیا ہی جوسائنہ اُن کي تحریر سے ظاہر ہی - لیکن برخلاف اس کے اکثر دوست کہتے ہیں کہ جیسے عمدہ بعض مضامین حال کے تہذیب‌الاخلاق میں نکلے ہیں ایسے عمدہ اور مفید کبھي نکلے ہي نہیں - پس ہم اپنے دوستوں سے چاہتے ہیں کہ وہ ہمکو بتلاویں کہ حال کا تہذیب‌الاخلاق کس رنگ کا ہونا چاہیئے — اور کس قسم کے مضامین اُس میں مندرج ہونے مناسب ہیں اور قوم کے لیئے مفید اور ضروري ہیں - جہانتک ہماري سعي سے ممکن ہی ہم اُس کي اصلاح پر کوشش کرینگے *

(سید احمد)

پیغام دوست

ایک دوست چاہتے ہیں کہ معاونان تہذیب‌الاخلاق مندرجہ ذیل مقولہ پر ایک آرٹیکل لکھیں اور نواب محسن الملک مولوي سید مہدیعلي خاں کو وہ سب سے زیادہ لایق اسپر آرٹیکل لکھنے کو تصور کرتے ہیں - اور وہ مقولہ یہہ ہی *

الحسن الفطري حسن دایما و قبیحہ قبیح دایما وما سوا ھما اضافي تتبدل بتبدل حالات الانسان *

سید احمد

نمبر ۲۱

دنیا

دنیا فعلی صفتي ہی دنو سے جس کے معني ہیں قرب و نزدیکي - ادنی اسي کا افعل التفضیل ہی - دنیا اور ادنی کے مواقع استعمال امثلہ ذیل سے ظاہر ہونگے — ان ہي الاحیواتنا الدنیا - وماالحیوۃالدنیا الا متاع الغرور - اذانتم بالعدوۃالدنیا و ہم بالعدوۃالقصوی - انا زینا السماءالدنیا

بمصابیح = فتخلف من بعد هم خلف ورثوا الکتاب یاخذون عرض هذا الادنی - ادنی جو فروتر کي جگہہ مستعمل هی اُس کا ماخذ بهي یهي دنو هی = فروتر کو ادنی اس سے کہا کہ گویا بروے خاک افتادہ هی اور اُس تک هر ایک کا دست تعدي پهونچ سکتا هی — پهر کهف لفظ دنیا چاهتا تها کہ جب بولا جاتا کسي نہ کسي موصوف کے ساتهہ بولا جاتا - مگر وہ کثرت استعمال کي وجهہ سے اسم صفت کے عوض اسم ذات بن گیا هی - اور اب دنیا عبارت هی هماري اس زندگي اور اُس کے لوازم زن و فرزند مال ومتاع وغیرہ سے - اصل وضع کي رو سے دنیا کا مقابلہ آخرت سے تها - ربنا آتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة - استعمال میں اس کو زندگي اور لوازم زندگي کے معنوں میں لیا (۹) اور اُس کو دین کا مقابل قرار دیا (۲) دنیا جب تک آخرت کے مقابل سمجهي گئي تهي تب بهي بے ثباتي کي وجهہ سے حقیر اور ذلیل تهي اور جب سے دین کے مقابل سمجهي جانے لگي دین داروں کي نظر میں وهي سهي اور بهي مبغوض هوگئي — اب مسلمانوں کا عام خیال یهہ هی کہ دنیا اور دین ضد یک دگر هیں والضدان لایجتمعان —

دنیا خواهي و دیں همے طلبي
ایں ناز بہ خانہ پدر باید کرد

لوگوں نے دنیا کي مذمت کي کوئي حد باقي نهیں رکهي - الدنیا زور لایحصل الا بالزور - الدنیا جیفة و طالبوها کلاب - الدنیا سجن المومن وجنة الکافر - الدنیا ملعونة وما فیها - جو قوم دینا مذهباً دنیا کو اس قدر برا سمجهے اُن کو دنیا کے نهونے کي شکایت کیا اور واویلا کس لیئے — همکو اس کا ذرا بهي افسوس نهیں کہ مسلمان ساز و سامان دنیا نهیں رکهتے — افسوس هی تو یهہ هی کہ نهیں رکهتے اور نهیں رکهنے کا الزام اسلام پر لگاتے هوں — اسلام ایسا لغو مذهب هو نهیں سکتا کہ دنیا کي برائي تعلیم کرے — اس سے لازم آتا هی ابطال حکمت الهي = ربنا ماخلقت هذا باطلاً - ماخلقنا السموات والارض وما بینهما الا بالحق - ماخلقنا السماء والارض وما بینهما لاعبین لو اردنا ان نتخذ لهوا لا تخذناہ من لدنا ان کنا فاعلین - خدا کي ان باتوں سے معلوم هوتا هی کہ دنیا کو جیسي وہ هی بنانے اور پیدا کرنے میں چند در چند مصلحتیں هیں جن پر احاطہ کرنا انسان کي عقل سے باهر هی - پس جس چیز کو خدا بنائے اور فرمائے کہ یهہ لڑکوں کا کهیل نهیں هی هم نے کسي مصلحت سے اس کو بنایا هی کسي مسلمان کا کام نهیں کہ اُسکو برا سمجهے برا کهے اور برا بتائے - دنیا جن چیزوں سے عبارت هی قران میں جابجا ان کو خدا کي نعمتیں قرار دیکر بني آدم پر منت رکهي گئي هی تاکہ وہ خدا کے شکر گزار بندے هوں مثلاً واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا برادی رزقهم علی ماملکت ایمانهم فهم فیه سواء افبنعمة اللہ یجحدون - واللہ جعل لکم من انفسکم ازواجا وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدة ورزقکم من الطیبات افبا لباطل یومنون وبنعمة اللہ هم یکفرون — اگر اس کے شواهد قرآن سے نکالے جائیں تو شاید نصف قرآن سے زیادہ هي زیادہ نقل کرنا پڑے دنیا کي کوئي چیز بهي فرض کرلو — جورو - اولاد - روزي - لباس - سواري هوا - پاني - دهوپ — دن - رات - گرمي - جاڑا - اور کیا اور کیا — قسم کهانے کي بات هی کہ وہ قرآن میں کهیں نہ کهوں خدا کي نعمتوں میں ضرور مذکور هوگي اور اکثر بار بار اور مختلف پیرایوں سے - ایک چیز کو نعمت قرار دینا اُس کا احسان جتانا یهہ اُس کي سب سے بڑي مدح هی - اس پر بهي دنیا کو برا کہا جائے تو اُس کو معاذ اللہ خدا کي تکذیب اور اُس کے مقدس کلام کي تردید کے سوائے اور کیا کہا جاسکتا هی - هم لے خدا کو کهاں سے جانا — اسي دنیا سے وکفی بہ فخراً للدنیا وما فیها من الایات الدالة علی اللہ و علی قدرته ومنه وکرمه علی عبادہ - دنیا کا بهلا یا برا هونا موقوف هی انسان کے خود بهلے یا برے هونے پر پس اگر دنیا میں کچهہ برائي هی تو وہ حقیقت میں انسان کي اپني برائي هی ع —

هرچہ گیرد علتي علت شود

ایک حکایت کبهي کي سني سنائي ذهن میں پڑي هی کہ کوئي بزرگ اپنے رفقا کے ساتهہ چلے جارهے تهے - اتفاق سے ایک مزبلہ پر سے هوکر گذرے جهاں بہت سي غلاظت جمع تهي - وہ بزرگ اس مزبلہ کے پاس تاہدیر کهڑے رهے — رفقا کو ان کا اس جگہہ کهڑا رهنا ناگوار تها

مگر مارے ادب کے کچھہ کہہ نہ سکتے تھے — آخر وہ بزرگ خودهي بولے کہ یہہ غلاظت زبان حال سے کہہ رهي هی کہ میں سرتاسر فضیحت هوں اور لوگوں کو مجھے دیکھنے اور میرے پاس هوکر گذرنے سے ایذا هوتي هی مگر مجھہ پر ایک وقت گذرا هی کہ میري بوے خوش دماغوں کو تازہ اور میري سبزي نگاهوں کو محظوظ کرتي تهي - یہاں تک کہ انسان نے نہایت رغبت سے مجھے فرش جاں فرمایا - خدا جانے اِس کے پیٹ میں کیا بلا بهري هی کہ چند گهنٹے اس کے پاس رهنے سے میں اس نوبت کو پهونچي - پس دنیا بري نہیں اور اس میں برائي کي کوئي بات نہیں - برا هی انسان — برا هی اُس کا دل - برے هیں اُس کے خیالات - برا هی اسکا برتاؤ - برے هیں اس کے معاملات - بري هے اُس کي سوسائیٹي - برا هی اُس کا طرز معاشرت - بري هیں اُس کي بے اعتدالیاں — بري هیں اُسکي بهجا خواهشیں — اگر خوبیوں اور نیکیوں کي ایک فہرست بنائي جائے تو اکثرالاکثر ایسي نکلیں گي جنکا وقوع متقرع هوگا دنیا کے هونے پر — پس دنیا سے نفرت کرنا مظان خیر سے نفرت کرنا هی — دنیا کے بارہ میں سب سے زیادہ صحیح مقولہ وہ هی کہ الدنیا مزرعة الاخرة - کهیتي نہو تو بیج کہاں ڈالا جائے — فصل کهونکر پیدا هو - کاشي کیا چیز جائے - بے ثباتي کي وجہہ سے دنیا کو نفرت کي نگاہ سے دیکھنا بهي کچھہ ٹهیک نہیں - یہي بے ثباتي تو دنیا کا حسن هی جیسے باغ کے لئے موسم بہار — هوس کو هی نشاط کار کیا کیا * نہو مرنا تو جینے کا مزہ کیا همارا دنیا کي بے ثباتي پر معترض هونا اس سے زیادہ وقعت نہیں رکهتا کہ جنمیں مدت حمل کي قلت پر معترض هو -

چہ داني تو اے بندہ کار خدائے

دنیا کي نسبت برے خیال کا هونا ایک شعبۂ رهبانیت هی اور اسلام متقاضي هی کہ اس کو جڑ سے کهودکر پهونک دیا جاے — لا رهبانیة فی الاسلام - بجاے اس کے کہ لوگوں کو دنیا سے نفرت دلاو اُن کو دنیا کے حاصل کرنے کي ترغیب دو اور تاکید کرو کہ دنیا کو علی الوجہ المشروع برتیں کہ یہي دین هی —

مال را گر بہر دیں باشي حمول
نعم مال صالح گفتش رسول

دنیا کے مال کو قران میں اللہ تعالی جل شانہ نے خطاب خیر سے یاد فرمایا هی - ان ترک خیراً الوصیة الخ - موجبات ترغیب کو پاس نہ آنے دینا مردانگي نہیں هی - عصمت بي بي است از بے چادري — مردانگي یہہ هی کہ آدمي موجبات ترغیب میں گهرا هوا هو اور پهر صراط مستقیم دین پر ثابت قدم رهے — اور اسلام کو جو دوسرے ادیان پر فضیلت هی وہ اسي وجہہ سے هی کہ اسلام آدمي کو دنیا اور دین دونوں کے جمع کرنے کا راستہ دکهاتا هی -

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

نذیر احمد

نمبر ۴۲

العلوم الجدیدة والاسلام

نواب اعظم یارجنگ کے جواب کا چوتها حصہ

مگر دور اندیش و دانشمند مسلمان عالموں نے فلسفہ اور منطق و معقولات یونانیہ سے کچھہ اندیشہ نہیں کیا اس کے پڑھنے پڑھانے کو جایز رکها *

(۱) مولوي محمد علي صاحب فاروقي تهانہ بهوني (سهارنپوري) مولف کشاف اصطلاحات فنون نے (جس کا سنہ تصنیف ۱۱۵۸ هجري هی) لکها هی *

فی فتح المبین شرح الاربعین - الحلیمي وغیرہ صرحوا بجواز تعلم الفلسفة وفروعها من الالهي والطبعي والریاضي لیرد علی اهلها و یدفع شرهم عن الشریعة فیکون من باب اعداد العدة † *

یعني کتاب فتح المبین (تصنیف ابن حجر مکي متوفی سنہ ۹۷۳ هجري جو علامہ نووي کے اربعین کي شرح هی) میں مذکور هی کہ حلیمي وغیرہ نے فلسفہ اور فروع فلسفہ الهي طبعي ریاضي کے پڑهنے پڑهانے کو جایز بتایا هی کیونکہ یہہ علوم حاصل کر کے آدمي فلاسفہ کا رد کرسکے اور اُنکے حملے جو شریعت پر هوں اُنکو دفع کرسکے پس فلسفہ جاننا ارتجیل فراهمي سامان و اسباب جنگ هی *

---

† وشرح الامام الحافظ شهاب الدین احمد بن حجر الهیمي المکي المتوفی سنہ ۹۷۳ وشرح ممزوج اسمہ فتح المبین — از کشف الظنون اشعار اربعین نووي —

(۲) اس مقام پر یہہ بھی کہنا مناسب ہی کہ حلیمی صاحب جو مجوز تعلم و تعلیم فلسفہ ہیں کسدرجہ اور کس پایہ کے شخص تھے اور اسلام میں اُنکا کیا مرتبہ تھا اور اہل اسلام اُنکو کیا سمجھتے تھے — ناظرین کتاب انساب سمعانی حافظ عبدالکریم المتوفی سنہ ۵۶۲ اور تاریخ ابن خلکان متوفی سنہ ۶۸۱ اور تاریخ مراۃالجنان یافعی متوفی سنہ ۷۶۸ — اور طبقات ابن حماعہ متوفی سنہ ۷۹۰ کو بخوبی معلوم ہوسکتا ہی کہ حلیمی صاحب کا نام ابو عبداللہ الحسین بن محمد بن حلیم الحلیمی ہی مذہب شافعی کے فقیہہ اور جرجان کے رہنے والے تھے — سنہ ۳۳۸ ہجری میں متولد ہوئے — اور علم حدیث کو ابوبکر محمد بن حبیب اور ابو احمد بن حمدان صیرفی اور ابو عبداللہ محمد بن علی بن الحسین سے حاصل کیا — اور عمدہ عمدہ کتب تصنیف کیں اور بعد ابوبکر قفال اپنے اُستاد کے ملک ماوراء النہر میں مذہب شافعیہ کے بے مثل و لاجواب عالم تھے — اور بخارا میں اہل حدیث کے راس ورئیس تھے — اور جابجا چند شہروں میں عہدہ قضا پر مامور رہے — اور ان کے اوستاد ابوبکر الاودنی نے تو انکو لقب امام دے رکھا تھا — اور واقعی اپنے وقت کے وہ امام زمانہ و مرجع خاص و عام ہوگئے تھے — سنہ ۴۰۳ ہجری میں فوت ہوئے *

(۳) اور پھر مولوی محمد علی صاحب نے اُسے کتاب کشاف اصطلاحات فنون میں لکھا ہی *

اما المنطق فقد ذکر ابن حجر في شرح الاربعین للنووي اعلم ان من آلات العلم الشرعي من فقه و حدیث وتفسیر المنطق الذي یابدے الناس الیوم فنه علم مفید لامحذور فیه بوجه انما المحذور فیما کان یختلط به شي من الفلسفیات المنا بذة للشرایع — ولانه کا لعلوم العربیة في انه من مواد اصول الفقه — ولان الحکم الشرعي لابد من تصوره و تصدیقه باحواله اثباتا ونفیا والمنطق هوالمرصد لبیان احکام التصور والتصدیق فوجب کونه علما شرعیا اذ هو ما صدر عن الشرع اوتوقف علیه العلم الصادر عن الشرع توقف وجود کعلم الکلام اوتوقف کمال کعلم العربیة والمنطق ولذا قال الغزالي لاثقة بفقه من لایتمنطق اے من لاقواعد المنطق مرکوزة بالطبع فیه کالمجتهدین فی العصر الاول اوبا التعلیم وممن اثنی علی المنطق الفخر الرازي والامدي و ابن الحاجب و شراح کتابه وغیرهم من الائمة والقول بتحریمه محمول علی ماکان مخلوطا بالفلسفة *

یعنی درباب منطق ابن حجر مکي نے شرح اربعین میں لکھا ہی کہ علوم شرعیہ فقہ و حدیث و تفسیر کا علم منطق (جو آجکل زمانہ میں رایج ہی) ایک آلہ ہی اور وہ منطق تو ایک مفید علم ہی اور کوئي خرابي و ممانعت اُس علم میں نہیں ہی اور جو منطق شرعاً ممنوع ہی وہ وہي ہی جس میں فلسفہ خلاف شرع ممزوج ہو اور یہہ منطق ممزوج تو مثل علوم عربیہ نحو صرف معاني بیان لغت کے مواد اصول فقہ ہی کیونکہ جو حکم شرعي ہی اُسکا تصور یا تصدیق بطور نفي واثبات ہونا ضرور ہی اور منطق سے یہي مقصود ہی کہ وہ احکام تصوري و تصدیقي کو بیان کرے تو اب ضرور ہوا کہ منطق بھي علم شرعي ہو کیونکہ علم شرعي تین قسم کا ہی — (۱) وہ ہی جو خود شرع سے صادر ہوا ہی (۲) وہ ہی جس پر علم شرعي اپنے وجود میں موقوف ہی جیسے علم کلام کہ علم شرع کا وجود علم کلام پر موقوف ہی (یعني جب وجود خالق و صفات ثبوتیہ و سلبیہ و نبوت انبیا و معاد کو آدمي جان لے اور ان سب کا اُسکو یقین ہو اُسوقت علم شرعي یعني فقہ حدیث تفسیر کا یقین کرسکتا ہی) (۳) وہ علم ہی کہ جس پر علم شرعي اپنے کمال میں موقوف ہو جیسا کہ علم عربیہ و منطق کیونکہ بدون نحو صرف وغیرہ جانے ہوئے کامل طور سے علم شرع حاصل نہیں ہوسکتا اور بایں وجہ غزالي نے فرمایا کہ جو منطق کو نہ جانے یا جسکے ذہن میں قواعد منطق خود بخود مرتکز نہوں اُسکي فقہ پر اعتماد نہیں ہی اور از جملہ مادحین علم منطق فخر رازي آمدي ابن حاجب شراح کتاب ابن حاجب وغیرہ وغیرہ ایمہ اعلام ہیں اور قول بحرمت منطق محمول ہی اُس منطق پر جو مختلط بہ فلسفہ ہو *

(۴) امام غزالي متوفی سنہ ۵۰۵ نے احیاءالعلوم میں فلسفہ کے بیان میں لکھا ہی *

انها لیست علما برأسها بل هي اربعة اجزاء احدها الهندسة والحساب وهما مباحان ولایمنع الا من یخاف علیه

ان تجاوز هما الی علوم مذمومة — والثاني المنطق وهو بحث عن وجه الدليل وشروطه و وجه الحد وشروطه وهما داخلان في علم الكلام — والثالث الالهيات وهو بحث عن ذات الله تعالی وصفاته انفردوا فيه بمذاهب بعضها كفر و بعضها بدعة — والرابع الطبعيات بعضها مخالف للشرع و بعضها بحث عن صفات الاجسام وخواصها وكيفيته استحالتها وتغيرها وهو شبيه بنظر الاطباء الا ان الطبيب ينظر في بدن الانسان على الخصوص من حيث انه يمرض ويصح وهم ينظرون في جميع الاجسام من حيث انها تتغير وتتحرك ولكن للطب فضل عليه لانه محتاج اليه واما علومهم في الطبعيات فلا حاجة اليها † *

یعني فلسفه کوئي علم جداگانه نهیں هی بلکه اُس کے چار حصے هیں *

(۱) هندسه اور حساب یهه دونوں علم تو جایز اور مباح هیں اور اُنکي ممانعت کسي کو نهیں هی البته اُس شخص کو منع هی جس سے یهه خوف هو که وه حساب اور هندسه سے متجاوز هوکر علوم مذمومه کي طرف چلا جائیگا *

(۲) منطق هی اور اُس میں تعریف دلیل — شروط دلیل — تعریف حدود — شروط حدود سے بحث هوتي هی اور یهه دونوں امر علم کلام میں داخل هیں *

(۳) الهیات هی اس علم میں بحث ذات وصفات باري تعالی سے کي جاتي هی البته اس علم میں فلاسفه اور حکما نے چند مذاهب ایسے اختیار کیئے هیں جو بعضے کفریات کے قبیل سے هیں اور بعضے حد بدعت کو پهونچتے هیں *

(۴) طبعیات هی اسکے مسائل دو قسم کے هیں (۱) بعضے مخالف شروع هیں (۲) بعضے یهه هیں که صفات اجسام و خواص و کیفیت و استحاله و تغیرات اجسام اُنمیں بیان هوتے هیں — اور یهه دوسري قسم تو ایسي هی جس طرح اطبا کے مسائل اور اُنکي نظر هوتي هی فرق اتنا هی که طبیب تو خاص بدن انسان هي میں براه صحت و مرض نظر کرتا هی اور فلسفي جمله اجسام کو براه تغیر و حرکت دیکهتا هی — هاں یهه بات ضرور هی که طب کو طبعیات پر شرف هی کیونکه علم طب کي حاجت اور ضرورت هی اور علوم طبعیه کي ضرورت اور حاجت نهیں *

(۵) اور نیز امام غزالي نے کتاب المنقذ من الضلال میں علوم فلسفیه کي چند قسمیں فرمائي هیں (۱) ریاضي (۲) منطقیه (۳) طبعیه (۴) الهیه (۵) سیاسیه (۶) خلقیه — اور هر ایک علم کي نسبت تصریح کي هی که کهاں تک اسکو مذهب اسلام سے تعلق هی *

چنانچه ریاضي کي نسبت لکها هی

اما الرياضي فيتعلق بعلم الحساب والهندسة و علم هيئت العالم وليس يتعلق شيء منها بالامور الدينية نفيا او اثباتا بل هي امور برهانية لاسبيل الى مجاهدتها بعد فهمها ومعرفتها *

یعني علم ریاضي کا تعلق علم حساب و هندسه و علم هیئت عالم سے هی اور ان امور کو امور دیني سے کسیطرحکا تعلق نهیں هی نه انکے ثبوت پر امور دیني موقوف هیں نه ان کي نفي پر بلکه ان علوم کو امور برهانیه میں مدخل هی *

اور منطقیات کے باب میں لکها هی

واما المنطقيات فلايتعلق شيء منها بالدين نفيا واثباتا بل هوالنظر في طرق الادلة والمقائيس وشروط مقدمات البرهان و كيفية تركيبها وشروط الحد الصحيح و كيفية ترتيبها وان العلوم اما تصور و سبيل معرفة الحد واما تصديق وسبيل معرفة البرهان وليس في هذا ما ينبغي ان ينكر بل هو من جنس ماذكره المتكلمون و اهل النظر في الادلة وانما يفارقونهم بالعبارات والاصطلاحات وبزيادة الاستقصاء في التعريفات والتشعيبات ومثال كلامهم فيه قولهم اذا ثبت ان كل (ا ب) لزم ان بعض (ب) (ا) اي اذا ثبت ان كل انسان حيوان لزم ان بعض الحيوان انسان و يعبرون ان الموجبة الكلية تنعكس موجبة جزئية واي تعلق لهذا بمهمات الدين حتى يجحد ويذكر فاذا انكر لم يحتصل من انكاره عند اهل المنطق الا سوء الاعتقاد في عقل المنكر بل في دينه الذي يزعم انه موقوف على مثل هذا الانكار — نعم لهم نوع من الظلم في هذا العلم وهو انهم يجمعون للبرهان شروطاً يعلم انها تورث اليقين لامحالة لكنهم عند الانتهاء الى المقاصد

† از کتاب ردالمحتار الی درالمختار جلد اول صفحه ۳۰ مطبوعه مطبع مجتبائي —

الدینیة ما امکنهم الوفاء بتلک الشروط بل تساهلوا غایة التساهل *

یعنی منطقیات کو کوئی تعلق امور دینیه سے نفیا واثباتا نہیں هی بلکه علم مناطق کا محصل یہه هی که دلایل اور قیاسات اور شروط مقدمات دلیل اور کیفیت ترکیب دلیل اور شرایط حد صحیح و کیفیت ترکیب حد کے قواعد اور طریقے اُس میں بیان هوتے هیں — اور یہه بات بیان هوتی هی که جو علم هی وہ دو قسم سے خارج نہیں هی — تصور — و تصدیق اور یہه که اگر تصور هی تو اُسکی حد کی معرفت اور تصدیق هی تو اُسکی دایل کی معرفت کیونکر هوتی هی — اور یہه امور جو مذکور هوئے ان میں کوئی ایسی بات نہیں جو قابل انکار هو بلکه یہه امور تو اُسی قسم کے هیں جیسے متکلمون اُور اهل نظر دلایل کے طرق مبں بیان کیا کرتے هیں — منطقیون اور متکلمین میں باهم فرق محض براہ عبارات و اصطلاحات و اجمال و تفصیل کا هی — اور منطقیون کے کلام کی مثال ان امور میں یہه هی که وہ یہه کہتے هیں که جب یہه بات ثابت هوجاے که هر (ا) (ب) هی تو اس قول سے یہه لازم هوگا که بعض (ب) (ا) هی یعنی جب یہه قضیه مسلم هوگیا که هر انسان حیوان هی تو اُس سے یہه لازم آویگا که بعض حیوان انسان هوں اور اسی لزوم کو وہ یوں بیان کرتے هیں که موجبه کلیه کا عکس موجبه جزئیه هوتا هی — اور اس مسئله کو بھلا امور دینی میں کیا دخل و تعلق هی جو اُسکا یا اُسکے هم مثل مسایل کا انکار کیا جاوے — اور اگر ایسے امور و مسایل عقلی کا انکار اهل دین کی طرف سے کیا جاے تو بجز اس کے که اهل مناطق منکر کو بے عقل نہیں بلکه اُسکے دین کو برا جانیں (جو دین ایسے امور کے انکار پر موقوف هو) اور کیا نتیجه پیدا هوگا — هاں ایک بات منطقیون کی ظلم اور خلاف هی که وہ دلیل میں چند امور ایسے جمع کرتے هیں جو یقینا باعث یقین نتیجه معلوم هوتے هوں لیکن مقاصد دینیه میں ان شرایط کی پابندی اُن سے نہیں هوسکی بلکه دینی امور کے دلایل میں حد درجه کا وہ تساهل کرتے هیں *

اور علوم طبعیات کے لیئے لکھا هی

واما الطبعیات فهو بحث عن اجسام العالم السموات والکواکب وما تحتها من الاجسام المفردة کالماء والهواء والتراب والنار ومن الاجسام المرکبة کالحیوان والنبات و المعادن وعن اسباب تغیرها واستحالتها وامتزاجها و ذلک ایضا بحث الطبوب عن جسم الانسان واعضائه الرئیسة والخادمة واسباب استحالة مزاجه = وکما لیس من شرط الدین انکار علم الطب فلیس من شرطه ایضا انکار ذلک العلم الا فی مسایل معینة ذکرناها فی کتاب تهافة الفلاسفة و ماعداها بما یجب المخالفة فیها فعند التامل یتبین انها مندرجة تحتها و اصل جملتها ان یعلم ان الطبیعة مسخرة لله تعالی لاتعمل بنفسها بل هی مستعملة من جهة فاطرها والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره لافعل لشی منها بذاته عن ذاته *

یعنی علم طبعیات میں بحث هوتی هی اجسام سماوی وکواکب واجسام مفرده اربعه عناصر واجسام مرکبه حیوانات و نباتات و معادن سے اور اسباب تغیرات واستحاله وامتزاج اجسام مرکبه سے اور یہه بحث و نظر ایسی هی جیسے طبیب جسم انسانی و اعضاء رئیسه و خادمه انسانی واسباب استحاله مزاج انسانی میں نظر کرتا هی — اور جسطرح انکار علم طب کا شرط دین کی نہیں هی یوں هی امور مذکوره طبعیات کے انکار پر دین موقوف خواه مشروط نہیں هی — هاں چند مسایل طبعی جو تهافة الفلاسفه میں همنے بیان کیئے وہ البته خلاف عقاید دینی هیں — اور علاوه مسایل مذکوره تهافة الفلاسفه جو مسایل طبعی واجب المخالفة هیں تو باامعان نظر و بعد تامل ظاهر هوتا هی که وہ باقی مسایل اُنهیں مسایل مذکوره تهافة الفلاسفه کے تحت میں مندرج و داخل هیں — اور اصل کلی ان سب میں یہه هی که آدمی اسکا یقین رکھے که طبیعت مسخر خداوند عالم کی هی خود بخود کوئی کام نہیں کرتی بلکه بحکم خدا کام اور تصرف کرتی هی اور آفتاب ماهتاب ستاروے طبایع مختلفه سب حکم خدا کی مسخر ومنقاد هیں کسیکو بطور خود اختیار نہیں هی *

اور فلسفه یونان کے علم الهیات کے حق میں فرماتے هیں

واما الالهیات ففیها اکثر اغالیطهم فما قدروا علی الوفاء بالبراهین علی ماشرطوا فی المنطق ولذلک کثر الاختلاف بینهم فیه ولقد قرب ارسطاطالیس مذهبه فیها من مذاهب الاسلامیین علی مانقله الفارابي و ابن سینا لکن مجموع ماغلطوا فیه یرجع الی عشرین اصلا یجب تکفیرهم في ثلثة منها وتبدیعهم في سبعة عشر والابطال مذهبهم في هذه المسایل العشرین صفحا کتاب التهافة — اما المسایل الثلاث فقد خالفوا فیها کافة المسلمین وذلک في قولهم ان الاجساد لا تحشر وانما المثاب والمعاقب هي الارواح المجردة والعقوبات روحانیة لاجسمانیة ولقد صدقوا في اثبات الروحانیات فانها کائنة ایضا ولکن کذبوا في انکار الجسمانیات وکفروا بالشریعة فیما نطقوا به ومن ذلک قولهم ان الله تعالی یعلم الکلیات دون الجزئیات فهو ایضا کفر صریح بل الحق انه لا یعزب عن علمه مثقال ذرة فی السموات ولا فی الارض — ومن ذلک قولهم بقدم العالم و ازلیته فلم یذهب احد من المسلمین الی شی من هذه المسایل — واما ماوراء ذلک من ازلیة الصفات وقولهم انه علیم بالذات لایعلم زاید علی الذات ومایجري مجراه فمذهبهم فیها قریب من مذهب المعتزلة ولایجب تکفیر المعتزلة بمثل ذلک ولقد ذکرنا في کتاب الفیصل التفرقة بین الاسلام والزندقة مایتبین فیه فساد رای من یتنازع الی التکفیر في کل مایخالف مذهبه *

یعني الهیات پس اُس میں تو خودهي اکثر فلاسفه کي اغلاط هوں اور جو جو شروط علم منطق میں اُنهوں نے درباب ادله وبراهین مقرر کهئے تهے وه یهاں پورے نهیں چل سکے اور اُنکا عمل پورا اُن قواعد پر نهیں هوسکا اور یهي وجهه هی که اُنکے یا خودها درباب الهیات اختلاف کثیر هوگیا هی — هاں ارسطاطالیس کا مذهب درباب الهیات البته مسلمانوں کے قریب قریب هی جیسا که فارابي اور ابن سینا نے نقل کیا هی — مجموع اغلاط فلاسفه کا رجوع بیس اصلوں کي طرف هوتا هی جس میں تین اصلیں تو ایسي هیں جو موجب تکفیر فلاسفه هوں اور سترہ اصول سے اُنکي تبدیع هوتی هی اور انهیں مسایل کے بطلان میں همنے تهافة الفلاسفه لکهي هی — وه تین مسایل جو موجب تکفیر قایل و مخالف جمله اهل اسلام هیں یهه هیں *

(۱) اجساد کا حشر نهوگا ثواب عذاب روح پر هوگا عقوبات روحاني هوں جسماني نهیں هیں — روحانیات کو جو وه ثابت کرتے هیں اُس میں تو سچے هیں کیونکه روحانیات ضرور موجود هیں — انکار جسمانیات میں البته اُن سے غلطي هوئي هی اور شریعت کے خلاف اُنهوں نے کیا هی *

(۲) خدا کلیات کو جانتا هی جزئیات کو نهیں جانتا یهه بهي کفر صریح هی بلکه خدا کے علم سے کوئي ذره سموات اور ارض میں مخفي نهیں هی *

(۳) قول قدم عالم اور عالم کا ازلي هونا یهه بهي خلاف شرع هی اور کوئي مسلمان ان مسایل سه گانه کا قایل نهیں هی *

اب رهے علاوه ان کے اور مسایل مثلا یهه مسئله که صفات باري تعالی ازلي هیں یا یهه که خدا کو اپني ذات کا علم هی مگر وه علم ذات سے جدا کوئي شی نهیں هی — اسیطرح کے اور مسایل جو اس کے مشابه هیں پس ان مسایل میں تو اُنکا مذهب قریب قریب مذهب معتزله کے هی اور معتزله کي تکفیر ان مسایل اور ایسے معتقدات سے نهیں کي جاتي - اور همنے کتاب الفیصل میں تفرقه اسلام وزندقه کو بیان کیا هی اور اُس شخص کي راے پر بحث کي هی جو عموما هر مخالف کو کافر قرار دیتا هی *

اور سیاست مدن کي نسبت تحریر فرمایا هی

و اما السیاسات فمجموع کلامهم فیها یرجع الی الحکم المصلحیة المتعلقة بالامور الدنیویة السلطانیة وانما اخذوها من کتب الله المنزلة علی الانبیاء و من الحکم الماثورة من سلف الا ولیاء *

یعني سیاست مدن میں اقوال حکما و فلاسفه کا مآل تو حکم و مصالح دنیاوي سلطنتي کي طرف هی اور ان امور کو اُنهوں نے کتب سماوي منزل علی الانبیا سے لیا هی یا جو حکمتیں اولیاء سلف سے منقول هیں وه اُنکا ماخذ هیں *

اور بابت علم اخلاق کے لکهتے هیں

واما الخلقیة فمجموع کلامهم فیها یرجع الی حصر صفات النفس و اخلاقها و ذکر اجناسها و انواعها و کیفیة معالجتها و مجاهدتها و انما اخذوها من کلام الصوفیة *

یعني علوم اخلاقیه میں مآل حکما تعداد حصر و صفات نفساني و اخلاق نفس واقسام اخلاق و معالجه اخلاق کي طرف هی اور یهه امور کلام صوفیه سے اُنهوں نے لیئے هیں *

یهانسے ظاهر هوتا هی که جمله علوم فلسفه حرام اور مذموم نهیں هیں الا بعضے اقسام علم فلسفه میں کچهه باتیں مذهب کے خلاف هیں اور یهه خلاف مذهب باتیں الهیات اور طبعیات میں هیں اور منطق جو حرام ٹهرائي گئي هی وه وهي منطق هی جس میں یوناني فلسفه کي الهیات کے مسایل شامل اور مختلط هیں اور منطق صرف اور محض حرام نهیں بلکه وه جو مرکب هی اور یوناني الهیات کي چند باتوں اُس میں داخل هیں اور درحقیقت یهه فلسفه الهي اور یهه منطق حرام هیں *

(۶) محمد بن احمد المعروف بحافظ المتوفی سنه ۹۵۷ هجري نے مدنیة العلوم میں لکها هی *

الشعبة الاولی علوم الالیة التي تعصم عن الخطاء فی الکسب علم المنطق و یسمی علم المیزان ایضا ان بعضا من الحکماء اجروه مجری الرئیس للعلوم العقلیة بل مبادي للعلوم الشرعیة حتی ان بعضا من العلماء جعلوه من فروض العین بناء علی ان معرفة الله بطریق البرهان واجبة وانها لاتتم الا بعلم المنطق فمایتم الواجب الا به فهو واجب والله در من قال —

عاب المنطق قوم لاعقول لهم
ولیس له اذعابوه من ضرر
ما ضر شمس الضحی والشمس طالعة
ان لایری ضوءها من لیس ذابصر

وقیل في مدح النحو والمنطق

ان رمت ادراک العلوم بسرعة * فعلیک بالنحو الفهوم والمنطق
هذا لمیزان العقول مروجح * والنحو اصلاح اللسان بمنطق

یعني پهلا شعبه بیان علوم الي میں — جو چیز کسب اور اکتساب میں خطا سے بچاتي هی وه علم منطق هی اور اُسکا نام علم المیزان بهي هی — بعض حکما نے تو منطق کو قائم مقام رئیس علوم عقلیه قرار دیا هی بلکه علوم شرعیه کا مبادي بتایا هی — اور بعض علماء نے منطق کو فرض عیني کها هی اس بنا پر که معرفت خالق تعالی بدلیل وبرهان واجب هی اور دلیل وبرهان کي تکمیل بدون منطق نهیں هوسکتي پس جس چیز پر امر واجب موقوف هو وه خود واجب هی — اور خدا جزاے خیر دے اُسے جس نے یهه اشعار کهے هیں " عاب المنطق قوم لاعقول لهم " الخ — جنکا خلاصه یهه هی — مذمت کي منطق کي اُن لوگوں نے جنکو خود عقل نه تهي — اور منطق کو کوئي ضرر اُن کي مذمت سے نهیں هوسکتا — کچهه نقصان آفتاب کو بحالت طلوع نهیں هوسکتا — گو ذابونا اُسے نه دیکهے —

اور نحو اور منطق کي مدح و ثنا میں یهه اشعار بهي هیں " ان رمت " الخ جنکا یهه ترجمه هی — اگر تو قاصد علوم به تعجیل هی — تو تجهے واجب هی که نحو اور منطق کو حاصل کر — منطق تو عقول کي ترازو هی — اور نحو موجب اصلاح زبان هی گویائي اور روز مره میں *

(۷) سید احمد بن الحنفي الحموي المتوفی سنه ۹۶۹ هجري نے شرح اشباه میں کها هی *

(قوله و دخل في الفلسفة المنطق) قال بعض الفضلاء لم ارفي کتب اصحابنا القول بتحریم المنطق فانکان المصنف رآه کان المناسب ان ینقله ثم في کلام الشافعیة خصوصا المتاخرین منهم تصریح کثیر بذلک ولایبعد ان یکون وجهه انه تضیع العمر وایضا من اشتغل به یمیل الی الفلسفة غالبا فکان المنع من قبیل سد الذرایع والا فلیس فی المنطق مایقضي في الشرع المبین انتهي —

وقال الفضلاء لعل المراد اي مراد المصنف بالمنطق المنطق الفلاسفة اما منطق الاسلامیین فلاوجهه للقول بحرمته اذلیس فیه مخالف القواعد الاسلامیته و قد الف فیه العلماء الا علام من علماء الاسلام کقطب الدین الرازي من المتقدمین واما من المتاخرین الامام ابن عرفه وشیخ الاسلام زکریا الانصاري وسماه الغزالي معیار العلوم و قال من لا معرفة له به لاثقة بعلمه و سماه ابن سیفا خادم العلوم *

ص ۳۹۷ مطبوعه سنه ۱۲۸۳ هجري مطبع
مصطفائي واقع لکهنو

بعض افاضل کهتے هیں که همنے اپنے اصحاب کي کتب میں منطق حرام هونیکا قول نهیں دیکها اگر مصنف نے دیکها تها تو اُنکو مناسب تها که وه حواله دیتے — کلام شافعیه خصوصاً متاخرین شافعیه میں تو حرمت منطق کي تصریح

هی — اور بعید نہیں کہ اس تجویز حرمت کا باعث یہہ ہو کہ تحصیل منطق میں تضیع عمر ہی علاوہ بریں جو کوئي مشغول منطق میں ہوا تو اکثر اوقات اُسکا میلان فلسفہ کي طرف ہوجاتا ہی پس گویا ممانعت منطق از قبیل سد ذرایع ہی ورنہ خود منطق میں کوئي امر منافي و خلاف شرع نہیں ہی *

اور بعض فضلا نے کہا کہ شاید مراد مصنف کي حرمت منطق سے منطق فلسفہ ہی کیونکہ اسلامیوں کي منطق حرام ہوے کي تو کوئي وجہہ نہیں کیونکہ مخالف قواعد اسلامیہ تو اُس میں کوئي امر نہیں ہی اور علماے اعلام و اساطین اسلام نے اُس منطق میں کتب کثیرہ تصنیف کي ہیں مثلاً قطب الدین رازي از جملہ متقدمین — اور متاخرین میں ابن عرفہ = شیخ الاسلام زکریا انصاري — اور غزالي نے تو منطق کا نام معیار العلوم رکھا ہی اور فرمایا جو کوئي منطق نہ جانتا ہو اُسکے علم پر اعتماد نہیں ہی — اور شیخ الرئیس ابن سینا نے منطق کو لقب خادم العلوم کا عنایت فرمایا *

(۸) حاجي خلیفہ قسطیطني متوفی سنہ ۱۰۶۷ ہجري نے کتاب کشف الظنون عن اسامي الکتب والفنون میں نعت منطق میں لکھا ہی *

علم المنطق ویسمی علم المیزان ایضا وھو علم یتعرف منہ کیفیۃ اکتساب المجھولات التصوریۃ والتصدیقیۃ من معلوماتھما وموضوعہ المعقولات الثانیۃ من حیث الایصال الی المجھول والنفع فیہ والغرض ومنفعتہ ظاھرۃ من الکتب المبسوطۃ فی المنطق ھکذا قال في مفتاح السعادۃ المنطق لکونہ حاکما علی جمیع العلوم بالصحۃ والسقم والقوۃ والضعف سماہ ابو نصر الفارابي رئیس العلوم ولکونہ آلۃ في تحصیل العلوم الکسبیۃ النظریۃ والعملیۃ المقصودۃ بالذات سماہ الشیخ الرئیس ابن سینا بخادم العلوم وحکي ابو حیان في تفسیرہ البحر ان اھل المنطق بجزیرۃ الاندلس کانوا یعبرون عن المنطق بالفعل تحرزا عن صولۃ الفقہاء حتی ان بعض الوزراء اراد ان یشتري لابنہ کتابا من المنطق فاشتراہ خفیۃ خوفا منھم مع انہ اصل کل علم وتقویم کل ذھن انتھی = قال الغزالي من لا یعلم المنطق فلا ثقۃ لہ في العلوم اصلا حتی روي عن بعضھم انہ فرض کفایۃ وعن بعضھم فرض عین = قال الشیخ ابوعلي ابن سینا المنطق نعم العون علی ادراک العلوم کلھا و قد رفض ھذا العلم وحجد منفعتہ من لم یفھمہ ولا اطلع علیہ عداوۃ مما جھل وبعض الناس ربما توھم انہ یشوش العقاید مع انہ موضوع للاعتبار والتحریز وسبب ھذا التوھم ان من الاذکیاء الاغماز الذین لم تودیھم الشریعۃ من اشتغل بھذا العلم و استضعف حجج بعض العلوم فاستخف بھا وباھلھا ظنا منہ انھا بوھانیۃ لطیشہ وجھلہ بحقایق العلوم ومراتبھا فالفساد منہ لا من العلم = قالوا ویستغني منہ المرید من اللہ تعالی ومن علمہ ضروري ویحتاج الیہ من عداھما فان قلت اذا کان الاحتیاج بھذہ المرتبۃ فما بال الائمۃ المقتدی بھم کمالک وشافعي وابي حنیفۃ رحمھم اللہ لم ینقل عنھم الاشتغال بہ وانما ھو من العلوم الفلسفیۃ و قد شنع العلماء علی من عربھا وادخلھا في علوم الاسلام ونقل عن ابن تیمیۃ الحنبلي انہ کان یقول ما اظن اللہ تعالی یغفل عن المامون العباسي ولابدان یعاقبہ بما ادخل ھذہ الامۃ فجوابہ ان ذلک مرکوز في جبلاتھم السلیمۃ وفطرھم المستقیمۃ ولم یفتھم الا لعبارات والاصطلاحات کما ذکر في علم النحو *

یعني علم منطق اور اُسکا نام علم المیزان بھي ہی اور وہ ایسا علم ہی جس کے ذریعہ سے دریافت ہوتي ہی کیفیت تحصیل مجہولات تصوري و تصدیقي کي معلومات تصوري و تصدیقي سے — اور اس علم کا موضوع معقولات ثانیہ ہیں بایں شرط کہ وہ معقولات ثانیہ مجہول چیزوں کي طرف پہونچادیں = اور علم منطق کا جو نفع و غرض و فایدہ ہی وہ اُس فن کي کتب مبسوطہ میں بیان ہوا ہی (یہہ مضمون مفتاح السعادۃ سے لیا گیا ہی) چونکہ منطق سے جملہ علوم کي صحت و غلطي اور قوۃ و ضعف کا فیصلہ ہوتا ہی بنابریں فارابي نے اُسکا نام رئیس العلوم رکھا ہی — و بایں خیال کہ منطق آلۃ تحصیل علوم کسبیہ نظریہ عملیہ ہي اور مقصد اصلي وہ خود نہیں ہی شیخ رئیس نے اُسکا نام خادم العلوم تجویز کیا — اور ابو حیان نے تفسیر بحر محیط میں کہا ہی کہ جزیرہ اندلس میں منطق کا نام اہل منطق نے بخوف دار و گیر فقہا فعل رکھہ لیا تھا اور اس لفظ سے منطق مراد لیتے تھے تاکہ کوئي

نه جانے - تا اینکه ایک وزیر نے اپنے بیٹے کے لیئے منطق کي ایک کتاب خریدنا چاها تو بوجهه فقها اُسکو باخطا خرید کیا — باوجودیکه منطق اصل جمله علوم هی اور ذهن کي مقوم هی - غزالي نے فرمایا جو منطق نه جانتا هو اُسکا اعتبار کسي علم میں نهیں اور بعض علما کي راے هی که منطق جاننا فرض کفائي هی اور بعض نے کها که واجب عیني - اور شیخ بو علي سینا نے کها که جمله علوم کي تحصیل کے لیئے منطق عمده ذریعه اور معین هی اور جو منطق نهیں جانتا اور اُسکو نهیں سمجهتا اُسي نے اُسکو چهوڑ دیا اور اُسکے فواید سے انکار کیا بایںوجهه که جو شخص جو چیز نهیں جانتا وه اُسکا دشمن هوا کرتا هی - اور بعض لوگوں کو یهه خیال هوگیا که علم منطق باعث تشویش و برهمي عقاید دیںیه هو جاتا هی حالانکه منطق براے حفظ هی - اور منشا اس خیال کا یهه هوا که بعض اذکیا جنکو علوم شرعیه میں کامل مهارت نه تهي اور وه علم منطق میں مشتغل هوئے اور بعض علوم کے ادله و براهین کو اُنهوں نے اپنے ذهن میں مشکل جانا اور اُسکا جواب نه دے سکے تو وه شریعت اور اهل شریعت‌کو بنظر تحقیر دیکهنے لگے پس یهه خرابي خود اُس شخص کے فهم کي هی کچهه علم کا قصور نهیں هی - اور اهل علم نے کها هی که موید من‌الله جو لوگ هیں یا جنکا علم ضروري (بدیهي) هی وه تو منطق سے مستغني هیں اور علاوه اُن کے هر شخص منطق کا محتاج هی *

اب اگر کوئي یهه اعتراض کرے که جب اس درجه منطق کي حاجت و ضرورت هی تو ائمه اسلام و مقتدایان انام مثل مالک - شافعي - ابو حنیفه انکي بابت کیا فیصله هوگا کیونکه اُنکا منطق میں مشغول هونا تو نهیں سنا گیا نه کسي نے نقل کیا حالانکه منطق از جمله علوم فلسفیه هی اور جن لوگوں نے منطق کو عربي میں یونانی سے ترجمه کیا یا علوم اسلام میں منطق داخل کي اُنکي نهایت مذمت و توهین علماے اسلام نے کي هی — اور ابن تیمیه سے تو منقول هی وه کهتے هیں مجهے هر گز گمان نهیں که خداوند عالم مامون عباسي کو چهوڑ دے اور فلسفه اسلام میں داخل کرنے کي سزا اُنکو نه دے *

اس کا جواب یهه هی که مالک - شافعي - ابوحنیفه کے طبایع سلیمه و فطرة مستقیمه میں علم منطق بخود بخود بدون تعلیم و تعلم کے مرتکز تها صرف عبارات و اصطلاحات منطق وه لوگ نه جانتے تهے جیسا که نحو کا حال هی که قبل تدوین علم نحو اصطلاحات نحویه سے عرب واقف نه تهے مگر خلقة وصحیح طور سے بولتے چالتے تهے *

(۹) محمد امین الشهیر به ابن عابد بن المتوفی سنه ۱۲۵۲ هجري نے ردالمحتار میں بذیل قول درالمختار (و دخل فی الفلسفة المنطق) لکها هی *

انه الجزء الثاني منها کما قدمناه والمراد به المذکور فی کتبهم للا ستدلال علی مذاهبهم الباطلة لا منطق الاسلامیون الذي مقدماته قواعد اسلامیة فللوجه المقبول بحرمته بل سماه الغزالي معیار العلوم وتدالف فیه علماء الا سلام و منهم المحقق ابن الهمام فانه اتي منه ببیان المعظم فطالبه فی مقدمة کتابه التحریر الاصول *

مقدمه ص ۳۱

یعني حرمت فلسفه میں منطق بهي داخل هی کیونکه وه فلسفه کا جزو دوم هی جیسا که همنے سابقا بیان کیا - اور مراد اس منطق حرام سے وهي هی جو کتب فلاسفه میں اُنکے مذاهب باطله کے استدلال کے لیئے مذکور هوتي هی *

اب رهي منطق اسلامیون جسکے مقدمات قواعد اسلامي هیں اُس کے تو حرام هونے کي کوئي وجهه نهیں بلکه امام غزالي نے تو اُسے معیار العلوم کا نام دیا هی اور بهت سے علماء اسلام نے اُس میں کتب تصنیف و تالیف فرمائي هیں از جمله علماء مصنفین محقق ابن الهمام هیں جنهوں نے بهت طولاني اور عمده بیان درباب منطق اپني کتاب تحریر الاصول کے مقدمه میں لکها هی *

(۱۰) نیز قاضي شوکاني مذکور نے ادب الطالب میں لکها هی *

لایاس علی من رسخ قدمه فی العلوم الشرعیة ان یا خذ بطرف من اعظم مایصقل الافکار ویصفی القرایح ویزید القلب سرورا والنفس انشراحا کالعلم الریاضي والطبیعي والهندسة والهیئة والطب وبا لجملة فالعلم بکل فن خیر من الجهل

به بکثیر ولاسیما من رسخ نفسه للطبقة العلیة والمنزلة الرفیعة ودع عنک ماتسمعه من التشنیعات فانها شعبة من التقلید وانت بعد العلم باي علم من العلوم حاکم علیه بمالدیک من العلم غیر محکوم علمک واختبر لنفسک مایحلو ولیس یخشی علی من قدثبت قدمه في علم الشرع من شيء و انما یخشی علی من کان غیر ثابت القدم في علوم الکتاب والسنة فانه ربما یتزلزل وتحور قوته فاذاقدمت العلم بما قدمنا لک من العلوم الشرعیة فاشتغل بماشئت واستکثر من الفنون ماراءت وتبحر فی الدقایق ما استطعت وحارب من خالفک وعذلک وشنع علیک *

یعني جو شخص علوم شرعیه میں راسخ القدم هو أسکے لیئے فنون ریاضي - طبعي - هندسه - هیئت (جو فکروں کو صیقل و جلا اور طبایع کو صاف کرتے هیں اور سرور قلبي و انشراح نفسي بڑهاتے هیں) حاصل کرلے میں کچهه خوف نهیں هی — حاصل ایاکه علم هر فن أس کے نه جانئے سے بمدارج بهتر هی خصوصا أس شخص کے لیئے جسنے اپنے نفس کو طبقه عالیه اور منزلت رفیعه کے لیئے راسخ کرلیا هو - اور غیر علوم شرعي کي تحصیل پر جو تشنیعات تو سنتا هی أنکي جانب کچهه التفات نکر کیونکه یهه تشنیعات تقلیدي هیں - اور بعد ازیں که تو کوئي علم از جمله علوم حاصل کرے اس علم جدید حاصل کرده پر بوجهه علم سابق تو حاکم رهیگا اور علم سابق تیرا کچهه علم جدید کا محکوم نهوجاےگا اور پهر تجهے اختیار هی اپنے لیئے جو چیز بهتر هی أسے پسند کرلے - اور جو شخص علم شرع میں راسخ القدم هو أس پر تو کسي چیز سے کچهه خوف نهیں هی - هاں جو کوئي علم کتاب اور سنت میں راسخ القدم نهو أسکي بابت البته خوف هی کیونکه اکثر اوقات وه متزلزل هوجاتا هی اور أس کي قوت تهک جاتي هی - اور جب تو علوم شرعیه کو (جو همنے پهلے بیان کیئے) حاصل کرچکا هو تو پهر جس فن میں چاهے اشتغال کر اور بقدر استطاعت دقایق هر فن میں تبحر کمال حاصل کر - اور جو کوئي تیري اس باب میں مخالفت و ملامت کرے أسکا مقابله کر اور أسپر تشنیع کر *

اور پهر قاضي شوکاني نے اسي کتاب میں لکها هی

ومن ارادان یطلع علی علم الفلسفة فانه یحتاج الی معرفة العلم الریاضي والعلم الطبعي والعلم الالهي وهکذا علم الهندسة فمن جمع هذه العلوم الاربعة صار فیلسوفا والعلم بالعلوم الفلسفیة لاینافی علم الشرع بل یزید المتشرع الذي قد رسخت قدمه في علم الشرع غبطة بعلم الشرع ومحبة له لانه یعلم انه لاسبیل للوقوف علی ماحاول الفلاسفة الوقوف علیه الامن جهة الشرع *

یعني جس کسي کا اراده اطلاع علم فلسفه کا هو تو وه محتاج معرفت علم ریاضي - علم طبعي - علم الهي - علم هندسه کا هی - اور جو کوئي ان چاروں علوم کا جامع هو وه فیلسوف هی — اور علوم فلسفیه کا جاننا کچهه منافي علم شرع نهیں هی بلکه فلسفه خواهش و محبت علم شرع کي متشرع (راسخ القدم في علم الشرع) میں زیاده کردیتا هی اس لیئے که متشرع جانتا هی که اطلاع أس امر کي جس کي اطلاع کا قصد فلاسفه نے کیا هی بدون شرع ممکن نهیں هی *

(۱۱) محمد بن سلیمان بن محمد رفیع بن عبدالمطلب بن علی القنکاتفي نے (جو از جمله علماے اعلام و مجتهدین عظام مذهب شیعه هیں اور سنه ۱۲۹۵ هجري تک موجود تهے) کتاب قصص العلما میں کها هی *

مولف کتاب گوید که علم معقول بسیار علم خوب و محبوب است و فهم و ادراک بدون آن حاصل نمی شود بلکه فهمیدن کتاب توحید و حدوث عالم از اصول کافي وادراک معاني آن اخبار بدون تسلط در معقول ممکن نیست — لیکن در اول امر اگر طالب علم در حکمت تحصیل کند ذهنش مسا باشد که بمشرب ایشان مانوس و از شرع عاري شود و اذعان بمقاصد حکما نماید ..... بلے اول در علم منقول مسلط شود ازاں پس در حکمت کوشد تا ازجاده شرع خارج نشود و فاضل قمي در آخر قوانین بهمیں قسم تصریح فرموده *

(۱۲) نواب صدیق حسن خاں المتوفی سنه ۱۳۰۷ هجري تخمیلا نے ابجدالعلوم میں قاضي شوکاني المتوفی سنه ۱۲۵۵ هجري کي بهت طولاني عبارت درباب منطق نقل کي هی منجمله أسکے یهه هی *

قال الامام یحیی بن حمزة انکان الاطلاع علیه لقصد حل شبهة و نقضها جاز ذلک بل هوالواجب علی علماء الاسلام *

بعد اسکے پهر قاضي شوکاني نے اظهار حکم منطق کے لیئے تین مقدمات ممهد کیئے هیں — مقدمه اولی کا خلاصه یهه هی که علم منطق علم کفري هی واضع اُسکا ارسطاطالیس یونانی هی اور باجماع مسلمین از جمله علوم اسلامیه نهیں هی *

دوسرے مقدمه میں قاضي شوکاني نے اعتراف کیا هی که متاخرین علماے اسلام خصوصا ائمه اصول — وعلم بیان — ونحو — و کلام — وجدل چه از قسم اهل بیت وغیر اهل بیت سب نے بهت کچهه قواعد منطقیه کا استعمال اپنے مؤلفات میں (جو کوباب فنون مذکورة وغیر مذکورة هیں) فرمایا هی — اور محقق ابن الامام الحسین بن القاسم نے کو شرح غایة السئول میں بڑے زور شور سے جواز منطق کو بیان کیا هی اسطرح سے که علم اصول فقه میں کیفیت استنباط وطریقه استدلال مسایل شرعیه و طریقه دلایل بیان هوتا هی اور منطق میں طریقه استنباط و طریقه استدلال عام طور سے بیان هوتا هی تو اب اس راه سے اصول فقه ایک جز ازجمله جزئیات منطق اور ایک فرع فروعات منطق هوئي اور بلاشبهه اتقان اصل و تحصیل اصل کو تحصیل و اتقان فرع میں کمال درجه مدخلیت هی *

تیسرے مقدمه کا محصل یهه هی که کتب منطقیه جو همارے زمانه میں طلبه پڑهتے هیں جیسے ایساغوجي اور اُسکي شروح اور تهذیب اور اُسکي شروح اور شمسیه اور اُسکي شرحیں اور اسیطرح سے اور کتب مروجه حال یهه سب ایسي کتابیں هیں که انکو علماے اسلام نے مهذب کرلیا هی اور کدورات متقدمین جو خلاف قواعد اسلامیه تهیں وه سب نکال ڈالي هیں اور نهایت عمده اور نفیس اور یقیني مسایل چن لیئے هیں که جنکے جاننے سے بهت بڑي اعانت طالب علم کو دریافت دقایق علوم میں ملتي هی اور جو کوئي ان کتب کو نه پڑهے اور ان قواعد سے واقف نهو اُسکو ارباب تحقیق میں کوئي حظ نهیں اور پیش ارباب تدقیق اُسکي نظر غیر معتبر اور غیر صحیح هی بلکه اهل تحقیق کے یهاں سے ایسے شخص کو جو ان کتب کو نه جانتا هو سفیه واحمق وابله و بےعقل کا خطاب ملتا هی اور کم طاقت کها جاتا هی *

تا اینکه بعد تمهید ان مقدمات مذکوره قاضي شوکاني نے فرمایا که خلاصه بحث یهه هی که جو لوگ قایل تحریم منطق هیں اُنکے پاس کوئي دلیل کافي تحریم کي نهیں هی بجز اسکے که وه کهتے هیں که یهه علم کفری هی اور هم بهي تسلیم کرتے هیں که علم کفري هی مگر همارے اس زمانه میں تو اهم و عمدة الات علوم حلال و حرام هوگیا هی بلکه بهت سے معارف کا موقوف علیه هوگیا هی پس تجهے چاهیئے که تو بهي علم منطق میں مشتغل هو مگر ایسا اشتغال جیسا الات میں هوتا هی اور بهت انهماک اُس میں نکر اور مختصرات پر کفایت کر اور مطولات سے مثل شفا وغیره حذر کر *

آخر میں نواب صدیق حسن خاں نے بهي اسي قول کوپسند فرمایا هی اور تحسین کي هی *

(۱۳) نواب صدیق حسن خاں مرحوم المتوفی سنه ۱۳۰۷ هجري نے ابجد العلوم میں لکها هی *

اعلم ان النظر والمطالعة فی علوم الفلسفة یحل بشرطین احدهما ان لایکون خالي الذهن عن العقاید الاسلامیته بل یکون قویا في ذهنه راسخا علی الشریعة الشریفة والثانی ان لایتجاوز مسایلهم المخالفة للشریعة و ان تجاوز فانما یطالعها للرد لاغیر هذالمن ساعده الذهن والسن والوقت وساعده الدهر عمایفضیه الی الحرمان والا فعلیه ان یختصر علی الاهم وهو قدر مایحتاج الیه فیما یتقرب به الی الله تعالی ومالا بد منه فی المبداء و المعاد و المعاملات والعبادات والاخلاق والعادات *

یعني نظر و مطالعه علوم فلسفیه کا دو شرط سے جایز هی شرط اول یهه هی که عقاید اسلامیه سے ناظر و مطالع خالي الذهن نهو بلکه عقاید اسلامیه کو اُس کے ذهن میں قوت هو اور شریعت شریفه کا رسوخ هو — شرط دوم یهه هی که جو مسایل فلسفه مخالف شریعت هیں اُن میں افراط نکرے اگر افراط کرے بغرض تردید فلسفه هو اور کوئي غرض نهو — اور یهه بات اُس شخص کے لیئے هی جس کا ذهن اور سن اور وقت اُسکي مساعدت کریں اور زمانه مکاره سے نجات دے ورنه چاهیئے که اهم فالاهم پر اکتفا کرے — اور قدر ضروري علم سے وه چیز هی جو موجب تقرب الی الله هو اور جس کا جاننا مبدا — معاد — معاملات — عبادات — اخلاق — عادات میں ضروري هو *

فهرست علماء مجوزين فلسفه و منطق مذكوره بالا

مذهب فقهي	نام مختصر مشهور	اسم كامل معه ولديت و القاب وغيره	مقام	سنه وفات
شافعي	حليمي	ابو عبدالله الحسين بن محمد بن حليم الحليمي —	...	۴۰۳
,,	غزالي	محمد بن محمد ابو حامد الغزالي —	...	۵۰۵
,,	رازي	ابو عبدالله محمد بن عمر بن الحسين بن الحسن بن علي التميمي البكري الطبرستاني الشافعي —	...	۶۰۶
حنبلي وشافعي	آمدي	ابوالحسن علي بن ابي علي محمد بن سالم —	...	۶۳۱
مالكي	ابن حاجب	ابو عمر عثمان بن عمر بن ابي بكر بن يونس الفقيه المالكي —	...	۶۴۶
شافعي	...	ابن عبدالسلام —	...	۶۶۰
	...	سيد ركن الدين حسن بن محمد الحوي الاستراباذي —	...	۶۸۴
	بيضاوي	قاضي ناصرالدين عبدالله بن عمر البيضاوي —	...	۶۸۵
	ابن دقيق العيد	تقي الدين بن دقيق العيد محمد بن علي الشافعي —	...	۷۰۲
	قطب شيرازي	قطب الدين محمود بن مسعود الشيرازي —	...	۷۱۰
شيعي	علامه حلي	جمال الدين بن مطهر بن حسن بن يوسف الحلي —	حله	۷۲۶
شافعي	...	برهان الدين ابراهيم بن عبدالرحمان بن الفركاح الفزاري —	...	۷۲۹
	ايجي	عضدالدين عبدالرحمان بن احمد الايجي —	...	۷۳۴
	...	عثمان بن عبدالملك الكردي المصري —	...	۷۳۸
	...	محمد بن محمد السفاقسي —	...	۷۴۴
	خلخالي	شمس الدين محمد بن مظفر الخلخالي —	...	۷۴۵
	ابوحيان	محمد بن يوسف بن علي بن حيان مصنف تفسير بحر والمحيط —	...	۷۴۵
	...	ابوالثنا شمس الدين محمود بن عبدالرحمان الاصفهاني —	...	۷۴۹
	...	مجدالدين اسماعيل بن يحيى الرازي —	...	۷۵۰
	ابن النقاش	كمال الدين محمد المعروف بابن النقاش الطرابلسي —	...	...
	...	زين الدين ابوالحسين علي بن حسين الموصلي —	...	۷۵۵
شافعي	...	محب الدين ابوالثنا محمود بن الشيخ علاءالدين علي القونوي ثم القاهري —	...	۷۵۸
,,	...	هارون بن عبدالوليد بن عبدالسلام المرافي —	...	۷۶۴
مالكي	...	خليل بن اسحاق الجندي —	...	۷۶۷

مذهب فقهی	نام مختصر مشهور	اسم کامل معه ولدیت و القاب وغیره	مقام	سنه وفات
مجتهد مذاهب اربعه	علامه سبکی	تاج‌الدین عبدالوهاب بن علی السبکی —	مصر	۷۷۱
		بهاءالدین احمد السبکی —	...	۷۷۳
		شیخ امام محمد بن یوسف الکرمانی —	...	۷۸۶
حنفی		شیخ اکمل‌الدین محمد بن محمود البابیوری —	...	۷۸۶
		ضیاءالدین عبدالعزیز الطرطوسی —	...	...
	تفتازانی	سعدالدین مسعود بن عمر التفتازانی —	...	۷۹۱
		احمد بن محمد الزبهری الاسکندری —	...	۸۰۱
مالکی		بهرام بن عبدالمالکی —	...	۸۰۵
		برهان‌الدین محمد بن محمد الاسدی الندسی —	...	۸۰۸
	سید شریف	علی بن محمد جرجانی —	...	۸۱۶
		عزالدین محمد بن ابی بکر بن جماعه (محشی شرح علامه سبکی)	...	۸۱۹
	قناری	شمس‌الدین محمد بن حمزة القناری —	...	۸۳۴
شافعی		شهاب‌الدین احمد بن حسین الرملی الشافعی —	...	۸۴۴
حنفی	ابن الهمام	کمال‌الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود السیراسی ثم السکندی —	...	۷۹۰ ولادت
	علامه قوشجی	علاءالدین علی بن محمد القوشجی —	...	۸۸۹
	خواجه زاده	علامه خواجه زاده محمد بن مولی —	...	۹۰۳
	قاضی زاده	فاضل قاضی زاده قوام‌الدین یوسف بن علی الرومی —	...	۹۴۲
	میرم چلپی	محمود بن محمد بن قاضی زاده —	...	۹۳۱
	ابن الکمال	مولی احمد بن سلیمان معروف بابن کمال —	...	۹۴۰
		الفاضل ابن المرید —	...	...
		الفاضل ابن الهمائی —	...	...
	حافظ	محمد بن احمد معروف به حافظ —	...	۹۵۷
شافعی	ابن حجر مکی	شهاب‌الدین احمد بن الحجر المکی الهیتمی —	...	۹۷۳
	میرزاجان	میرزا جان حبیب الشیرازی —	...	۹۹۴
حنفی	حموی	سید احمد بن الحنفی الحموی —	...	۱۰۹۷

مذهب فقهي	نام مختصر مشهور	اسم کامل معه والدیت و القاب وغیره	مقام	سنه ولادت
	ابن عابدین	محمد امین —	...	۱۲۵۲ تالیف کتاب
مجتهد مجتهد فیه	شوکاني تنکالتي	محمد بن علي بن محمد الشوکاني الیمني الصنعاني —	یمن	۱۲۵۵
		محمد بن سلیمان بن محمد رفیع بن عبدالمطلب بن علي التنکالتي —	تنکان	۱۲۹۵
		نواب صدیق حسن خان بن اولاد حسن قنوجي —	بهوپال	تک زنده تھے ۱۳۰۷

فهرست اسماء مجوزین منطق و فلسفه مذکورین بالا جنکے سنه وفات نهیں ملے

سیف الدین احمد ایهي *
یحیی بن حمزة *
حسین القاسم شارح غایة السئول *
شیخ الاسلام زکریا *
امام ابن حزمه * باقي آینده

نواب اعظم یار جنگ

نمبر ۴۳

الملل والنحل

علی ما صرح به ابو محمد المعروف بابن الحزم

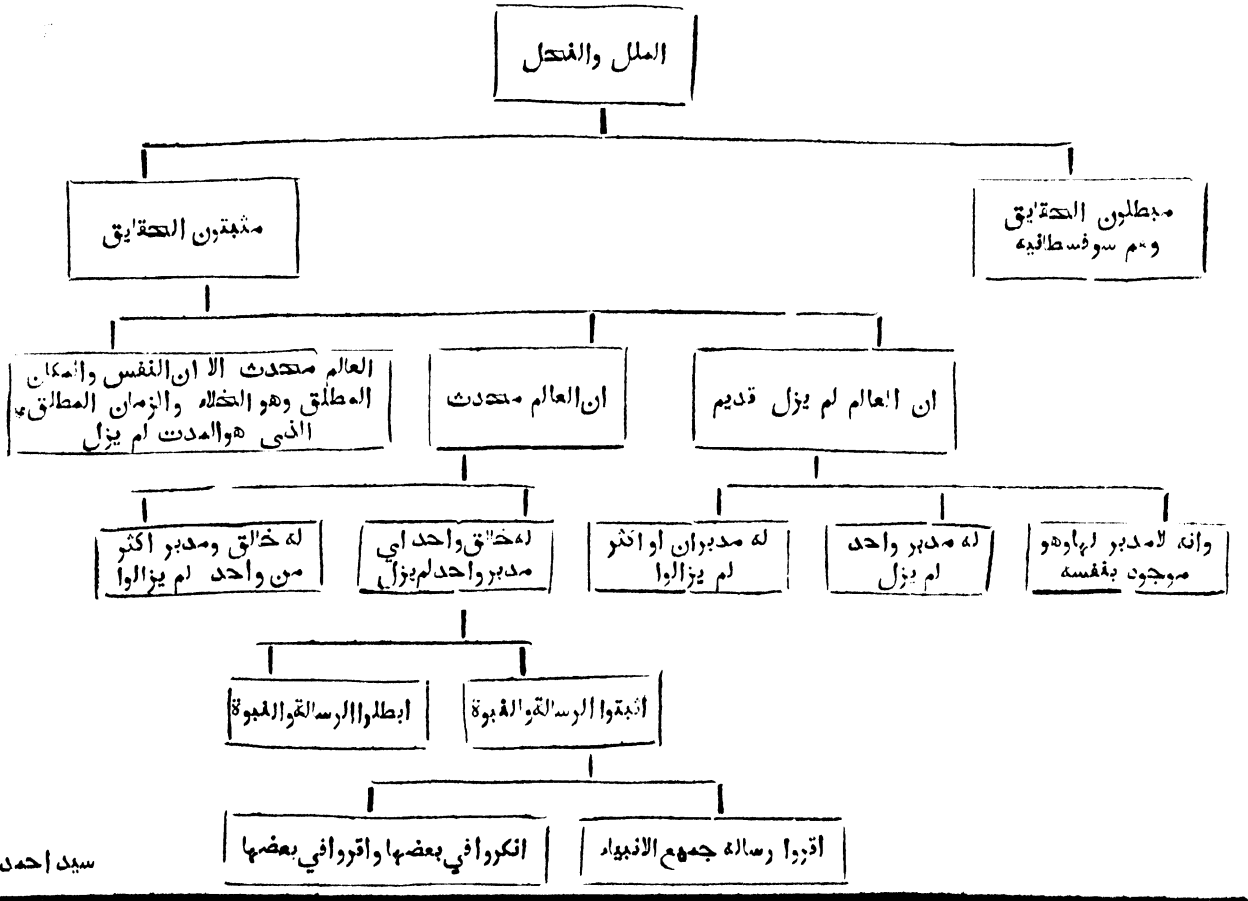

سید احمد

علیگڈه انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتاز الدین چهپا اور مشتهر هوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۲ ھجری سنہ ۱۳۲۴ نبوی [نمبر ۷

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

التناسخ

روح کے ایک جسم سے تعلق چھوڑ کر دوسرے جسم سے تعلق کرلینے کو تناسخ کہتے ہیں *

جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جسطرح جونک اپنی دم کو ایک جگہہ جماتی ہی پھر جب تک اپنے مونہہ کو دوسری جگہہ نجمالے دم کو نہیں ہٹاتی اور جگہہ نہیں چھوڑتی اسیطرح روح جس جسم سے اُسکو تعلق ہوگیا ہی جب تک وہ دوسرے جسم سے تعلق نہیں کرلیتی پہلے جسم سے تعلق نہیں چھوڑتی - اور جس جسم سے اُس نے تعلق چھوڑا ہی وہی اُس جسم کی موت ہی *

اس سے لازم آتا ہی کہ وہ ایسے جسم سے تعلق کرتی ہی کہ اُس سے پہلے کسی اور روح نے اُس جسم سے تعلق نہ کرلیا ہو ورنہ ایک جسم میں دو اور تین اور اس سے بھی زاید روحونکا تعلق ہونا لازم آویگا اور یہہ منافی اُس وجہہ کے ہی جس کی بنا پر تناسخ کے ماننے والوں نے تناسخ کو مانا ہی *

جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں وہ ہر جاندار جسم میں روح مانتے ہیں اور اس لیئے اُنکے دو فرقے ہوگئے ہیں *

ایک فرقہ وہ ہی جو یہہ کہتا ہی کہ جب روح ایک جسم سے مفارقت کرتی ہی تو دوسرے جسم میں چلی جاتی ہی گو کہ وہ جسم اُس جسم کی نوع نہو جس سے اُس نے مفارقت کی ہی — یعنی یہہ بات ممکن ہی کہ گدھے کی روح جب وہ مرنے لگے انسان کی جون میں چلی آوے اور انسان کی روح جب وہ مرنے لگے گدھے کی جون میں چلی جاوے - احمد ابن حایط اور احمد ابن بابوس جو اُس کا شاگرد تھا اور ابو مسلم خراسانی اور محمد ابن ذکریا رازی طبیب ابو فراسطہ کا یہی مذہب تھا اور ظاہرا یہی مذہب ہندوؤنکا بھی ہی — مگر رازی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہی کہ جب جانور مارڈالے جاتے ہیں تو اُنکی روح انسان کی جون میں چلی جاتی ہی *

دوسرا فرقہ کہتا ہی کہ ایک قسم کے جانوروں کی روح دوسری قسم کے جانوروں میں نہیں جاتی بلکہ ہم قسم جانوروں میں جاتی ہی یعنی انسان کی انسان میں گدھے کی گدھے میں شیر کی شیر میں و علی ہذا القیاس *

پس اگر تناسخ کو مانا جاوے تو ایک جسم کی روح کا دوسرے جسم سے اُسوقت تعلق ہوگا جبکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں یا انڈے کے اندر یا سڑے ہوئے مادہ میں ہو جس سے حشرات الارض پیدا ہوتے ہیں اور کسی اور روح نے اُس سے تعلق نکرایا ہو *

یہودی اور عیسائی اور جمہور مسلمان تناسخ کے منکر ہیں اور مسلمان تو اُن لوگوں کو جو تناسخ کے قایل ہیں کافر قرار دیتے ہیں بہر حال جو لوگ تناسخ کے ہونیکا دعوی کرتے ہیں اُنپر بار ثبوت ہی تاکہ وہ اپنے اُس دعوے کو ثابت کریں *

اس دعوی کے اثبات کے لیئے دو قسم کی دلیلیں ہوسکتی ہیں عقلی و نقلی — نقلی دلیلوں تو محض بیکار ہیں اسلیئے کہ وہ دوسرے مذاہب والوں پر حجت نہوں ہوسکتیں بلکہ خود اُسی مذہب کے پیرو بھی اُن نقلی دلیلوں پر بحث کرسکتے ہیں کہ آیا اُن سے وہ دعوی ثابت ہوتا ہی یا نہیں جیسیکہ خود مسلمانوں نے احمد ابن حایط اور احمد ابن دایوس اور ابو مسلم خراسانی اور محمد ابن ذکریا اور فراسطہ کی اُن دلیلوں کو رد کیا ہی جنکو اُنہوں نے بطور نقلی دلیل کے بیان کیا تھا *

باقی رہی عقلی دلیل اگر دلیل عقلی یقینی سے تناسخ ثابت ہو تو بلاشبہہ اُسکو ماننا پڑیگا — دلیل عقلی دو چیزوں پر مبنی ہوتی ہی ایک محسوسات محققہ پر — مثلاً زید ہمارے سامنے کھڑا ہی تو ہمکو یقین ہی کہ زید موجود ہی — دوسری عقلیات پر جو اولیات پر مبنی ہیں اولیات سے ایسے امور مراد ہیں جنمیں غور و فکر کی حاجت نہو جیسے ہمارا یہہ کہنا کہ دس زیادہ ہیں تین سے یا یہہ کہ ہونا اور نہونا یا حادث و قدیم یا موجود و معدوم یا واجب و ممتنع ایک جگہہ اور ایک چیز میں جمع نہیں ہوسکتے *

پس تناسخ کے اثبات کے لیئے کوئی حسی دلیل تو موجود نہیں ہی جبکہ انسان کے یا حیوان کے کوئی بچہ پیدا ہوتا ہی تو کوئی حسی دلیل اسبات پر نہیں ہوتی کہ اُس میں کسی دوسرے جسم کی روح آگئی ہی اور نہ وہ پیدا ہونے پر یا چھٹپنے میں یا بڑا ہوکر یا مرتے وقت یہہ نہیں کہتا اور نہ بتاتا ہی اور نہ یقین دلاسکتا ہی کہ اُس میں دوسرے جسم کی روح آئی تھی اور نہ دیکھنے والے کسی حالت میں جان سکتے ہیں کہ اُس میں دوسرے جسم کی روح تشریف فرما ہوئی ہی — عقلیات اولیات میں سے بھی کوئی دلیل اسبات پر کہ اس آدمی کے یا گدھے کے بچے میں دوسرے جسم سے روح آئی ہی موجود نہیں ہی پس دلایل عقلی سے تناسخ کا ثابت ہونا غیر ممکن ہی *

جو لوگ تناسخ کے قایل ہیں اُنکی اول دلیل یہہ ہی کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی اول تو اسکا کیا ثبوت ہی کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی دوسرے یہہ کہ کبھی روح مادہ سے علاحدہ بھی تھی یا نہیں اگر تھی تو یہہ قول کہ روح بے تعلق مادہ کے نہیں رہتی غلط ہوجاتا ہی — اور اگر بے تعلق مادہ کے کبھی نہیں تھی تو مادہ میں تھی اس صورت میں وہ خواص مادہ سے ایک خاصہ ہوجاتی ہی اور سرے سے روح کا وجود ہی باطل ہوجاتا ہی اور یہہ قول کہ ایک جسم سے دوسرے جسم میں آجاتی ہی سراسر ساقط ہوجاتا ہی مثلاً کسی جاندار کے مرجانے سے اُسکا مادہ کسی حالت میں معدوم نہیں ہوتا پس روح کو اُس مادہ کے چھوڑ دینے کی کوئی وجہہ نہیں ہی *

دوسری دلیل اُنکی یہہ ہی کہ روح غیر متناہی ہی اور عالم بھی غیر متناہی ہی اور اسلیئے روح ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہی *

اس سے زیادہ کوئی پوچ دلیل نہوں ہوسکتی — کیونکہ عالم اور روح کے غیر متناہی ہونے سے روح کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانا لازم نہیں آتا اور بالفرض اگر روح بھی غیر متناہی ہی تو روح کو ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونیکی کیا ضرورت ہی — اگر یہہ کہا جاتا کہ روح متناہی ہی اور عالم غیر متناہی — تو روح کے ایک جسم سے دوسرے جسم میں جانے کے لیئے کوئی وجہہ ہوسکتی تھی مگر اُن لوگوں کو یہہ ثابت کرنا کہ روح متناہی ہی اُن کے اصول کے موافق نا ممکن ہی *

تیسری دلیل اُن کی ثواب اور عذاب پر اور انسانوں کے مختلف طبایع پیدا ہونے پر مبنی ہی - وہ کہتے ہیں کہ انسانوں کی طبایع مختلف ہیں — کوئی سلیم الطبع ہی اور کوئی اُس کے برخلاف - کوئی امراض میں مبتلا ہی اور کوئی صحیح و تندرست و خوشحال — کوئی مفلس ہی اور نہایت مصیبت میں بسر کرتا ہی اور کوئی متمول ہی اور عیش و آرام سے زندگی کاٹتا ہی — اور انسانوں کو بلا کسی وجہہ کے ایسی مختلف حالت میں پیدا کرنا خدا تعالی کے عدل کے برخلاف ہی کیونکہ اگر اُسنے بلا کسی وجہہ کے ایسی مختلف حالات میں پیدا کیا ہو تو خدا عادل نہیں رہتا - اس لیئے وہ یہہ کہتے ہیں کہ خدا نے اولاً انسانوں کو ایک حال میں پیدا کیا تھا اور اُنکو اپنے افعال کا اختیار دیا تھا - مگر جب اُس نے اچھے یا برے کام کیئے تو اُس کے افعال کی جزا یا سزا میں اُسکی روح کو دوسری جون میں بدلدیا تاکہ وہ اپنے افعال کی جزا یا سزا پاوے اور دوسری جون میں جیسے وہ افعال کرتا ہی نیک یا بد اُنکی جزا یا سزا میں تیسری جون میں بدلدیتا ہی اچھی میں یا بری میں - تاکہ اُن افعال کی جزا یا سزا پاوے — و ہکذا ثم ہکذا *

اس بیان سے اُن لوگوں کا مذہب جو یہہ کہتے ہیں کہ انسان کی روح حیوان میں اور حیوان کی روح انسان کی جون میں آتی ہی بالکل باطل ہوجاتا ہی — کیونکہ خدائے تعالی نے تمام حیوانوں کو اُسی خصلت پر جو اُنکو دی ہی پیدا کیا ہی - نہ وہ کوئی افعال نیک کرسکتے ہیں جو اُن کے نیچر میں نہیں ہی اور نہ افعال بد کرسکتے ہیں جو اُن کے نیچر میں نہیں ہی - اور اس لیئے وہ کسی جزا یا سزا پانیکے قابل نہیں ہیں - پھر کوئی وجہہ نہیں ہی کہ کسی حیوان کی روح بعوض ثواب اعمال کے انسان کی جون میں آسکے اور اگر کسی انسان کی روح کسی حیوان میں چلی گئی ہی تو ممکن نہیں کہ اُس سے وہی افعال صادر نہوں جو اُس حیوان کے لیئے مخصوص ہیں اور اس لیئے وہ کبھی حیوانی جون سے چھٹکارا نہیں پاسکتی اور پھر انسان کی جون میں نہیں آسکتی *

نقل مشہور ہی کہ ایک راجہ کی دارالسلطنت کے قریب ایک بہت بڑا تالاب تھا — جب وہ راجہ مرا تو برہمنوں نے اُس کے بیٹے سے کہا کہ مہاراج نے مچھلی کی جون میں جنم لیا ہی اور اسی تالاب میں وہ مچھلی رہتی ہی - پھر جب تک کہ وہ دوسری جون میں نجاویں اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے *

راجہ نے حکم دیدیا کہ اس تالاب کی مچھلی کوئی نہ مارے ایک شخص نے پنڈت جی سے پوچھا کہ اچھے اور برے کاموں کے لحاظ سے جون بدلا جاتا ہی — مچھلیاں تو سب ایک ہی سا کام کرتی ہیں نہ بھلا کریں نہ برا کریں — پھر مہاراج مچھلی کی جون سے دوسری جون میں کیونکر جاوینگے — مگر پنڈت جی کی شاستر نے اس کا کچھہ جواب نہ دیا *

اب باقی رہی یہہ بات کہ انسانکی روح دوسرے انسانکی جون میں جاتی ہی اور بلحاظ اعمال کے مختلف حالتیں انسان کی پیدا ہوتی ہیں - تو اول ہم یہہ پوچھینگے کہ جو حالتیں انسان کی بلحاظ طبع سلیم اور غیر سلیم ہونے کے ہوتی ہیں اور جس طرح انسان کو مختلف امراض لاحق ہوتے ہیں اور جس طرح کہ کوئی رنج و مصیبت میں اور کوئی عیش و آرام میں رہتا ہی وہی تمام حالتیں حیوانات پر بھی گذرتی ہیں اور جو نیچر حیوانات کے از روے خلقت کے ہیں وہ ہمیشہ یکساں رہتے ہیں — شیر ہمیشہ انسان کو پھاڑتا رہتا ہی — بلی ہمیشہ چوہے کو کھاتی رہتی ہی — حیوانات کے اُن افعال میں جو از روے خلقت کے اُن میں ہیں کچھہ تغیر و تبدیل نہیں ہوتی — نہ وہ کچھہ ثواب کما سکتے ہیں نہ عذاب — پھر حیوانات کے حالات میں کیوں تغیر واقع ہوتا ہی *

علاوہ اس کے انسان ہو یا حیوان — اُس سے جو افعال صادر ہوتے ہیں وہ بمقتضاے اُس ترکیب جسمانی کے صادر ہوتے ہیں جسکو صورت نوعی کہتے ہیں اور وہ کسی طرح تبدیل نہیں ہوسکتی — قرآن مجید بھی اسی کی گواہی دیتا ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی لاتبدیل لخلق اللہ - پس بالفرض اگر کسی انسانکی روح کسی دوسرے انسان میں آبھی گئی ہو تو اُس سے کچھہ فائدہ نہیں - کیونکہ اُس سے وہی

افعال صادر ہونگے جو مقتضا اُس کی ترکیب اعضا کے ہیں اور جو افعال کہ انسان سے بمقتضاے اُسکے نیچر یعنی ترکیب اعضا کے صادر ہوتے ہیں اور جنکے تبدیل پر اُسکو قدرت نہیں رکھی گئی اُسپر گناہ اور ثواب مرتب نہیں ہوتا — جیسا کہ خدا نے فرمایا ہی — لایکلف اللہ نفساً الا وسعہا — مثلاً عنین محض سے نہ ارتکاب زنا واقع ہوتا ہی اور نہ زنا نکرنے سے اُسکو کچھہ ثواب ملتا ہی — پس یہہ ایک محض غلط خیال ہی کہ انسان کا تغیر حال اُسکی پہلی جون کے اعمال کے سبب سے ہوتا ہی *

خدا کا عدل اُسکی تمام مخلوقات پر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہی — اُس نے اپنی تمام مخلوقات میں باحظاظ اُن حاجتوں اور ضرورتوں کے جو اُن میں پیدا کی ہیں سامان مہیا کردیئے ہیں — اگر کوئی شخص ایک ادنے سے ادنے پیشہ کو غور کرے یا ایک بڑے سے بڑے جسم مخلوق پر غور کرے یا انسان پر جس کو اشرف المخلوقات کہتے ہیں غور کرے تو کوئی شخص یہہ نہیں کہہسکتا کہ فلاں چیز کی اس میں ضرورت تھی اور اس میں پیدا نہیں کی گئی — تغیر حالات انسان کے ہوں یا حیوان کے وہ اُس نیچر کے تابع ہیں جس پر خدا نے اس دنیا کو پیدا کیا ہی — اُن تغیرات کے سبب خدا کو عادل یا غیر عادل تصور کرنا محض نادانی اور نیچر کے انتظام سے محض تجاہل ہی *

اب ہم مذہبی طور سے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قران مجید میں تناسخ سے صاف انکار کیا گیا ہی *

سورہ مومنون میں خدا نے انسان کے مرنے کے وقت کی حالت کو اس طرح فرمایا ہی "جبکہ اُن میں سے کسی کی موت آوے تو کہے اے میرے پروردگار مجھکو لوٹا دے (دنیا میں) تو کہ میں دنیا میں جسکو میں نے چھوڑا ہی نیک کام کروں — (اُسکا جواب ملیگا) ہرگز نہیں یہہ ایک بات ہی وہی اُسکا کہنے والا ہی اور اُنکے سامنے برزخ ہی اُس دن تک کہ اُٹھائے جاوینگے" *

حتی اذا جاء احدھم الموت قال رب ارجعون — لعلی اعمل صالحاً فیما ترکت کلا انھا کلمۃ ھو قایلھا و من ورائھم برزخ الی یوم یبعثون (آیت ۱۱۱)

شاہ عبدالقادر صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن کے فائدہ میں لکھا ہی کہ "معلوم ہوا یہہ جو لوگ کہتے ہیں آدمی مرکر پھر آتا ہی سب غلط ہی قیامت کو اُٹھینگے اُس سے پہلے ہرگز نہیں" *

جب آدمی مرنے لگتا ہی اور اُسکو یقین ہوتا ہی کہ موت آگئی اب نہیں بچیگا اور اپنے اعمال بد اُسکو یاد آتے ہیں اور وہ کہتا ہی کہ اگر بچ جاؤں اور دنیا میں پھر جاؤں تو اعمال نیک کرونگا — مگر خدا کہتا ہی کہ اب ہرگز دنیا میں جانا نہیں ہونے کا بلکہ تیرے آگے برزخ ہی تفسیر ابن عباس میں برزخ کی تفسیر قبر سے کی ہی یعنی اب قبر میں جانا ہی — مگر برزخ دراصل روح کی وہ حالت ہی جو بعد مفارقت کے جسم سے حشر و نشر تک رہتی ہی *

اسکے آگے خدا نے فرمایا ہی کہ "پھر جب صور میں پھونکا جاویگا تو اُسدن اُن میں باہم کچھہ قرابت نہوگی اور نہ ایک دوسرے کو پوچھیگا — پھر جس کا پلہ بھاری ہوا تو وہی ہیں فلاح پانے والے اور جس کا پلہ ہلکا ہوا پھر وہی لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنا آپ نقصان کیا ہمیشہ جہنم میں رہینگے" پس یہہ آیت صاف تناسخ کو باطل کرتی ہی *

فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتسألون فمن ثقلت موازینہ فاولئک ھم المفلحون و من خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسھم فی جھنم خالدون — (آیت ۱۱۲ لغایت ۱۱۴)

علاوہ اسکے نہایت کثرت سے قرآن مجید میں متعلق حشر کے آیتیں ہیں جیسیکہ "و یوم یحشر ھم جمیعا (انعام ۱۲۸) ان ربک و ھو یحشر ھم انہ علیم حکیم (الحجر ۱۵) ولئن متم او قتلتم لالی اللہ تحشرون (آل عمران ۱۵۲) وھو الذی الیہ تحشرون (انعام ۷۱) ونحشرھم یوم القیامۃ (الاسری ۹۹) اور یہہ سب آیتیں اسبات پر دال ہیں کہ بعد مرگ قیامت میں حشر ہوگا *

علاوہ ان آیتوں کے بہت سی آیتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہی کہ جزا و سزا کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا *

جیسکہ خدا نے فرمایا ہی — " اور ہم رکھیں گے ترازو عدل کی قیامت کے دن — پھر کسی شخص پر ذرا بھی ظلم نہوں کیا جاویگا — اور اگر اُسکے عمل رائی کے دانہ کی برابر بھی ہونگے تولائے جاوینگے اور ہم پورا حساب کرنے والے ہوں — پس تناسخ پر یقین کرنا اور یہہ سمجھنا کہ بسبب اعمال نیک یا بد کے انسان کی روح نکل کر دوسرے جسم اچھے یا برے میں چلی جاتی ہی اور اسی دنیا میں بذریعہ تنقل روح ایک اجسام سے دوسرے اجسام میں انسان کو اُسکے اعمال نیک اور افعال بد کی سزا دی جاتی ہی برخلاف ان تمام آیتوں کے بلکہ برخلاف تمام قران مجید کے ہی اور اسی لیئے علما اُن تمام لوگوں کو جو تناسخ پر اعتقاد رکھتے ہیں کافر بتاتے ہیں *

ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا و کفی بنا حاسبین — (سورہ انبیاء آیت ۴۸)

اگلے زمانہ کے چند مسلمانوں نے جن کے نام ہم نے اوپر بیان کیئے ہیں قران مجید کے دو مقاموں سے تناسخ کے ہونے پر نہایت ناداني سے استدلال کیا تھا — اور وہ دو مقام یہہ ہیں *

پہلا مقام وہ ہی جہاں سورہ انفطار میں خدا نے فرمایا ہی — " کہ اے انسان کس چیز نے تجھکو غرور میں ڈالا اپنے پروردگار بزرگوار سے — جس نے پیدا کیا تجھکو پھر سڈول کیا تجھکو اور معتدل کیا تجھکو — جس صورت میں چاہا ترکیب دیا تجھکو *

یا ایہا الانسان ما غرک بربک الکریم الذي خلقک فسوک فعدلک في ای صورۃ ماشاء رکبک — (آیت ۶-۷-۸)

جو شخص جس کو ذرا بھی عقل ہی الفاظ " في ای صورۃ " سے تناسخ کا ثابت ہونا خیال بھی نہیں کرسکتا ان لفظوں میں کوئی بھی اشارہ تناسخ کی طرف نہیں ہی اور خصوصاً جبکہ اور تمام آیتیں تناسخ کے برخلاف ہیں تو ان مجمل لفظوں سے تناسخ سمجھنا کس قدر بعید از عقل ہی *

ہم خود انسانوں کو دیکھتے ہیں کہ ایک کی صورت دوسرے کی صورت سے نہیں ملتی — نہ خوبصورتوں کی خوبصورتوں سے ملتی ہی نہ بدصورتوں کی بدصورتوں سے ملتی ہی — ہر ایک کا خال خط — آنکھہ ناک چہرہ — ہاتھہ پانوں — باوجود ایک نوع ہونے کے ایک دوسرے سے مختلف ہیں — اور اسی سبب سے ایک دوسرے سے پہچانا جاتا ہی زبان کے مختلف ہونے اور رنگ کے مختلف ہونے کو خدا نے اپنی نشانیوں میں سے بیان کیا ہی — جہاں فرمایا ہی " و من آیاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم والوانکم (سورہ روم آیت ۲۱) یا ایں ہمہ سب کے اوپر فسوک فعدلک کا مضمون صادق آتا ہی پس خدا تعالی نے فرمایا کہ " في ای صورۃ ماشاء رکبک " ان لفظوں سے اور تناسخ سے کچھہ بھی تعلق نہیں ہی *

دوسرا مقام وہ ہی جہاں سورۃ الشوری میں فرمایا ہی کہ (خدا) پیدا کرنے والا ہی آسمانوں اور زمین کا — پیدا کیا تمھارے لیئے تمھاری جنس سے جوڑا اور چوپایوں سے جوڑا پھیلاتا ہی تم کو اس میں (یعنی جوڑا پیدا کرکے میں) *

فاطر السموات والارض جعل لکم من انفسکم ازواجا ومن الانعام ازواجا یذروکم فیہ — (سورہ ۴۲ آیت ۹)

اس آیت کا مطلب صرف اس قدر ہی کہ انسان کے لیئے بھی اُسی کی مثل ایک جوڑا پیدا کیا ہی اور حیوانوں کے لیئے بھی جوڑا پیدا کیا ہی (یعنی اُنھوں کی مثل) — پھر کوئی شخص نہیں سمجھہ سکتا کہ اس آیت سے تناسخ کو کچھہ بھی تعلق ہی *

اس زمانہ میں بھی بعض اہل اسلام تناسخ کو صحیح جاننے پر مایل ہیں — جو استدلال کہ اُنکو اختلاف حالات انسان پر ہی اُس کا جواب ہم اُوپر دے چکے ہیں — مگر علاوہ اُسکے وہ قران مجید کی بھی دو آیتوں پر استدلال کرتے ہیں *

پہلی آیت یہہ ہی — جہاں خدا نے فرمایا ہی — بے شک تمنے جان لیا ہی اُن لوگوں کو جنھوں نے تم میں سے زیادتی کی سبت یعنی شنبہ کے دن میں پھر ہم نے اُنکو کہا کہ ہوجاؤ بندر پھٹکارے پھر کیا ہم نے اس واقعہ یعنی بندر

ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم في السبت فقلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین — فجعلناہا نکالا لما بین یدیہا وما خلفہا وموعظۃ للمتقین — (سورہ بقر آیت ۶۱ و ۶۲)

ہوجانیکو عبرت اُن لوگوں کے لیئے جو اُن کے سامنے یعنی اُس زمانہ میں تھے اور اُن کے لیئے جو اُنکے بعد آویں اور نصیحت پرہیزگاروں کے لیئے *

اور اسی کی مثل یہہ آیت ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی — پھر جب اُنہوں نے تکبر کیا اُس چیز سے جس سے ہمنے اُنکو منع کیا تھا ہم نے کہا اُن کو کہ ہوجاؤ بندر پھٹکارے *

فلما عتوا عما نھوا عنہ قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین — (سورہ اعراف آیت ۱۶۶)

دوسری آیت جس پر وہ استدلال کرتے ہیں یہہ ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی کہ — کہدے اے پیغمبر کہ کیا میں تمکو خبر دوں اس سے بھی بدتر کی جزا میں اللہ کے نزدیک جسکو لعنت کی اللہ نے اور اُس پر غصہ ہوا اور کردیئے اُن میں سے بندر اور سؤر اور شیطان کے پوجنے والے یہہ لوگ بدتر ہیں باعتبار مکان کے اور زیادہ گمراہ ہیں سیدھے راستہ سے *

قل ھل انبئکم بشر من ذالک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شر مکانا واضل عن سواء السبیل — (سورہ مایدہ آیت ۶۵)

ان آیتوں میں جو یہہ لفظ ہیں قلنا لھم کونوا قردۃ خاسئین — وجعل منھم القردۃ والخنازیر — ان لفظوں سے وہ تناسخ پر استدلال کرتے ہیں — مگر وہ صریح غلطی میں ہیں — کیونکہ جب تمام قران مجید میں تناسخ کے برخلاف کثرت سے آیتیں موجود ہیں تو ان آیتوں کو تناسخ پر محمول کرنا محض غلطی ہی — قطع نظر اس کے یہہ آیتیں کسیطرح تناسخ پر محمول نہیں ہوسکتیں — ہم اُس بحث کو چھوڑ دیتے ہیں جس سے ان الفاظ کا بطور کنایہ اور استعارہ ہونا ثابت ہوتا ہی — بلکہ ہم اُس کے لفظی معنی لیکر بتاتے ہیں کہ کسیطرح ان لفظوں سے تناسخ پر استدلال نہیں ہوسکتا *

تناسخ بعد مرنے کے ایک جسم کی روح کا دوسرے جسم سے متعلق ہونا ہی یہاں خدا نے فرمایا ہی کہ " کونوا قردۃ " کہ ہوجاؤ بادر یعنی اسی حیات میں جسمیں کہ ہو بندر ہوجاؤ — جسکا نتیجہ مسخ ہوجانا نکلتا ہی — نہ تناسخ — اسیطرح دوسری جگہہ فرمایا ہی و جعل منھم القردۃ والخنازیر یعنی کردیا اُنکو بادر اور سؤر — یعنی اُنکی حیات موجودہ ہی میں بندر اور سؤر کردیا — پس اس سے بھی اگر نکلتا ہی تو مسخ ہونا نکلتا ہی نہ تناسخ چنانچہ سورہ بقر میں بندر ہوجانے کے بعد فرمایا ہی کہ ہم نے اُس واقعہ کو اُنکے لیئے جو لوگ موجود تھے اور جو بعد کو آنے والے تھے عبرت کیا ہی اگر اُنکا تناسخ بندروں میں ہوتا یعنی اُنکی روحیں مرنے پر بندروں کی جون میں چلی گئی ہوتیں تو اُس سے موجودہ اور آیندہ لوگوں کو عبرت اور پرہیزگاروں کو نصیحت کیا ہوسکتی تھی کیونکہ کوئی بھی یہہ نہیں جان سکتا تھا کہ اُنکی روحیں کہاں گئیں ہم نے بنظر رفع حجت یہہ لفظی معنی لیئے ہیں حالانکہ ان آیتوں میں لفظی معنی مراد نہیں ہیں *

یہہ آیتیں بنی اسرائیل کے حق میں وارد ہوئی ہیں جو سبت کے دن حیلہ اور فریب سے مچھلیاں پکڑتے تھے اور وہ دو چار آدمی نہیں تھے — بلکہ بہت سے تھے اور مدت تک جیتے رہے اور آدمی کے آدمی رہے نہ بندر ہوئے نہ سؤر اور کوئی اشارہ انمیں ایسا نہیں ہی کہ جب وہ مرینگے تو بندر اور سؤر کی جون میں اُٹھینگے بلکہ لفظ کونوا اور جعل [illegible] سے تناسخ پر استدلال کرنا عجائبات خیالات سے ہی *

ہمارے دوست جنکو یہہ شبہہ ہوا ہی وہ حدیث روضۃ الاحباب پر استدلال کرتے ہیں — میں نے تو حدیث کو نہیں دیکھا — مگر وہ لکھتے ہیں کہ روضۃ الاحباب میں مندرج ہی کہ " فرمایا سرور کائنات نے نقلت من اصلاب طیبۃ الی ارحام طاھرۃ — قطع نظر اسکے کہ ایسی بےبنیاد حدیثیں قابل التفات نہیں ہیں — معہذا خود اس میں جس کو حدیث کہا گیا ہی یہہ لفظ ہیں کہ نقلت من اصلاب طیبۃ — تناسخ میں نقل روح اصلاب سے نہیں ہوتا بلکہ جسم مردہ سے ہوتا ہی — پس اس پر تناسخ سے استدلال کرنا اُس سے بھی زیادہ عجیب تر ہی جو کونوا قردۃ اور جعل منھم القردۃ والخنازیر سے تھا *

آخر کار ہمارے دوست نے اس شعر پر جسکو وہ مولانا روم کیطرف نسبت کرتے ہیں استدلال کیا ہی — وہ شعر یہہ ہی *

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام
ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام

اول تو بہت لوگوں نے کہا ہی کہ یہہ شعر مولانا روم کا نہیں ہی اور میرے ایک دوست نے مجھہ سے کہا کہ قدیم نسخے جو مثنوی کے ہیں اُن میں یہہ شعر نہیں ہی — اگرچہ ممکن تھا کہ میں صوفیہ کے مذاق پر اس کے معنی بتاتا اور اپنے دوست کو سمجھاتا کہ اس سے تناسخ مراد نہیں ہی — مگر میں اس قسم کے اشعار کے درپے ہونا ایک لغو اور مہمل بات سمجھتا ہوں — اور بیفایدہ اوقات کا ضایع کرنا — بلکہ میں اُسی طریقہ کو بہتر سمجھتا ہوں جسپر مولانا محمد اسمعیل شہید نے اس قسم کے شعروں کا جواب دیا تھا *

ایک دفعہ مولانا شہید سے حافظ کے اس شعر کے معنی پوچھے *

ان تلمع وش کہ صوفی ام الخبایثش خواند
اشہی لنا و احلی من قبلۃ العذاری

اُس نے کہا کہ شراب کو ام الخبایث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی — پس صوفی سے یہاں کیا مطلب ہی — مولانا نے جواب دیا کہ میاں ایک شاعر کا شعر ہی کچھہ قران و حدیث تو نہیں ہی جس کی صحت کی فکر میں پڑے ہو — جان لو اور سمجھہ لو کہ بیجا کہا ہی *

واضح ہو کہ ایک دوست نے اپنے شبہات جو اُسکے دل میں تناسخ کے باب میں تھے ہمکو لکھے تھے اور یہہ درخواست کی تھی کہ تناسخ کے باب میں ایک آرٹیکل تہذیب الاخلاق میں چھاپا جاوے اور بعض اور آرٹیکل بھی بعض دوستوں کی فرمایش سے تہذیب الاخلاق میں لکھے گئے ہیں — اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ لوگوں کو اس زمانہ میں کس قسم کے امور میں شبہات اور ترددات پڑے ہیں اور تہذیب الاخلاق میں کس قسم کے مضامون کا شایع ہونا قوم کے لیئے مفید ہی *

(سید احمد)

—•—

نمبر ۴۵

تہذیب الاخلاق کا کام

ماہ ذیقعد کے تہذیب الاخلاق میں جو بیش بہا مضمون نواب محسن الملک بہادر کا شایع ہوا ہی اُس میں جناب ممدوح نے نہایت مدلل و محققانہ بحث اس امر پر کی ہی کہ انگریزی تعلیم و مغربی تہذیب کے جو ابتر نتایج اور خراب اثر مسلمانوں کی قوم میں پیدا ہوگئے ہیں اور روز بروز پیدا ہوتے جاتے ہیں اُنکی انسداد و رفع کرنے کی تدابیر و وسائل کے دریافت کرنے میں تہذیب الاخلاق کو مصروف ہونا چاہیئے — اڈیٹر صاحب تہذیب الاخلاق نے جو پرلطف ریمارک اس مضمون کے متعلق کیا ہی اُس میں اُنہوں نے یہہ خواہش ظاہر کی ہی کہ ایسی تدابیر بتلائی جاویں جن سے ان خرابیوں کا دفعیہ ہوسکے *

قبل اس سے کہ نفس مضمون پر کچھہ لکھوں یہہ بات نہایت سچائی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میری یہہ ناچیز تحریر اس خیال پر مبنی نہیں ہی کہ میں اس موقع پر فی الواقع کوئی ایسی تدبیر بتلانا چاہتا ہوں جو ان خرابیوں کے رفع کرنے میں مؤید ہو کیونکہ میں اس بات کا یقین رکھتا ہوں کہ مجھہ میں ایسے اہم اور دشوار مضمون پر راے زنی کرنیکی قابلیت نہیں ہی لیکن اس خیال سے کہ میں خود اس فہرست "بدنام کنندہ نکونامے چند" میں داخل ہوں یعنی انگریزی تعلیم کے خوان کرم سے زلہ ربا ہوا ہوں لہذا یہہ مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اپنے خیالات جو ذاتی تجربہ پر مبنی ہیں ظاہر کروں *

یہہ امر بخوبی مسلم ہی کہ ہر قوم کی حقیقی اور اصلی ترقی اُسوقت سمجھی جاتی ہی کہ جب اُس قوم کے افراد میں باوجود ترقی حاصل کرنے کے قومی خصوصیت اور مذہبی امتیاز باقی رہا ہو — اس کلیہ کو مسلمانوں کی موجودہ حالت پر عاید کرنے سے ہمکو افسوس کے ساتھہ معلوم ہوتا ہی کہ نواب محسن الملک کی راے نہایت غور و تجربہ کے بعد قایم ہوئی ہی — یہہ کیا کم افسوس کا مقام ہی کہ جو ناپائدار اور خفیف تحریک ترقی کی مسلمانوں میں پیدا ہوئی ہی اُس کے نتایج حسب مراد ظہور میں نہ آئے ہوں — میرے ان الفاظ سے یہہ نتیجہ اخذ نہ کیا جاوے کہ میری یہہ راے ہی کہ جو دوا مسلمانوں کے قومی امراض کے واسطے اُن کے دلسوز و دور الدیش ڈاکٹر نے تجویز کی تھی وہ غلط اور مضر ثابت ہوئی — ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہہ ہی کہ خود مسلمانوں نے اس دوا کے استعمال

میں بے اعتدالیاں کیں اور اُن ہدایات پر جو اس مہربان دانا ڈاکٹر نے بتلائیں نہیں کافی توجہہ نہ کی اور اُسکا یہہ نتیجہہ ہوا کہ مرض کا قطعی دفعیہ تو در کنار اور چند امراض لاحق ہوگئے — ڈاکٹر کی تشخیص اور اُس کے علاج کی عمدگی تو اسی سے ثابت ہوتی ہی کہ جو مہلک مرض سیلاب کی طرح بڑھتا جاتا تھا وہ گو دفع نہیں ہوا لیکن تاہم اس دوا کے بیقاعدہ ہی استعمال سے وہ اپنی حد سے آگے کو کم بڑھا — اگر مریض خود بے عنوانیاں اور بدپرہیزیاں نہ کرتے تو یہہ یقین تھا کہ اُنکا مرض ضرور ابتک زائل ہوگیا ہوتا اور وہ صحیح و سالم ہوگئے ہوتے *

اب نہایت شرم و افسوس کے ساتھہ یہہ ناگوار لیکن واقعی امر ہمکو قبول کرنا پڑتا ہی کہ انگریزی تعلیم و مغربی شایستگی نے اکثر مسلمان نوجوانوں میں ناجائز آزادی اور مذہب سے لاپروائی پیدا کردی ہی — پس اس موقع پر ہمکو یہہ دیکھنا ہی کہ کون سے اسباب ایسی حالت کے پیدا کرنے میں مؤید ہوئے ہیں اور اب کیا ذرایع و وسائل اُن خرابیوں کے دور کرنے کے لیئے اختیار کیئے جاسکتے ہیں — میری ناقص راے میں اسکے دو قوی وجوہ حسب ذیل ہیں *

اول — انگریزی تعلیم (گو وہ کیسی ہی خفیف اور ادھوری کیوں نہ ہو) کے ساتھہ تربیت کا کافی بندوبست نہ ہونا *

دوم — زمانہ کی حالت کے مطابق مذہبی تعلیم کا نہ ہونا *

پہلے سبب کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہی تمام شایستہ دنیا اس امر پر متفق ہی کہ صرف تعلیم سے انسان آدمی نہیں بنتا تاوقتیکہ اُسکو عمدہ تربیت نہ دیجاوے اب ہمکو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ تمام ہندوستان میں سواے ایک مقام کے اور کہاں کہاں مسلمانوں نے تعلیم کے ساتھہ تربیت کا بندوبست کیا ہی — افسوس کہ اس سوال کا جواب نفی میں ملتا ہی — اب اس ایک مقام پر بھی جہاں ایک نہایت غیر معمولی شخص کی عجیب کوشش و حیرت انگیز جانفشانی سرگرم و مصروف رہی ہی وہاں بھی قوم کی عدم توجہی اور لاپروائی کی وجہہ سے خاطر خواہ سامان تربیت ہنوز مہیا نہ ہوا — گو کہ اس غیر کافی اور ادھوری تربیت کے نتایج بھی خدا کے فضل سے ایسے عمدہ و تقویت بخش ہوئے کہ جو میرے بیان کے محتاج نہیں — معزز یورپین و ہندوستانی اہل الراے اصحاب کی متعدد تحریری و تقریری شہادتیں موجود ہیں کہ جنسے بخوبی ثابت ہوتا ہی کہ اس ادھوری (جسکو خداوند کریم اپنی قدرت سے مسلمانوں کے حال پر رحم کھاکر جلد پورا کرے) تربیت گاہ کے خوشہ چین تمام ہندوستان کے تعلیم یافتہ گروہ میں تمدنی — اخلاقی — مذہبی غرض کہ ہرلحاظ سے ممیز و ممتاز ہیں — پس نہایت افسوس کی جگہہ ہی کہ ایسی روشن مثال کے موجود ہوتے پر بھی مسلمانوں نے اپنی عقل سے کام نہ لیا اور کوئی سامان تربیت فراہم نہ کیا — ایسی حالت میں جبکہ خود مسلمانوں نے ایک نہایت لازمی اور ضروری جزو کو چھوڑ دیا تو ہم تنہا انگریزی تعلیم کو کیونکر اس خرابی کا ملزم ٹھہرا سکتے ہیں — تعلیم و تربیت لازم و ملزوم ہیں یہہ کیسے ممکن ہی کہ ایک کو چھوڑکر ہم یہہ اُمید کریں کہ وہ نتیجہہ حاصل ہو جو صرف اُس حالت میں حاصل ہو سکتا ہی جبکہ دونوں کام میں لائی جاویں — بغیر کسی قسم کی حرارت کے یہہ خیال کرنا کہ صرف پانی سے وہ زور دار چیز جسکو "استیم" کہتے ہیں پیدا ہو جاریگی اُمید موہوم ہی — ما حصل اس بیان کا یہہ ہی کہ مسلمانوں کی آیندہ حالت درست ہونے اور موجودہ نقص دور ہونیکی اُمید اسی حالت میں ہوسکتی ہی کہ اُنکی تربیت کا عمدہ بندوبست ہو — پس تہذیب الاخلاق کے حامیان کی خاص التخاص توجہہ اس امر کی طرف مبذول ہونا چاہیئے کہ بہت سی ایسی تحریرات شایع ہوتی رہیں کہ جنکا اصلی مقصد یہہ ہو کہ قوم میں اعلی ذرایع تربیت کے مہیا ہوجاویں کاش اسی سے مسلمانوں کے مردہ دلوں میں کچھہ جوش پیدا ہوجاوے کہ وہ اپنی اسلامی حمیت اور غیرت کو کام میں لاکر خود سرخروہوں اور اپنی اولاد اور آیندہ نسلوں کے واسطے مایہ عزت و دولت چھوڑیں *

دوسرا سبب زمانہ کی حالت کے مطابق مذہبی تعلیم کا نہ ہونا ہی — گو کہ تربیت میں مذہبی تعلیم بھی ضمناً شامل ہی لیکن اس خیال سے کہ یہہ مسئلہ مسلمانوں میں

ہمیشہ غیر معمولی وقعت سے دیکھا جاتا ہی اسوجہہ سے اسکا علحدہ ذکر کرنا پڑا *

اس امر سے تو کوئی شخص انکار کرہی نہیں سکتا کہ اگر مسلمان دنیاوی ترقی کی دوڑ میں اپنا مذہبی تاج سر سے گرادیں تو اُنکی جیت محض بے سود اور اُنکی کامیابی سراسر ھیچ ھوگی " اگر مسلمان علوم و فنون سے ماہر صنعت و حرفت سے واقف ھوجاویں - اگر وہ بی اے و ایم اے ھوکر - ڈاکٹر و انجنیر بنکر - مقنن و اسٹیٹمین ھوکر - مصنف و موجد ھوکر غرض یہہ کہ دنیاوی ترقی کے کل مدارج طی کرکے آسمان کے تارے بھی ھوجاویں لیکن مسلمان نہ رہیں تو اُنکی ترقی سے تنزل بہتر - اُنکے علم سے جہل اچھا - اُنکی تہذیب سے بدتہذیبی اولی — ایسے لوگوں کی ترقی سے اسلام کو کیا تقویت - قوم کو کیا فائدہ " - جب یہہ امر مسلم ٹھہرا کہ مسلمان اور اسلام توام ھیں - ایک دوسرے میں جسم و جان کی طرح تعلق ھی - ایک کا دوسرے سے علحدہ ھونا اصل مطلب کا فوت ھونا ھی - ایسی حالت میں یہہ بات افسوس کے ساتھہ قبول کرنی پڑتی ھی کہ ھمارے اکثر انگریزی خواں نوجوان اپنے مذہب سے بے خبر اور اپنے فرایض سے لاپروا ھوتے ھیں — اب ھمکو اُن وجوہ پر نظر ڈالنا چاھیئے جو ایسے خیالات پیدا ھونے کے باعث ھوئے ھیں — میری راے میں مسلمانوں کی مذھبی تعلیم کو مثل اُنکے دیگر کمالات کے اسلامی سلطنتوں کے ساتھہ ساتھہ زوال آنا شروع ھوا — یہہ کوئی عجیب اور طرفہ بات نہیں ھی جو زیادہ شرح کی محتاج ھو — اب سے تیس چالیس برس پہلے جب مسلمانوں کا زوال اپنی حد کو پہونچ گیا تو اُن میں سے اھل کمال بھی اُٹھنے لگے - وہ محدث و فقیہ - مفسر و متقی جنکے نفوس پاک سے قصبہ قصبہ و گانوں گانوں مورد برکات الہی تھے رفتہ رفتہ مفقود ھونے لگے حتی کہ اُنکا وجود باجود عنقا کی طرح معدوم ھوگیا — ایسی عالمگیر جہالت اور مذھبی تاریکی کے زمانہ میں مسلمان اپنی خواب غفلت سے بیدار ھوکر متوجہہ ھوئے انگریزی تعلیم کی طرف — اور انگریزی تعلیم بھی کیسی جسکے علوم کی روشنی کے مقابلہ میں دنیا کے کل مذاھب خیرہ ھوگئے تھے - اس سے آنکھہ ملانا تو وہ ایک سادہ سچا ثبوت مذھب اسلام — لیکن وہ کہاں ؟ اُسے تو ھمارے پیشواؤں کے ناواجب تعصب و فاروانقلید نے کتاب پاک کے ورقوں میں دبا رکھا تھا - ھمارے بچے جنکی مذھبی تعلیم کا مبلغ علم تھا دو ایک اُردو کی کتابیں یا وہ دو چار بوسیدہ روایتیں جنکو اُنھوں نے گھر کے بڑے بوڑھوں سے سنا تھا وہ داخل ھوئے سرکاری اسکولوں اور کالجوں میں - وھاں اُنھوں نے دیکھی علوم جدیدہ کی روشنی - اُنکو کام پڑا نیچرل سائنس کی دقیق و حیرت انگیز تحقیقاتوں سے - اُنکو پڑھنا پڑی بین و مل کی ادق فلاسفی — کجا اُنکی حالت عدم واقفیت مذھب - کجا یہہ پیچیدہ اور حیرت میں ڈالنے والے مسائل ! *

" بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا "

نتیجہ وھی ھوا جو ایسی حالت میں ھونا چاھیئے تھا — یعنی اُنکے کردار سے مذھبی لاپرواھی ٹپکنے لگی اور اُنکے دماغوں سے الحاد کی بو آنے لگی — پس یہہ وجہہ ھوئی کہ مسلمان نوجوان جو ابتداءً اپنے مذھب سے ناواقف و نابلد تھے علوم جدیدہ کے پڑھنے سے اپنے عقاید میں سست اور اپنے فرایض میں کاھل ھوگئے *

اب ھمکو اپنی سمجھہ کے مطابق یہہ بتلانا چاھیئے کہ وہ کونسے ایسے وسایل ھیں جن سے اس زھریلی ھوا کا اثر دور ھوسکتا ھی — زمانہ اور مسلمانوں کی حالت دیکھکر یہہ تو کبھی نہیں کہا جاسکتا ھی کہ اس زمانہ میں بھی مسلمان دینیات کی تعلیم عربی زبان میں حاصل کرسکتے ھیں — زمانہ نے اُنکو ایسا تنگ پکڑا ھی کہ فکر معاش اُنکو سر اُٹھانے کی بھی مہلت نہیں دیتی پھر کجا وہ فراغت جس میں وہ تکمیل علوم کریں — اس کے علاوہ عربی زبان میں موجودہ زمانہ کی مذھبی تعلیم کے واسطے کافی سرمایہ نہیں ھی — علم کلام جو یونانی فلسفہ کے مقابلہ میں عمدہ سپر کا کام دیتا تھا اب علوم جدیدہ کے مقابلہ میں بالکل بیکار ھوگیا ھی - یورپ کی علمی و عملی تحقیقاتوں نے علوم و فنون کے دنیا میں وہ زلزلہ ڈالدیا ھی اور وہ حیرت انگیز اور عجیب باتیں مشاھدات اور عملی تجربوں سے ثابت کر دکھائی ھیں کہ جو ایک زمانہ میں سحر یا معجزہ کے نام سے موسوم کیجاتیں - لہذا جن لوگوں کو ایسے عجیب لیکن بدیہی واقعات سے طبع آزمائی کا

موقع ملے وہ کیونکر یوناني فلسفہ و طبیعات کے دقیانوسي مسائل کو باور کرسکتے ہوں — وہ کیسے اُن لچر روایات و پوچ حکایات کو جو دوزخ و بہشت — حور و قصور — قبر و قیامت — شیطان و جن — بہوت پلید کي نسبت مشہور ہیں یقین کرسکتے ہیں - اڈیٹر صاحب تہذیب الاخلاق کا یہہ قول حرف زر سے لکھنے کے قابل ہی کہ "اب اس زمانہ میں یہہ کہدینے سے کام نہیں چلتا جیسا کہ ایک بزرگ فقیہ نے کہا تھا کہ گو لاکھہ دلیلوں سے زمین کا گول ہونا ثابت ہو لیکن تم اُسے چوکھلي اور چورس ہي مانے جاؤ" اب زمانہ ہی شک کا اور جہان ہیں کہ کسي بات کا جبتک یقین نہیں آتا تاوقتیکہ وہ تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت نہ ہو — غور و خوض کرنے والي طبیعتیں ہر دعوی کي دلیل اور ہر امر کا ثبوت چاہتي ہیں - پس اس شک کے زمانہ میں ضرورت ہی کہ یہہ امر بخوبي ثابت کردیا جاوے کہ اسلامي عقاید — اسلامي مسائل علوم عقلي و تحقیقات جدیدہ کے مخالف نہیں ہیں - اسلام و دنیاوي ترقي اجتماع ضدیں نہیں ہی - اسلام تہذیب و شایستگي کا دشمن نہیں ہی اعلی تعلیم آزادي اسلام کو برباد نہیں کرسکتي - اسلام کے مانفے والوں کے واسطے کوئي وجہہ ایسي نہیں ہی کہ وہ اُس سے مطمئن نہ ہوں - نہ وہ ایسا مذہب ہی کہ جس کے پیرو اس وجہہ سے اُسکو چھپائیں اور شرم کریں کہ وہ بقي نوع انسان کي تہذیب و ترقي کا مانع ہی — خلاصہ یہہ کہ علوم جدیدہ اور اسلامي مسائل میں وہ کامل تطبیق کر کے دکہادي جاوے کہ جس سے بخوبي روشن ہوجاوے کہ تحقیقات جدید نے ابتک کوئي ایسي بات ثابت نہیں کي ہی اور نہ آیندہ کرسکتي ہی جو اسلام کے مخالف ہو — پس یہہ ہی ایک نہایت ہي لازمي اور ضروري فرض جس کي طرف بزرگان قوم کي ایسي بلیغ کوشش ہوني چاہیئے جیسي ہمارے حامي قوم کي عرصہ دراز سے ہی جنکے مذہبي مضامین انگریزي خواں نوجوانوں کے واسطے باعث فائدہ عظیم بلکہ قیام مذہب ہوئے ہوں — یہہ ہي ہی کام تہذیب الاخلاق کے واسطے جسکي طرف اسکي توجہہ ہی لیکن اب زیادہ تر ہونا چاہیئے کیونکہ مسلمانوں کي حالت اور زمانہ کي حالت اسي کي مقتضي ہی — اگر ایسي سرگرمي اور کوشش نہ کي گئي تو پھر بہت کم اُمید ہی کہ وہ افسوسناک خرابي رفع ہوسکے جسکا نواب محسن الملک نے اپنے مضمون میں ذکر کیا ہی — کیونکہ زمانہ پکار پکار کر اپني ان تہک آواز سے یہہ کہہ رہا ہی *

"گر رہي یہہ ہي گلستاں کي ہوا
شاخ گل ایک روز جہونکا کہائیگي"

حبیب اللہ خاں

نمبر ۴۶

نیچرل سینز کے عجائبات

اکثر لوگوں کا خیال ہی کہ نیچرل سینز کي دلیلیں صرف قیاسي اور ظني ہوں اور اسلیئے اعتماد کے لایق نہیں اور جو ثبوت یا نتایج اُن سے پیدا ہوں وہ یقین کے لایق نہیں — مگر یہہ اُسوقت تک کہا جاتا ہی جب تک اُس علم سے اور اُس کے اصول سے واقفیت نہیں ہوتي — واقفیت کے ہونے کے بعد اُسپر ایسا ہي یقین ہوتا ہی جیسا کہ اور چیزوں پر آدمي یقین کرتا ہی *

اُسکي دلیلوں کي بنیاد مشاہدہ اور تجربہ اور جو امر ان سے ثابت ہوا ہی اُسیکے مثل دوسري چیز میں آثار پائے جانے پر قیاس کرنا اور امور مثبتہ سے امر مجہول کو اُسي طرح نکالنا ہی جسطرح کہ حساب و جبر مقابلہ سے شي مجہول کو نکالا جاتا ہی اور اسلیئے اُن علوم کے واقف کاروں کو اُن نتایج میں ذرا بھي شبہہ نہیں ہوتا وہ اُنکو ایسا ہي یقیني جانتے ہیں جیسا کہ اور چیزوں پر یقین ہوسکتا ہی *

لیکن جو لوگ اُن علوم سے واقف نہیں ہیں جیسیکہ ہم ہیں بلاشبہہ وہ اُنکو سنکر حیران رہ جاتے ہیں اور اُنکو بجز اسکے اور کچھہ چارہ نہیں ہی کہ اُن علوم کے عالموں نے جو نتیجے نکالے ہیں اُنکو تسلیم کریں *

بعض حالات بذریعہ آلات کے دریافت ہوئے ہیں اور جوں جوں آلات زیادہ عمدہ نکلتے آتے ہیں اُسیقدر زیادہ تفصیلي حالات معلوم ہوتے ہیں مثلاً دوربین اور خوردبین یہہ دونو آلے بہ نسبت سابق کے اب بہت زیادہ قوت کے طیار ہوئے ہیں یہہ بات تعجب کي نہیں ہی کہ پہلي قسم کے

آلات سے جو امر دریافت نہیں ہوئے تھے توقی یافتہ آلات سے اب دریافت ہوئے ہیں اور اس سے کوئی نقص اُن اصول پر لازم نہیں آتا جس سے وہ امر دریافت کیا جاتا ہی *

مثلاً فرض کرو کہ بہت باریک خط میں ایک عبارت لکھی ہی جو آنکھہ سے بجز ایک لکیر کے اور کچھہ معلوم نہیں ہوتی — ہم نے ایک عینک سے اُسکو دیکھا اور کچھہ حرف اُس کے معلوم ہوئے پھر ہم نے ایک زیادہ قوی یعنی موٹا دکھانے والی عینک لگائی جس سے اُس کے تمام حرف اور نقطے زیر زبر سب بخوبی معلوم ہوتے ہیں تو پہلے اعتراض نہیں ہوسکتا کہ پہلے تو تم نے اور لفظ بتائے تھے اور اب اور بتاتے ہو یہی حال چاند کا ہی جس کے حالات بذریعہ دوربینوں کے دریافت ہوتے ہیں پہلی دوربینوں کی نسبت اب ایسی قوت والی دوربینیں بن گئی ہیں جن سے ہمکو چاند کے حالات ایسے ہی معلوم ہوتے ہیں جیسیکہ زمین کے حالات کو ہم اپنی آنکھہ سے دیکھتے ہیں *

اس آرٹیکل میں اُن دلایل سے بحث کرنا ہمارا مقصود نہیں ہی کیونکہ نہ ہم اُنکو بخوبی بیان کرسکینگے اور نہ وہ عام فہم اور ہمارے مضمون کے پڑھنے والوں کو دلچسپ ہونگے اسلیئے ہم چند اُن عجیب باتوں کو لکھتے ہیں جو نیچرل سیفز سے ثابت ہوئی ہیں اور جنکو سنکر لوگ تعجب کرینگے کہ وہ کیونکر معلوم اور کیونکر ثابت ہوئی ہیں *

مثلاً

ہوا میں بھی ثقل ہی اور ایک انچھہ مربع سطح پر ۱۵ پونڈ اُسکا دباو ہی — اس سے ہم دریافت کرسکتے ہیں کہ انسان کے بدن پر یا کل زمین پر کتنے پونڈ ہوا کا دباو ہی *

زمین کے چاروں طرف سو میل بلندی کے بعد ہوا کا پتہ بالکل نہیں چلتا *

پانچ میل کے ارتفاع پر ہوا اسقدر لطیف ہوجاتی ہی کہ انسان اُس میں زندہ نہیں رہ سکتا *

سنہ ۱۸۶۲ع میں گلیشیر مقام وال ورٹن میں غبارہ کے ذریعہ سے بارہ ہزار گز بلندی تک پہونچا تھا اب تک اُس سے زیادہ بلندی تک کوئی نہیں گیا *

ایک الہ ہی " ایناراٹڈ " اُس کے ذریعہ سے بلا پیمایش معلوم ہوجاتا ہی کہ سمندر کی سطح سے یا زمین سے ہم کسقدر بلندی پر ہیں *

روشنی کی رفتار فی سکنڈ ایک لاکھہ چھیاسی ہزار میل ہوتی ہی *

بعض ستارے ایسے ہیں جنکی روشنی زمین تک تین برس میں پہونچتی ہی - بعض کی چھہ برس میں - بعض کی نو برس میں - بعض کی بارہ برس میں - بعض کی چھتیس برس میں — بعض کی دو ہزار سات سو برس میں *

سیاروں کا فاصلہ آفتاب سے حسب تفصیل ذیل دریافت ہوا ہی *

عطارد	(مرکیوری)	تین کروڑ پچاس لاکھہ میل
زہرا	(وینس)	چھہ کروڑ ساٹھہ لاکھہ میل
زمین	(ارتھہ)	نو کروڑ دس لاکھہ میل
مریخ	(مارس)	تیرہ کروڑ نوے لاکھہ میل

وسطی (ایسٹرو ایڈز) یہہ اُوناسی ستارے سیارے ہیں جو سنہ ۱۸۰۱ع اور سنہ ۱۸۶۳ ع کے درمیان میں دریافت ہوتے گئے ہیں اور یہہ مریخ اور مشتری کے درمیان میں ہیں اور اُنکی دوری آفتاب سے بحساب اوسط چھبیس کروڑ ساٹھہ لاکھہ میل ہی *

مشتری	(جو پیٹر)	سیلتالیس کروڑ ساٹھہ لاکھہ میل
زحل	(سیٹرن)	ستاسی کروڑ بیس لاکھہ میل

یورینس — سنہ ۱۷۸۱ ع میں دریافت ہوا ہی — ایک ارب پچھتر کروڑ چالیس لاکھہ میل

نیپچون — سنہ ۱۸۴۶ ع میں دریافت ہوا ہی دو ارب چوہتر کروڑ چالیس لاکھہ میل

مشتری — کی چال آفتاب کے گرد ایک سکنڈ میں ۱۸۹ر۱۰۵۴۳ گز ہی

مریخ کی — ۱۹۴۶۸ر۸۹۳ گز

زمین کی — ۴۳۰۸۰ر۹۵۶ گز

زہرا کی — ۲۸۲۵۳ر۲۷۰ گز

عطارد کی — ۳۸۶۱۲ر۲۵۸ گز

آفتاب

اگرچہ آفتاب بہت روشن ہی لیکن ڈھائی سو برس سے یہہ دریافت ہوا ہی کہ سیاہ داغ اُسکی سطح پر کبھی کبھی نظر آتے ہیں — اگرچہ یہہ اُسکی سطح کی وسعت کے مقابلہ میں بہت چھوٹے ہیں لیکن ہمارے کرہ کے مقابلہ میں اُنکی وسعت کہیں زیادہ ہی - اگرچہ ہم ان دھبوں کو نہیں دیکھہ سکتے لیکن بعض اُن میں سے ایسے بڑے ہیں کہ اُن کا قطر ۷۵ ہزار میل کا ہی - اور اگر ہم یہہ فرض کریں کہ یہہ اُسکے مشتعل بالائی خول میں غار ہیں تو ہماری زمین آسانی کے ساتھہ اُن میں سما جائیگی *

اگرچہ اِن داغوں کا وجود قطعاً ثابت ہوگیا ہی مگر جس وقت وہ اول تحقیق کیئے گئے تھے تو حکیم گلیلیو نے بھی اُنکی صحت کا امتحان کرلیا تھا - اور اہل مذہب نے اپنے مذہبی اعتقادات کی وجہہ سے جن کی بنیاد جھوٹے فلسفی خیالات پر تھی — نہایت ضد اور تعصب سے انکار کیا وہ اس بات پر اصرار کرتے تھے کہ آفتاب بالکل روشن اور شفاف ہی اور اس میں سیاہی کا داغ نہیں ہی - اور جو داغ بتلائے جاتے ہیں وہ اُس میں نہیں ہیں بلکہ دوربین کے شیشوں میں ہیں *

ان داغوں کا وجود اب ایک ایسا تسلیم شدہ واقعہ ہی جس سے اب کسیکو اختلاف نہیں ہی - لیکن ان داغوں کی حقیقت کامل طور پر ابھی تک بیان نہیں ہوسکی بعض علماے ہیئت یہہ کہتے ہیں کہ آفتاب کے گرد جو روشن خول ہی اُس میں یہہ سوراخ ہیں اور اُن میں سے آفتاب کا اصلی سیاہ جسم نظر آتا ہی — بعض یہہ خیال کرتے ہیں کہ یہہ داغ فقط بخارات کے بادل ہیں جو اس بڑے کرۂ نار کی سطح پر چکر کاٹتے ہیں کچھہ ہی کیوں نہ ہو لیکن اِنہیں داغوں کے مشاہدہ سے ہمکو یہہ بات تحقیق ہوگئی ہی کہ آفتاب اپنے محور کے گرد پھرتا ہی اور یہہ محوری دورہ ۲۵ دن میں پورا ہوجاتا ہی *

آفتاب کی گرمی اسقدر زبردست ہی کہ اُسکا اندازہ ہم کامل طور پر ہرگز نہیں کرسکتے - ہماری بڑی سے بڑی لوہا گلانے والی بھٹیوں میں جن میں اسقدر تیز آگ جلائی جاتی ہی کہ اُن دھاتوں کے گلنے کے سبب روشنی کا سفید شعلہ پیدا ہوتا ہی - ایک لمحہ کے لیئے بھی یہہ بھٹیاں آفتاب کی حدت سے مقابلہ نہیں کرسکتیں - اسبات کی کوشش کی گئی ہی کہ آفتاب کا تمپریچر (حدت کا درجہ) دریافت کیا جاوے — یہہ بتایا گیا ہی کہ اگر ہم آفتاب کو ۱۴ لاکھہ گنا کرۂ زمین سے فرض کریں — اور اُسپر ۲۱ میل مٹائی کا ایک خول جو پتھر کے کوئلہ کا ہو چڑھاویں - تو جو گرمی اس خول کے پورے جلجانے سے پیدا ہوگی - وہ اُس گرمی کی مقدار کی برابر ہوگی جو آفتاب سے صرف ایک سال میں نکلتی ہی - اگرچہ یہہ گرمی اسقدر زیادہ ہی کہ ہماری سمجھہ میں بھی بہت مشکل سے آتی ہی — اور ۹ کروڑ میل سے زیادہ فاصلہ پر ہم سے اُسکا مقیم ہی - مگر علماے ہیئت نے یہاں تک جستجو کی ہی کہ اُسقدر پانی کی مقدار کو دریافت کرلیا ہی جو کم سے کم آفتاب کی بالائی سطح کی آگ کو بجھادے *

چاند

چاند کسی زمانہ میں زمین کا ایک ٹکڑا تھا اور وہ اُسوقت جبکہ زمین مشتعل تھی اس سے ٹوٹ کر جدا ہوگیا تھا اور اسکے گرد چکر کاٹنے لگا — اب وہ بالکل سرد اور مردہ ہی — لیکن اُس زمانہ میں اُسکی سطح سے شعلوں کے طوفان اور آگ کے مینہہ زمین پر برسا کرتے تھے - جبکہ کشش ثقل اُسکے جسم کی صورت اور اسکے دورہ کرنے کے راستہ کو درست کرتی رہتی تھی تو ہزاروں برس کے عرصہ میں اُسنے اپنی حدت کو رفتہ رفتہ صرف کردالا — اور آخرکار سرد مزاج اور زرد صورت کا بن گیا — ہماری راتیں اُس سے روشن ہوتی ہیں لیکن یہہ روشنی ہلکی اور ٹھنڈی ہوتی ہی کیونکہ اُسکی شعاعیں وہ ہوتی ہیں جو آفتاب سے اسکو ملی ہیں اور بعد میں اُنکی روشنی ہم تک پہونچتی ہی — ستاروں اور سدیم (نیبولی) کے مقابلہ میں جو ہمارے کرہ سے بے انتہا دور ہیں چاند کے فاصلہ کی کچھہ حقیقت نہیں ہی — وہ ہمارا ہمسایہ ہی اور ہماری آنکھیں اُسکی تمام چیزوں کو اسطرح دیکھہ سکتی ہیں کہ گویا وہ ہم سے چھوتا ہی — لیکن یہہ فاصلہ بھی ۲ لاکھہ ۳۷ ہزار میل کا ہی - اگر ریل کا سفر ممکن ہو تو تیز سے تیز

انجن ایک برس اور ۳۲۲ دن میں اس قابل ہوگا کہ اپنے مسافروں کو چاند پر جا اُتارے - اگر کوئی چیز چاند پر سے زمین پر گرائی جاوے تو وہ ۳ دن ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ ۱۳ سکنڈ میں یہاں پہونچ جاویگی *

چاند کی سطح ہر جگہ پہاڑوں کی وجہ سے نہایت ناہموار ہی لیکن اُسکے پہاڑ ایسی صورت میں بہت کم واقع ہیں جنسے کوئی سلسلہ کوہی جیسے ہمارے کرہ پر ہیں بن جاوے - اُسکے خاص خاص پہاڑوں کے نام ایاپس - کاکسس اور اینپائنز رکھے گئے ہیں - بعض جدا جدا چوٹیوں کے نام بڑے بڑے آدمیوں کے نام پر رکھے گئے ہیں - مثلاً ارسطو - بطلیموس کوپرنیکس وغیرہ وغیرہ اور اسطرح آجکل کے علماے ہیئت نے اپنے قدیم اُستادوں کو یاد رکھا ہی - چاند کے بڑے بڑے پہاڑوں کی بلندی ایک طرح پر ہمارے پہاڑوں سے زیادہ ہی - اگرچہ ان میں سے ۲۲۷۵۰ فٹ کی بلندی سے زیادہ کا کوئی پہاڑ نہیں ہی لیکن جسوقت ہم چاند کے حجم کا خیال کرتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ زمین پر اسقدر بلند پہاڑ نہیں ہیں جسقدر چاند پر ہیں *

چاند کے بہت سے پہاڑوں کی اصل آتشخیز مادہ سے ہی - اُس سخت حدت کی وجہ سے جو اس کے جسم میں بھری ہوئی تھی یہہ آتش فشاں پہاڑ کثرت سے پیدا ہوگئے - ان کے منہہ پاس پاس کثرت سے نظر آتے ہیں — یہہ یقین کیا جاتا ہی کہ چاند کے سوا کوئی جسم فلکی ایسا نہیں جو آتش خیز مادہ سے ایسا غارت اور برباد ہوا ہو - چاند کے آتش فشاں پہاڑ ہماری زمین کے آتش خیز پہاڑوں سے بہت زیادہ سخت اور بڑے تھے - اس کے بعض آتشی پہاڑ ایسے تھے جنکا فقط منہہ بارہ بارہ اور پندرہ پندرہ میل کے قطر کا دریافت ہوتا ہی - ایک آتشی پہاڑ کا منہہ جسکا نام ارشولس رکھا ہی ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک ۳۰ میل کی چوڑائی کا ہی — ہماری دوربینوں سے ان بجھے ہوئے پہاڑوں کے منہہ اسقدر صاف نظر آتے ہیں کہ اُنکی کوئی چیز ہماری نظر سے بچ نہیں سکتی - لیکن ہمارے کرہ کے آتشی پہاڑ اسقدر چھوٹے ہیں کہ اگر ہم اپنی دوربینوں چاند پر لیجاکر زمین کو دیکھیں تو یہاں کے آتشی پہاڑ بالکل نظر نہیں آئینگے - چاند کے بعض آتشی پہاڑ چھوٹے بھی ہیں اور اُنکے گول گول منہہ جو سطح سے زیادہ بلندی پر نہیں ہیں کثرت سے نظر آتے ہیں — بعض جگہہ یہہ گول گول چکتے ایسے پاس پاس ہیں کہ اُنکے کنارہ ایک دوسرے سے چھو جاتے ہیں - بعضوں کی البتہ اُونچی اُونچی چوٹیاں ہیں - اور اُنکے منہہ بہت عمیق ہیں - آجکل یہہ سب آتشی پہاڑ بالکل سرد پڑے ہیں — اور ہمارا چاند فی الحقیقت بالکل مردہ ہی اسکی سطح پر بڑی بڑی درزیں پڑی ہیں جو بہت چوڑی اور لمبی ہیں — انمیں سے بعض کی چوڑائی پون میل اور لمبائی ۱۵۰ میل کی دریافت ہوئی ہی — جیولوجسٹ نے ان درزوں کا سبب یہہ معلوم کیا ہی کہ مادہ کے سرد ہوجانے کی وجہ سے سطح شق ہوگئی ہی *

قدیم زمانہ میں اُن کالے کالے دھبوں کی نسبت جو چاند کے ایک حصہ پر نظر آتے ہیں یہہ سمجھا گیا تھا کہ سمندر ہیں لیکن اب دریافت ہوا ہی کہ فقط وسیع میدان ہیں - قدیم منجموں نے ان سمندروں کے بڑے شاعرانہ نام رکھے تھے کسیکا نام بحر سکوت کسیکا بحر حیات کسیکا بحر طوفان رکھا تھا - چاند کی ناہموار چٹانی سطح بالکل بنجر ہی - نباتات کا نشان نہیں — گھانس کا پتا تک نہیں اُگتا — زندگی اسپر محال ہی کیونکہ پانی اور ہوا مطلق نہیں — بھوک پیاس — سردی - ہوا کا نہ ہونا یہہ سب ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک جان کے تلف کرنے کو کافی ہی — اس کی سرد اور خوفناک سطح پر سناٹا ہی - آواز کہیں پیدا نہیں ہوسکتی — اور کوئی چیز اسکے آس پاس کسیطرح کی تبدیلی نہیں دکھاتی *

ہم اپنی دور بینوں کے ذریعہ سے جو اب کمال کے درجہ کو پہونچ گئی ہیں چاند کی مفصل کیفیت اپنی آنکھہ سے دیکھہ سکتے ہیں — اور اسکا ایسا امتحان کرسکتے ہیں جیسے زمین پر کسی دور کی چیز کو دیکھیں - اس لیئے ہم ایک خاص حد تک اسکی طبقی کیفیت (جیولوجیکل) کو بخوبی معلوم کرسکتے ہیں *

ہمارے شیشے اسقدر اعلی درجہ پر پہنچ گئے ہیں کہ اگر چاند کی سطح پر کوئی بڑی عمارت ہوتی تو ہم اُسکو آسانی سے دیکھہ لیتے - اور اگر جانوروں کے غول اسپر ہوتے تو اُنکو بھی چلتا پھرتا معلوم کرلیتے — یہہ سچ ہی کہ اس کے کسی باشندہ کو گہاتی میں پھرتا ہوا معلوم کرنا مشکل تھا لیکن جیسا مشہور ہی کہ اس پر بھی ایک طرح کی مخلوق آباد تھی تو ضرور اگر اسکا کوئی لشکر کہیں دھاوا کرتا ہوتا تو ہم کو دکھائی دے جاتا *

زمین

زمین گول ہی اور اُس زمانہ سے جبکہ وہ جلتے ہوئے کرۂ آفتاب سے جدا ہوئی تھی رفتہ رفتہ سرد ہوتی گئی ہی اور جب اُسکی سردی ایسی بڑہ جاویگی کہ اسپر زندہ مخلوق بود و باش نہ کرسکیگی تو اسکی صورت میں بھی وہی تبدیلیاں پیش آئینگی جو چاند پر گذر چکی ہیں - اور اُسی کی طرح ہماری زمین بھی ایک دن مردہ اور منجمد ستارہ ہوجائیگی ہر چیز ہمارے کرہ کی سطح پر ظاہر کرتی ہی کہ اسکو بھی وہی تبدیلیاں پیش آنے والی ہیں جو اسکے گرد پھرنے والے ستارہ یعنی قمر پر گذر چکی ہوں - یہہ حساب کیا گیا ہی کہ ابتدائی حالت میں جسقدر سمندر زمین پر تھا اسکا پچاسواں حصہ اسوقت تک جذب ہوچکا ہی - اور جو پانی زمین پر باقی ہی وہ بھی جذب ہوتا جائیگا - جوں جوں زمین کی بالائی سطح ٹھنڈی ہوکر موٹی پڑتی جائیگی جذب کی قوت بھی بڑھتی جائیگی اور سمندر کا سطح زمین سے غایب ہونا زیادہ ہوتا جائیگا - یہہ بھی دریافت کیا گیا ہی کہ زمین کا جسم ایسا ہی کہ جسقدر پانی اسوقت اسکے سمندروں میں موجود ہی اُس سے پچاس گنا پانی اس میں جذب ہوسکتا ہی *

جب زمین اسقدر پانی چوس لیگی تو اسکی سطح اسیطرح جگہہ جگہہ سے شق ہوجائیگی جیسے چاند آج کے دن تک نظر آتا ہی - اس حالت میں جو ہوا اسکے گرد ہوگی وہ زمین کے اندر گھس جائیگی لیکن اس حادثہ سے بہت پہلے زمین پر کوئی زندہ مخلوق نہ رہیگی - اور جسوقت یہہ سب کچھہ ہوگا اُسوقت زمین ایک مردہ جسم ہوگی — یہہ سخت حادثہ جسکو کرۂ قمر کی حالت ثابت کرتی ہی کہ ایک دن اسکا زمین پر گذرنا ضروری ہی اُسوقت ظہور میں آئیگا جو زمانہ آیندہ میں بہت بعید فاصلہ پر ہی — علم طبعیات کے ماہر بسکوف نے تجربہ سے دریافت کیا ہی کہ زمین کی حدت ۹۰ لاکھہ برس میں صرف ۱۵ درجہ گھٹ سکتی ہی *

عنایت اللہ

نمبر ۴۷

محاصرہ غرناطہ

لیلی

فصل ۳

عاشق و معشوق

جب موسی الحامن سے جدا ہوکر چلا اُسنے اپنا قدم اُس پہاڑی کی طرف اُٹھایا جو کہ اُس ٹیلہ کے مقابلہ پر واقع ہی جس پر کہ الحمرہ کا قلعہ تاج کی طرح سے دکھائی دیتا ہی اس بلندی کے دونوں طرف اس شہر کے پر عیش باشندے رہتے تھے — اُس نے اُن رستوں میں سے راہ لی جن میں کہ لوگوں کا آنا جانا کم ہوتا تھا — نصف بلندی پر پہونچا ہوگا کہ ایک لمبی نیچی دیوار کے پاس آپہونچا جو اُس شہر کے متمول رہنے والے کی باغ کی دیوار معلوم ہوتی تھی — اُس نے عرصہ تک چاروں طرف متفکر نگاہ سے دیکھا — کوئی نظر نہ پڑا اور نہ کوئی آواز سننے میں آئی سوائے اس کے کہ کبھی کبھی شہرانوادا کی برفداو چوٹی سے خنک ہوا چکوترے اور انار کے خوشبودار پتوں کو ہلاکر سرسراتی تھی اور باغ کے اندر پانی کے جھرنوں کی سریلی آواز نغمہ کی طرح کان کو بھلی معلوم ہوتی تھی — اس مراکو کا دل دھڑکنے لگا اور ایک لمحہ میں وہ دیوار پر چڑھگیا — اودھر ایک سبزہ زار دکھائی دیا جس میں کہ جابجا عمدہ رنگ کے پھول سوتے پڑے تھے اور اُن پر درختوں کی کنجوں کا سایہ تھا - ہر قسم

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم جمادي الاول سنہ ۱۳۱۲ هجري سنہ ۱۳۲۴ فسوي [نمبر ۸

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۴۸

الدلیل والبرهان

دلیل کسي چیز کي ایسي حالت کو کہتے هیں کہ اُس کے جاننے سے دوسري چیز کا جاننا لازم آوے اور اُسکي تقسیم لفظي اور غیر لفظي پر کیجاتی هی — اور دلالت التزامي بهي اُسي کي ایک قسم هی *

برهان کے اصلي معني تو دلیل کو صاف طور پر بیان کرنے کے هیں اور بعضوں کا قول هی کہ برهان وہ چیز هی کہ جسکے ماننے سے دوسري چیز کا ماننا لازم هوجاوے *

اگلے علما نے برهان کي دو قسمیں بتائي هیں - ایک لمي اور دوسري اني اور اُسپر شرح مطالع اور شمسیہ اور شرح مواقف میں بہت کچھہ بحثیں هیں — سب کا خلاصہ یہہ هی کہ اگر علت سے معلول پر استدلال کیا گیا هی تو وہ دلیل لمي هی اور اگر معلول سے علت پر استدلال کیا گیا هی تو وہ دلیل اني هی — مگر جب علت و معلول کا افتراق ناممکن هی تو برهان کو لمي اور اني پر تقسیم کرنا صرف ایک لفظي بحث هی *

علاوہ اس کے علماے قدیم نے ابعاد غیر متناهي کے باطل کرنے کو بہت سي برهانیں قایم کي هیں - جیسے برهان تطبیق — برهان التضایف — برهان العرشي — برهان السلمي — برهان تبسي — برهان المسامة — اس مقام پر همکو اس امر سے کچھہ بحث نہیں هی مگر اُنکي کوئي دلیل بهي موصل الی المطاوب نہیں هی *

اس میں کچھہ شک نہیں کہ دلیل یا برهان کي بنیاد اولیات پر هوني ضرور هی — امام غزالي صاحب کو بهي جب مرض لاحق سے افاقہ هوا تو اُنهوں نے بهي اس امر کو قبول کیا — چنانچہ وہ المنقذ من الضلال میں لکهتے هیں " اتنے میں خدا نے مجهکو اس مرض سے شفا دي اور میرا نفس صحت و اعتدال پر آگیا اور ضروریات عقلیہ کے قبول کرنے اور اُنپر غلطي سے امن هونے کا اعتماد کرنے اور یقین کرنے پر میں نے رجوع کي " *

مگر اسبات پر بحث هوسکتي هی که اولیات کیا چیزیں هیں جنکو دلیل یا برهان کي بنیاد قرار دیا هی — همارے نزدیک علوم جدیده کي ترقي سے بهت سي ایسي چیزیں معلوم هوئي هیں جو اولیات کے طور پر قرار پاسکتي هیں — علماے قدیم کو اُن سے واقفیت نهیں تهي — اس لیئے هم اُن امور کا ایک سلسله بیان کرتے هیں جو اولیات کے بطور قرار دینے کے لایق هی — اس بیان سے همارا مطلب اُن لوگوں کو بهي متنبه کرنیکا هی جو یهه خیال کرتے هیں که علوم جدیده کي بنا پر جو دلایل قایم کي جاتي هیں وه دلیل کا رتبه نهیں رکهتیں بلکه صرف گمان اور قیاس هیں جن پر کسي دلیل یا کسي مسئله کا قایم کرنا صحیح نهیں هی — حالانکه یهه غلط خیال هی اُسکے اکثر دلایل کي بنیاد ایسے هي امور پر قایم هی جو بمنزله اولیات کے هیں اور بعض ایسے هیں جنکو خواه نخواه تسلیم کرنا پڑا هی — اس لیئے هم خیال کرتے هیں که وه سلسله جو هم بیان کرنا چاهتے هیں — وه اُن لوگوں کے لیئے مفید هوگا جو مذهب اور علم سے بحث کرتے هیں اور دونوں کے مطابق هونے کو دکهلانا چاهتے هیں چنانچه همارے ارتکلوں کا جو مذهب اور علم کي مطابقت پر هوتے هیں اُن پر استدلال هوتا هی اور وه سلسله یهه هی *

اول تجربه — کسي امر کے هونے یا هوجانے پر یقین حاصل کرنا هی اسلیئے که اُسکو ایسا هي هوتے یا هوجاتے بهت دفعه دیکها هی *

مگر یقین کرنیکي شرط یهه هی که اُس کے هونے کے لیئے کوئي علت هو اور هونا اُس کا معلول هو — مثلاً لکڑي کا آگ میں جلجانا معلول هی اور آگ اُسکي علت هی *

کسي امر کو کسي واقعه کي علت قرار دینے کو تین شرطوں کا هونا لازم هی *

۱ — جب علت هو تو معلول بهي ضرور هو اور جب معلول هو تو علت بهي ضرور هو — آگ لکڑي کے موجود هونے کي علت نهیں هی بلکه اُس کے جلنے کي علت هی *

۲ — یا اسکے برعکس یعني جب علت نهو تو معلول بهي نهو اور جب معلول نهو تو علت بهي نهو *

۳ — جب علت گهٹے تو معلول بهي گهٹے اور جب معلول گهٹے تو علت بهي گهٹے — جیسے آگ پر پاني گرم کرنا — اگر آگ کم هوگي تو پاني بهي کم گرم هوگا اور اگر پاني کم گرم هوگا تو آگ بهي کم هوگي *

یهه اصول تجربه کے جو هم نے بیان کیئے یهه اسبات پر مبني هیں که لا آف نیچر میں تبدیل نهیں هوتي — جسکو بڑے بڑے عالموں نے عمده دلیلوں سے ثابت کیا هی اور قرآن مجید سے بهي یهي ثابت هوتا هی جهاں خدا نے فرمایا هی لاتبدیل لخلق الله *

شرح اشارات میں تجربه کي دو قسمیں بیان کي هیں — ایک کلیه جس میں احتمال عدم وقوع کا نهو اور ایک اکثریه جس میں احتمال عدم وقوع کا هو مگر هم نے جو تعریف تجربه کي کي هی اور جن شرطوں سے اُس کو مشروط کیا هی اُس میں احتمال عدم وقوع ناممکن هی *

مصنف کشاف اصطلاحات الفنون نے تمام حکما کي راییں کو جو تجربه کے باب میں هیں نهایت اختصار اور خوبي سے اپني کتاب میں لکها هی — اگرچه هم نے اپني دانست میں اس مسئله کو زیاده ترقي یافته حالت میں بیان کیا هی اور قدما کي راے بهي اکثر باتوں میں هماري راے سے مطابق هی اور کسیقدر مخالف بهي هی — لیکن بنظر مزید بصیرت اُس کا اس مقام پر لکهدینا مناسب معلوم هوتا هی *

مصنف کشاف اصطلاحات الفنون نے اپني کتاب میں لکها هی که "تجربه لغت میں آزمانے کو کهتے هیں اور تجربیات اور مجربات علما کي اصطلاح میں وه قضایا (یعني جملے) هیں جن کے مفهوم پر یقین کرنے کے لیئے عقل بار بار مشاهده کرنے کي محتاج هو — شرح اشارات میں لکها هی که تجربه کبهي کلي هوتا هی جبکه وه بار بار وقوع میں آنے سے اسطرح حاصل

التجربة لغة آزمودن والتجربیات والمجربات في اصطلاح العلماء هي القضایا التی یحتاج العقل في جزم الحکم بها الی واسطه تکرار المشاهدة — في شرح الاشارات التجربة قد تکون کلیة وذلک عند ما یکون بتکرر الوقوع بحیث لایحتمل معه الا وقوع وقد تکون اکثریة وذلک عندما یکون بترجیح طرف الوقوع مع تجویز اللا وقوع انتهی

فهذا التفسير المطلق المجربات كلية كانت او اكثرية وما هو من اقسام اليقينيات الضرورية هو المجربات الكلية وحاصل التعريف ان المجربات مطلقا هي القضايا التي يحكم بها العقل لاحساسات كثيرة متكررة من غير علاقة عقلية لكن مع الاقتران بقياس خفي لايشعر به صاحب الحكم مع حصول ذلك القياس من تكرر المشاهدة وذلك القياس هو انه لو كان الوقوع اتفاقيا لما كان دايميا او اكثريا لان الامور الاتفاقية لاتقع الا نادراً فلابد ان يكون هناك سبب وان لم تعرف ماهية ذلك السبب واذا عام حصول السبب علم حصول المسبب مثل حكمنا بان الضرب بالخشب مولم وبان شرب السقمونيا مسهل للصفراء فخرجت الاحكام الاستقرائية اذا لقياس فيها والحدسيات لان القياس المرتب فيها غير حاصل من تكرار المشاهدة و الفطريات لان القياس فيها لازم للطرفين ثم الظاهر ان مصداق التجربة الكلية حصول التعين كما في التواتر لابلوغ المشاهدة الى حد معين من الكثرة قالوا لابد في التجربيات من وقوع فعل الانسان لكن لايشترط ان يفعله الحاكم المجرب بنفسه بل يكفي من وقوعه من غيره كما اذا تناول شخص السقمونيا و وقع الاسهال وشاهد شخص اخر ذلك مرارا حصل له العلم التجربي قطعاً واعترض عليه بان الاحكام التجربية

هو كه واقع نه هونے كا احتمال باقي نه رهے - اور كبهي اكثريه هوتا هی جبكه وقوع كا پهلو عدم وقوع سے ترجيح ركهتا هو اور عدم وقوع بهي ممكن هو - يهه مطلق مجربات كي تعريف هی خواه كلي هوں اور خواه اكثريه مگر يقينيات ضروريه ميں صرف مجربات كليه داخل هيں — تعريف كا ماحصل يهه هی كه مجربات مطلقاً وه قضايا هوں جن ميں بار بار مشاهدے هونے سے بغير كسي عقلي تعلق كے حكم لگاديا جاتا هی ليكن تكرار مشاهده سے نا معلوم طور پر اُن سے ايك قياس (يعني شكل مخطتي) پيدا هوجاتي هی جسكي خودحكم لگانے والے كو خبر نهيں هوتي - وه شكل يهه هی كه " اگر وقوع اتفاقي هوتا تو دائمي يا اكثريه نهوتا كيونكه امور اتفاقي شاذ و نادر واقع هوتے هيں پس ضرور هی كه واقع ميں كوئي سبب هو اگرچه اُسكي ماهيت معلوم نه هو — اور جب سبب كا هونا معلوم هوا تو مسبب كا هونا بهي ثابت هوا " مثلا همارا يهه كهنا كه لكڑي سے مارنا موام هی يا سقمونيا كا پهنكا مسهل صفرا هی - پس احكام استقرائيه اس تعريف سے خارج هوگئے كيونكه كوئي ايسي شكل اُن سے پيدا نهيں هوتي — اور حد

من التجربيات ولا يتوقف على فعل انسان اصلا كما ان الحدسيات كذلك واذا قال شارح اشراق الحكمة ان المجربات لايقال الا في التاثير والتاثر فلايقال جربت ان السواد هيئة تارة اوان هذا النار اسود بل يقال جربت ان النار محرقة وان السقمونيا مسهل انتهى —

فلم يشترط فيها فعل الانسان بل التاثير والتاثر هذا كله خلاصة مافي الصادق الحلواني حاشيه الطيبي وما حققه المولوي عبد الحكيم في حاشيه شرح المواقف -

(كشاف اصطلاحات الفنون ورق ۷۲) نسخه قلمي

سيات بهي نكل گئي كيونكه جو قياس اُن سے مرتب هوتا هی وه تكرار مشاهده سے حاصل نهيں هوتا اور فطريات بهي نكل گئے كيونكه اُنميں قياس موضوع اور محمول كو لازم هوتا هی —

يهه بات ظاهر هی كه تجربه كليه كا مصداق وه تجربه هی جس سے يقين ايسا حاصل هوجاے جيساتواتر سے هوتا هی نه يهه كه مشاهده كي تكرار ايك حد معين تك پهونچ جائے - يهه بهي كها گيا هی كه تجربه سے يقين حاصل هونے كے لئے كچهه يهه ضرور نهيں هی كه انسان اپنے نفس پر تجربه كرے بلكه دوسرے كا حال ديكهكر بهي يقين حاصل هوجاتا هی — مثلاً اگر ايك شخص سقمونيا كا استعمال كرے اور اُس سے اسهال واقع هو اور دوسرا شخص بار بار يهه حال مشاهده كرے تو اُسكو قطعاً علم تجربي حاصل هوجائيگا — اس پر يهه اعتراض كيا گياهی كه احكام نجومي بهي تجربيات ميں داخل هيں حالانكه وه كسي شخص كے فعل پر موقوف نهيں هيں جيسے كه حد سيات كسي كے فعل پر موقوف نهيں هوں — اسي ليئے شارح حكمة الاشراق نے كها هی كه مجربات كا اطلاق وهيں كيا جاتا هی جهاں تاثير كرنا اور اُس تاثير كو قبول كرنا پايا جائے — پس يوں نهيں كها جائيگا كه " هم نے تجربه كيا هی كه سياهي ايك هيأت هی جو آگ سے منسوب هی يا يهه آگ سياه هی " بلكه يوں كها جائيگا كه آگ جلانے والي هی اور سقمونيا اسهال لانے والا - پس تجربه ميں انسان كا فعل شرط نهيں هی بلكه تاثير اور تاثر شرط هی يهه تمام بيان صاحب حلواني حاشيه طيبي كا اور حاشيه شرح مواقف ميں جو مولوي عبد الحكيم نے تحقيق كي هی اُسكا خلاصه هی *

(كشاف اصطلاحات الفنون ورق ۷۲) نسخه قلمي

دوم استمرار یعني کسي امر کا ہمیشہ ایک حالت پر ہونا اور جب تک کوئي دوسرا امر واقع نہو اُس کے برخلاف نہونا - خواہ اُسکي علت معلوم ہو یا نہو - جیسے آفتاب کا ہر روز نکلنا اور ہلال کا زمانہ معین کے بعد بدر ہونا - یہہ ہمیشہ اسیطرح ہوتے ہیں اور اُن کي علت بھي معلوم ہی *

یا جیسے مقناطیس کي سوئي کا ہمیشہ قطب کي طرف رہنا جب تک کہ کوئي دوسرا امر اُسکے مزاحم واقع نہو - گو کہ ہمیشہ اُسکے قطب کیطرف رہنے کي علت ہمکو معلوم نہیں *

سوم استقراء لمي - جبکہ اُس کے لیئے کوئي دلیل لمي ہو — مثلاً ہمارا یہہ کہنا کہ کل انسان اوفیل اواسد اوفرس او مثل ذلک الحیوانات یتحرک فکہ الاسفل بالکل یقیني ہی گو کہ ہم نے کل انسانوں کو نہیں دیکھا اور نہ دانیوں کو اور نہ کل شیروں کو اور نہ کل گھوڑوں کو - مگر انسان یا ہاتھي یا شیر یا گھوڑا اُنکو کہتے ہیں جو موجودہ خالقت پر مخلوق ہوئے ہیں اور ہمکو علم تشریح سے ثابت ہوا ہی کہ انسان اور وہ حیوان اور مثل اُنکے بلحاظ ترکیب اعضا کے اس طرح پر مخلوق ہوئے ہیں کہ اُنکا اوپر کا جبڑا ہلنا نا ممکن ہی - پس ہم اس دلیل سے اُس کلیہ کو اولیات میں سمجھتے ہیں *

چہارم استقراء فرعي — یعني ایسي شی پر کلیہ قایم کرنا جس کے جزو میں وہي صفات اور خواص ہیں جو اُسکے کل میں ہیں — جیسے پاني - ہم پاتے ہیں کہ پاني سے زیادہ ہماري چیزپاني میں ڈوب جاتي ہی اور اس لیئے ہم کہتے ہیں کہ کل شی اثقل من الماء یغرق في الماء اور اس کلیہ کو ہم اولیات میں داخل کرتے ہیں *

یا ہمارا یہہ کہنا کہ کل حطب یحرق في النار اولیات میں داخل ہی اور یہہ بحث نہیں کیجاتي کہ ہم نے تمام دنیا کي لکڑیوں کو جلاکر نہیں دیکھا کیونکہ ہم نے ایک جسم نباتي متخلخل قابل اخذ شعلہ آتش کا نام لکڑي رکھا ہی اور جو جسم ایسا نہیں ہی وہ لکڑي نہیں ہی - اور اس لیئے یہہ کلیہ اولیات میں داخل ہی *

پنجم استقراء محض — یعني جس کے لیئے اُس کي تمام نوع یا جنس پر صادق آنے کي کوئي دلیل لمي نہو — ہم کہتے ہیں کہ جب تک اُسکے مخالف کوئي امر متحقق نہو عملاً وہ بھي اولیات میں داخل ہی اور اس شبہہ کو کہ کوئي فرد اس کے برخلاف ہو کافي نہیں سمجھتے کیونکہ موجودات اور محسوسات کے مباحثہ میں امکان وقرعي کا ثابت کرنا لازم ہی نہ امکان فرضي اور نہ خیالي کا

ششم — المشاہدہ بالتکریر - مشاہدہ خود ایک مستقل دلیل یقین حاصل کرنے کي ہی - جبکہ کسي چیز کو بار بار دیکھنے سے ایک ساہي پاویں *

مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے سامنے کوئي چیز مثلاً گھڑي رکھي ہوئي ہی اور پھر دیکھتے ہیں اور پھر دیکھتے ہیں کہ رکھي ہوئي ہی اور ہمارے سوا اور دیکھنے والے بھي ایسا ہي دیکھتے ہیں تو ہمکو یقین کلي ہوتا ہی کہ ہمارے سامنے گھڑي رکھي ہوئي ہی - اور یہہ ایسا یقین ہی کہ کسیطرح زایل نہیں ہوتا - ہمارا گھڑي کو دیکھنا مشاہدہ ہی اور بار بار اُسکو ویسا ہي دیکھنا مشاہدہ کو بدرجہ یقین پہونچاتا ہی اس بیان سے وہ خیال اور وہمي صورتیں جو اتفاق سے کسیکو نظر آجاتي ہیں یا خواب میں دکھائي دیتي ہیں مشاہدہ کي تعریف سے خارج ہوجاتي ہیں *

امام غزالي نے مشاہدہ پر اسلیئے شک کیا کہ اُنہوں نے سایہ کو دیکھا کہ ساکن ہی حالانکہ وہ ساکن نہ تھا مگر اُنہوں نے شرط تکرار مشاہدہ پر غور نہیں کیا اگر مشاہدہ بالتکریر کو وہ شرط یقین ٹھہراتي تو سایہ کو ساکن نہ تصور کرتے *

اب ہم مشاہدہ کي علت پر غور کرتے ہیں اور پاتے ہیں کہ ہماري آنکھہ میں منعکس شعاعیں اُسکي تصویر بنا دیتي ہیں جسکو ہم دیکھتے ہیں اور وہي سبب اُس شی کے دکھائي دینے کا ہی فوٹوگراف کے ذریعہ سے تصویر کا بننا اس مسئلہ کا عملي اور عیني ثبوت ہی *

اب ہمکو ہزاروں تجربہ سے ثابت ہی کہ منعکس شعاعیں جو کسي چیز سے ہماري آنکھہ تک پہونچتي ہیں وہ خطوط مستقیمہ میں ہوتي ہیں — طبقات چشم جو محدب اور ذي ثقبتین مخلوق ہوئي ہیں اُنکي بناوٹ کي وضع ہمکو علم تشریح سے یقیني معلوم ہی *

ان معلومات کے سبب علم مناظر پیدا ہوا اور اب جو چیز مشاہدہ ہوتي ہی اُسکے مشاہدہ کو دلایل ہندسي سے ثابت کرسکتے ہیں - ہم بنا سکتے ہیں کہ پاني میں درختوں — مکانوں — آدمیوں کا عکس اولٹا کیوں دکھائي دیتا ہی — آئینہ میں ہمکو دائیں طرف بائیں طرف اور بائیں طرف دائیں طرف کیوں دکھائي دیتي ہی — ہر چیز دور سے کیوں چھوٹي معلوم ہوتي ہی اجرام کو ایک چیز دو کیوں دکھائي دیتي ہیں - آنکھہ کے ثقبہ دو ہیں اور دونوں میں منعکسہ شعاعیں جاتي ہیں پھر ہر چیز دو کیوں نہیں دکھائي دیتیں - غرضکہ علم مناظر نے وہ مرتبہ ثبوت کا حاصل کرلیا ہی جو اقلیدس نے اپنے دعووں کے ثبوت کا رتبہ حاصل کیا ہی — اور اس لیئے مشاہدہ کو اولیات میں داخل کرتے ہیں *

ہفتم - المشاہدۃ بالالات — جس اصول پر خدا نے ہماري دو آنکھیں بنائي ہیں اور باوجود دو ہونے کے ہمکو ہر چیز ایک ہي معلوم ہوتي ہی اور جسپر ہم نے علم مناظر میں دلایل قایم کي ہی اُسکو ہم عملي طور پر بھي کام میں لائے ہیں اور اُسي اُصول پر ہم نے بائي ناکیولر گلاس کوپ بنائي ہی جس میں دو شیشے ہوتے ہیں اور ہم دو تصویریں اُس میں رکھتے ہیں اور دونوں آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر ایک ہي تصویر ہمکو دکھائي دیتي ہی *

پھر ہم نے آنکھہ کي بناوٹ اس اصول پر بنائي ہی کہ ایک قسم کے تبدل سے مسطح چیز ہمکو مجسم دکھائي دیتي ہی — اُسي اُصول کے موافق ہم نے بائي ناکیولر ٹلس کوپ کے شیشے بنائے ہیں کہ اُن سے مسطح چیز مجسم معلوم ہوتي ہی — غرضکہ ہم نے آنکھہ کي بناوٹ کو بخوبي دریافت کرلیا ہی اور جو چیز مختلف طرح سے ہمکو دکھائي دیتي ہی اُسکو علم مناظر میں بطور دلیل ہندسي ثابت کرلیا ہی *

ضعف بصارت جس شخص کو ہوجاتا ہی اُس کا سبب ہم نے دریافت کیا ہی کہ اُسکي آنکھہ منعکسہ شعاعوں کو بخوبي اخذ نہیں کرتي - مگر ہم جب اُسکي آنکھہ پر دو شیشے لگا دیتے ہیں اور اُن کے سبب منعکسہ شعاعیں قوت سے اُسکي آنکھہ میں جاتي ہیں تو وہ اُن چیزوں کو بخوبي دیکھہ سکتا ہی جنکو بغیر اُن شیشوں کے نہیں دیکھہ سکتا تھا - یہہ اصول ایسا عام ہوگیا ہی کہ ہزاروں آدمي عینک لگاتے ہیں اور اُن چیزوں کو بخوبي دیکھتے ہیں جنکو بغیر عینک کے نہیں دیکھہ سکتے تھے *

پھر ہمکو ایسے اصول معلوم ہوگئے ہیں کہ چاہیں ہم اُن شیشوں کو ایسا بنائیں کہ جس قد کي شی مرئي ہی اُسي قد سے دکھائي دے — چاہیں ایسے بنائیں کہ اُس سے دوچند یا سوچند یا ہزاروں چند بڑا دکھائي دے *

ان ہي اصول محققہ پر ہم خوردبین بناتے ہیں جس سے ایک پشہ کے بدن کے بال تک اور مکھي کي ایک آنکھہ کے ہزاروں ٹکروں تک جس سے وہ جڑي ہوئي ہی اور بدن کے چھوٹے چھوٹے مسامات تک دیکھہ لیتے ہیں *

ہم نے ایسے اصول بھي دریافت کیئے ہیں جنسے دور کي چیز نزدیک یا نزدیک کي چیز دور دکھائي دیتي ہی- اسي اُصول پر ہم دوربین بناتے ہیں اور دور دور کي چیزوں کو ایسے ہي دیکھتے ہیں جیسے کہ اپنے پاس کي چیزوں کو اور یہہ اُصول علم مناظر میں ایسے ہي محقق ہیں جیسے اقلیدس میں اُسکے دعوے — پس ان آلات سے جو ہم مشاہدہ کرتے ہیں اُس میں شک لانیکي کوئي وجہہ نہیں ہی *

پھر ہم نے ان اصولوں کي ایجاد ہي پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ہزاروں دفعہ اُسکا تجربہ کیا ہی اور دور و نزدیک چیزوں کو دوربین سے دیکھا ہی اور جس چیز کو اُس میں دیکھا ہی اُسکو بعینہ ویسا ہي پایا ہی جیسي وہ ہی *

دوربینیں کم قوت کي اور زیادہ قوت کي باعتبار اُن کے شیشوں اور اُنکے طول کے بنتي ہیں اب ایسي قوت والي دوربینیں بنگئي ہیں کہ چاند اور آسمان کے دوردور کے ستاروں کي ایسي ہي کیفیت معلوم ہوتي ہی کہ گویا اُنکو قریب سے آنکھہ سے دیکھتے ہیں — پس جو کچھہ ان دوربینوں سے ہم دیکھتے ہیں اُنکو اس قسم کے مشاہدہ میں شمار کرتے ہیں جس میں بعد تجربہ کے کچھہ بھي شک

نہیں رہتا — اور اسلیئے جو مشاہدہ بذریعہ ان آلات کے ہوتا ہی اُنکو اولیات میں شمار کرتے ہیں *

ہشتم الطبیعی الانسانی — یعنی طبیعت انسانی کا دو چیزوں میں ایسا طبعی علاقہ ہو جس کے سبب سے ایک امر کے جاننے سے دوسرے امر کے جاننے پر یقین ہو — ان میں سے ایک کو دال کہیں گے اور دوسری کو مدلول طبیعت کے معنی جبلت انسانی کے ہیں جس پر کہ انسان پیدا کیا گیا ہی — اس صورت میں مدلول کی ماہیت کا جاننا لازمی نہیں ہی بلکہ صرف اُس کے وجود کا جاننا کافی ہوتا ہی *

مثلاً دیوار کے پیچھے سے ہم نے کہنہ کہنہ کی آواز سنی اور ہم کو یقین ہوا کہ کوئی کھنکھٹانے والا ہی — اس صورت میں ہم نے صرف کھنکھٹانے والے کے وجود پر بغیر جانئے اُس کی ماہیت کے یقین کیا ہی *

یا ایک مصنوعی چیز ہمارے سامنے ہی اور اُس سے ہم نے یقین کیا کہ اُس کا کوئی صانع ہی پس یہہ یقین بغیر اس کے کہ صانع کی حقیقت یا ماہیت جانیں صرف صانع کے وجود پر یقین ہوتا ہی — اور اسی سبب سے اُس کو اولیات میں قرار دیا ہی *

جب ہم تمام عالم پر نظر ڈالتے ہیں اور اُس میں مختلف انواع کی ترکیب پاتے ہیں تو اُسکو مصنوع قرار دیتے ہیں — اور اُس سے صرف صانع کے وجود پر یقین کرتے ہیں — گو کہ اُسکی حقیقت اور ماہیت نہیں جان سکتے *

قرآن مجید میں وجود ذات باری پر جابجا اسی قسم کی دلیلوں سے استدلال کیا گیا ہی جس سے در حقیقت کوئی انکار نہیں کرسکتا — منکرین ذات باری اگر بہت کچھہ کہہ سکتے ہیں تو یہہ کہتے ہیں کہ ہم عالم کو اس حیثیت سے تو پاتے ہیں مگر یہہ نہیں کہہ سکتے کہ اُس کا کوئی صانع ہی یا نہیں — ممکن ہی کہ ہو اور ممکن ہی کہ نہو — اور یہی لوگ لاادریہ کے نام سے مشہور ہیں — مگر خود جبلت انسانی ایسا کہنے سے ابا کرتی ہی *

ان سے بڑھکر دہریہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو کچھہ عالم میں موجود ہی وہ آپ ہی آپ ہوگیا ہی مگر جبکہ عالم میں سلسلہ علت و معلول کا دیکھتے ہیں اور اُسکے قایل بھی ہیں تو نہیں بتا سکتے کہ بغیر ختم ہوئے سلسلہ علت و معلول کے آپ ہی آپ کیونکر ہوا *

اگر ہم دیوار کے پیچھے کسی گدھے کی یا آدمی کی آواز سنتے ہیں اور کوئی مصنوعی چیز کسی شخص معین کی دیکھتے ہیں تو اس صورت میں مدلول کی ماہیت کو بھی جانتے ہیں *

فہم الفطری - یہہ لفظ ہم نے قرآن مجید سے اخذ کیا ہی جہاں خدا نے فرمایا ہی " فطرت اللہ التی فطرالناس علیہا لاتبدیل لخلق اللہ " فطرت کا ٹھیک ترجمہ انگریزی میں نیچر ہی پس نیچرل سیانز کی ترقی و تحقیقات اور دلایل یقینیہ سے جو امور ثابت ہوئے ہیں وہ سب اولیات میں داخل ہیں کیونکہ وہ سب تجربہ یا مشاہدہ بالتکریر یا مشاہدہ بالالات پر مبنی ہیں — اور علم تشریح کو بھی ہم اسی میں شامل کرتے ہیں کیونکہ علم تشریح میں بقوت و حالات اعضاء انسانی یا حیوانی ثابت ہوئے ہیں وہ سب مشاہدات بالتکریر اور مشاہدہ بالالات میں داخل ہیں اور اس لیئے وہ بھی اولیات ہیں *

نیچرل سیانز سے جو امور یقینی ثابت ہوئے ہیں اُنکی تفصیل طویل ہی اور اسمقام پر وہ لکھے نہیں جاسکتے اس لیئے ہم نے اُنکے بالا جمال بیان کرنے پر اکتفا کیا ہی *

اس تحریر سے ہمارا مطلب یہہ ہی کہ ہمارے علماء مقدسین جو ان علوم کے مسایل کی نسبت توجہہ نہیں کرتے اور اُنکو لغو و مہمل کہکر ٹال دیتے ہیں اور بلا تحقیق اسبات کے کہ در اصل قرآن مجید میں کیا ہی اپنی سمجھی ہوئی بات کو قرآن مجید کا مطلب قرار دیکر کہدیتے ہیں کہ یہہ سب غلط ہی اور قرآن مجید میں جو ہی یعنی جو ہم نے یا اگلے لوگوں نے جبکہ نیچرل سیانز کا علم نہ تھا سمجھا ہی وہ ٹھیک ہی گو کہ عقل اس کو قبول نکرتی ہو ہم زمین کو چوکھونٹی اور چورس ہی کہے جاوینگے گو کہ ہزار دلایل سے اُسکا گول ہونا ثابت ہوا ہو — اس قسم کی بات کہنے سے اُن لوگوں کو جو علوم جدیدہ کی

تحصیل کرتے هیں تشفي نهیں هوتي بلکه اور گمراه هوتے هیں اُنکو لازم هی که قاضي ابن رشد کے قول کي پیروي کریں وه کهتے هیں که " همکو پورا یقین هی که جس بات پر دلیل هو اور ظاهر شرع اُس کے خلاف هو تو وه بظاهر عربي کے قانون تاویل کے موافق قابل تاویل هوگا اور یهه قضیه ایسا هی جس میں کسي مسلم اور مومن کو شک نهیں هوسکتا اور اُس شخص کو اس قضیه کا یقین کرنا بڑه جاتا هی جس نے اُسکي مشق اور تجربه کیا هو اور معقول اور منقول میں جمع کرنا چاها هو — بلکه هم تو کهتے هیں که جب کوئي ظاهر شرع اُس بات کے خلاف هو جس پر دلیل قایم هوچکي هی تو ایسا نهیں هی که جب شرع پر لحاظ کیا جاوے اور اُسکے تمام حصوں میں تلاش هو تو شرع کے لفظوں میں ایسا ظاهر نه ملے که اُس تاویل کے موافق هو جو ظاهر شرع کي تاویل کي هی اگر بعینه ایسا نهوگا تو اُس کے قریب هوگا — انتهي *

وقد فتح الله لي هذا الباب و انا اجد في کلامه تعالے وکلام رسوله ما یشهد بصحته یقینا في علوم الکائنات ولا خلاف في کلامه وصنعه تعالے شانه وعز برهانه *

سید احمد

—•—

نمبر ۴۹

العلوم الجدیدة والاسلام

نواب اعظم یار جنگ کے جواب کا پانچواں حصه

—

مسلمانوں میں غیر مذهب والوں یا مخالفان دین سے ضرورت کے وقت علم سیکهنا واجب هی

اسبات کا ذکر تو کچهه ضرور نهیں هی که غیر مذهب والے سے علم سیکهنا صرف جایز هي نهیں بلکه جیسا که کتب احادیث و سیر میں مذکور هی سنت اور واجب بهي هی کیونکه خود پیغمبر خدا نے زید بن ثابت المتوفی سنه ۴۵ هجري کو یهودیوں سے مدینه میں یهود کا علم یعني کتابت زبان عبراني سیکهنے کا حکم دیا تها اور زید بن ثابت نے تهوڑے هي عرصه میں یهود سے زبان عبراني اور اُس میں خط و کتابت کرنا حاصل کرلیا تها *

بخاري نے بطور تعلیق کے اور بغوي اور ابویعلي نے متصلا ابو رماد سے اور اُس نے خارجه ابن زید سے — اُسنے اپنے باپ سے روایت کي هی — زید نے کها میں مدینه کے آگے آنحضرت سے ملا — لوگوں نے کها که یهه بني نجار کے قبیله سے هی — مجهے سترة سورتیں یاد تهیں — میں نے آنحضرت کو پڑهکر سنائیں — بهت خوش هوئے — اور فرمایا که تو یهودیوں کا خط سیکهه لے — کیونکه مجهے اپنے خط و کتابت میں اُن پر بهروسه نهیں هی — میں نے ایسا هي کیا — آدها مهینه بهي نهیں هوا تها که میں اس خط میں ماهر هوگیا — اور آنحضرت کي جانب سے یهودیوں کو خط لکهتا تها — اور اُن کے خط آپکو سناتا تها — مسند عبد بن حمید میں ثابت بن عبهد کے طریق سے

روي البخاري تعلیقا و البغوي — و ابویعلي موصولا عن ابي الرماد عن خارجه بن زید عن ابیه قال اتی النبي صلی الله علیه واله وسلم مقدمة المدینة فقیل هذا من بني النجار وقد قرأت سبع عشرة سورة فقرأت علیه فاعجبه ذلک فقال تعلم کتاب یهود فاني ما آمنهم علی کتابي ففعلت فما مضی لي نصف شهر حتی حذقة وکنت اکتب له الیهم واذا کتبوا الیه قرأت له ورویناه في مسند عبد بن حمید من طریق ثابت بن عبید عن زید بن ثابت قال قال النبي صلی الله علیه واله و سلم اني اکتب الی قوم فاخاف ان یزیدوا علی اوینقصوا فتعلم السریانیة فتعلمتها في سبعة عشر یوما — اصابه ابن حجر ج ۳ ص ۴۱ —

زید ابن ثابت نے هم سے روایت کي هی اُس نے کها — آنحضرت نے مجهسے فرمایا که میں ایک قوم (یهود) سے خط و کتابت کرتا هوں — اسبات کا اندیشه هی که مجهے اُن کا خط سنانے میں کمي یا زیادتي کریں — تو سریاني زبان سیکهه لے — میں نے سترة دن میں یهه زبان سیکهه لي *

(اصابه ابن حجر ج ۳ صفحه ۴۱) —

اور جب سنه ۲ هجري میں بدر کي لڑائي میں جس میں روساء قریش مکه سے فوج کشي کرکے مدینه میں مسلمانوں

کو مارنے کے لئے آئے تھے اور کوئي منزل چلکر مدینه کے قریب پہونچ گئے تھے تب یہاں سے چند مسلمانوں کي جماعت ان کے مقابله کو نکلي تھي اور تیسري منزل پر جاکے مقام بدر پر لڑائي هوئي اور مسلمانوں کي فتح هوکر ۷۰ قریشي اسیر جنگ هوکر مدینه لائے گئے اور بالاخر ان میں سے نه کوئي قتل کیا گیا اور نه غلام بنایا گیا بلکه سب کے سب فدیه لیکر چهوڑ دیئے گئے تو جو کفار قریش نقد فدیه نه دے سکے اُن سے بحکم نبوي مدینه کے مسلمانوں کے بچوں کو لکهنا پڑهنا سکهلایا گیا *

حلبي میں اسد سے منقول هی که قریش نے باهم مشوره کرلیا تها که قیدیوں کا فدیه دینے کي جلد درخواست نکریں - مطلب ابن ابي وداعة السهمي نے اسکي پروا نکي - اور رات کو پوشیده مدینه میں آکر چار هزار درهم کي عوض اپنے باپ کو چهڑاکر لے گیا — آنحضرت نے ابو وداعه کو قید میں دیکهکر اپنے اصحاب سے فرما دیا تها که مکه میں اسکا ایک دانشمند سوداگر اور مالدار بیٹا هی - اپنے باپ کا فدیه دینے کے لیئے اُسکو آیا سمجهو یهه پهلا قیدي تها جس کا فدیه لیا گیا - اور جو شخص فدیه نه دیسکتا تها - اور لکهنا پڑهنا جانتا تها - اُسکو مدینه کے دس لڑکے تعلیم کتابت کے لیئے سپرد کیئے گئے - ان کا تعلیم پانا هي اُن کا فدیه سمجها گیا *

وفي الحلبي عن الاسد و تواصت قریش علی ان لایعجلوا في طلب فداء الا سارٰي فلم یلتفت الی ذلک المطلب بن ابي وداعة السهمي بل خرج من اللیل خفیة وقدم المدینة فاخذ اباه باربعة آلاف درهم فانطلق وقد کان صلی الله علیه وسلم قال لاصحابه لما راٰي ابا وداعة اسیرا ان له بمکة ابنا کیسا تاجرا ذا مال وکاسکم به فدجاء في طلب فداء ابیه فکان اول اسیر فدی ومن لم یکن معه فدی وهو یحسن الکتابة دفع الیه عشرة غلمان من غلمان المدینة یعلمهم الکتابة فاذا تعلموا کان ذلک فداؤه — السیرة المحمدیه مولوي کرامت علي دهلوي ص ۲۱۹ چهاپه -

(سیرة محمدیه مولوي کرامت علي دهلوي صفحه ۲۱۹) *

یهاں سے ثابت هوا که غیر مذهب والوں سے یا کفار سے بلکه ایسے کفار سے بهی جن سے جنگ قایم هو اور وه دشمن دیني بهي هوں علم سیکهنا مسنون اور مستحب هی *

فلاسفه قدیم کا ذکر

فلسفه کي ابتدا تو ملک یونان سے هوئي مگر ان سات فلاسفه اوائل کے فلسفه میں وجود اور وحدانیت باري تعالی اور تکون عالم اور مبداء اول کي بابت فکر اور نظر بهشتر رهتي تهي *

یهه سات حکیم ملیطه اور سامیا اور اثهنه (آئتهنز) کے رهنے والے اعلی درجه کے حکما هیں جن کے نام ذیل میں درج هیں *

الحکماء السبعة الذین هم اساطین الحکمة من الملیطه و سامیا و اثهنوهي بلادهم و اما اسماؤهم -

تالیس الملیطي -
وانکسا غورس الملیطي -
و الکسیمانس الملیطي -
و ابنا ذقلس -
و فیثا غورس —
و سقراط -
وافلاطون الهي *

تالیس الملیطي *
و انکسا غورس الملیطي *
و الکسیمانس الملیطي *
و ابنا ذقلس *
و فیثا غورس *
و سقراط *
و افلاطون الهي *

ونبعهم جماعة من الحکماء مثل فلوطرخیس — وبقراط — وديمقراطیس ******* و قد اغفل المتاخرون من فلاسفة الاسلام ذکرهم و ذکر مقالتهم راسا الا نکتة شاذة نادرة - ملل و نحل شهرستاني صفحه ۲۵۳ -

ان کے بعد حکما کي ایک اور جماعت هی جس میں فلوطرخیس — بقراط — دیمقراطیس وغیره داخل هیں ! متاخرین فلاسفه اسلام نے ان کا اور ان کے مسائل کا ذکر بالکل چهوڑ دیا هی - شاذ و نادر هي ان کا ذکر آیا هی - (ملل ونحل شهرستاني صفحه ۱۵۳) *

ان میں سے اول یونان تو اس کے قایل تهے که تمام عالم همیشه متغیر هی مگر آپ سے آپ هي ظهور میں آیا هوا هی — اور اهل اطالیا تو عالم کو غیر متغیر اور قایم بالذات بتاتے تهے - مگر دیگر قدما فلاسفه کا یهه مسلک مختار تها که عالم متغیر هی مگر بهت سے غیر متغیر مواد سے بنا هوا هی *

یهه زمانه پانچویں اور چوتهي صدي قبل مسیحي کا هی جو هجرت سے گیاره سو اور هزار برس قبل تها - مگر

اب سقراط - فلاطون — ارسطو کا زمانه شروع هوتا هی جس میں انسان سے بحث شروع هوئي لهذا اب تک جو کچهه فلسفه تها وه کچهه مفهد نه تها اور نه علمي طریقه پر منضبط هوا تها اور نه کار آمد تها *

سقراط نے الهیات اور طبعیات چهوڑ کے اخلاق کي تعلیم شروع کي - فلاطون نے عقل اور نفس کلي کا مسئله نکالا اور مثل فلاطوني تو مشهور هي هیں *

مگر اب چار سو برس سنه عیسوي یا هزار سال قبل هجرت ارسطو نے منطق کو مدون کیا اور طبعیات کو دلیلوں سے مدلل کرنا چاها اور اس سے فرقه مشائیین کي بنیاد پڑي اور انکے مقابله میں رواقیین تهے — مگر ۳ صدي قبل سنه عیسوي سے مصر میں سکندر کي بدولت ارسطو کے باعث اسکندریه کي بنیاد پڑي اور حقیقت میں سینس یهیں سے شروع هوا اور وهاں اهل ریاضي و حساب و حکما پیدا هوئے جنهوں نے بهت سے مفید اور کارآمد علوم ایجاد کیئے علم هیئت افلاک میں بهت بڑي ترقي کي — ایجاد صناعات اور ترکیب حیل و حرکات میں مشهور هوئے *

چنانچه اقلیدس ریاضي اسي زمانه میں هوا ارشمیدس اور اراطوس تهیونس اور اپلونهوس تیسري صدي قبل عیسوي میں قریب قریب همعصر تهے — اوسطارخس اور ابرخس دوسري صدي قبل عیسوي میں گذرے — اس کے بعد جیمینوس اور قایوسفدس بهي تهے مگر بطلمیوس مهندس دوسري صدي عیسوي میں ان پر سبقت لے گیا اس کے بعد اگرچه تهیودوسیوس اور پپس اور ثاون مهندس تهے مگر بطلمیوس کو نهیں پهونچتے تهے ثاون حکیم کي بیٹي مسماة هیاشیا کو سرل اسقف اسکندریه نے بعلت تعلیم فلسفه سنه ۴۱۵ ع میں قتل کرادیا تها اس لیئے آخر میں علوم حکمیه اور فلسفیه اسکندریه سے بالکل نابود هوچلے تهے † *

یهي زمانه جو اسکندریه میں حقیقي علوم حکمیه اور فنون فلسفیه کے عروج کا تها ارسطو کي تعلیم کے متعلق اور فلاطون کے مسلک کي بابت چند مذاهب فلسفي کا انشعاب هوگیا تها چنانچه ارسطو کي متابعت کرنے والے حکیم مشائیین کهلانے لگے اور فلاطوني مسلک والے فیلسوف - اهل اتا ذیمیا کا اک دوسرا فرقه نکلا اور اهل مثال یا رواقیین کا جدا ایک فرقه موجود هوا جسکا بانی حکیم زینو تها *

مگر اب فلسفه اور علوم حکمیه کا تنزل شروع هوا اور عام خیالات علوم اوایل کي طرف رجوع هونے لگے فیثاغورث فلاطون اور ارسطو کے اقوال پر پهر زیاده توجهه هونے شروع هوئي اور مشرقي علوم یونانی فلسفه میں داخل و شامل هونے لگے اور فلسفه میں کشف و کرامات و تصرف واشراق مخلوط هوچلا اور یهه سب قسم کے اتاذیمي حکیم فلاطون کي طرف منسوب هوتے تهے — ابتدا میں افلاطون کا فلسفه اتاذیمي کهلاتا تها جیسے که ارسطو والے مشائیین کهلائے چنانچه اتاذیمي قدیم تو فلاطون کي طرف منسوب هی اور اتاذیمي وسطي کي بنیاد ارسسي لاوس (ولادت سنه ۳۱۶ ق) نے ڈالي اور یهه لوگ رواقیون سے مناظرات کرتے رهے — اور جدید اتاذیمي کا بانی قارني ویس (ولادت سنه ۲۱۳ ق) هوا - چوتهي اتاذیمي قلوپهودي ساکن لارسا فیلسوف (معاصر مسیح) نے قایم کي - اور پانچویں اتاذیمي انطیوخس عسقلاني نے بنائي اور حکمة فلاطوني کو اهل رواق سے ملادیا *

جس فلسفه کو اشراق یا نیو فلاطونک کهتے هیں وه کچهه اسکندریه هي میں منحصر نه تها بلکه روم اثینه اور ایشیا میں پهیل گیا تها اس میں قلو یهودي فیلسوف اور نومي نیوس شامي اور عیسوي مشایخ کلیمنس الکزنڈریانوس اور اُریجنیوس وغیره اور ناستک فرقه والے سب شامل تهے — تین سو برس تک اس فلسفه کا بهت زور و شور رها *

اگرچه اِس قسم کي فلسفه اشراقي و تصوف میں قلو یهودي فیلسوف اسکندروي معاصر اول زمانه حضرت عیسیٰ مسیح اور اپاونیوس تواناً معاصر آخر زمانه حضرت مسیح اور پلوطارک اُستاد یروقلس اور نیز لیثیوس اور ایولنیس نمودي یعني افریقي (صدي دوم

† عیسویوں نے فلسفه کے خلاف میں همیشه بهت کچهه کارروائي کي هی قسطنطین اول نے وثنیوں کي جن میں فلسفي بهي تهے عبادت گاهیں گروادیں اور فلسفه اور طب کے مدرسے بند کردیئے والنٹنین بادشاه نے جادو گري کي سزا لگانے حکما کو بهت ستایا ان لوگوں نے قرکے مارے کرد فلسفي کتابیں پهاڑ ڈالیں اور جلادیں - تهیودوسیوس بادشاه نے فلسفیونکو بهت ستایا اور یوستینوس نے تو فلسفه کا خاتمه هي کردیا —

عیسوي) اور نمیلیوس شامي شریک و شامل تھے مگر اس کي عمدہ رونق امونیوس سکا المتوفی سنہ ۲۴۱ع سے اسکندریہ میں ہوئي - اس کے شاگردوں میں سے لایخیبوس جس کي ولادت سنہ ۲۱۳ع میں ہوئي تھي اور پلوطینوس المتوفی سنہ ۲۷۰ع نے فلاطون کو دوبارہ زندہ کردیا یہہ حکیم الوھیت میں ایک قسم کي تثلیث کا قایل تھا — اور پلوطینوس کا شاگرد حکیم فرفوریوس صاحب ایساغوجي المتوفی سنہ ۳۰۳ع تھا جس نے ۱۵ کتابیں عیسویت کے رد میں لکھي تھیں *

اگرچہ جیروم اور یوسیبیس نے ان کتابوں کا جواب لکھا تھا مگر سب میں بڑھکے دل سوز جواب تو عیسائي شاھنشاہ تھیودوسیوس کا تھا جس نے اِن سب کتابوں کو جلوا دیا تھا *

پورفري مذکور کا شاگرد یمبلي کوس المتوفی سنہ ۳۳۳ع ھوا اور اُس کا شاگرد اي ذي سیوس اِسي طرح سلسلہ بہ سلسلہ نوبت پروقلس ولادت سنہ ۴۱۲ ع تک پہونچي جو اوسطو ثاني تھا اور گویا کہ اسي پر مسلک فلاطوني جدید یعني حکمۃ جدیدہ افلاطوني کا خاتمہ ھوگیا *

پروقلس کے اگرچہ شاگرد بہت ھوئے مگر کوئي اُستاد کے درجہ کو نہیں پہونچا اور جب یوستینوس عیسائي بادشاہ روم نے سنہ ۵۲۹ع میں فلسفہ کي تعلیم حکماً بند کردي اور فلاسفہ کو ستانا شروع کیا تو اِسي حکم کے سات شاگرد یونان سے جلاوطن ھوگئے تھے اور خسرو نوشیروان عادل کے دربار میں گئے تھے اور وھاں سے سنہ ۵۳۳ع میں پھر یونان کو واپس آئے اور بعدہ افریقہ کے جنگلوں میں منتشر ھوگئے اور وھیں کھپ گئے اُن کے نام یہہ ھیں *

دیوجانس	دمسقیوس
ھرمیاس	اِسي دور
ایلا لیوس	سمپلي قیوس
پرس کئین -	

اور ان ساتوں حکیموں کا شاگرد یا جانشین کوئي نہیں ھوا اور انھیں پر گویا کہ علوم فلسفیہ کا (جو حکیم تالیس ۶۰۰ برس قبل میلاد مسیح سے شروع ھوئے تھے) خاتمہ ھوگیا *

مسلمانوں میں یہودي اور نسطوري طبیبوں سے علوم یونانیہ کا رواج

مسلمانوں میں یوناني علوم و فنون کا رواج ابتدا میں ایشیا میں ملک شام کے اور افریقہ میں اسکندریہ کے طبیبوں کي وجہ سے ھوا *

اس زمانہ میں جبکہ اسلام شروع ھوا ممالک متصلہ ایران و شام و مصر میں انھیں طبیبوں میں علوم فلسفیہ یونانیہ قدیم و جدید از قبیل الھیات و طبعیات و ریاضیات کچھہ کچھہ پائے جاتے تھے ھر ایک نامور طبیب ضرور تھا کہ علوم حکمیہ اور فنون متعلقہ طبابت میں ماھر ھو اور في الحقیقۃ حکیم کے لقب کا مستحق *

عیسائي قیصران روم کو تو علمي طبابت سے خلاف تھا اور وہ مذھبي یا جاھلي طبابت کے قایل تھے جھاڑ پھونک گنڈا تعویذ کا عمل موجب صحت سمجھتے تھے اور معجزہ و کرامات و استحضار جنات اور تسخیر روحانیات کے ذریعہ سے امراض سے نجات پائے پر مایل تھے تبرکات درگاھجات اولیاء اللہ کے مس کرنے اور مشایخ مسیحیین کے قبور پر جانے سے شفا حاصل ھونا یقین کرتے تھے اور دفع امراض کے لیئے انھیں بزرگوں سے دعا و استعانت و استغاثہ کرتے تھے *

قسطنطین اول نے جو سب سے پہلا اور بڑا عیسائي قیصر روم گذرا ھی (جسکا زمانہ سنہ ۳۰۶ عیسوي سے سنہ ۳۳۷ عیسوي تک تھا) قدیم اور مشہور مطب اسقلاپیون کو بند کردیا تھا اگرچہ رومي عیسائي قیصروں نے بیماروں کے لیئے بہت کچھہ سامان عیش و آسایش مہیا کردیا تھا اور بیمارستانونکا باضابطہ قیام اور مسلسل انتظام انھیں عیسائي بادشاھان روم کي بدولت ھوا مگر طبابت کا کام یعني امراض کي شفا اُنھوں نے اِن یوناني اور مصري طبیبوں سے جو فلسفي حکیم اور صاحب علم و عمل تھے نہیں لیا بلکہ وہ کام پادریوں کے حوالہ کیا جو ھر قسم کے علوم و فنون سے بے بہرہ تھے اور فن طبابت علمي طور سے نہیں جانتے تھے اور بموض تشخیص مرض و تجویز دوا و نسخہ نویسي یا عمل جراحي خرق عادت کے طور سے شفا حاصل ھوجاتي اور چھو منتر کے زور سے مرض دفع کرنا

جانتے تھے اور جسطرح کہ پہلے زمانہ بت پرستي (و ثنیت) میں بت خانوں میں عوام الناس شفا حاصل کرنے کي غرض سے جایا کرتے تھے اب عہد عیسویت میں قبور مشایخ مسیحیہ کي زیارت اور طواف سے طالب شفا اور استشفاع کرتے تھے *

یونانیوں میں بزمان جاہلیت ہر ایک قسم کے مرض اور وبا کو کسي دیوتا یا الہ یا اُنکے فرضي معبود یا روحانیات کي ناراضمندي یا خفگي کے سبب سے سمجھتے تھے اور اسکا علاج بتوں کي قربانی اور نذر و نیاز اور بت خانوں کا طواف تھا استطابیون کے بت خانے ہمیشہ بیمارستان اور شفاخانہ بنے رہتے تھے رفتہ رفتہ یہہ ایک عام محاورہ زبان زد ہوگیا تھا کہ یہہ کہنا کہ اسکو کوئي مرض لاحق ہوگیا ہی اس کے ہم معني تھا کہ اس کو جن چپٹ گیا ہی یا آسیب لگ گیا ہی خصوصاً دیوانگي اور جنون تو ضرور اور خود ان دونوں لفظوں میں اگرچہ فارسي و عربي ہیں دیو اور جن کا مادہ موجود ہی اور مرض سے شفا پاجانا اور صحیح ہوجانا اور یہہ کہنا کہ جن اُتر گیا ہی یا آسیب دفع ہوگیا ہی ایک ہي بات تھي † *

یونانیوں کے ان جاہلي خیالات کا علاج حکیم بقراط نے سب سے پہلے کیا اسلیئے کہ امراض کے صحیح اسباب اور علامات بتائے اور باضابطہ علاج اور علمي طور سے معالجہ کرنا شروع کیا اور طبابت کو دینیات یا الہیات سے جدا کیا اور اس فن کو بت خانوں کے مجاوروں اور کاہنوں سے الگ کردیا حکیم بقراط کا زمانہ چار سو برس قبل میلاد عیسوي ہی *

بقراط نے ایک مدرسہ طبي بمقام کوس قایم کیا تھا اور اُسکے مقابلہ میں دوسرا مطب بمقام کنیدوس کے مقام پر قایم ہوا ان میں سے فلسطن دیوقلس اور پراک ساغوراس نے طب میں کتابیں لکھیں یہہ مدرسہ طبابت بادشاہ قسطنطین کے زمانہ تک قایم تھا اور بالاخر فرمان شاہي کي رو سے جسکا اوپر ذکر ہوا ہی بند کردیا گیا تھا — اسکندریہ واقع مصر میں بطلمیوس فلادل فوس نے جب ایک بہت بڑا علمي کارخانہ تعلیم اقسام حکمت و فنون ادبیہ و عملیہ قایم کیا وہ چار قسموں پر منقسم تھا ادب ریاضیات ہیئت نجوم اور طبابت ان علوم کي بہت شاخیں تھیں چنانچہ علم نباتات و حیوانات طبابت کے تحت میں تھا — اس مدرسہ میں قلوم بروتس — ہیروفلوس اور اراتس قراتوس اور قلو اصطفانوس اپنے اپنے زمانہ میں استاد تھے — یہاں پر علم تشریح انساني کي بھي ترقي ہوئي تھي مگر بالاخر زمانہ کے اندراس کے ساتھہ اسکو بھي انحطاط ہوگیا *

حکیم جالینوس کا زمانہ تو بہت بعد کا ہی (یعني دوسري صدي عیسوي) *

یہودي طبیبوں کا ذکر

یروشلم کي بربادي کے بعد سے جو طیطوس رومي کے ہاتھہ سے (سنہ ۷۰ عیسوي میں) ہوئي تمام ممالک شام اور عراق عرب (میسو پوطامیا) میں یہود پھیل گئے تھے اور اُنکے مدرسے قایم ہوگئے تھے مگر بڑے بڑے ملک التجار یہودي اسکندریہ میں رہتے تھے ان یہودیوں میں بھي طبابت کے متعلق لیویون کے فرقہ میں بیماریوں کا علاج دعا کفارہ قرباني اور معجزات سے کرایا جاتا تھا یا ایسي دواؤں سے جو بالکل کامن یعني بازاري ہوا کرتي تھیں — مگر حنانیا یہودي طبیب ولادت سنہ ۲۰۵ ع تیسري صدي میں صاحب کمال تھا — اور صموئیل اور راب صاحب تشریح جسکے مرنے کے بعد اُسکي قبر کي مٹي بھي لوگ دوا کے طور پر استعمال کرتے تھے — اور ابا اومنا یہودي طبیب حاذق نے دیوانگي یعني جنون کے اسباب طبعي اور اسکے معالجہ میں بھي کمال حاصل کیا — اور وہ جو تمام قوم یہود میں یونانیوں کي وجہہ سے جنون کو جن اور آسیب یا بھوت پریت کا اثر سمجھا جاتا تھا باطل کردیا *

نسطوري طبیبوں کا ذکر

نسطوري فرقہ کے عیسائي بھي طبابت میں یہودیوں کے شامل اور شریک تھے *

† یہہ جو بعض انجیلوں میں حضرت عیسی مسیح کي نسبت لکھا ہوا ہی کہ جنات کو چھاڑ پھونک کر نکالتے تھے یہي بات اُس زمانہ کے اور طبیبوں کي نسبت بھي دوسري کتابوں میں اسي محاورہ کے لحاظ سے لکھي گئي ہی — اور قرآن مجید میں جہاں حضرت عیسی کے ابراء امراض کا ذکر آیا ہی وہاں اسکو جن یا آسیب کا اثر اور خیال نہیں کیا گیا ہی —

قسطنطنیه کے بطریق نسطورا نے حضرت مریم والدہ حضرت مسیح کو خدا کي ماں کہنے سے انکار کیا اور ضان سهول بطریق اسکندریه نے اُسکے تسلیم کرنے میں کچھه باک نہیں کیا کیونکه ملک مصر میں اس قسم کے عقاید رایج تھے مگر یونان کے ملک میں اور فلسفه فلاطونی کي رو سے ایسي بات معقول نہیں سمجھي جاتي تھي — جب اس مسئله میں نزاع شروع هوئي تو بالاخر اسکے تصفیه کے لیئے قسطنطین بادشاه نے افسس شهر میں ایک کونسل جمع کي ایک جانب تو مصري عیسائي تھے اور دوسري جانب یوناني عیسائي — مصریوں نے تو بیگمات شاهي اور خواجه سراؤں اور شاگردپیشوں کے رسوخ سے فتح پائي اور بچاره نسطورا خدمت بطریقیت سے بر طرف اور ملک سے جلاوطن کردیا گیا — جو لوگ اسکے هم راے اور هم زبان تھے وہ بھي جلاوطن هوئے اُنهوں نے کناره کناره فرات پر ایک جماعت خالدیه میں قایم کي انکے اثر سے اویسه اور دیگر مقامات متصله میں مدرسے قایم هوئے اور ان میں یوناني اور لاطیني زبانوں سے سرياني زبان میں ارسطو اور بایقلس کي کتابیں ترجمه هوئیں - ان نسطوریوں نے یهودیوں کي شراکت میں جندي سابور میں کالج قایم کیا اور جو کچھه کتابیں علم طب کي زمانه بقراط سے مدرسه بطامیوسي مصري تک کي بچي بچائي رہ گئي تھیں اُنکو جمع کیا *

اطباء یهودي و نسطوري درصدر دولة اسلام

مسلمانوں کے عروج کے زمانه میں بھي نسطوري اور یهودي طبیب طبابت اور تعلیم کے صیغه میں خلیفوں اور امیروں کے معالج اور مدرسوں کے انتظام اور صیغه تعلیمات کے صدر ناظم اور مصاحب اور مشیر هوتے تھے اور انهیں کي دلالت اور وساطت سے علوم حکمیه یونانیه کا ترجمه خلفاء اسلام کے زمانه میں دوسري صدي هجري سے شروع هوا *

ماسرجویه یهودي طبیب امیر معاویه اموي متوفی سنه ۶۰ هجري کے دربار میں باریاب تھا *

اور فریانوس الراهب مصري نے خالدبن یزید بن معاویه اموي کو طب اور کیمیا کي کتابیں پڑھائي تھیں *

اور تیادوق طبیب متوفی سنه ۹۰ صدر دولت اسلام یعني دولت امویه میں مشهور شخص تھا اور حجاج بن یوسف کي خدمت میں حاضر تھا *

هارون اسکندروي طبیب پهلا طبیب تھا جس نے چیچک کے علاج میں کتاب لکھي — اور اسحاق بن عمران یهودي طبیب نے سمیات کي علامات میں ابتداءً ایک کتاب تصنیف کي *

خلیفه هارون الرشید نے (جسکا زمانه سنه ۱۷۰ هجري سے سنه ۱۹۳ تک تھا) جندي سابور کے مدرسه طبابت کي بهت کمک کي اور بغداد میں ایک مدرسه اعظم قایم کیا اس میں یوشع بن نون یهودي طبیب کو اسکا مدرس اعلی مقرر کیا — اس مدرسه میں یوناني کتابیں کثرت سے عربي میں ترجمه هوئیں *

مامون کے دربار میں ماشاءالله طبیب یهودي المتوفی زمانه مامون متوفی سنه ۲۱۸ اور سهل بن سابور طبیب یهودي اور جبرئیل الکحال طبیب اور یوحنا بن بطریق تھے *

اور معتصم کے زمانه میں سلمویه طبیب اور یوحنا بن ماسویه نصراني المتوفی سنه ۲۴۳ تھے *

اور متوکل کے زمانه میں بختیشوع طبیب یهودي اور حنین بن اسحاق الطبیب النصراني المتوفی سنه ۲۶۴ اور اسحاق بن حنین المتوفی سنه ۲۹۸ موجود تھے *

اور مکتفي بالله کے عهد میں یوسف الساهر معروف بالقس مشهور طبیب تھا *

ذکر ترجمه علوم یونانیه

انهیں طبیبوں میں بعضوں نے جو حکیم اور فیلسوف بھي تھے یوناني علوم حکمیه کا ترجمه عربي میں خلیفوں اور امیروں کے واسطے انکے حکم اور فرمایش سے کیا تھا یوں

تو پہلے سے † اصطفن القدیم نے ‡ خالد بن یزید المتوفی سنہ ۸۵ هجري کے لیئے اور ماسرجویہ § طبیب یہودي نے مروان بن الحکم المتوفی سنہ ۸۶ هجري کے لیئے ترجمہ کیئے تھے *

خلیفہ دوم دولت عباسیہ †† ابوجعفر المنصور کے عہد میں (سنہ ۱۳۷ سے سنہ ۱۵۸ تک) سریاني اور فارسي سے کتب قدیمہ یونانیہ کا ترجمہ کیا گیا اور هارون الرشید کے زمانہ میں (۱۷۰ سے ۱۹۱ تک) میں بھي بعض کتب فلسفي کا سریاني سے ترجمہ هوا اور امراے برمکیہ کے لیئے بھي ترجمے اسي طور سے هوئے *

مترجموں کے نام - اصطفن القدیم نے خالدبن یزید کے لیئے

† اسماء النقلة اصطفن القدیم نقل لخالد بن یزید کتب الصنعة وغیرها — کشف الظنون ج ۳ ص ۹۷ وابجدالعلوم ج ۲ ص ۴۶۳ -

‡ وکان خالد بن یزید بن معاویہ یسمی حکیم آل مروان فاضلا في نفسہ له همة ومحبة للعلوم خطر بباله الصنعة فاحضرہ جماعة من الفلاسفة فاموهم بنقل الکتب في الصنعة من الیوناني الی العربي وهذا اول نقل في الاسلام - ابجدالعلوم ج ۲ صفحہ ۴۶۱ —

§ ماسر جویہ متطبب البصرة وهوالذي نقل کتاب هرون من السریاني الی العربي وکان یهودي المذهب سریانیا وهوالذي یعینہ ابوبکر محمد بن زکریا الرازي في کتابہ الحاوي بقولہ و قال سلیمان بن حسان المعروف بابن جلجل ان ماسرجویہ کان في ایام بني أمیہ و انہ تولي في الدولة المروانیة تفسیر کتاب هرون بن اعین الی العربیة وجدہ عمربن عبد العزیز رحمہ الله في خزاین الکتب فامربا خراجہ ووضعہ في مصلاہ و استخار الله في اخراجہ الی المسلمین للانتفاع بہ فلما تمله في صنعت وغیرہ کي کتابیں ترجمہ کیں - (کشف الظنون ج ۳ ص ۹۷ وابجدالعلوم ج ۲ ص ۴۶۳) -

خالد بن یزید بن معاویہ کو حکیم آل مروان کہتے تھے - خود بھي فاضل اور علم دوست تھا اُس کے دل میں صنعت کا خیال آیا فلاسفہ کي ایک جماعت اُسکے پاس موجود تھي - اُسنے اُنکو حکم دیا کہ یوناني زبان سے عربي میں کتابیں صنعت کي ترجمہ کریں - اسلام میں اول ترجمہ یہي تھا (ابجد العلوم ج ۲ صفحہ ۴۶۱) —

ماسر جویہ طبیب بصرہ نے کتاب هرون سریاني سے عربي میں ترجمہ کي - یہہ یہودي المذهب اور شام کا رهنے والا تھا — ابو بکر محمد بن زکریا رازي نے اپني کتاب حاوي میں اسکي تعیین کي هی - اُسکا قول هی کہ سلیمان بن حسان المعروف بابن جلجل نے کہا هی - ماسر جویہ بني امیہ کے عہد میں تھا - اُس نے کتاب هرون کا ترجمہ سریاني سے عربي میں اسي عہد میں کیا - عمر بن عبدالعزیز کو کتب خانہ سے

ذلک اربعون صباحا اخرجہ الی الناس وبثہ في ایدیهم - عیون الانباء ج ۱ ص ۱۶۳ -

یہہ کتاب هاتھہ آئي — اُسنے اس کتاب کے نکالنے اور اپني عبادت گاہ میں رکھنے کا حکم دیا — اور مسلمانوں کو اس کتاب سے فائدہ رساني کے بارہ میں استخارہ کیا — جب چالیس دن استخارہ کو هوچکے - یہہ کتاب اُس نے لوگوں کو دي — اور اُن میں شائع کردي (عیون الانباء ج ۱ ص ۱۶۳) —

†† بعث ابوجعفر المنصور الی ملک الروم ان یبعث الیہ بکتب التعالیم مترجمة فبعث الیہ باقلیدس وبعض کتب الطبیعیات وقرأوها المسلمون و اطلعوا علی مافیها واز دادوا حرصا علی الظفر بما بقي منها — کشف الظنون ج ۳ ص ۹۱ وابجد العلوم ج ۲ ص ۴۶۰ -

ابو جعفر منصور نے روم کے بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ تعلیمات کي ترجمہ شدہ کتابیں ہمارے پاس بھیجدو - اس نے اقلیدس اور چند کتابیں طبعیات کي بھیجیں — مسلمانوں نے اُنکو پڑھا — اور اُن کے مضمون سے مطلع هوئے — اور باقي مضامین سے اطلاع پانے کے مشتاق هوئے - (کشف الظنون ج ۳ ص ۹۱ و ابجد العلوم ج ۲ ص ۴۶۰) -

و قال محمد بن علی الخراساني المنصور اول خلیفة قرب المنجمین وعمل باحکام النجوم و اول خلیفة ترجمت لہ الکتب السریانیة والاعجمیة بالعربیة ککتاب کلیلہ و دمنہ و اقلیدس — تاریخ الخلفا سیوطي ص ۲۷۲ چھاپہ لاهور -

محمد بن علی خراساني کہتا هی کہ منصور پہلا خلیفہ هی جسنے نجومیوں کو مقرب بنایا اور نجوم کے احکام پر عمل کیا — اور یہي خلیفہ هی جسکے لیئے اول سریاني اور فارسي کتابیں عربي میں ترجمہ هوئیں مثل کلیلہ و دمنہ اور اقلیدس کے — (تاریخ الخلفا سیوطي ص ۲۷۲ چھاپہ لاهور) *

اسي بادشاه عباسیه کے عهد خلافت میں علوم اسلامیه کي تدوین بهي شروع هوئي یعني سنه ۱۴۳ هجري سے چنانچه —

ابن جریج	متوفی سنه ۱۴۹ نے مکه میں —
ابن اسحاق صاحب مغازي	متوفی سنه ۱۵۰ نے بغداد میں —
معمر بن ابي عروبه	متوفی سنه ۱۵۳ نے یمن میں —
ابن ابي عروبه	متوفی سنه ۱۵۶ نے بصره میں —
اوزاعي	متوفی سنه ۱۵۷ نے شام میں —
سفیان ثوري	متوفی سنه ۱۶۱ نے کوفه میں —
حماد بن سلمه	متوفی سنه ۱۶۷ نے بصره میں —
مالک بن انس	متوفی سنه ۱۹۷ نے مدینه میں —

حدیث اور سیرة اور مغازي اور فقه کي تالیف اور جمع اور کتابت کا شغل شروع کیا الا خلیفه هفتم † مامون کے عمل میں (۱۹۸ سے ۲۱۸ تک) اصل یونانی سے باضابطه دفتر ترجمه قویسي قایم هوا اکثر علوم و فنون یونانیه کا جو مفید اور کارآمد تهے ترجمه کرایا گیا اور یهه عمل خلافت معتضد تک جو خلفاء عباسیه کا سولهواں خلیفه (سنه خلافت ۲۷۹ هجري) تها جاري رها *

منصور کے بعد مامون کو علم کا شوق هوا — اُس نے روم کے بادشاه کے پاس یونانیوں کے علوم حاصل کرنے اور اُنکو عربي خط میں لکهوانے کے لیئے قاصد روانه کیئے — اور مترجموں کو اس مطلب کے لیئے بهیجا — پهر اُن سے کامل اطور پر علم حاصل کیا — اِن کتابوں اپر مطالعه کرنے والے مسلمان جهک پڑے اور ان فنون میں ماهر هوئے — اور اُن کي نظریں انتها درجه کو پهنچگئیں — اور معلم اول کي بهت سي راییں سے اُنهوں نے اختلاف کیا — اور خاصکر اُسي پر نکته چیني کي اور اس مضمون میں کتابیں تصنیف کیں — (کشف الظنون

† وجاء المامون من بعد ذلک (اي من بعد المنصور) و کانت له في العلم رغبة فاوفد الرسل الى ملک الروم في استخراج علوم اليونانيين و انتساخها بالخط العربي و بعث المترجمين لذلک فاخذ منها واستوعب وعکف عليها النظار من اهل الاسلام وحذقوا في فنونها وانتهت الى الغاية انظارهم فيها وخالفوا کثيرا من آراء المعلم الاول و اختصوه بالرد والقبول ودونوا في ذلک الدواوين — کشف الظنون ج ۳ ص ۹۱ و ابجد العلوم ج ۲ ص ۲۶۰ —

و کان بين المامون و بين ملک الروم مراسلات وقد

ذکر مترجمین

جن حکما و اطبا نے یوناني — سریاني — فارسي اور هندي سے ترجمے کتب کے عربي وغیره میں کیئے اُنکے اسما حسب تحریر ابن ندیم متوفی سنه ۳۷۷ کتاب الفهرست میں یهه هیں *

یوناني سریاني سے جنهوں نے ترجمه کیا وه یهه هیں

اصطفن القدیم —
البطریق —
ابو زکریا بن یحیی بن البطریق —

استظهر علیه المامون فکتب الیه یسأله انفاذ ما یختار من الکتب القدیمة المخزونة بالروم فاجاب الى ذلک بعد امتناع فاخرج المامون لذلک جماعة منهم الحجاج بن مطر وابن البطریق وسلما صاحب بیت الحکمة فاخذوا ما اختاروا وحملوا الیه فامرهم بنقله فنقل — وکان یوحنا بن ماسویه ممن ینفذ الى الروم وکان محمد واحمد والحسن بنو شاکر المنجم ممن عنی باخراج الکتب و کان قسطا بن لوقا البعلبکي قد حمل معه شیا فنقل له — کشف الظنون ج ۳ ص ۹۵ وابجد العلوم ج ۲ ص ۲۶۱ —

ج ۳ ص ۹۱ وابجد العلوم ج ۲ ص ۲۶۰) —

خلیفه المامون اور روم کے بادشاه کے درمیان خط وکتابت جاري تهي — مامون نے اُس سے مدد چاهي — اور یهه لکهکر درخواست کي که قدیم کتابیں جو روم میں مدفون هیں — چهانٹ کرهمارے پاس بهیجدو — اُسنے کچهه انکار کے بعد قبول کرلیا — اور مامون نے ایک جماعت علما کي بهیجي جن میں حجاج ابن مطر اور ابن بطریق اور سلما صاحب بیت الحکمة وغیره تهے — اُنهوں نے انتخاب کرکے کتابوں کو لیا — اور مامون کے پاس لاکر لے آئے پهر اُسنے ترجمه کا حکم دیا اور یهه کتابیں ترجمه هوگئیں — یوحنا ابن ماسویه اُن اشخاص میں سے هی جو روم کو قاصد بهیجتے تهے اور شاکر منجم کے بیٹے محمد — احمد اور حسن اُن میں سے هیں جو کتابوں تلاش کرا کے منگاتے تهے — اور قسطا بن لوقا بعلبکي بهي اپنے ساتهه کچهه کتابیں لایا تها — جنکا ترجمه هوا (کشف الظنون ج ۳ ص ۹۵ وابجد العلوم ج ۲ ص ۲۶۱) *

ابن ناعمه هو عبدالمسیح بن عبدالله الحمصي الناعمي -
سالم الابرش —
حبیب بن بهریز مطران الموصل —
زربا بن ماجوه الناعمي الحمصي —
تذاري —
فثهون -
ابو نصر بن آوي بن ایوب -
بسیل المطران —
ابو نوح بن الصلت -
اسطات -
اصطفن بن باسیل -
ابن رابطه -
یتو فیلي -
شملي -
عیسی بن نوح -
قویري هو ابراهیم یکني ابا اسحاق *
تدرمن السفل -
داریع الراهب -
هیا بثیون -
حلیبا -
ایوب الرهاوي -
ثابت بن قمع —
ایوب -
سمعان -
باسیل —
ابن شهدي الکرخي —
ابو عمر و یوحنا بن یوسف الکاتب -
مرلاحي — معاصر ابن ندیم -
دار یشوع -
قسطا بن لوقا -
حنهن بن اسحاق -
اسحاق بن حنین -
ثابت بن قره —
جبش بن الحسن الدمشقي -
ابو عثمان سعید بن یعقوب الدمشقي -
ابراهیم بن الصلت —
ابراهیم بن عبدالله —
یحیی بن عدي -
القفلهسي —

اسماء مترجمین از فارسي بعربي

ابن المقفع -
آل نوبخت —
موسی بن خالد -
یوسف بن خالد -
علي بن زیاد التمیمي یکني اباالحسن -
الحسن بن سهل —
احمد بن یحیی بن جابر البلاذري —
حبله بن سالم کاتب هشام -
اسحاق بن یزید -
محمد بن الجهم البرمکي -
هشام بن القاسم —
موسی بن عیسی الکردي -
زادویه بن شاهویه الاصفهاني -
محمد بن بهرام بن مطیار الاصفهاني —
بهرام بن مردان شاه -
عمر بن الفرخان -

اسماء مترجمین از هندي و نبطي بعربي

منکة الهندي —
ابن وهن الهندي -
ابن وحشیه (نبطي) -

ابن ابي اصیبعه متوفی سنه ۶۶۸ نے عیون الانبا میں جو اسماء مترجمین کا باب لکها هی اُس میں اس فهرست کے علاوه مفصله ذیل نام اور دیئے هیں *

جورجیس -
ایوب الابرش -
ماسرجیس -
عیسی بن ماسرجیس -
شهدي الکرخي —
حجاج بن مطر —
ابو نصر بن فاري بن ایوب —
محمد بن موسی بن عبدالملک —
موسی بن خالد -
جبرون بن رابطه —
سرجس الراسي -
یوسف الناقل -

يوحنا بن بختيشوع —
قبضا الوهاري —
منصور بن ماناس —
عبد يشوع بن بهريز —
ابو اسحاق بن بكس —
ابوالحسن علي بن ابراهيم بن بكس —
شيو شوع بن قطرب —
محمد بن موسى المنجم —
علي بن يحيى —
حاجي خليفه متوفى سنه ١٠٦٨ نے كشف الظنون ميں جو اسماء مترجمين لكھے وہ يہہ ھيں † *

† اصطفن القديم — نقل لخالد بن يزيد كتب الصنعة وغيرها —
اصطفن القديم نے خالد بن يزيد كے ليئے صنعت وغيرہ كي كتابوں ترجمہ كيں —
والبطريق — كان في ايام المنصور ونقل بامره اشياء —
بطريق منصور كے زمانہ ميں تھا اسنے بھي اُسكے حكم سے كچھہ كتابيں ترجمہ كيں —
وابن يحيى الحجاج بن مطر — وھوالذي نقل المجسطي و اقليدس للمامون —
ابن يحيى حجاج ابن مطر نے مامون كے ليئے مجسطي اور اقليدس كا ترجمہ كيا —
و ابن ناعمه عبد المسيح الحمصي —
وسلام الابرش — من النقلة القدماء في ايام البرامكة —
وحسين بن بهريق فسر للمامون عدة كتب —
سلام ابن ابرش قديم مترجم ھى جو برمكيوں كے زمانہ ميں تھا — اور حسين بن بهريق نے مامون كے ليئے چند كتابيں لكھيں —
وهلال بن ابي هلال الحمصي —
و ابن آدي —
وابو نوح بن الصلت —
و ابن رابطه —
وعيسى بن نوح —
وتسطا بن لوقا البعلبكي جيدالنقل —
وحنين —
و ثابت —
واسحاق —
وابراهيم بن الصلت —
ويحيى بن عدي —

ان مترجموں ميں چار پانچ شخص بہت ھي اعلى درجہ كے تھے اور يوناني زبان سے بلا واسطہ عربي ميں ترجمہ لكھتے تھے وہ يہہ ھيں †† *
حنين بن اسحاق العبادي —
يعقوب بن اسحاق الكندي —
ابو الحسن ثابت بن قرة عمر بن الفرحان الطبري —
اسحاق بن حنين بن اسحاق العبادي —

و ابن المقفع — نقل من الفارسية الى العربية —
وكذا موسى —
ويوسف ابنا خالد —
والحسن بن سهل —
والبلاذري —
و كنكه الهندي — نقل من الهندية الى العربية —
وابن وحشيه — نقل من النبطية الى العربيه —
كشف الظنون ج ٣ ص ٩٧ —

†† ذكر ابو معشر البلخي في بعض مولفاته ان عمدة المترجمين في التراجم اربعة اشخاص احد هم حنين بن اسحاق العبادي ******* كان عارفا باللغة اليونانية وماهرا في العربية اخذ العربية عن الخليل — والثاني يعقوب بن اسحاق الكندي احد المنجمين وهو فيلسوف من فلاسفة المسلمين تحت دولة المعتصم — والثالث ابوالحسن ثابت بن قرة بن هارون *** والرابع علم بن فرحان الطبري وكان لحنين بن اسحاق ابن يقال له اسحاق يلحق بابيه في النقل وفي معرفته باللغات وفصاحته فيها وكان يعرب كتب الحكمة كما كان يفعل ابوه —
صناجة الطرب في تقدمات العرب تصنيف نوفل آفندي مطبوعه بيروت ص ٣٨٦ اور عيون الانبا ميں بھي يہہ مضمون ھى —

ابو معشر بلخي نے اپني تصنيفات ميں لكھا ھى — كه چار شخص نہايت عمدہ مترجم تھے — اول حنين ابن اسحاق عبادي جو يوناني زبان جانتا تھا — اور عربي ميں ماھر تھا — اُس نے عربي خليل سے سيكھي — دوم يعقوب بن اسحاق كندي جو منجم تھا — اور عہد معتصم كے فلاسفۂ اسلام ميں سے ھى — سوم ابوالحسن ثابت بن قرة بن هارون — چہارم علم بن فرحان طبري — حنين ابن اسحاق كا ايك عيتا اسحاق تھا — جو ترجمہ كرنے اور زبانوں كے جاننے اور فصاحت ميں اپنے باپ كا همسر تھا — اور فلسفہ كي كتابوں اپنے باپ كي طرح ترجمہ كرتا تھا (صناجة الطرب في تقدمات العرب نوفل آفندي مطبوعه بيروت صفحه ٣٨٦) —

ذکر فلاسفه اسلام

ان مترجمین کے علاوہ (گو ان میں بھي اکثر حکیم اور فیلسوف اور اهل ریاضي و ارباب حکمت عملي هوئے تھے مگر ان میں کئي ایک یهود و نصاری بھي تھے) خود مسلمانوں † میں بهت سے حکیم اور فیلسوف و ریاضیین وغیرہ ماهرین علوم حکمت یونانیه فلاطونیه و ارسطاطالیسیه مشائیین و رواقیین خصوصاً علوم مفیدہ و کار آمد کے جاننے اور پڑھنے والے جنھوں نے علاوہ از فلسفه قدیمه ذهنیه و بحثیه علوم ریاضیه مثل هندسه و هیئة و حساب و موسیقي وصناعة طب و کیمیا و علم نباتات و حیوانات و جرثقیل وایجادآلات رصدیه میں کمال حاصل کیا گذرے هیں ان میں سے مشهور تر تو

یعقوب بن اسحاق کندي	متوفی سنه ۲۴۷
ابوبکر رازي	متوفی سنه ۳۱۱
ابونصر فارابي	متوفی سنه ۳۳۹
ابوعلي سینا	متوفی سنه ۴۲۷ ایشیا میں
ابن الهیثم	متوفی سنه ۴۳۰ مصر میں
مسلمه بن احمد المجریطي	متوفی سنه ۳۶۵
ابوبکر بن الصائغ	متوفی سنه ۵۳۳
ابن طفیل	متوفی سنه ۵۸۱
ابن رشد	متوفی سنه ۵۹۵ اندلس میں هوئے هیں *

† المتاخرون من فلاسفة الاسلام مثل —
یعقوب بن اسحاق الکندي —
وحنین بن اسحاق —
ویحیی النحوي —
وابي الفرج المفسر —
وابي سلیمان السجزي —
وابي سلیمان محمد المقدسي —
وابي بکر ثابت بن قره —
وابي تمام یوسف بن محمد الفیسا پوري —
وابي زید احمد بن سهل البلخي —
وابي محارب الحسن بن سهل بن محارب القمي —
واحمد بن طیب السرخسي —
وطلحه بن محمد النسفي —
وابي حامد احمد بن محمد الاسفرازي —
وعیسی بن علي الوزیر —
وابي علي احمد بن مسکویه —
وابي زکریا یحیی بن عدي التمیري —
وابي الحسن العامري —
وابي نصر محمد بن محمد بن طرخان الفارابي وغیرهم —
وانما علامة القوم ابو علي الحسین بن عبدالله بن سینا —
قدسلکوا کلهم طریقة ارسطو طالیس في جمیع ماذهب الیه —
وانفرد به سوی کلمات یسیرة ربماراوا فیها راي افلاطون والمتقدمین —

(ملل و نحل شهرستاني ص ۳۴۸ مطبوعه لندن) —

فلسفي مسائل میں ان سب کا طریقه وهي تھا جو ارسطو کا خاص مذهب هی — سواے چند باتوں کے جن میں افلاطون اور متقدمین کي راے اختیار کي —

اسماء فلاسفه و حکماء اسلام

ابوهاشم خالد بن یزید بن معاویه بن ابي سفیان الاموي (سنه ۸۵ هجري وفات) — کان من اعلم قریش بفنون العلم وله کلام في صنعة الکیمیا والطب و کان بصیرا بهذین العلمین متقنا لهما ولهرسائل دالة علی معرفته وبراعته واخذ الصنعة عن رجل من الرهبان یقال له مریانس الرومی (ابن خلکان ج ۱ ص ۲۱۱) —

ابو هاشم خالد بن یزید بن معاویه بن ابي سفیان الاموي (سنه ۸۵ هجري وفات) — یهه قوم قریش میں سب سے زیاده ماهر علم و فن تها — فن کیمیا اور طب میں اُسکي تصنیف هی — دونوں علموں میں اعلی درجه کي لیاقت رکھتا تها — اُسکي تصنیفیں اُسکي لیاقت اور فضیلت پر دلالت کرتي هیں — اُسنے ایک راهب مریانس رومي سے صنعت حاصل کي تهي — (ابن خلکان ج ۱ ص ۲۱۱)*

ابو جعفر منصور عبدالله بن محمد بن علي بن عبدالله بن العباس (سنه ۱۵۸ ه) — کان اول من عني من الخلفاء بالعلوم وکان مع براعته في الفقه کلفا في علم الفلسفة

ابو جعفر منصور عبدالله بن محمد بن علي بن عبدالله بن العباس (سنه ۱۵۸ هجري) — یهه پهلا خلیفه هی جو علوم کي طرف متوجه هوا — اسکو

و خاصة في علم النجوم (مختصر الدول غریغوریوس ص ۲۳۵) —

مامون بن الرشید هارون (سنه ۲۱۷ هجري) لما افضت الخلافة الی المامون تمم مابدأ به جده المنصور فاقبل علی طلب العلم في مواضعه وداخل ملوک الروم وسالهم صلته بما لدیهم من کتب الفلسفة فبعثوا الیه ماحضرهم فاستجاد لها مهرة التراجمة فترجمت له ثم حرص الناس علی قراءتها وکان یخلو بالحکماء ویانس بمناظراتهم ویلتذ بمذاکرتهم- (مختصر الدول ص ۲۳۵)-

باوجود فقیه هونیکے علم فلسفه کا بهي شوق تها — خاصکر علم نجوم کا — (مختصر الدول غریغوریوس ص ۲۳۵)—

مامون الرشید بن هارون (سنه ۲۱۷ هجري)

جب مامون خلیفه هوا تو اُسنے اپنے دادا منصور کي ناتمام علمي کوشش کو پورا کرنا چاها علم کي تلاش میں هر طرف توجه کي - روم کے بادشاهوں کو لکها که اُنکے پاس جسقدر فلسفه کي کتابیں هوں - بهیجیں - اُنهوں نے جو کچهه ذخیره موجود تها مامون کے پاس بهیجدیا پهر ماهرین فن ترجمه سے اُن کتابوں کا ترجمه کرایا- پهر لوگوں نے ان ترجموں کو نهایت شوق سے پڑها - اور وه خود بهي حکما کا همنشین تها - اُنکے مناظرے پسند کرتا تها — اُنکي علمي بحثوں سے محظوظ هوتا تها - (مختصر الدول ص ۲۳۵) *

ابن الراوندي احمد بن یحیی بن اسحاق (سنه ۲۴۵ هجري) مشهور علما میں سے هی — علم کلام میں اُس کي تصنیف هی — اپنے زمانه کے فاضلوں میں شمار هوتا هی - ایک سو چود کتابیں اُسنے تصنیف کیں سنه ۲۴۵ هجري میں رحبهٔ مالک یا بغداد میں فوت هوا - اُسکي عمر اندازاً چالیس سال کي تهي - کتاب بستان میں اُس کا سال وفات سنه ۲۵۰ هی - (تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۳۳) *

ابن الراوندي احمد بن یحیی بن اسحاق (سنه ۲۴۵ ه) کان من العلماء المشهورین له مقالة في علم الکلام وکان من الفضلاء في عصره وله من الکتب المصنفة نحو من مائة واربعة عشر کتابا **** توفی سنة خمس واربعین ومأتین برحبة مالک وقیل ببغداد و تقدیر عمره اربعون سنة وفی البستان انه توفی سنة خمسین ومأتین- (تاریخ ابن خلکان ج ۱ ص ۳۳) -

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق الکندي (سنه ۲۴۷ ه) — طب فلسفه - حساب - منطق - موسیقي - هندسه - خواص اعداد اور علم نجوم کا ماهر تها - اسلام میں اس کے سوا کوئي فلسفي نهیں هوا — مامون اور معتصم اور اُسکا بیٹا احمد اُسکي بهت تعظیم کرتے تهے — اُسکي بهت سي عمده تصنیفیں هیں (عیون الانبا ج ۱ ص ۲۰۷ و مختصر الدول غریغوریوس ص ۲۵۹ وملل ونحل ص ۳۴۸ مطبوعه لندن) -

ابو یوسف یعقوب بن اسحاق الکندي (سنه ۲۴۷ هجري) کان عالما بالطب والفلسفة والحساب والمنطق وتالیف اللحن والهندسة و طبایع الاعداد و علم النجوم - ولم یکن في الاسلام فیلسوف غیره وکان عظیم المنزلة عند المامون والمعتصم وعند ابنه احمد وله مصنفات جلیلة و رسایل کثیرة - (عیون الانباء ج ۱ ص ۲۰۷ ومختصر الدول غریغوریوس ص ۲۵۹ وملل ونحل ص ۳۴۸ مطبوعه لندن) -

ابو زید احمد بن سهل البلخي (سنه ۲۸۶ هجري) هذا کان من اهل بلخ یطوف البلاد و یجول الارض حسن المعرفة بالفلسفة و العلوم القدیمة وقد یقال ان الرازي ادعی کتبه في ذلک ورایت بخطه شیا کثیرا في علوم کثیرة مسودات ودساتیر لم یخرج منها الی الناس کتاب تام وقیل ان بخراسان کتبه موجوده وکان في زمان الرازي (ص ۳۹۹ کتاب الفهرست ابن ندیم وملل ونحل ص ۳۴۸) -

ابو زید احمد بن سهل بلخي (سنه ۲۸۶ هجري) یهه بلخ کا رهنے والا تها - اکثر سیر وسیاحت میں رهتا تها - فلسفه اور علوم قدیمه کا اچها عالم تها — کهتے هیں — رازي نے اُسکي کتابوں کو اپني طرف منسوب کرلیا — میں نے اُسکے هاتهه کے لکهے هوئے علمي نوشتے بهت سے دیکهے - اُسکي کوئي پوري کتاب لوگوں میں شائع نهیں هوئي - کهتے هیں - خراسان میں اُسکي کتابیں موجود هیں - وه رازي کے زمانه میں تها (ص ۳۹۹ کتاب الفهرست ابن ندیم و ملل و نحل ص ۳۴۸) *

ابوالحسن ثابت بن قره بن هارون (سنه ۲۸۸ هجري) منجم الخلیفة المعتضد بالله کان في مبدا امره صیرفیا ثم انتقل الی بغداد واشتغل بعلوم الاوایل فمهر فیها وبرع

ابوالحسن ثابت بن قره بن هارون (سنه ۲۸۸ هجري) خلیفه معتضد باللہ کا منجم تها - اول تو وه صراف تها - پهر بغداد آیا اور علوم اوایل کے حاصل کرنے میں

في علم الطب وكان الغالب عليه الفلسفة - (تاريخ ابن خلكان ج ۱ ص ۱۲۴ وملل ونحل ص ۳۴۸ هجري)-

مشغول هوا اور ان میں ماهر هوگیا - علم طب میں بهي فضیلت حاصل کرلي مگر فلسفه کا شوق اسپر غالب تها -

(تاريخ ابن خلكان ج ۱ ص ۱۲۴ وملل ونحل ص ۳۴۸) *

عبد الملك بن حبيب السلمي (سنه ۲۸۹ هجري) عالم الاندلس و قدعرف به القاضي عياض في المدارك وغير واحد ورايت في بعض التواريخ ان تواليفه بلغت الفا ومن اشهرها كتاب الواضحة في مذهب مالك كتاب كبير مفيد - (نفح الطيب ج ۱ ص ۳۲۶)-

عبدالملک بن حبیب السلمي (سنه ۲۸۹ هجري) اندلس کا عالم هی - قاضي عیاض نے مدارک میں اوراوروں نے بهي اُسکا حال لکها هی - میں نے کسي تاریخ میں دیکها هی که اس کي تصنیفات کي تعداد قریب ایک هزار کے هی - جنمیں سے مشهور الواضحه فقه مالکي میں هی - یهه کتاب نفیس اور مفید هی (نفح الطیب ج ۱ ص ۳۲۶) *

احمد بن محمد بن مروان بن الطبيب السرخسي (سنه ۲۸۹ هجري)- احد فلاسفة الاسلام وله تاليف جليلة في علوم كثيرة من علوم القدماء والعرب وكان اولا معلما للمعتضد ثم نادمه وخص به -(مختصر الدول غريغوريوس ص ۲۶۶ وملل ونحل ص ۳۴۸) -

احمد ابن محمد بن مروان بن الطبیب السرخسي (سنه ۲۸۹ هجري) فلاسفۂ اسلام میں سے هی — عرب اور قدما کے علوم میں اُس کي بهت سي عمده تصنیفیں هیں پهلے معتضد کا اُستاد تها - پهر اُسکا ندیم اور مقرب هوگیا (مختصر الدول غریغوریوس ص ۲۶۶ و ملل و نحل ص ۳۴۸) *

ابن القمودي ابوبكر (سنه ۳۰۰ هجري) (مذكور در ابن ازاري وتاريخ علم عربي تصنيف هميز پرگستال جرمني ج ۴ ص ۲۸۷) -

ابن القمودي ابوبکر (سنه ۳۰۰ هجري) (مذکور در ابن ازاري وتاریخ علم عربي تصنیف همیر پرگستال جرمني ج ۴ ص ۲۸۷) *

محمد بن زكريا الرازي (سنه ۳۲۰ هـ) - كان في ابتداء امره يضرب بالعود ثم ترك ذلك واقبل على تعلم الفلسفة فنال منها كثيرا والف كتبا كثيرة اكثرها في صناعة الطب وسائرها في المعارف الطبيعية -(مختصر الدول ص ۳۷۴ وابن خلكان ج ۲) -

محمد بن زکریا رازي (سنه ۳۲۰ هجري) ابتداے عمر میں اسکو عود بجانے کا شوق تها پهر اس شغل کو ترک کرکے فلسفه کي تحصیل پر جهکا - بهت کچهه پڑها - اور بهت سي کتابیں تصنیف کیں - جنمیں سے اکثر علم طب میں هیں - باقي علوم طبیعي میں - (مختصر الدول ص ۳۷۴ وابن خلکان ج ۲) *

ابو اسحاق ابراهيم قريري (سنه ۳۲۰ هجري) فاضل في العلوم الحكمية وهو ممن أخذعنه علم المنطق وكان مفسرا -(عيون الانباء ج ۱ ص ۱۲۴) -

ابو اسحاق ابراهیم قریري (سنه ۳۲۰ هجري) علوم حکمیه میں فاضل تها - یهه اُن اشخاص میں سے هی جنسے علم منطق کا سلسله چلتا هی - اور مفسر بهي تها — (عیون الانباء ج ۱ ص ۲۳۴) *

ابونصر محمد بن طرخان بن اورلغ الفارابي (سنه ۳۳۹ هـ) الحكيم المشهور صاحب التصانيف في المنطق والموسيقي وغيرهما من العلوم وهو اكبر فلاسفة المسلمين ولم يكن فيهم من بلغ رتبته — (تاريخ ابن خلكان ج ۲ ص ۱۰۰ و ملل و نحل ص ۳۴۸) هجري

ابونصر محمد بن طرخان بن اورلغ الفارابي (سنه ۳۳۹ هـ) مشهور حکیم هی — جسکي تصنیفیں منطق اور موسیقي وغیره علوم میں هیں — فلاسفۂ اسلام میں سے کوئي اُسکے رتبه کا نهیں هوا - (تاریخ ابن خلکان ج ۲ ص ۱۰۰ و ملل و نحل ص ۳۴۸) *

ابوالقاسم مسلمة بن احمد المجريطي القرطبي سنه ۳۶۵ كان امام الرياضيين بالاندلس في وقته واعلم من كان قبله بعلم الافلاك وحركات النجوم وكانت له عناية بارصاد الكواكب و شغف بتفهم كتاب بطلميوس المعروف

ابوالقاسم مسلمه بن احمد المجریطي القرطبي سنه ۳۶۵ هجري) ملک اسپین میں اپنے زمانه میں ریاضي دانوں کا امام تها - علم افلاک اور حرکات نجوم میں پهاوں سے

بالمجسطي (عیون الانبا ج ۲ ص ۳۹ و کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰) -

کا خاص شوق تها - (عیون الانبا ج ۲ ص ۳۹ و کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰) *

ابو حیان علی بن محمد التوحیدي (سنه ۳۷۵ ه) (مذکور در تاریخ منتظم ابن جوزي متوفی سنه ۵۹۷ و تاریخ علم عربي تصنیف همیر پرگستال جرمني ج ۵ ص ۲۹۰) -

ابو سلیمان محمد بن بهرام السجستاني (سنه ۳۷۵ ه) قال الشیخ الجلیل ابوسلیمان محمد بن طاهر بن بهرام السجستاني المنطقي في تعالیقه - (عیون الانبا ج ۱ ص ۱۵ و ۵۷ و ۱۰۴) -

ابو الفضل جعفر بن مکتفي بالله (سنه ۳۷۷ هجري) خلیفوں کي اولاد میں سے تها - علوم اوائل میں سے کیئي علموں میں فاضل اوراعلی درجه کا محقق تها (مختصر الدول ص ۳۰۷) *

ابو حامد احمد بن محمد صاغاني (سنه ۳۷۹ ه) کان من جملة من اختص بشرف الدولة بن عضد الدولة من الحکماء و کان فاضلا في الهندسة و علم الهیئة و کان ببغداد یحکم الالات الرصدیة غایة الاحکام - (مختصر الدول ص ۳۰۷) -

زیادہ ماهر تها - ستاروں کي رصد کرنے پر اُسکي خاص توجه تهي - اور بطلمیوس کي کتاب مجسطي کے مضامین سمجهنے

ابو حیان علي بن محمد توحیدي (سنه ۳۷۵ هجري) (مذکور در تاریخ منتظم ابن جوزي متوفی سنه ۵۹۷ وتاریخ علم عربي تصنیف همیر پرگستال جرمني ج ۵ ص ۲۹۰) *

ابو سلیمان محمد بن بهرام سجستاني (سنه ۳۷۵ هجري) صاحب عیون الانبا نے اسکو منطقي لکها هی — (عیون الانبا ص ۱۵ و ۵۷ و ۱۰۴) *

ابو سلیمان محمد بن مشاع الواسطی المقدسي (سنه ۴۰۰ هجري - کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰ وملل ونحل ص ۲۴۸ مطبوعه لندن)

ابوالحسن علي بن هارون الزنجاني - (کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰) -

ابو احمد النهر جوري — (کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰)

عوفي - (کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰) -

علي بن موسی بن ارفع برهان الدین (سنه ۴۰۰ هجري) (مذکور تاریخ علم عربي تصنیف پرگستال جرمني ج ۲ ص ۴۰۲) —

ابو سلیمان بن رفاعه محمد بن نصر (سنه ۴۰۰ ه)

ابوسلیمان محمد بن نصر البستي المعروف بالمقدسي وابوالحسن علي بن هارون الزنجاني -

وابو احمد النهر جوري - وعوفی -

وزید بن رفاعه - کلهم حکما اجتمعوا و صنفوا رسائل اخوان الصفا احدی و خمسون رسالة - (کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰) - ۵۱ رسالے تصنیف کیئے هیں -

ابو سلیمان محمد بن مشاع واسطي مقدسي (سنه ۴۰۰ ه کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰ و ملل و نحل ص ۳۴۸ مطبوعه لندن) *

ابوالحسن علي بن هارون زنجاني - (کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰) *

ابو احمد نهر جوري — (کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰)

عوفي — (کشف الظنون ج ۳ ص ۴۶۰) *

علي بن موسی بن ارفع برهان الدین (سنه ۴۰۰ ه) (مذکور در تاریخ علم عربي تصنیف همیر پرگستال جرمني ج ۲ ص ۴۰۲) *

(باقي آیندہ)

محمڈن انسٹیٹیوٹ پریس میں باهتمام محمد ممتاز الدین چهپا اور مشتهر هوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تهذيب الاخلاق

جلد اول] يكم جمادي الثاني سنه ۱۳۱۲ هجري سنه ۱۳۲۴ نبوي [نمبر 9

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

—(**)—

نمبر ۵۰

اليوم في اول التورات

مولانا مولوي عنايت رسول صاحب چڑيا كوٹي — جو علوم عربيه ميں ايک بڑے عالم هيں اور أسكے ساتهه عبراني اور سرياني زبانوں كے جاننے ميں بے نظير هيں اور توريت كے مطالب كو اسيطرح پر جانتے هيں جيسے كه يهوديوں كا كوئي بڑا ربي جانتا هو — وه اپنے ايک عنايت نامه ميں يوم كے لفظ كي جو توريت ميں آيا هی اس طرح پر تشريح فرماتے هيں وه كهتے هيں كه پهلي آيت جو توريت كي هی جس ميں بيان هی كه ابتداء ميں پيدا كيا خدا نے آسمانوں كو اور زمين كو — يهه آيت بطور بسم الله كے هی — يعني اس آيت سے دنيا كے پيدا كرنے كا بيان شروع نهيں هوا هی بلكه خدا نے اپني قدرت كو بيان كيا هی *

(واضح هو كه وهي شمعون بن يوحا يهودي عالم كا بهي يهي مذهب هی اور وه كهتا هی كه براشوث בראשית كے لفظ سے هميشه ابتداء اضافي مراد هوتي هی) *

اس كے بعد مولانا فرماتے هيں كه بالشبه توريت اور قرآن ميں يهه لكها هی كه آسمان اور زمين چهه دن ميں بنے — توريت كے بيان سے ظاهر هوتا هی كه يهه بيان مركبات عنصريه كي تكوين كا هی نه كل عالم اجسام كا — دوسري آيت كے بيان خلقت شروع هوا هی — جس ميں يهه بيان هی كه " زمين متلاشي اور گم تهي اور پاني پر ظلمت چهائي تهي اور تند باد پاني پر چلتي تهي " *

وه فرماتے هيں كه عبراني ميں يهاں لفظ רוח واقع هی جس كے معني روح و ريح دونوں آئے هيں — اونقلوس نے جو قديم مترجم هی أس كا ترجمه گاتي زبان ميں روحا يعني هوا سے كيا هی انگريزي ميں أس كا ترجمه اسپرٹ آف گاڈ يعني روح الله كيا هی — پس تراجم جو انگريزي سے هوئے هونگے وه روح الله سے بهرے هونگے عربي تراجم

میں بھي روح الله ثبت هی — کوئي قدیم ترجمه عربي میرے پاس نہیں هی اصل کے سامنے تراجم کي کوئي وقعت نہیں یہاں روح کے ساتھه لفظ الوهیم אלהים بھي هی جس کے معني سخت هوا کے پیدا هوئے جیسا - ایش الوهیم - بجلي کو کہتے هیں الغرض اُسوقت مٹي کے اجزا پاني کے ساتھه گھلے ملے تھے اور سطح پاني پر سخت هوا چل رهي تھي اسي میں تین عنصر کا پته لگتا هی که موجود تھے — اور پاني پر ظلمت تھي یعني کوئي جاندار اُس میں نه تھا *

تیسري آیت میں هی — که " خدا نے حکم کیا که آگ هو اور وه هوگئي " - یہاں لفظ ادر هی אֵשׁ اور یہه لفظ عبراني میں تین معني میں مستعمل هی — اول نور یہه شایع اور مشتهر هی — دوم نار سوم وجود — خواه زندگي مجازاً — مطلب آیت یہه هی که هوا اور پاني کي رگڑ سے گرمي پیدا هوئي تب بحکم رباني نار وجود پذیر هوئي اب چار عنصر جو مزاج حاصل هونے کے لیئے ضرور هیں تیار هوئے *

چوتھي آیت میں هی که " خدا نے آگ کو پسند کیا اور خدا نے آگ کو عناصر ظلماني سے علیحدہ کردیا " — یعني اُس کا مکان خلاء میں جدا کردیا *

پانچویں آیت میں هی که " - تب خدا نے وجود کو دن کہا اور عدم کو رات - واضح هو که نور و ظلمت عبراني میں وجود اور عدم پر مجازا بولا جاتا هی - بخوف تطویل سند چھوڑ دیتا هوں و علی هذاالقیاس شام و صبح - شام معه صبح ایکدن هوا (یعني انتهاء عدم سے انتهاء وجود تک) واضح هو که دن کا اطلاق عبري اور عربي دونوں زبانوں میں واقعه اور حادثه پر بھي آتا هی — یوم بدر و یوم الطوفان کو لحاظ کرنا چاهیئے — لہذا اس فقره کے یہه معني بھي هوئے که انتهاے عدم سے انتهاے وجود تک ایک حادثه هوا — یوم کا اطلاق عبراني میں مثل عربي کے مطلق زمانه پر بھي آیا هی *

چھٹي آیت سے آٹھویں آیت تک طبقات هوا کے انفصال کا بیان هی — ان آیات میں بھي مذکور هی که خدا نے حکم دیا که * پاني میں فاصل هوجاوے که وه فارق هو دو پانیوں میں * ایک وه پاني جو اُس فاصل کے نیچے هو اور ایک وه جو اوپر هو " — چنانچه یہه دونوں قسم کے پاني موجود هیں ایک کره زمهریر میں ایک سمندر میں عرف میں طبقات هوا کو جو فاصل امیاه هیں سماء کہتے هیں — حکما کے افلاک سے عوام خبر نہیں رکھتے - اسي مدت کو توریت میں دوسرا دن خواه دوسرا حادثه بیان کیا هی *

نویں آیت سے تیرهویں آیت تک زمین کے مکشوف هونے اور نباتات کے وجود هونے کا بیان هی — اور بحور کے مجتمع هونے کا - ان آیات اور دوسري آیات کے ملانے سے معلوم هوتا هی که زمین اس هیئت کذائي کے ساتھه دو دن میں حاصل هوئي — گو زمین کے اجزا کے جمع کرنے کا بیان نہیں هی لیکن چونکه پہلي آیت میں آسمان یعني طبقات هوا اور زمین کي پیدایش کا ذکر ایک دوسري نمط پر هوا هی اور اغاز تکوین پہلے دن سے - تو قیاس سے معلوم هوتا هی که پہلے هي دن میں اُس کے اجزا جمع کیئے گئے تھے — اس لیئے قران میں هی خلق الارض في یومین یہه دونوں دن اُنهیں چھه دن میں سے هیں *

چودهویں آیت سے اُنیسویں آیت تک کسي چیز کي پیدایش کا بیان نہیں - بلکه کواکب کے زمین پر تسلط کا ذکر هی *

چودهویں آیت میں خدا نے تجویز کي که کواکب سماء اس رات دن کو بدلا کریں - اس رات و دن سے مراد وهي وجود و عدم هی جو اُوپر گذرا - رات و دن پر حرف عهد خارجي داخل هی - خلاصه یہه هی که کواکب تاثیر کرتے رهیں اور هوں وه آیات - (یعني جیسا ارباب تنجیم اوضاع فلکي سے استنباط احکام کرتے هیں) اور اوقات اور ایام سنین کے لیئے *

پندرهویں آیت میں هی که کواکب سماء زمین پر وجود پهونچاتے رهیں (یعني تاثیر کرتے رهیں) یہه آیت آیت گذشته کي تفسیر هی *

سولهویں آیت میں هی — تب خدا نے دو بڑے کواکب یعني اُن میں سے بڑے کو سلطان یوم بنایا اور اُن میں سے چھوٹے کو سلطان لیل اور کواکب کو — یعني مطابق تجویز گذشته کردیا - مفهمین شمس کو نهاري اور قمر کو لیلي کہتے هیں *

آیت سترة میں هی = خدا نے اُنکو یعني شمس و قمر و کواکب کو آسمان میں زمین پر وجود پهونچانے کے لیئے (یعني تاثیر کرنے کے لیئے مقرر کیا اور رات و دن پر حکومت کرنے کے لیئے یعني وجود و عدم میں تفرقه کے لیئے — یهه چوتها دن هوا — الغرض اسوقت میں تسلط کواکب اور اُنکے اوضاع کي آیات حوادث هونیکا بیان هی که وه بهي ایک حادثه هی — اس قدر ربي شلوموبرحي بهي تسلیم کرتا هی که چوتها دن انکي پیدایش کا نهیں هی یهه پهلے پیدا هو چکے تهے — سورة یونس میں قاول هی هوالذي جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب ماخلق الله ذلک الا بالحق یفصل الایات لقوم یعلمون — ترجمه اُسي نے شمس کو ضیا اور قمر کو نور بنایا اور اُن میں سے هر ایک کے لیئے منزلیں ٹهرا دیا (یعني اُنکي مدارات) تاکه تم شمار سنین وحساب سمجهو خدا نے اُسے ٹهیک بنایا هر ایک اُن میں سے واقف کاروں سے مفصل نشانیاں بیان کرتا هی — سورة رعد میں هی " سخرالشمس والقمر کل یجري لاجل مسمی یدبرالامر یفصل الایات لعلکم بلقاء ربکم توقنون = ترجمه شمس و قمر کو مزدور بنادیا هرایک مدت معهنه میں دوره کرتا هی حکومت کرتا هی نشانیاں بیان کرتا هی که شاید تم خدا کي ملاقات کا یقین کرو — سورة بني اسرائیل میں هی وجعلنا اللیل والنهار (سري الیل والنهار) آیتین فمحونا آیةالیل وجعلنا آیة النهار مبصرة لتبتغوا فضلا من ربکم ولتعلموا عدد السنین والحساب چونکه تاثیرات نهرین زیاده هوں اسلیئے کها هی لتبتغوا فضلا من ربکم —

ابر و باد و مه و خورشید و فلک درکارند
تاتو نانے بکف آري و بغفلت نخوري

سورة انعام میں هی " والشمس والقمر حسبانا ذلک تقدیر العزیزالعلیم و هوالذي جعل لکم النجوم لتهتدوا بها في ظلمات البر والبحر " — کهانتک لکهوں پانچویں دن جانوران آبي وطیور کي پیدایش کا بیان هی اور چهٹے دن بڑے جانوروں کي خلقت کا ذکر هی — لیکن مقدار اُن ایام کي کچهه مذکور نهیں — چونکه حسب بیان گذشته پیدایش آسمان یعني طبقات هوا کي پهلے دن میں هوئي اور دوسرے دن میں اُنکي ترتیب کا بیان هی اسلیئے قرآن میں مذکور هی = ثم استوی الی السماء وهي دخان فقضاهن سبع سموات في یومین — سبع سموات سے یهاں مقصود طبقات هوا هیں چونکه آسمان عوام الناس میں یهه نیلي چهت معروف هی جو طبقات هوا بشکل دخان هیں اسلیئے تعیین کے لیئے — " وهي دخان " کها تاکه ذهن حکما کے آسمان کي طرف نه بهکے چونکه ان چهه دن میں جمادات کے وجود کا کچهه ذکر نهیں هی اور حضرت سلیمان نے کها هی که کوئي نئي چیز شمس کے نیچے نهیں هی — اسلیئے جمادات بهي انهي چهه دن میں پیدا هوئے هونگے — چونکه معادن کا مزاج دیر میں حاصل هوتا هی اور نباتات یوم ثالث میں پیدا هوئے تو قیاس هوتا هی که جمادات یوم رابع میں وجود پذیر هوئے هونگے — اسلیئے موالید ثلثه کا حصول چار دن میں ٹهرتا هی — اسلیئے خدا قرآن میں کهتا هی " قدر فیها اقواتها في اربعة ایام " واضح هو که چهه دن پیدایش آسمان و زمین و مافیها کے یهود و نصاری میں مشهور هیں لیکن مقدار اُن کي مجهول هی — انتهی کلامه *

علماء اسلام نے بهي جهاں جهاں قرآن مجید میں دنیا ومافیها کے چهه یوم میں پیدا کرنیکا ذکر آیا هی یوم کي مدت کے بڑهانے پر کوشش کي هی — کسي نے تو ایام سے ایام آخرة مراد لیئے هیں جسکے هر ایک دن کي مقدار هزار برس کي برابر خیال کي هی اور کسي نے سته ایام سے سته احوال مراد لیئے هیں اور کسي نے سته اطوار اور کسي نے مجردالحین والوقت — مگر جب همارا یقین یهه هی که اسباب میں جو کچهه قرآن مجید میں بیان هوا هی وه نقلاً علی اعتقاد الیهود هی نه بطور بیان حقیقت واقعه کے تو همکو اس بحث میں پڑنیکي ضرورت نهیں هی فعلیهم ماعلیهم مگر همکو اس سے بحث کرني هی که عربي زبان میں اور قرآن مجید میں یوم یا ایام یا الیوم کا لفظ کن کن معنوں میں مستعمل هوا هی *

یوم کے معني لغتاً و شرعاً

یوم زمانه کي اُس مقدار کو کهتے هیں جو آفتاب کے طلوع هونے سے اُسکے غروب هونے تک هوتي هی لسان العرب میں لکها هی که یوم کو سب لوگ جانتے هیں اور اُسکي مقدار هی سورج کے نکلنے سے سورج کے غروب هونے تک - اور اُسکي جمع آتي هی ایام قرآن مجید میں بهي اسیطرح دن کا اطلاق آیا هی یعني دن کو الگ بیان کیا هی اور رات کو الگ - جس سے ثابت هوتا هی که دن کا اطلاق اُس اوجالے پر هوتا هی جو سورج کے نکلنے سے اُسکے غروب هونے تک هوتا هی اور رات کا اطلاق اُس اندهیرے پر هوتا هی جو سورج کے غروب هونے سے پهر نکلنے تک هوتا هی *

الیوم معروف مقدارة من طلوع الشمس الی غروبها والجمع ایام -
(لسان العرب جلد ۱۶ صفحه ۱۳۷) -

خداے تعالی نے سورة الحاقه میں فرمایا هی قوم عاد پر عذاب نازل هونے میں که قوم عاد پهر وه هلاک کیئے گئے حد سے زیاده جهکڑ والي آندهي سے که خدا نے اُسکو اُن پر سات راتیں اور آٹهه دن تک بهیجا تها *

واما عاد فاهلکوا بریح صرصر عاتیة سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام -
(سورة الحاقة ۶۹ آیت ۶-۷)

اسیطرح خداے تعالی نے سورة القصص میں رات اور دن کو علحده علحده بیان کیا هی جهاں فرمایا هی که کهدے اے پیغمبر کها سمجهے تم اگر الله کردے تم پر رات کو همیشه رهنے والي قیامت کے دن تک تو کون خدا هی سواے الله کے که روشني تمهارے پاس لاوے پهر کیا تم نهیں سنتے - کهدے اے پیغمبر کها سمجهے تم اگر الله کردے تم پر دن کو همیشه رهنے والا قیامت کے دن تک تو کون خدا هی سواے الله کے که لاوے تمهارے پاس رات کو که آرام پکڑو اُس میں پهر کیا تم نهیں دیکهتے *

قل ارأیتم ان جعل الله علیکم اللیل سرمداً الی یوم القیامة من اله غیر الله یاتیکم بضیاء افلا تسمعون قل ارأیتم ان جعل الله علیکم النهار سرمداً الی یوم القیامة من اله غیر الله یاتیکم بلیل تسکنون فیه افلا تبصرون -
(سورة القصص ۲۸ آیت ۷۱-۷۲)

پهر فرمایا که اپني مهرباني سے بنائے تمهارے لیئے رات اور دن تاکه تم آرام پکڑو اُس میں (یعني رات میں) اور تاکه معاش کي تلاش کرو اُس کے فضل سے (یعني دن میں) اور تاکه تم شکر کرو *

ومن رحمته جعل لکم اللیل والنهار لتسکنوا فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون -
(سورة القصص آیت ۷۳ -)

مگر کبهي یوم کا اطلاق مجموع دن اور رات پر بهي هوتا هی اور کبهي صرف وقت پر - لغات قرآن میں لکها هی که یوم دن کا اُجالا هی اور وقت پر بهي بولا جاتا هی — پهر رات اور دن دونوں اُس میں شامل هوتے هیں *

الیوم بیاض النهار و یطلق علی نفس الزمان ایضا فیشتمل اللیل والنهار -
(لغات قران ورق ۱۵۵)

قرآن مجید میں بهي حضرت زکریا کے قصه میں خدا نے فرمایا هی که زکریا نے کها که اے میرے پروردگار مقرر کر میرے لیئے کوئي نشاني — خدا نے کها که تیري نشاني یهه هی که نه بولیگا تو (امور دنیا میں) لوگوں سے تین دن تک مگر اشاره سے اور یاد کر اپنے پروردگار کو اور پاکي سے یاد کر اُسکو شام کو اور صبح کو *

قال رب اجعل لي آیة قال آیتک الا تکلم الناس ثلثة ایام الا رمزا واذکر ربک کثیرا وسبح بالعشي والابکار -
(سورة آل عمران -)

اس آیت سے اور خصوصاً اخیر آیت میں شام اور صبح کے ذکر سے معلوم هوتا هی که ثلثه ایام میں رات اور دن دونوں داخل هیں *

سب سے بڑي دلیل ثلثه ایام میں رات اور دن دونوں کے داخل هونے کي یهه هی که خدا تعالے نے اسي واقعه کو سورة مریم میں، اسیطرح بیان فرمایا هی که حضرت زکریا نے کها که اے میرے پروردگار مقرر کر میرے لیئے کوئي نشاني خدا نے کها که تیري نشاني یهه هی که نه بولیگا تو (دنیاوي امور میں) لوگوں سے پوري تین راتیں — پس پهلي آیت میں اس مدت کو دن سے تعبیر

قال رب اجعل لي آیة قال آیتک الا تکلم الناس ثلث لیال سویا -
(سورة مریم آیت ۱۱ —)

کرنا اور اس آیت میں رات سے پورا ثبوت اسبات کا هی که اس مدت میں دن اور رات دونوں شامل هیں *

اسیطرح کهي لیل کے لفظ میں رات اور دن دونوں داخل هوتے هیں جیسیکه حضرت زکریا کے قصه کي دونوں آیتوں سے ثابت هوتا هی علاوه اس کے خدا نے حضرت موسی کے قصه میں فرمایا هی که هم

وواعدنا موسی ثلثین لیلة واتممناها بعشر فتم میقات ربه اربعین لیلة - (سورة الاعراف ۷ آیت ۱۳۸)

نے وعده کیا موسی سے تیس راتوں کا اور پورا کیا هم نے اُسکو دس سے پھر پوري هوئي میعاد اُس کے پروردگار کي چالیس راتیں *

اس آیت سے معلوم هوتا هی که لیل میں دن بهي داخل هیں اور اسطرح کا استعمال قدیں پر تغلیباً هوتا هی جیسا که مشرقین اور مغربین مشرق اور مغرب پر اور ظهرین ظهر اور عصر کي نماز پر اور مغربین اور عشائین مغرب اور عشا کي نماز پر بولا جاتا هی *

اب هم مذکوره بالا معنوں میں سے جن جن معنوں میں یوم کا استعمال قرآن مجید میں هوا هی اُسکو جدا جدا بیان کرتے هیں *

یوم بمعني معروف

(سوره طه آیت ۶۱) قال موعدکم یوم الزینة — وان یحشر الناس ضحی — یعني حضرت موسی نے فرعون سے کها که میعاد تمهارے جشن کا دن هی اور یهه که اکهٹا کیئے جاویں آدمي دن چڑهے *

(سوره هود آیت ۷۹) قال هذا یوم عصیب - یعني جب حضرت لوط پاس دو شخص یا دو فرشتے آئے تو وه دل تنگ هوئے اور اُنهوں نے کها که آج یهه دن مجهه پر سخت هی *

(سورة القمر آیت ۱۹) انا ارسلنا علیهم ریحا صرصرا في یوم نحس مستمر - یعني خدا نے قوم عاد کي نسبت فرمایا که هم نے اُن پر بهیجي جهڑ کي آندهي نحس دن میں برابر چلنے والي *

(سورة البقر آیت ۲۶۱) قال کم لبثت قال لبثت یوما او بعض یوم — یعني خدا نے پوچها (اُس شخص سے) که تونے کتني دیر کي اُس نے کها که میں نے دیر کي ایک دن یا ایک دن سے کچهه کم *

(سورة التوبه آیت ۱۰۹) من اول یوم احق ان تقوم فیه - یعني مسجد قباء کي نسبت خدا نے فرمایا که البته یهه مسجد هی که بنیاد رکهي گئي هی پرهیزگاري پر پهلے دن سے اور ٹهیک هی که کهڑا هو تو اُس میں *

(سورة البقر آیت ۲۶۱) قال لبثت یوم او بعض یوم - یعني کهنے والے نے کها که میں ٹهرا ایک دن یا ایک دن سے کچهه کم *

(سورة الکهف آیت ۱۸ و سورة المومنون آیت ۱۱۵) قالوا لبثنا یوما او بعض یوم - یعني اصحاب کهف جب اوٹهے تو آپس میں کهنے لگے که هم نے دیر کي ایک دن یا ایک دن سے کچهه کم — اور دوسري آیت میں کافروں کا قول هی که هم نے دنیا میں دیر کي یعني رهے ایک دن یا ایک دن سے بهي کم *

(سورة الشعرا آیت ۳۸) فجمع السحرة لمیقات یوم معلوم - یعني فرعون کے جادوگر جمع هوئے معین دن کو *

(سورة ابراهیم آیت ۲۱) مثل الذین کفروا بربهم اعمالهم کرماد اشتدت به الریح في یوم عاصف - یعني مثال اُن لوگوں کے اعمال کي جو اپنے پروردگار سے منکر هوئے ریت کي مانند هی اُس پر سخت آندهي چلي هو سخت جهڑ والي دن میں *

(سورة الشعرا آیت ۱۵۵) قال هذه ناقة لها شرب ولکم شرب یوم معلوم — یعني حضرت صالح نے کها اپني قوم سے که یهه اونٹني هی اُسکے لیئے پاني پینا هی اور تمهارے لیئے پاني پینا هی دن معین میں *

(سورة البلد آیت ۱۴) او اطعام في یوم ذي مسغبة - یا کهانا کهلانا بهوک کے دن میں *

(سورة انعام آیت ۱۴۲) واتوا حقه یوم حصاده - یعني کهاؤ باغوں کے پهل جب وه پهلے اور دو حق اُسکا کاٹنے کے دن *

(سورة اعراف آیت ۷) یوم سبتهم - یوم لا یسبتون - یعني یهودیوں کے سبت کے دن مچهلیاں بهت آتي تهیں -

اور جس دن کہ یہودیوں کا سبت کا دن نہوتا تھا اُس دن کم آتي تہیں *

(سورہ توبہ آیت ۳) یوم الحج الاکبر - یعني حج اکبر کے دن *

(سورہ مریم آیت ۱۵ و ۳۴) یوم ولدت و یوم اموت - یعني حضرت عیسی کا قول کہ جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مرونگا — یوم ولد و یوم یموت یعني حضرت یحیی جسدن پیدا ہوئے اور جسدن مرینگے *

(سورۃ التوبہ آیت ۲۵) و یوم حنین - یعني خدانے فرمایا کہ اللہ نے تمہاري مدد کي بہت جگہہ اور حنین (کي لڑائي) کے دن *

(سورۃ النحل آیت ۸۲) یوم ظعنکم و یوم اقامتکم — یعني خدا نے بنائے تمہارے لیئے چار پایون کي کہالوں سے گہر کہ اُنکو ہلکا جانتےہو اپنے سفر کے دن اور اپنے قیام کے دن *

(سورہ طہ آیت ۱۰۴) ان لبثتم الا یوما — یعني کافروں کا پیشوا قیامت کے دن کہیگا کہ تم نہیں ٹھیرے تھے یعني دنیا میں مگر ایک دن *

(سورۃ البقر آیت ۲۵۰) قالوا لاطاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ - اُن لوگوں نے کہا کہ ہمکو آج کے دن جالوت اور اُس کے لشکر سے لڑنے کي طاقت نہیں *

(سورۃ المائدہ آیت ۴) الیوم یئس الذین کفروا من دینکم - یعني آج کے دن نا اُمید ہوگئے کافر تمہارے دین سے *

(سورۃ المائدہ آیت ۵) الیوم اکملت لکم دینکم - یعني آج کے دن کامل کردیا میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین *

(سورۃ المائدہ آیت ۷) الیوم احل لکم الطیبات - یعني آج کے دن حلال کي گئیں تمہارے لیئے پاک چیزیں *

(سورۃ الانفال آیت ۵۰) وقال لاغالب لکم الیوم من الناس - یعني اور کہا نہیں غالب تم پر آج کے دن کوئي آدمیوں میں سے *

(سورہ ہود آیت ۴۵) قال لاعاصم الیوم من امر اللہ - یعني کہا حضرت نوح نے کہ نہیں بچانے والا آج کے دن خدا کے حکم سے *

(سورہ یوسف آیت ۵۴) قال انک الیوم لدینا مکین امین - یعني مصر کے بادشاہ نے حضرت یوسف سے کہا کہ بے شک تو آج کے دن ہمارے نزدیک قدر والا امانت دار ہی *

(سورہ یوسف آیت ۹۲) قال لاتثریب علیکم الیوم - یعني حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ آج کے دن تم پر کچھہ ملامت نہیں ہی *

(سورہ مریم آیت ۲۷) انی نذرت للرحمن صوما فلن اکلم الیوم انسیا - یعني حضرت مریم نے کہا کہ بے شک میں نے نذر کیا ہی اللہ کے لیئے روزہ پھر نہیں بات کرنے کي میں آج کے دن کسي آدمي سے *

سورہ طہ آیت ۶۷) وقد افلح الیوم من استعلی — یعني ساحرۂ فرعون نے کہا اور بے شک کامیاب ہوگا آج کے دن وہ شخص جو غالب آیا *

(سورہ مومن آیت ۳۰) لکم الملک الیوم ظاھرین في الارض - یعني فرعون کے لوگوں میں سے ایمان والے شخص نے کہا اے میري قوم تمہارے لیئے بادشاہي ہی آج کے دن غالب ہو زمین میں *

(سورۃ القلم آیت ۲۴) ان لایدخلنھا الیوم علیکم مسکین — یعني نہ داخل ہووے اُس باغ میں آج کے دن تمہارے پاس کوئي فقیر *

(سورہ یونس آیت ۹۲) فالیوم ننجیک ببدنک - یعني خدا نے فرعون سے اُسکے توبہ وقت پھر کہا آج کے دن اونچي جگہہ یعني کنارے پر ڈالدینگے تجھکو تیرے بدن سمیت *

(سورہ مریم آیت ۳۹) لکن الظالمون الیوم في ضلال مبین - یعني لیکن ظالم آج کے دن ہیں گمراہي ظاہر میں *

یوم بمعني وقت

یوم کے معني عربي زبان میں مطلق وقت کے بھي آتے ہیں یعني ساعت کے بلکہ لحظہ ولمحہ کے خواہ دن کي ہو یا رات کي جیسے ہم اپني زبان میں کہیں کہ جسدن فلاں شخص آویگا تو مجھے بڑي خوشي ہوگي - دن سے مراد اُس وقت سے ہي جب وہ آوے خواہ رات ہو یا دن — اور آنیکا وقت صرف ایک لمحہ ہوتا ہی اور اسلیئے جسدن کے معني ہوتے ہیں جسدم کے بعینہ یہي محاورہ عربي زبان میں ہي *

لسان العرب میں لکھا هی — کبھي یوم سے مطلقاً وقت مراد لیجاتي هی - یهي معني هیں اس حدیث میں یهه فتنه کے ایام هیں - یعني یهه وقت فتنه و آشوب کا هی - اور کچھه رات کے سوا دن سے مخصوص نهیں هی - اور کهتے هیں — میں آج کے دن ایسا کرونگا - یهاں دن سے بعینه دن مراد نهیں هی بلکه وقت موجوده مراد هی - سیبویه نے ایسا هي لکها هی — اور اسي معني میں هی خدا کا قول آج میں نے تمهارے لیئے تمهارے دین کو کامل کردیا *

وقد یراد بالیوم الوقت مطلقا ومنه الحدیث تلک ایام الهرج اي وقته ولا یختص بالنهار دون اللیل -
(لسان العرب)

وقالوا انا الیوم افعل کذا لا یریدون یوما بعینه ولکنهم یریدون الوقت الحاضر حکاه سیبویه ومنه قوله عزوجل الیوم اکملت لکم دینکم -
(لسان العرب جلد ۱۶ صفحه ۱۳۷) -

قرآن مجید میں قیامت یا حالات قیامت میں لفظ یوم کا بمعني وقت مطلق استعمال هوا هی یوم معروف یا یوم طویل کے معنوں میں نهیں هوا وقت مطلق کو هم اپني زبان میں دم سے تعبیر کرتے هیں مثلاً یوم تقوم الساعة (روم آیت ۱۱) کا ٹهیک ترجمه هم کرینگے — جس دم آ گهڑي هوگي وه گهڑي — یهاں یوم کے معني لحظه یا لمحه کے هیں جس میں کچھه امتداد نهیں هی اور اسلیئے اُسکا ٹهیک ترجمه هماري زبان میں دم کا لفظ هی *

مفسرین نے بهي یهي معني بیان کیئے هیں چنانچه تفسیر کبیر میں هذا یوم لا ینطقون (سوره مرسلات آیت ۳۸) کي تفسیر میں جو حالات قیامت کے متعلق آیت هی لکهاهی -

قال الفرّاء اراد بقوله یوم لا ینطقون تلک الساعة وذلک القدر من الوقت الذي لا ینطقون فیه کما یقول آتیک یوم یقدم فلان والمعني ساعة یقدم ولیس المراد بالیوم تلک لان القدوم انما یکون في ساعة یسیرة ولا یمتد في کل الیوم -
(تفسیر کبیر الجزء السادس صفحه ۴۴۴) -

فرّا کا قول هی که اس آیت میں یوم سے ساعت مراد هی اور وه اُتنا هي وقت هے جسمیں نه بول سکینگے - جیسے کهتے هیں میں تیرے پاس آؤنگا جسدن فلاں شخص آئیگا — یعني جسدم - یهاں دن سے سارا دن مراد نهیں هی — کیونکه آنا صرف ایک ذراسي ساعت میں هوتا هی سارے دن کا امتداد اُس میں شامل نهیں هی *

(سورة الحجر) اور (سوره ص) میں خدا نے شیطان کي نسبت فرمایا هی — تجهپر لعنت هی قیامت کے دن تک شیطان نے کها - اے خدا مجهے یوم قیامت تک مهلت دے خدا نے فرمایا تجهے قیامت تک مهلت هی *

وان علیک اللعنة الی یوم الدین قال رب فانظرني الی یوم یبعثون قال فانک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم (سورة الحجر - آیت ۳۵-۳۶-۳۷-۳۸)
(سورة ص آیت ۷۹-۸۰-۸۱-۸۲)

اسکي تفسیر میں امام فخرالدین رازي لکهتے هیں — که فانظرني پهلي آیت سے متعلق هی اور مطلب مقدر یهه که جب تونے مجهے قیامت تک رجیم و ملعون کردیا تو مجهے مهلت دے - اُس نے آخرت سے مایوس هوکر وقت قیام قیامت تک اپنے باقي رهنے کي خدا سے درخواست کي - کیونکه یوم یبعثون سے یوم بعث ونشور یعني یوم قیامت مراد هی *

قوله فانظرني متعلق بما تقدم والتقدیر اذا جعلتني رجیما ملعونا الی یوم الدین فانظرني فطلب الابقاء من الله تعالی عند الیاس من الاخرة الی وقت قیام القیامة لان قوله الی یوم یبعثون المراد منه یوم البعث والنشور وهو یوم القیامة -
(تفسیر کبیر جلد چهارم صفحه ۹۸ —)

خداتعالے نے سورة الحجر کي مذکوره بالا آیت میں اور سوره ص میں شیطان کے اسي قصه میں یوم القیامه کو بیان کیا هی الوقت المعلوم سے جیسکه مذکوره بالا آیت میں هی اور سوره واقعه میں یوم القیامه کو بیان کیا هی یوم معلوم سے جهاں فرمایا هی لمجموعون الی میقات یوم معلوم (سوره واقعه آیت ۵۰) یهه صاف دلیل هی که جهاں قرآن مجید میں یوم القیامه آیا هی یا یوم کو حالات قیامت کي طرف مضاف کیا هی وهاں یوم معروف یا یوم طویل مراد نهیں بلکه وقت مراد هی جس کے معني یهه هوتے هیں جس دم واقعات قیامت واقع هوں *

یوم القیامه تو قرآن مجید میں بهت جگهه آیا هی اور مشهور و معروف لفظ هی لیکن اس کے سوا یوم کا لفظ اور لفظ کي طرف یا کسي ایسے لفظ کي طرف جس سے حالات قیامت ظاهر هوتے هیں یا اور کسي طرح پر اُن

حالات کے ساتھہ واقع هوا هی اور اُس سے بهي یوم قیامت مراد هی اُنکو هم اس مقام پر لکهتے هیں اس مقصد سے که اُن مقامات میں بهي یوم سے یوم معروف یا یوم طویل مراد نهیں بلکه وقت مراد هی جبکه قیامت قایم هو *

الفاظ جو یوم القیامة کے مترادف آئے هیں

یوم الاخر — یهه بهي بهت جگهه هی اور مشهور و معروف لفظ هی بمعني یوم القیامة —

یوم ینفع الصادقین صدقهم — سوره مائده آیت ۱۱۹ —

یوم البعث — سوره روم آیت ۵۶ سوره اعراف آیت ۱۳ سوره نور آیت ۱۰۲ — سوره صافات آیت ۱۴۴

یوم یبعثون — سوره صافات آیت ۲۲۱ سوره ذاریات آیت ۱۲ وغیره —

یوم الدین — سوره صافات آیت ۲۲۱ — سوره ذاریات آیت ۱۲ — سوره المعارج آیت ۲۶ — سورة المدثر آیت ۴۷ وغیره —

یوم الوعید — سوره ق آیت ۱۹ *

یوم الخلود — سوره ق آیت ۳۳ *

یوم التغابن — سوره تغابن آیت ۹ *

یوم الفصل — سوره مرسلات آیت ۱۳ و ۱۴ و ۳۸ وغیره *

یوم لایفطقون — سوره مرسلات آیت ۳۵ *

یوم لابیع فیه ولا خلة ولا شفاعه — سوره بقر آیت ۲۵۵ سوره ابراهیم آیت ۳۶

یوم مجموع له الناس — سوره هود آیت ۱۰۵

یوم الجمع — سوره تغابن آیت ۹

یوم مشهود — سوره هود آیت ۱۰۵

یوم لامرد له من الله — سوره روم آیت ۴۲ سوره شوری آیت ۴۶ *

یوم عسر — سوره قمر آیت ۸ *

یوم عسیر — سورة المدثر آیت ۹ *

یوم یلقونه — سوره توبه آیت ۷۸ *

یوم عظیم — سوره شعرا آیت ۱۸۹ سوره انعام آیت ۱۱۵ وغیره *

یوم الحساب — سوره ص آیت ۱۵ / سورة المومن آیت ۲۸

یوم الوقت المعلوم — سوره ص آیت ۸۲

یوم یوعدون — سورة المعارج آیت ۴۴

یوم الحق — سورة النبا آیت ۳۹

یوم کبیر / یوم الیم / یوم محیط — سوره هود آیت ۳-۲۸-۸۵

یوم عقیم — سورة الحج آیت ۵۴

یوم لاتستاخرون عنه ساعة ولاتستقدمون. — سورة السبا آیت ۲۹

یوم معلوم — سورة الواقعه آیت ۵۰

یوم لاریب فیه — سوره آل عمران آیت ۷ و ۱۴

یوم تشخص فیه الابصار — سورة الحجر آیت ۴۳

یوم الموعود — سورة البروج آیت ۲

یوم تجد کل نفس ماعملت — سوره آل عمران آیت ۲۸

یوم تبیض وجوه و تسود وجوه — سوره آل عمران آیت ۱۰۲

یوم التقی الجمعان — سوره آل عمران آیت ۱۴۹ / سوره انفال آیت ۴۲

یوم یجمع الله الرسل — سورة المائده آیت ۱۰۸

یوم ینفخ فی الصور — سوره انعام آیت ۷۳

یوم یاتي بعض ایات ربک — سوره انعام آیت ۱۵۹

یوم یاتي تاویله — سوره اعراف آیت ۵۱

یوم الفرقان — سوره انفال آیت ۴۲

یوم یحمی علیها في نار جهنم — سوره توبه آیت ۳۵

یوم خلق السموات والارض — سوره توبه آیت ۳۶

یوم یاتیهم لیس مصروفا عنهم — سوره هود آیت ۱۱

یوم یات لاتکلم نفس الا باذنه — سوره هود آیت ۱۰۷

یوم یقوم الحساب — سوره ابراهیم آیت ۴۲

یوم یاتیهم العذاب — سوره ابراهیم آیت ۴۴

یوم تبدل الارض غیر الارض — سوره ابراهیم آیت ۴۹

یوم تاتي کل نفس تجادل عن نفسها — سوره نحل آیت ۱۱۲

یوم یدعوکم فتستجیبون — سورة الاسری آیت ۵۴

یوم یدعوا کل اناس بامامهم — سورة الاسری آیت ۷۳

يوم يبعث حيا	سورة مريم	آيت ١٥و٣٣
يوم الحسرة	سورة مريم	آيت ٤٠
يوم نحشرالمتقين الي الرحمن	سورة مريم	آيت ٨٨
يوم نطوي السماء	سورة انبياء	آيت ١٠٤
يوم ترونها تذهل كل مرضعة	سورة الحج	آيت ٢
يوم تشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم	سورة النور	آيت ٢٤
يوم يرون الملائكة	سورة فرقان	آيت ٢٢
يوم لايفع مال ولابنون	سورة الشعرا	آيت ٨٨
يوم يغشاهم العذاب	سورة عنكبوت	آيت ٥٥
يوم الفتح	سورة سجدة	آيت ٢٩
يوم تقلب وجوههم	سورة احزاب	آيت ٦٦
يوم التلاق	سورة مومن	آيت ٢٥
يوم الآزفه	سورة مومن	آيت ١٨
يوم التناد	سورة مومن	آيت ٣٢
يوم تولون مدبرين	سورة مومن	آيت ٢٥
يوم لاينفع الظالمين	سورة مومن	آيت ٥٥
يوم تاتي السماء بدخان	سورة دخان	آيت ٩
يوم نبطش البطشة الكبرى	سورة دخان	آيت ١٥
يوم لايغني مولى عن مولى شيء	سورة دخان	آيت ٤١
يوم يرون مايوعدون	سورة احقاف	آيت ٣٤
يوم نقول لجهنم	سورة ق	آيت ٢٩
يوم ينادي المنادي	سورة ق	آيت ٤٠
يوم يسمعون الصيحة بالحق	سورة ق	آيت ٤١
يوم تشقق الارض عنهم	سورة ق	آيت ٤٣
يوم هم على النار يفتنون	سورة الذاريات	آيت ١٣
يوم تمورالسماء	سورة الطور	آيت ٩
يوم يدعون الى نارجهنم	سورة الطور	آيت ١٣
يوم لايغني عنهم كيدهم شيا	سورة الطور	آيت ٤٦
يوم يدع الداع الى شي نكر	سورة قمر	آيت ٦
يوم يسحبون في النار	سورة قمر	آيت ٤٨
يوم تري المومنين والمومنات	سورة الحديد	آيت ١٢
يوم يقول المنافقون والمنافقات	سورة الحديد	آيت ١٣
يوم يبعثهم الله جميعا	سورة مجادله	آيت ٧و١٩

يوم يكشف عن ساق	سورة القلم	آيت ٤٢
يوم تكون السماء كالمهل	سورة المعارج	آيت ٨
يوم يخرجون من الاجداث	سورة المعارج	آيت ١٣
يوم ترجف الارض والجبال	سورة المزمل	آيت ١٤
يوم يقوم الروح والملائكه	سورة النبا	آيت ٣٨
يوم ينظر المرء ماقدمت	ايضا	آيت ٤١
يوم ترجف الراجفه	سورة النازعات	آيت ٦
يوم يتذكرالانسان ماسعى	ايضا	آيت ٣٥
يوم يرونها لم يلبثوا	سورة النازعات	آيت ٤٦
يوم يفرالمرء من اخيه	سورة عبس	آيت ٣٤
يوم لاتملك نفس لنفس شيا	سورة الانفطار	آيت ١٩
يوم يقوم الناس لرب العالمين	سورة المطففين	آيت ٦
يوم يكون الناس كالفراش المبثوث	سورة القارعه	آيت ٣
يوم نحشرهم جميعا	سورة انعام	آيت ٢٢
يوم يقول كن فيكون	سورة انعام	آيت ٧٢
يوم يحشرهم	سورة يونس	آيت ٤٦
يوم نبعث من كل أمة شهيدا	سورة النحل	آيت ٨٦
يوم نسيرالجبال وترى الارض بارزة	سورة كهف	آيت ٤٥
يوم يقوم نادواشركائي الذين زعمتم	سورة كهف	آيت ٥٠
يوم يبعث حيا	سورة مريم	آيت ١٥
يوم ابعث حيا	سورة مريم	آيت ٣٣
يوم يرجعون اليه	سورة النور	آيت ٦٣
يوم تشقق السماء	سورة الفرقان	آيت ٢٧
يوم يعض الظالم على يديه	سورة الفرقان	آيت ٢٩
يوم يناديهم	سورة قصص	آيت ٦٢-٦٥
يوم تقوم الساعة	سورة الروم	آيت ١١
يوم يقوم الاشهاد	سورة مومن	آيت ٥٤
يوم يحشراعداءالله الى النار	سورة فصلت	آيت ١٨
يوم يعرض الذين كفروا على النار	سورة احقاف	آيت ١٩-٣٣
واتقوا يوم	سورة البقر	آيت ٤٥
يوم تتقلب فيه القلوب والابصار	سورة النور	آيت ٣٧
كان يوما علي الكافرين عسيرا	سورة الفرقان	آيت ٢٨
يوما لايجزي والدعن ولده	سورة لقمان	آيت ٣٢
يومئذ من العذاب	سورة مومن	آيت ٥٢

یوما یجعل الولدان شیبا	سورة المزمل آیت ۱۷	لقاء یومکم هذا —	سورة انعام آیت ۱۳۰
یوما کان شره مستطیرا	سورة الانسان آیت ۷	نفساهم کما نسوا لقاء یومهم هذا	سورة اعراف آیت ۴۹
یوما عبوسا قمطریرا	سورة الانسان آیت ۱۰	فویل للذین کفروا من یومهم الذي یوعدون	سورة الذاریات آیت ۶۰
یوما ثقیلا	سورة الانسان آیت ۲۷	یومهم بارزون لایخفی علی الله منهم شی	سورة مومن آیت ۱۶
الیوم تجزون عذاب الهون	سورة انعام آیت ۹۳	یومهم الذي یوعدون	سورة الزخرف آیت ۴۳
ان المخزي الیوم والسوء علی الکافرین	سورة النحل آیت ۲۹	یلاقوا یومهم الذي فیه یصعقون	سورة الطور آیت ۴۵
فهو ولیهم الیوم ولهم عذاب الیم	سورة النحل آیت ۶۵	یوم الظله	سورة شعرا آیت ۱۸۹
کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا	سورة الاسری آیت ۱۵		
لکن الظالمون الیوم في ضلال مبین	سورة مریم آیت ۳۹		
وکذالک الیوم تنسی	سورة طه آیت ۱۲۶		
لاتجروٗ الیوم انکم منا لاتنصرون	سورة مومنون آیت ۶۷		
اني جزیتهم الیوم بما صبروا	سورة مومنون آیت ۱۱۳		
لاتدعوا الیوم ثبورا واحدا	سورة الفرقان آیت ۱۵		
ان اصحاب الجنة الیوم في شغل فاکهون	سورة یس آیت ۵۵		
وامتازوا الیوم ایها المجرمون	سورة یس آیت ۵۹		
اصلوها الیوم بما کنتم تکفرون	سورة یس آیت ۶۴		
الیوم نختم علی افواههم	سورة یس آیت ۶۴		
بل هم الیوم مستسلمون	سورة صافات آیت ۲۶		
لمن الملک الیوم	سورة مومن آیت ۱۶		
الیوم تجزي کل نفس بما کسبت	سورة مومن آیت ۱۷		
لاظلم الیوم	سورة مومن آیت ۱۷		
ولن ینفعکم الیوم	سورة الزخرف آیت ۳۸		
لاخوف علیکم الیوم	سورة الزخرف آیت ۶۸		
الیوم تجزون	سورة الجاثیه آیت ۲۷		
بشراکم الیوم	سورة الحدید آیت ۱۲		
لاتعتذروا الیوم	سورة التحریم آیت ۷		
فلیس له الیوم	سورة الحاقه آیت ۳۵		
فالیوم ننساهم	سورة اعراف آیت ۴۹		
فالیوم لایملک بعضکم لبعض	سورة سبا آیت ۴۱		
فالیوم لاتظلم نفس شیا	سورة یس آیت ۵۴		
فالیوم لایخرجون منها	سورة الجاثیه آیت ۳۴		
فالیوم لایوخذ منکم فدیه	سور حدید آیت ۱۴		
فالیوم الذین آمنوا من الکفار یضحکون	سورة المطففین آیت ۳۴		
هذا یومکم الذي کنتم توعدون	سورة انبیا آیت ۱۰۳		

اب همکو باقي رها بیان اُن آیتوں کا جن میں یوم کي مقدار پچاس هزار برس یا ایک هزار برس کي بیان هوئي هی - پهلي آیت سورة معارج کي هی جهاں خدا نے فرمایا هی که " پوچها ایک پوچهنے والے نے کافروں کے لیئے هونے والے عذاب سے جسکو کوئي روکنے والا بڑے درجوں والے

سأل سائل بعذاب واقع للکافرین لیس له دافع من الله ذي المعارج تعرج الملائکة والروح الیه في یوم کان مقداره خمسین الف سنه= (سورة معارج آیت ۱ و ۲)

الله سے نهیں هی چڑهتے هیں فرشتے اور روح اُس کے پاس کے دن میں جسکي مقدار هی پچاس هزار برس " *

تفسیر بیضاوي میں لکها هی که ذي المعارج کے معني هیں

ذي المعارج ذي المصاعد وهي الدرجات التي یصعد فیها الکلم الطیب والعمل الصالح او یترقی فیها الموصفون في سلوکهم او في دار ثوابهم= تعرج الملائکة والروح الیه في یوم کان مقداره خمسین الف سنه استیناف لبیان ارتفاع تلک المعارج و بعد مدها علی التمثیل والتخئیل والمعنی انه لو قدر قطعها في زمان لکان في زمان یقدر بخمسین الف سنة من سني الدنیا —

وقیل في یوم متعلق بواقع والمراد به یوم القیمة واستطالته

مصاعد (چڑهنے کے مقامات) والا اور وه درجے هیں جهاں پاکیزه باتیں اور نیک عمل چڑهتے هیں - یا مسلمان اپنے طریق عمل یا مقام ثواب میں وهاں ترقي کرتے هیں -

تعرج الملائکة الخ یهه ایک جدا بیان هی اُن مدارج کي بلندي اور اُنکي درازي مسافت کا بطور تمثیل و تخئیل کے اور معني یهه که اس مسافت کا طی کرنا بلحاظ وقت کے اندازه کیا جائے تو دنیا کے برسوں کے حساب سے پچاس هزار برس

اما الشدته علی الکفار او لکثرة ما فیه من الحالات والمحاسبات (تفسیر بیضاوي جلد دوم صفحه ۳۸۶)

کا عرصه خیال میں آئیگا —
اور اگر في یوم کو واقع سے متعلق کریں — تو اُس سے قیامت کا زمانه مراد هوگا —
اور اُسکي درازي یا تو اس لیئے هی که اُسکي شدت کفار پر هوگي یا اسلیئے که اُس دن بهت سے حسابات و حالات پیش آئینگے *

اور تفسیر کشاف کا مصنف لکهتا هی که — معارج

وقال صاحب الکشاف ذي المعارج ذي المصاعد جمع معرج ثم وصف المصاعد وبعد مدیها في العلو والارتفاع - فقال تعرج الملائکة والروح الیه الی عرشه وحیث تهبط منه اوامره في یوم کان مقداره کمقدار مدة خمسین الف سنة مما یعد الناس —

معرج (چڑهنے کا مقام) کي جمع هی — ذي المعارج کے معني هیں درجوں والا پهر اُن درجوں کا اور اُنکي درازي مسافت کا بلحاظ بلندي بیان کیا هی که تعرج الملائکة الخ یعني اُس کے عرش تک یا وهاں تک جهاں سے اُسکے حکم نازل هوتے هیں — ایکدن میں جس کي مقدار عرصه پچاس هزار سال کي مقدار کي مانند هی آدمیوں کي شمار سے —

وقد جعل في یوم من صلة واقع اي یقع في یوم طویل مقداره خمسون الف سنة من سنیکم و هو یوم القیامة اما ان یکون استطالة له لشدته علی الکفار و اما لانه علی الحقیقة کذلک —
(تفسیر کشاف جلد ثاني صفحه ۱۵۲۹) مطبوعه کلکته

اور کبهي في یوم کو واقع کے متعلق کیا جاتا هی — یعني عذاب کا وقوع ایک طویل دن میں هوگا جسکي مقدار تمهارے برسوں سے پچاس هزار برس هی — اور وه یوم قیامت هی — یا تو اُسکي درازي کفار پر اُس دن کي شدت سے هوگي یا درحقیقت اتني هي هوگي *

تعرج الملائکة والروح الیه في یوم کان مقداره خمسین الف سنه —
(سوره معارج آیت ۴)
ویحتمل ان یکون المراد منه استطالة ذلک الیوم لشدته علی الکفار ویحتمل ان یکون

تفسیر کبیر میں اس آیت کي تفسیر اس طرح لکهي هی *
احتمال هی که اس سے اُس یوم کي درازي مراد هو بسبب شدت اُس دن کے جو کفار پر هوگي اور احتمال هي که یوم

المراد تقدیر مدته وعلی هذا فلیس المراد - تقدیر العذاب بهذ المقدار بل المراد التنبیه علی طول مدت العذاب -

کي مدت کا اندازه مراد هو اور اسطور پر اس مقدار سے عذاب کا اندازه مراد نهوگا بلکه مدت عذاب کي درازي پر تنبیه کرنا مقصود هوگا *

واعلم ان هذا الطول انما یکون في حق الکافر اما في حق المومن فلا - والدلیل علیه الایة والخبر - اما الایة فقوله تعالی اصحاب الجنة یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا واتفقوا علی ان ذلک هو الجنة - واما الخبر فما روي عن ابي سعید الخدري انه قال قیل لرسول الله صلی الله علیه وسلم ما طول هذا الیوم فقال والذي نفسي بیده انه لیخفف عن المومن حتی یکون علیه اخف من صلاة مکتوبة یصلیها في الدنیا -

اور سمجهو که یهه درازي کافر کے حق میں هوگي نه که مومن کے حق میں - اسپر دلیل هی ایک آیت اور ایک حدیث - آیت تو یهه هی - جسکا مطلب هی جنت والے اُس دن اچهے مقام اور عمده آرامگاه میں هونگے — سب متفق هیں که اس سے جنت مراد هی — اور حدیث یهه هی جو ابي سعید الخدري سے روایت کي گئي هی — اور جسکا مطلب یهه هی که آنحضرت سے پوچها گیا — اس دن کي درازي کسقدر هوگي — آنحضرت نے فرمایا قسم هی اُسکي جس کے هاتهه میں میري جان هی — که وه اُس دن کو مسلمان پر اسقدر هلکا کردیگا که فرض نماز جو وه دنیا میں پڑهتا هی اس سے بهي کم دیر اسکو معلوم هوگي *

القول الثاني هو ان هذه المدة واقعة في الاخرة لکن علی سبیل التقدیر لا علی سبیل التحقیق والمعني انه لو اشتغل بذلک القضاء والحکومة اعقل الخلق واذکا هم لبقي فیه خمسین الف سنة ثم انه تعالی یتمم ذلک القضاء والحکومة في مقدار نصف یوم من ایام الدنیا —
(تفسیر کبیر الجزء السادس صفحه ۳۵۰)

دوسرا قول یهه هی که یهه مدت آخرت میں واقع هوگي مگر بطور فرض کے نه که حقیقت میں اور معني یهه که دنیا کا سب سے زیاده دانشمند اور ذهین آدمي امور قیامت کو فیصله کرنے لگے تو پچاس هزار برس اُن میں مشغول رهے پهر خدا اُن معاملات کو دنیا کے آدهے دن میں طی کردیگا *

مدارک التنزیل میں اس آیت کي تفسیر اسطرح هی که

ذي المعارج اي مصاعد السماء للملائکة جمع معرج وهو موضع العروج ثم وصف المصاعد وبعدد بها في العلو والارتفاع- فقال تعرج الملائکة والروح اي جبریل علیه السلام خصه بالذکر بعد العموم افضله وشرفه او خلقهم حفظة علی الملائکة- کما ان الملائکة حفظة علینا او ارواح المومنین عند الموت اليه الی عرشه ومهبط امره في یوم من صلة تعرج کان مقداره خمسین الف سنة من سني الدنیا لبعد ما بین السماء وغیر الملائکة او من صلة واقع اي یقع في یوم طویل مقداره خمسون الف سنة من سنیکم وهو یوم القیامة فاما ان یکون استطالة له لشدته علی الکفار او لانه علی الحقیقة کذلک فقد قیل فیه خمسون موطناً کل موطن الف سنة وما قدر ذلک علی المومن الا کما بین الظهر والعصر -

(تفسیر مدارک التنزیل مطبوعه افضل المطابع صفحه ۱۹۲)

معارج معرج کي جمع هی اور اس سے آسمان میں فرشتوں کے چڑھنے کے مقامات مراد هیں- پھر ان مقامات کي بلندي اور مسافت کا بیان کیا هی - که تعرج الملائکة الخ روح سے یا تو جبریل مراد هی- جس کي فضیلت کے سبب سے عام فرشتوں کے بعد خاص طور پر اُسکا ذکر کیا هی - یا اس سے مراد هیں وه جو فرشتوں پر نگهبان هیں جیسے فرشتے هم پر - یا موت کے وقت پر اهل ایمان کي روحیں مراد هیں- الیه سے مراد هی اُسکے عرش تک یا وهاں تک جهاں سے اُسکا حکم نازل هوتا هی— في یوم اگر تعرج سے متعلق هی- تو کان مقداره الخ سے یهه مراد هی که فرشتوں کے سوا اگر کوئي اور چڑهے تو دنیا کے حساب سے پچاس هزار برس میں وهاں پهنچے - اور اگر في یوم واقع سے متعلق هو تو یهه معني هیں که عذاب ایک یوم طویل میں واقع هوگا جسکي مقدار تمهارے برسوں سے پچاس هزار سال کي برابر هی — اور وه یوم قیامت هی — پھر یا تو اُسکي درازي کفار پر اُسکی شدت کي وجه سے هوگی یا حقیقت میں ایسي هي هوگي — اور کهتے هیں که قیامت میں پچاس مقامات هیں — هر مقام میں هزار برس لگینگے - اور یهه تمام عرصه مسلمان کو اتنا وقت معلوم هوگا جتنا که ظهر اور عصر کے درمیان هی *

ذي المعارج کی نسبت اور عروج ملایکه اور روح کي نسبت جو کچهه ان تفسیروں میں لکها هی اُن سے اُس مقام پر هم کچهه بحث نهیں کرتے کیونکه جو امر اسمقام پر همکو بیان کرنا هی اُس سے وه بحث خارج هی اگر خدا کو منظور هی تو تفسیر میں اُس سے بحث هوگي اُس وقت همکو صرف مدت یوم سے بحث هی *

تفسیر بیضاوي میں اُس دن کے پچاس هزار برس کي مقدار هونے کي نسبت دو امر لکهے هیں' اول یهه که دن کي مقدار پچاس هزار برس کهنا بطور تمثیل اور تخمین کے هی جس سے معارج کے ارتفاع کا خیال پیدا هو پس اسی صورت میں پچاس هزار برس سے اُس دن کي طوالت مراد نهوگي *

دوسرے یهه که اگر وه طوالت دن سے متعلق کي جاوے تو طوالت سے کافروں پر اُسدن کي شدت مراد هوگي یا اُس دن میں جو بهت سے حالات اور حسابات هونگے اُس سے مراد هوگي (انتهی) *

اس کي مثال ایسي هی جیسوکه هم سخت مصیبت کے دن کي نسبت کهتے هیں که ایک ایک گهڑي هزار هزار برس کي برابر گذرتي هی *

اس پچهلے قول کي تصدیق میں امام فخرالدین رازي نے تفسیر کبیر میں جیسا که اوپر مذکور هوا ایک آیت قرآن مجید کي اور ایک حدیث ابي سعید الخدري کي بیان کي هی جسکا مطلب یهه هی که بسبب شداید کے کافروں کے لیئے وه دن یا وه وقت پچاس هزار دنونکي برابر هوگا اور مسلمانوں کے لیئے فرض نماز پڑهنے میں جتني دیر لگتي هی اُس سے بهي کم — اس سے صاف ظاهر هی که خمسین الف سے اُس دن کي طوالت مراد نهیں هی *

تفسیر کبیر اور تفسیر مدارک اور تفسیر کشاف میں جو یهه لکها هی- که احتمال هی که پچاس هزار برس سے اُس دن کي طوالت مراد هو سو یهه صرف احتمال هي احتمال هی کوئي سند اُسکي بیان نهیں کي اور برخلاف اس کے شداید مراد هونے کي نسبت حدیث بهي بیان کي هی - هماري یهه دلیل هی که جبکه تمام قران مجید میں یوم کا لفظ بیان حالات قیامت میں وقت کے معنوں میں مستعمل هوا هی تو اس آیت میں کوئي وجهه نهیں هی که اُس سے وقت قیامت مراد نه لیا جاوے اور خمسین الف سے شداید اُس وقت کي بلکه یوم سے یوم معروف اور اُسکي طوالت پچاس هزار برس کي سمجهي جاوے - (فتدبر) *

دوسري آیت سورہ سجدہ کي هی جهاں خدا نے فرمایا هی که "تدبیر کرتا هی آسمان سے زمین کے کام کي پهر وه چڑه جاتا هی اُس کے پاس دن میں جس کي مقدار هی ایک هزار برس —

یدبرالامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیه في یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون —
(سورہ سجدہ آیت ۴)

تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازي نے اسکي تفسیر اس طرح پر لکهي هی —

قال الامام الفخر الرازي ثم یعرج الیه معناه والله اعلم ان امره ینزل من السماء علی عباده وتعرج الیه اعمالهم الصالحة الصادرة علی موافقة ذالک الامر فان العمل اثر الامر وقوله تعالی في یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون ذالک اشارة الی امتداد نفاذ الامر وذالک لان من نفذ امره غایة النفاذ في یوم او یومین وانقطع لایکون مثل من ینفذ امره في سنین متطاولة فقوله تعالی في یوم کان مقداره الف سنة یعني یدبرالامر في زمان یوم منه الف سنة — فکم یکون شهر منه وکم تکون سنة منه وکم یکون دهر منه وعلی هذا الوجه لافرق بین هذا وبین قوله مقداره خمسین الف سنة لان ذالک اذا کانت اشارة الی دوام نفاذ الامر فسواء یعبر بالالف او بالخمسین الفا لایتفاوت —
(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحه ۲۱۹)

ثم یعرج الیه — اسکے معني هیں (واللہ اعلم) یهه که خدا کے بندوں پر اُس کا حکم آسمان سے نازل هوتا هی — اور اُس حکم کے موافق بندوں کے نیک عمل اُسکے پاس جاتے هیں — کیونکه عمل نتیجه هی حکم کا في یوم کان الخ — یهه اشاره هی حکم کے مدت تک جاري رهنے کا — کیونکه جسکا حکم انتهادرجه ایک دن دو دن جاري رهکر منقطع هوجاتا هی — وه اُسکي مانند نهیں هی جسکا حکم سالهاے دراز تک جاري رهتا هی — پس خدا کے اس قول سے مراد یهه هی که وه کام کي تدبیر ایسے زمانه میں کرتا هی جسکا ایک دن هزار سال کا هی — خیال کرو اس حساب سے مهینه کتنا هوگا اور سال کتنا اور زمانه کتنا — اسطریق پر کوئي فرق نهیں هی اُسکے اس قول میں اور پچاس هزار برس والے قول میں — کیونکه جب حکم کے همیشه جاري رهنے کا اشاره هوگا تو اسکو هزار برس سے تعبیر کیا جاے یا پچاس هزار برس سے برابر هی اور کچهه فرق نهوں هی *

تفسیر بیضاوي میں اسکي تفسیر اسطرح هی که وه امور دنیا کي تدبیر آسماني اسباب سے مثل فرشتوں وغیره کے کرتا هی — جنکے نتایج زمین پر ظاهر هوتے هیں — ثم یعرج الیه پهر وه نتایج اُس کے پاس جاتے هیں اور اُسکے علم میں موجود رهتے هیں — في یوم الخ یعني زمانه کے دراز حصه میں — اور اس سے تدبیر اور وقوع کي درمیاني مدت کي درازي مراد هی *

یدبرالامر من السماء الی الارض یدبر امر الدنیا باسباب سماویة کالملائکة وغیرها نازلة آثارها الی الارض — ثم یعرج الیه ثم یصعد الیه ویثبت في علمه موجوداً — في یوم کان مقداره الف سنة مما تعدون في برهة من الزمان متطاولة یعني بذالک استطالة مابین التدبیر والوقوع (تفسیر بیضاوي جلد ثاني صفحه ۱۷۰)

تفسیر کشاف کا مصنف لکهتا هی که وه تدبیر کرتا هی ایسے امور کي جنکا حکم دیا گیا هی مثل عبادات اور نیک کاموں کے — اور تدبیر کرکے اُنکو آسمان سے زمین پر نازل کرتا هی — پهر اُنکے موافق عمل نهیں هوتا اور وه اعمال عرصه دراز میں اُسکے ارادہ اور مرضی کے موافق اُسکے پاس پهنچتے هیں کیونکه اس کے بندوں میں خالص عمل کرنے والوں کي اور ترقي یافته اعمال کي کمي هی — اسلیئے که عمل خالص کے سوا کوئي عمل ترقي نهیں پاتا — اسپر گواه هی خود اُسکا قول جو اس کے بعد هی — که بهت تهوڑے شکر بجالاتے هیں — اور یهه بهي کهاگیا هی که وه آسمان سے زمین تک دنیا کے امور کا انتظام کرتا هی یهاں تک که قیامت آجاوي هوگي پهر وه امور سب کے سب اُسکے پاس پهنچ جائینگے تاکه وه اُن کا فیصله کرے — ایسے دن میں جسکي مقدار هزار برس هی اور وه یوم قیامت هی *

وقال صاحب الکشاف یدبرالامر الماموربه من الطاعات والاعمال الصالحة ینزله مدبرا من السماء الی الارض ثم لایعمل به ولا یصعد الیه ذالک الامور به خالصا کما یریده ویرتضیه الافي مدة متطاولة لقلة عمال الله والخلص من عباده وقلة الاعمال الصاعدة لانه لایوصف بالصعود الا الخالص ودل علیه قوله علی اثره قلیلا ماتشکرون — وقیل یدبرامر الدنیا من السماء الی الارض الی ان تقوم الساعة ثم یعرج الیه ذلک الامر کله ای یصیرالیه لیحکم فیه في یوم کان مقداره الف سنة وهو یوم القیامة (تفسیر کشاف جلد ثاني صفحه ۱۱۱۲)

تفسیر مدارک التنزیل کا مصنف لکھتا هی که وه آسمان سے زمین تک دنیا کے امور کي تدبیر کرتا هی یهاں تک که قیامت آجائیگي پهر وه سب امور فیصله کے لئے اُسکے پاس پهنچ جائینگے ایسے دن میں جسکي مقدار هزار برس هی اور وه یوم قیامت هی — ایام دنیا کے حساب سے *

یدبر الامر الی امر الدنیا من السماء الی الارض الی ان تقوم الساعة ثم یعرج ذلک الامر کله الیه لیحکم فیه فی یوم کان مقداره الف سنة وهو یوم القیامة مما تعدون من ایام الدنیا (تفسیر مدارک التنزیل جلد ثاني صفحه ۱۱۱)

ان تفسیروں کا حاصل یهه هی که جو کچهه امام فخرالدین رازي نے لکها هی اُسکے مطابق هزار برس سے دواماً جاري رهنا تدبیر کا مراد هی نه دن کي طوالت هزار برس کي *

قاضي بیضاوي نے جو کچهه لکها هی اُس سے زمانه دراز مراد هی نه دن کي کوئي معین طوالت *

تفسیر کشاف ومدارک میں في یوم کان مقداره الف سنة سے صرف یوم قیامت تک تدبیر کا جاري رهنا مراد لیا هی اور اُس دن کي طوالت معین کا کچهه ذکر نهیں کیا — پس اس آیت سے بهي یوم قیامت کا هزار برس کا طویل هونا یا کسي زمانه معین تک طویل هونا پایا نهیں جاتا *

تیسري آیت سوره حج کي هی جهاں خدا نے فرمایا هی که "جلدي چاهتے هیں تجهسے عذاب کو اور هرگز الله اپنے وعده کے خلاف نکریگا — اور بےشک ایک دن تیرے پروردگار کے نزدیک جن دنوں سے تم گنتے هو هزار برس کي مانند هی *

و یستعجلونک بالعذاب ولن یخلف الله وعده وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون — (سوره حج آیت ۴۶)

صاحب تفسیر کبیر نے اسکي تفسیر اسطرح پر کي هی — جب خدا نے جهٹلانے پر اُنکي آمادگي بیان کردي که وه جلدي عذاب چاهنے سے هنسي کرتے هیں تو فرمایا که وه تجهسے جلدي چاهتے هیں عذاب کو

اعلم انه تعالی لما حکی من عظم ماهم علیه من التکذیب انهم یستهزؤن باستعجال العذاب فقال ویستعجلونک بالعذاب وفي ذلک دلالة علی انه علیه السلام کان یخوفهم بالعذاب ان استمروا علی کفرهم فقال تعالی وان یخلف الله وعده لان الرعد بالعذاب اذا کان فی الاخرة دون الدنیا فاستعجاله یکون کالتخلف ثم بین ان العاقل لایبغي ان یستعجل عذاب الاخرة فقال و ان یوما عند ربک یعنی فهما یذالهم من العذاب وشدته کالف سنة مما تعدون و هو اولی الوجوه — (تفسیر کبیر الجزء الرابع صفحه ۵۷۰)

اور اس آیت سے معلوم هوتا هی که آنحضرت انکو عذاب سے ڈراتے تھے اگر وه اپنے کفر پر اصرار کرتے رهیں — پهر فرمایا که الله هرگز اپنے وعده کے خلاف نکریگا — اسلیئے که جب عذاب کا وعده آخرت میں تها نه که دنیا میں — تو اُسکا جلدي چاهنا وعده خلافي کي مانند هی — پهر بیان کیا که عذاب آخرت کا جلدي چاهنا دانا آدمي کا کام نهیں هی — پهر فرمایا که بے شک ایک دن تیرے رب کے نزدیک بلحاظ عذاب اور اُسکي شدت کے جو اُنپر واقع هوگي — هزار برس کي برابر هی تمهارے حساب سے *

تفسیر بیضاوي میں اس آیت کي تفسیر اس طرح هی

و یستعجلونک بالعذاب المتوعدبه ولن یخلف الله وعده لامتناع الاخلف في خبره فیصیبهم ما اوعد هم به و لو بعد حین لکنه تعالی صبور لایعجل بالعقوبة وان یوماً عند ربک کالف سنة مما تعدون بیان لتفاوت صبره و تانیه حتی استقصر المدد الطوال اولتمادي عذابه وطول ایامه حقیقة اومن حیث ان ایام الشدائد مستطالة — (تفسیر بیضاوي جلد ثاني صفحه ۵۴)

اور وه تجهه سے جلدي چاهتے هیں عذاب کو جسکا وعده هوچکا هی — اور خدا هرگز اپنے وعده کے خلاف نکریگا اسلیئے که وه جهوٹي خبر نهیں دیتا — پهر جسکا وعده کیا هی — اُنکو پهنچیگي — اگرچه بعد ایک مدت کے هو — لیکن خدا بردبار هی — سزا میں جلدي نهیں کرتا — وان یوماً عند ربک الخ یهه بیان هی اُسکے صبر کي انتها اور تهیل کا — یهاں تک که لمبي مدتوں کو کم سمجها یا بیان هی اُسکے عذاب کي مدت اور اُسکے دنوں کي درازي کا حقیقت میں یا اس لحاظ سے که مصیبت کے دن دراز هوتے هیں *

تفسیر کشاف میں اس آیت کے معني اسطرح بیان کیئے هیں که تم کیونکر ایسے کاعذاب جلدي چاهتے هو جسکے ایام عذاب میں سے ایک دن تمهارے برسوں سے هزار برس کي برابر دراز هی - اسلیئے که مصیبت کے ایام دراز هوتے هیں - یا وه ایک هي دن اُسکے عذاب کي شدت کے سبب سے سالهاے عذاب میں سے هزار سال کي برابر هوگا *

وقول • هناه کیف یستعجلون بعذاب من یوم واحد من ایام عذابه في طول الف سنة من سنیکم لان ایام الشدائد مستطالة اوکان ذلک الیوم الواحد لشدة عذابه کالف سنة من سني العذاب — (تفسیر کشاف جلد ثاني صفحه ۹۱۰)

تفسیر مدارک التنزیل کا مصنف اس آیت کي تفسیر اسطرح کرتا هی که تم ایسے کا عذاب کس طرح جلدي چاهتے هو — جس کے عذاب کے دنوں میں سے ایک دن تمهارے برسوں میں سے هزار برس کي برابر هی — کیونکه تکلیفوں کے دن تو لمبے هي هوا کرتے هیں *

وَیستعجلونک بالعذاب ولن یخلف الله وعده وان یوماً عند ربک کالف سنة مما تعدون - اي کیف یستعجلون بعذاب من یوم واحد من ایام عذابه في طول الف سنة من سنیکم لان ایام الشدائد طوال - (تفسیر مدارک التنزیل جلد ثاني صفحه ۳۰)

اس آیت کي نسبت بهي جو کچهه ان تفسیروں میں لکها هی اُن سے ظاهر هوتا هی که امام فخرالدین رازي هزار برس کو عذاب اور اُسکي شدت سے جو کافروں پر واقع هوگي تعبیر کرتے هیں نه طوالت یوم سے *

قاضي بیضاوي لکهتے هیں که ان یوماً عند ربک کالف سنة بیان هی علم خدا کا تاخیر عذاب میں — یا مصیبت کے دن کے هونیکا — نه فی الحقیقت دن کے اس قدر دراز هونے کا اور یهه احتمال جو انهوں نے لکها هی که اُس سے دن کي درازي معین بهي مراد هوسکتي هی یهه صرف احتمال هی احتمال لکها هی اور کوئي سند اُسکي نهیں لکهي *

تفسیر مدارک اور تفسیر کشاف میں هزار برس سے شدید عذاب الهي مراد لي هی نه یوم کي طوالت معینه *

ان مفسروں نے حرف کاف پر جو الف پر آیا هی خیال نهیں کیا کالف سنة کهنا خدا کا خود اس بات کي دلیل هی که اُس سے دن کي کوئي معین طوالت مراد نهیں هی *

ان آیتوں میں جو هم نے بعوض طول یوم شدت عذاب کي تسفیر کو اختیار کیا هی اُسکا اشاره همکو قرآن مجید کي ایک اور آیت سے بهي ملتا هی *

جهاں خدا نے فرمایا هی که " جس دن پهٹ جاویگا آسمان بادلوں کي (مانند) اور اُتارے جاوینگے فرشتے ایک طرح کے اُوتارنے سے اُس دنکي بادشاهت برحق خدا کے لیئے هوگي اور یهه دن کافروں کے لیئے سخت هوگا" پس قیامت کے دن کا سخت و شدید هونا کافروں کے لیئے بیان هوا هی نه اُسکا لمبا هونا *

ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئکة تنزیلا - الملک یومئذ الحق للرحمن وکان یوماً علی الکافرین عسیرا - (سوره فرقان آیت ۲۸)

تشقق السماء بالغمام کي تفسیر میں علماء مفسرین نے بیان کیا هی که آسمان کے اوپر سے بادل اُترینگے اور اس سبب سے آسمان پهٹ جاویگا همارے نزدیک بادلوں کا آسمان پر سے اُترنا اور اس سبب سے آسمان کا پهٹنا صحیح نهیں هی - بلکه صاف معني یهه هیں که غمام پر الف لام بعوض مضاف محذوف کے آیا هی اور لفظ مثل مضاف محذوف هی - تقدیر آیت کي یهه هی که ویوم تشقق السماء بمثل السحاب یعني جس دن آسمان مانند بادلوں کے پهٹ جاوینگے *

ایام جمع یوم

(سورة البقر آیت ۱۸۰ و ۱۸۱) فعدة من ایام أخر یعني جو کوئي بیمار هو یا سفر میں هو تو وه اُن دنوں کو گن کر اور دنوں میں روزے رکهه لے *

(سورة البقر آیت ۱۹۲ و سورة المایدة آیت ۹۱) من یجد فصیام ثلثة ایام یعني حج تمتع میں جو کچهه میسر هو قرباني کرے اور جس شخص کو نه ملے تو روزے هیں تین دن کے حج میں *

(سورة البقر آیت ۱۹۹ و سورة الحج آیت ۲۹) واذکروالله في أیام معدودات یعني یاد کرو الله کو گنے هوئے دنوں میں *

(سورة آل عمران آیت ۳۶) الاتکلم الناس ثلثة ایام الارمزا - یعني - حضرت ذکریا سے خدا نے کہا تمہیں کلام کریگا تو آدمیوں سے تین دن *

سورة اعراف آیت ۵۲ و سورة یونس آیت ۳ و سورة هود آیت ۹ و سورة فرقان آیت ۶۰ و سورة سجدة آیت ۳ و سورة ق آیت ۳۷ و سورة الحدید آیت ۴ خلق السموات والارض في ستة ایام یعني بے شک تمہارا پروردگار وہ هی جسنے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو چهه دن میں *

(سورة هود آیت ۶۷) تمتعوا في داركم ثلثة أیام — یعني حضرت صالح نے کہا کہ فایدہ اوٹھاتے رهو تم اپنے گهر میں تین دن *

(سورة فصلت آیت ۹) اربعة أیام - یعني چار دن *

(سورة فصلت آیت ۱۵) فارسلنا علیهم ریحا صرصرا في ایام نحسات - یعني هم نے قوم عاد پر بهیجي آندهي جهکڑ والي نحس دنوں میں *

(سورة الحاقه آیت ۷) سخرها علیهم سبع لیال وثمانیة ایام یعني بهیجي قوم عاد پر آندهي جهکڑ والي سات راتیں اور آٹهه دن تک *

سورة الحاقه آیت ۲۴) کلوا واشربوا هنیا بما اسلفتم في الایام الخالیه — یعني کهاؤ اور پیو مگن هوکر بسبب اُس کے جو گزچکے هو گذرے هوئے دنوں میں — (یعني دنیا میں) *

(سورة البقر آیت ۷۴ و سورة آل عمران آیت ۲۳) و قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة یعني یهودیوں نے کہا که همکو هرگز نه چهوئے گي آگ مگر گنے هوئے دن *

(سورة سبا آیت ۳۴) سیروا فیها لیالي وایاما آمنین - یعني چلو اُن قریون میں راتوں کو اور دنوں کو امن سے *

الایام في معني الوقایع

اهل عرب ایام سے وقائع مراد لیتے هیں - چنانچه کهتے هیں

العرب تقول الایام في معني الوقایع یقال هو عالم بایام العرب یرید وقایعها وانشد وقایع في مضر تسعة - وفي وایل کانت العاشرة -

کہ وہ ایام عرب کا جاننے والا هی یعني واقعات عرب کا - ایک شاعر کا قول هی که مضر میں نو واقعات هیں — اور وائل میں دسواں واقعه هوا *

شاعر نے تسعة کہا هی حالانکه تسع کہنا چاهیئے تها فقال تسعة وکان ینبغي ان یقول تسع لان الوقیعة انثی ولکنه ذهب الی الایام -

کیونکه وقیعه (وقائع کا واحد) مونث هی — لیکن اُس نے ایام مراد لي هی *

وقال شمر جاءت الایام بمعني الوقائع والنعم -

شمر نے کہا هی که ایام واقعات اور نعمتوں کے معني میں برتا گیا هی

واما قول عمرو بن کلثوم - وایام لنا غر طوال - فانه یرید بایام الوقائع التي نصر وافیها علی اعدایهم - (لسان العرب)

اور عمر بن کلثوم کا یهه قول که "همارے ایام روشن اور دراز هیں" اِسمیں اُسنے ایام سے واقعات مراد لي هی - جنمیں وہ اپنے دشمنوں پر کامیاب هوئے *

قرآن مجید میں بهي ایام کا لفظ وقائع کے معنوں میں آیا هی جهاں خدا نے سورة آل عمران میں فرمایا هی " اور اِن دنوں (یعني واقعات اور حادثات) کو باري باري سے هم ادلتے بدلتے رهتے هیں *

تلک الایام نداولها بین الناس سورة آل عمران آیت ۱۳۴ -

تفسیر کبیر میں لکها هی که خدا کا قول تلک الایام اشارة هی تمام عجیب واقعات کے دنوں کي طرف *

فقوله تلک الایام اشارة الی جمیع ایام الوقائع العجیبة - (جلد ۲ صفحه ۲۶۶)

اور اسیطرح سورة یونس میں خدا نے فرمایا هی —

پهر وہ انتظار نهیں کرتے مگر ایسے حوادث اور واقعات کے - جیسے اُن سے پهلوں پر گذر چکے هیں *

فهل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلهم - (سورة یونس آیت ۱۰۲)

صاحب تفسیر بیضاوي نے اس آیت کي تفسیر میں لکها هی - مانند اُن کے واقعات کے - اور اُنپر قهر الهي نازل هونے کے اسلیئے که وہ اسکے سوا اور بات کے مستحق نهیں هیں - یهه معني اس لیئے لیئے گئے هیں که عرب کے لوگ ایام العرب سے واقعات عرب مراد لیتے هیں انتهی — *

مثل وقائعهم ونزول باس الله بهم اذ لا یستحقون غیره من قولهم ایام العرب لوقائعها (تفسیر بیضاوي جلد اول صفحه ۲۶۸)

تفسیر کشاف کے مصنف نے اس آیت کي تفسیر میں لکھا هی کہ اس آیت میں ایام سے وہ واقعات مراد هیں جو خدا کي طرف سے اُن پر گذرے — جیسا کہ ایام العرب سے واقعات عرب مراد لیجاتي هی *

(ایا الذین خلوا من قبلهم) وقائع الله فیهم کما یقال ایام العرب لوقائعها — (تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۶۰۰)

اسي طرح مدارک التنزیل میں بهي ایام الله سے وقائع الله مراد لي هی یعني وہ حوادث جو خدا نے پہلے لوگوں پر نازل کیئے — اور یہہ معني بهي اسي قول سے لیئے گئے هیں کہ ایام العرب سے وقائع عرب مراد لي جاتي هی *

فهل ینتظرون الا مثل ایام الذین خلوا من قبلهم یعني وقائع الله فیهم کما یقال ایام العرب لوقائعها — (مدارک التنزیل جلد اول صفحہ ۲۷۹)

یوم بمعني وقائع

سورہ مومن میں ایک آیت هی جسکي تفسیر میں مفسرین نے یوم کے معني ایام اور ایام کے معني وقائع کے لیئے هیں — وہ آیت یہہ هی *

جو ایمان لایا تها اُسنے کہا — اے میري قوم مجهکو ڈر هی تم پر ویسے هي عذاب کا جیسا اگلي قوموں پر هوا مثل صورت حال قوم نوح - عاد اور ثمود کے اور جو ان کے بعد هوئے *

وقال الذي آمن یاقوم اني اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب مثل داب قوم نوح وعاد وثمود والذین من بعدهم (سورہ مومن آیت ۳۱)

صاحب کشاف نے اس آیت کي تفسیر میں لکها هی — مانند یوم احزاب کے یعني مانند اُنکے ایام کے اسلیئے کہ جب یوم کو احزاب کي طرف مضاف کیا اور احزاب کي تفسیر قوم نوح و عاد وثمود سے کردي اور کچهہ شک نہیں کہ اُنمیں سے هر گروہ کے لیئے هلاکت کا ایک خاص یوم هی — اسلیئے بجاے جمع کے یوم کو واحد رکها — کیونکہ مضاف الیہ کي تفسیر کے سبب سے مضاف کي جمع لانے کي حاجت نہیں رهي — جیسا کہ شاعر کا قول هی - اپنے پیٹ کے تهوڑے سے حصے میں کهاؤ اور حرام سے بچے رهو — یہاں کم مضاف الیہ ضمیر جمع مخاطب هی - اور بطن واحد *

مثل یوم الاحزاب — مثل ایام هم لاندراجها اضافه الی الاحزاب وفسرهم بقوم نوح وعاد وثمود ولم یلبس ان کل حزب منهم کان له یوم دمار اقتصر علی الواحد من الجمع لان المضاف الیه اغني عن ذلک کقوله کلوا في بعض بطنکم تعفوا (تفسیر کشاف جلد ثاني صفحہ ۱۲۷۹)

تفسیر بیضاوي میں یوم الاحزاب کي تفسیر اسطرح کي هی — یوم الاحزاب کي مانند یعني اگلي قوموں کے ایام یا اُنکے وقائع کي مانند اور احزاب کے جمع لانے اور اُسکي تفسیر کردینے کے سبب یوم کي جمع لانے کي حاجت باقي نہیں رهي *

یاقوم اني اخاف علیکم مثل یوم الاحزاب مثل ایام الامم الماضیة یعني وقائعهم جمع الاحزاب مع التفسیر اغني عن جمع الیوم (تفسیر بیضاوي جلد ثاني صفحہ ۲۵۶)

ایام الله بمعني النعم والنقم

خدا کے اس قول کے معني کہ اُنکو ایام الله یاد دلا " یہہ هیں کہ اُنکو وہ نعمتیں یاد دلا جو خدا نے اُنپر نازل کیں یا خدا کے وہ عذاب یاد دلا جنسے خدا نے نوح اور عاد اور ثمود کے قبیلوں سے انتقام لیا اور فرّاء کا قول هی کہ اسکے معني هیں اُنکو ذرا اُس عذاب سے جو عاد اور ثمود وغیرہ پر نازل هوا اور دیگر قبایل سے در گذر کي - اور اس قول کا مطلب ایسا هي هی جیسا کہ تو کہے اُنکو سختي و نرمي سے پکڑ اور مجاہد نے کہا اس آیت میں (لایرجون ایام الله)

قوله عزوجل وذکرهم بایام الله المعني ذکرهم بنعم الله التي انعم فیها علیهم وبنقم الله التي انتقم فیها من نوح وعاد وثمود وقال الفرّاء معناه خوفهم بما نزل بعاد وثمود وغیرهم من العذاب وبالعفو عن اخرین وهو في المعني کقولک خذهم بالشدة واللین وقال مجاهد في قوله لایرجون ایام الله قال نعمه وروے عن ابي بن کعب عن النبي صلی الله علیه وسلم في قوله وذکرهم بایام الله قال ایامه نعمه — (لسان العرب جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۷)

ایام اللہ کے معني خدا کي نعمتوں هیں اور ابي بن کعب نے آنحضرت سے روایت کي هی کہ آیت " وذکرهم بایام الله " میں آنحضرت نے ایام اللہ کے معني فرمائے هیں اللہ کي نعمتیں (لسان العرب جلد ۱۲ صفحہ ۱۳۷) *

ایام اللہ نعمہ - قاموس جلد دوم (وایام الله تعالے نعمه) وبه فسر مجاهد قوله تعالے لایرجون ایام الله وروی ذلک عن ابي بن کعب مرفوعا في تفسیر قوله تعالی وذکرهم بایام الله - (تاج العروس)

صاحب قاموس نے ایام اللہ کے معني خدا کي نعمتیں لکھے هیں - تاج العروس میں هی کہ ایام اللہ کے معني هیں خدا کي نعمتیں اور مجاهد نے لایرجون ایام اللہ کي تفسیر میں یهي معني لیئے هیں - اور یهي معني " وذکرهم بایام اللہ " کي تفسیر میں ابي بن کعب کي روایت سے منقول هیں *

قل للذین آمنوا یغفروا للذین لایرجون ایام الله لیجزي قوما بما کانوا یکسبون - (سورة الجاثیه آیت ۱۳)

قرآن مجید میں بهي ایام اللہ کے یهي معني آئے هیں - جهاں خدا نے فرمایا هی کہدے ایمان والوں سے کہ درگزر کریں اُن سے جو توقع نہیں رکھتے خدا کي نعمتوں کي (یا نہیں ڈرتے خدا کے عذاب سے) تاکہ سزا دے خدا ان میں سے ایک گروہ کو بعوض اُن کرتوتوں کے جو وہ کرتے تھے *

لایرتوقعون وقایعه تعالے باعدایه من قولهم ایام العرب لوقایعهم بیضاوي جلد دوم صفحہ ۲۹۲ کشاف جلد دوم صفحہ ۱۲۴۶ مدارک جلد دوم صفحہ ۲۰۹

تفسیر کشاف اور بیضاوي اور مدارک میں اس کي تفسیر اسطرح پر لکهي هی - وہ جو توقع نہیں رکھتے خدا کے اُن بندوں کي جو اُس نے اپنے دشمنوں کے ساتهہ کیئے - اسلیئے کہ ایام عرب سے وقائع عرب مراد لیجاتي هی *

وذکرهم بایام الله - (سورہ ابراهیم آیت ۵)

اور دوسري جگہ سورہ ابراهیم میں فرمایا هی اور اُن کو یاد دلا خدا کي نعمتوں یا سزائوں *

انه یعبر عن الایام بالوقایع العظیمة التي وقعت فیها یقال فلان عالم بایام العرب ویرید وقایعها - وکما قال الله تعالی " تلک الایام نداولها بین الناس اذا عرفت هذا فالمعني عظهم بالترغیب والترهیب والوعد والوعید فالترغیب والوعد ان یذکرهم ما انعم الله علیهم وعلی من قبلهم ممن آمن بالرسل في سایر ما سلف من الایام والترهیب والوعید ان یذکرهم باس الله وعذابه وانتقامه ممن کذب الرسل ممن سلف من الامم فیما سلف من الایام مثل ما نزل بعاد وثمود وغیرهم من العذاب لیرغبوا في الوعد فیصدقوا ویحذروا من الوعید فیتر کوا التکذیب واعلم ان ایام الله في حق موسی علیه السلام منها ما کان ایام المحنة والبلاء وهي الایام التي کانت لبني اسرائیل فیها تحت قهر فرعون ومنها ما کان ایام الراحت والنعماء مثل انزال المن والسلوی وانفلاق البحر وتظلیل الغمام -

(تفسیر کبیر جلد ابع صفحہ ۴۶ و ۴۷)

تفسیر کبیر میں لکها هی کہ ایام سے وہ عظیم واقعات مراد لیئے جاتے هیں جو اُن میں هوئے - چنانچہ کہتے هیں - فلاں شخص ایام عرب کا ماهر هی یعني واقعات عرب کا اور جیسے خدا نے فرمایا - یهہ ایام (واقعات) هیں جنکو هم لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رهتے هیں - جب تونے ایام کے معني سمجهہ لیئے - تو اب اس آیت کے معني یهہ هیں کہ انکو ترغیب و ترهیب سے - وعدہ ووعید سے نصیحت کر - ترغیب اور وعدہ تو یهہ کہ اُنکو یاد دلا کہ خدا نے اُنپر اور اُن سے پهلوں پر جو زمانہ هاے سابق میں پیغمبروں پر ایمان لائے - کیا کیا نعمتیں نازل کیں - اور ترهیب اور وعید یهہ کہ ان کو خدا کا قهر اور عذاب اور وہ انتقام یاد دلا جو اُسنے زمانہ سابق میں اُن اُمتوں سے لیا جنهوں نے پیغمبروں کي تکذیب کي - مانند اُس عذاب کے جو عاد و ثمود وغیرہ قوموں پر نازل هوا - تاکہ وعدہ کي طرف اپني رغبت ظاهر کریں - پهر تصدیق کریں - اور وعید سے خوف کریں - پهر تکذیب کو چهوڑ دیں - اور موسی کے حق میں ایام اللہ ایک تو محنت و تکلیف کے وہ ایام هیں جبکہ بني اسرائیل فرعون کے محکوم تهے اور ایک راحت ونعمت کے ایام جیسے من وسلوی کا نازل کرنا اور سمندر کا پهٹنا اور بادل کا سایہ کرنا *

اور تفسیر بیضاوي میں لکھا هی کہ انکو ایام اللہ یاد دلا یعني وہ حوادث ووقائع جو خدا کي طرف سے گذشتہ قوموں پر گذر چکے هیں — اور ایام العرب سے عرب کي لڑائیاں مراد هیں — اور ایام اللہ سے خدا کي نعمتیں اور اُسکے عذاب بهي مراد لي گئي هی *

وذکر هم بایام اللہ بوقایعہ اللتي وقعت علی الامم الدارجۃ وایام العرب حروبها و قیل بنعمایہ وبلاۂ — (تفسیر بیضاوي جلد اول صفحہ ۴۱۸)

اور تفسیر کشاف میں لکھا هی کہ انکو ایام اللہ یاد دلا — یعني اُنکو ذرا اُن سختیوں سے جو خدا کي طرف سے پهلي قوموں پر نازل هوئیں — جیسے نوح — عاد اور ثمود کي قومیں — ایسا هي ایام العرب عرب کي جنگوں اور شور شوں کو کهتے هیں — جیسے یوم ذي قار — یوم الفجار — اور یوم قضہ وغیرہ — اور یهہ مطلب ظاهر هی — اور ابن عباس سے ایام اللہ کے معني خدا کي نعمت اور سختي منقول هوئے هیں — اسکي نعمت تو یهہ کہ اُنپر بادل کا سایہ ڈالا — اُنپر من وسلوی نازل کیا — اور اُنکے لیئے سمندر کو شگافتہ کیا — اور اسکي سختي قوموں کا هلاک کرنا *

وذکرهم بایام اللہ وانذر هم بوقایعہ اللتي وقعت علی الامم قبلهم قوم نوح وعاد وثمود وملاحمها وایام العرب کیوم ذي قار ویوم الفجار ویوم قضہ وغیرها وهو الظاهر وعن ابن عباس نعماۂ وبلاۂ فاما نعماۂ فانہ ظلل علیهم الغمام وانزل علیهم المن والسلوی وفلق لهم البحر و اماباۂ فاهلاک القرون — (تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۶۹۸) —

تفسیر مدارک میں لکھا هی کہ اُنکو خدا کے دن یاد دلا یعني اُن حوادث سے ذرا جو اُن سے پهلے نوح — عاد اور ثمود وغیرہ قوموں پر خدا کي طرف سے نازل هوچکے هیں — ایسے هي ایام العرب سے عرب کي لڑائیاں اور شورشیں مراد لیجاتي هیں — یا معني یهہ هیں کہ انکو انعام کے دن یاد دلا جبکہ خدا نے اُنپر بادل کا سایہ ڈالا — اُنپر من وسلوی نازل کیا اور سمندر کو اُنکے لیئے چیرا *

وذکرهم بایام اللہ وانذر هم بوقایعہ اللتي وقعت علی الامم قبلهم قوم نوح وعاد وثمود وملاحمها ایام العرب لحروبها وملاحمها اوبایام الانعام حیث ظلل علیهم الغمام و انزل علیهم المن والسلوی وفلق لهم البحر — (تفسیر مدارک التنزیل جلد اول صفحہ ۳۲۴)

غرضکہ تمام آیات قرآن سے جن میں یوم یا ایام کا ذکر هی بجز اس کے کہ اُس سے یوم معروف یا وقت مراد هو کوئي اشارہ اسبات کا کہ اُس سے زمانہ طویل یا یوم کي طوالت معین مراد هو نهیں پایا جاتا اور اسلیئے هم یوم کے لفظ سے جو قرآن مجید میں آیا هی نہ زمانہ طویل مراد لے سکتے هیں نہ یوم کي طوالت معین *

علاوہ اس کے زمانہ قیامت پر دن کا خواہ وہ صغیر هو یا طویل یا اطول اطلاق هي نهیں هوسکتا کیونکہ بروقت قیامت تمام عالم برهم و درهم هوجاویگا — زمین ٹکڑے ٹکڑے هوجایگي آسمان پهٹ جاوینگے سورج لپٹ جاویگا ستارے دهوندلے پڑجاوینگے موجودہ نظام شمسي باقي نرهیگا اور اُسیکے ساتهہ جسکو دن کهتے هیں وہ بهي معدوم هوجاویگا هاں زمانہ یا وقت باقي رهیگا پس یوم سے جو حالات متعلق قیامت کے ساتهہ بولایا گیا هی بجز وقت کے اور کوئي معني لیئے هي نهیں جاسکتے خدا نے فرمایا هی ان یوم الفصل کان میقاتا یوم ینفخ في الصور اور جبکہ تمام قرآن مجید میں یوم سے زمانہ طویل معین مراد نهیں هی تو کوئي وجهہ نهیں هی کہ هم ستہ ایام میں یوم سے کوئي زمانہ طویل معین مراد لیں اور یهودي یا عیسائیوں کي تقلید کریں — علاوہ اس کے علماء یهود نے یوم کے لفظ کے جو توریت میں هی کچهہ هي معني قرار دیئے هیں مگر اس میں کچهہ شک نهیں هوسکتا کہ عموما عام یهودي معمولي چهہ دن میں آسمان و زمین ومافیها کا پیدا هونا یقین کرتے تهے پس اُنهي کے اعتقاد کو قرآن مجید میں نقل کرکے خدائے قادر مطلق کي عبادت پر حجت قایم کي گئي هی *

عیسائي علماء توریت میں جو یوم کا لفظ هی اُسکو ایک طویل زمانہ کے معني لیئے سے یهہ مطلب حاصل کرنا چاهتے هیں کہ توریت کا بیان جو افریقہ عالم کي نسبت هی وہ نیچرل سینز اور علوم جدیدہ سے مطابق هوجاوے مگر یهہ امر ناممکن هی — اگر توریت میں جو یوم کا لفظ آیا هی اُسکے معني کتنے هي لمبے زمانہ کے لیئے جاویں مگر جو کچهہ بیان خلق عالم کي نسبت اُس میں هي اُسکو نیچرل سینز کے مطابق کرنا نهایت مشکل هی

مگر جبکہ قرآن مجید میں کوئی اشارہ یوم کی طرالت معین کا نہیں ہی اور آسمان و زمین و مافیہا کا پیدا کرنا علی اعتقاد الیہود والنصاری اُن پر بطور حجت قایم کرنے کے بیان کیا گیا ہی تو ہمکو کچھہ ضرور نہیں ہی کہ یہود و نصاری کی تقلید کرکے قران مجید میں جو یوم کا لفظ آیا ہی اُسکو کھینچنے تانے لگیں *

(سید احمد)

نمبر ۵۱

دیا جنیس حکیم کی حکایت کا ترجمہ

سمتھرین ایک قوم تھی جو زمین کے قطب شمالی میں آباد تھی - اسکے لوگ شایستہ اور نہایت درجہ نازک خیال ہوتے تھے - لیکن چونکہ تحریر کے فن سے بالکل ناآشنا تھے اسلیئے ایک زمانہ میں انکو یہہ دشواری پیدا ہوئی کہ اپنے خیالات کو آپس میں کیونکر ظاہر کریں — اگرچہ قسمت نے نطق کی سخت بلا سے اُن کو بالکل محروم نہ رکھا تھا لیکن اُنہوں نے خود اپنے زور طبیعت سے اس قوت کو بالکل قابو میں کرلیا - خیال کی نزاکت اور فہم کی باریک بینی کا یہہ عالم تھا کہ کسی طرح کا شور یا غل کرنا گناہ عظیم سمجھا جاتا تھا اور بات کرنی ایسا ناجائز فعل قرار دیا گیا تھا جو عامہ خلایق کی آسایش میں مضر پڑتا تھا - اس لیئے راستوں میں لوگ خاموش ادھر سے اُدھر نکل جاتے تھے - اور دعوتوں کے جلسوں میں اہل جلسہ چپ بیٹھے ایک دوسرے کا مونہہ تکا کرتے تھے - اگرچہ اس اثناء میں بڑے بڑے عمدہ خیال اُن کے دماغوں میں متواتر گردش کرتے تھے لیکن یہہ مجال نہ تھی کہ زبان سے کوئی لفظ نکل جاے - اس دائمی خاموشی کا نتیجہ یہہ ہوا کہ فلسفہ کے قیمتی تخم دنیا میں نہ پہونچ سکے اور فصاحت کے پھول باغ عالم میں بن کہلے رہ گئے — آخرکار ایک نوجوان نے جس کا نام جارنلز تھا ایسی تدبیر سوچی کہ جس سے لوگ بلا اس خوف کے کہ بد اخلاقی کے جرم میں ماخوذ ہوں آپس میں گفتگو کرسکیں - وہ تدبیر یہہ تھی کہ ہر قسم کے خیالات کو گوبھی کے اچار سے ظاہر کیا جاوے - چنانچہ جب گوبھی کے قتلے ایک خاص صورت سے رکابی میں رکھے جاتے تھے تو ایک خاص سلسلہ خیال سے مراد ہوتی تھی اور جب کسی دوسری صورت میں ترتیب دیئے جاتے تھے تو کوئی دوسرا خیال مطلوب ہوتا تھا — اگر کبھی اتفاق سے کوئی خیال زیادہ نازک اور پیچیدہ ہوگیا اور اُس سے کوئی دقیق نتیجہ نکالنا بھی ضروری سمجھا گیا تو فوراً پیاز کی ایک گنٹھی اُس خیال کے قایم مقام پوش کی جاتی تھی= اس عمدہ ایجاد سے علم فلسفہ کو بڑی ترقی ہوئی — لیکن گوبھی اور اچار کی قیمت اور پیاز کی قدر و منزلت جس کا استعمال شاذ موقعوں پر ہوتا تھا بہت زیادہ ہوگئی - کنجڑوں اور اچار بیچنے والوں نے فلسفیوں کی شان اختیار کی اور اسپر اولجھنے لگے کہ ہم لوگ جو فی الحقیقت اُن اشیاء کے مہیا کرنے والے ہیں جنکے ذریعہ سے انسان انسان پر اپنے افکار و خیالات روشن کرتا ہی کسیطرح نوع انسان کے حق میں اُن لوگوں سے کم فایدہ رساں نہیں ہیں جو محض خوش گپی کے لیئے ہماری محفلت کے پھول اڑاتے ہیں - اسکا فیصلہ کرنا چاہیئے کہ آیا گوبھی کا پھول لگانا اور جب وہ تیار ہوجاوے تو اُسکا اچار ڈالدینا اور عین ضرورت کے وقت پیاز کی گنٹھی کا فوراً موجود کردینا آسان کام ہی یا یہہ آسان ہی کہ جب سب چیزیں تیار اچار پڑی پڑائی مرتبانوں میں بند پاس رکھی ہوں تو اُنکو نکالکر خاص خاص صورتوں سے طشتری میں لگادیا جاوے ؟ غرض جب اس بات کا حسب منشاء فیصلہ کرلیا گیا تو جسقدر ترکاری بونے والے اور اچار بیچنے والے تھے قوم کے مشہور اور معروف لوگ ہوگئے - اور کیا عجب ہی کہ انکو ابتک وہ ہی شہرت اور ناموری حاصل ہو اگو سمتھرین کی قوم نے اس نخوت کو اپنے دماغ سے دور نہیں کیا ہی اور کوئی طریقہ اس سے بہتر ایجاد نہیں کرلیا کہ اچار کے قتلوں اور پیاز کی گنٹھیوں پر گفتگو کا مدار رکھا جاوے *

نتیجہ صریح — مصنوعی سوسیٹی میں جسکی بناء تصنع پر ہواخلاقی باتوں پر وہ توجہ نہیں ہوتی جو نفسانی باتوں پر ہوتی ہی — یہہ ضروری نہیں ہی کہ باپ کی میراث میں بیٹے کو عقل کا پہونچنا نجس روپیہ کے پہونچنے سے ہمیشہ بہتر ہو *

نتیجہ اخلاقی — بری طبیعتیں اُس قانون کے موافق جو بری طبیعتوں کا ہی عقلی مسرتوں پر نفسانی خوشیوں کو ترجیح دیتی ہیں *

عنایت اللہ

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتاز الدین چھپا اور مشتہر ہوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم رجب سنہ ۱۳۱۲ ھجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۱۰

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

"THE PREACHING OF ISLAM."

BY

PROFESSOR T. W. ARNOLD, B. A.

This is the most valuable werk which has been written in the English language in these days on the history of Islam.

Its author is Professor T. W. Arnold, B. A, of the Mahomedan Anglo-Oriental College, Aligarh. The learned author's object in writing "The Preaching of Islam" has been, to give a history of the spread of the Muslim religion by the peaceful methods of preaching and persuasion. It is generally maintained in European books that Islam was spread by the sword, and although this theory has been often denied, still it has never been really disproved by an array of historical facts. This,

نمبر ۵۲

دعوت اسلام

مصنفۂ

پروفیسر ٹي ڈبلیو آرنلڈ بي اے

تمام اُن کتابوں میں جو في زمانہٰ تاریخ اسلام پر انگریزي زبان میں لکھي گئي ھیں یہہ کتاب سب سے زیادہ قابل قدر ھی *

اسکے مصنف پروفیسر ٹي ڈبلیو آرنلڈ پروفیسر محمدن اینگلو اورینٹل کالج علیگڈہ ھیں اس کتاب مسمی " دعوت اسلام " کي تحریر سے لایق مصنف کا یہہ مقصد ھی کہ وہ اشاعت اسلام کي ایک تاریخ پیش کریں جس سے معلوم ھو کہ اسلام کي اشاعت محض وعظ و ترغیب کے پر امن وسایل سے ھوئي ھی - یورپ کي تصانیف میں عموما یہہ ادعا کیا جاتا ھی کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ' اور اگرچہ اس خیال کا بارھا انکار کیا گیا ' لیکن ابتک حقیقي طور پر اسکي تردید مسلسل واقعات تاریخي سےنہیں کي گئي تھي ؛ البتہ اس

however, the learned author has endeavoured to do; in his book he has given a history of the introduction of Islam into every country of the world into which it has penetrated, and an account of the missionary methods by which it has spread from that time to the present day. No author has attempted this task before, and Professor Arnold has made every effort in his power to supply the want. The historical facts have been drawn from works in the following languages:— English, French, German, Italian, Spanish, Portugese, Dutch, Russian; Greek, Latin; Arabic, Persian, Hindustani, Gujrati; also translations of Armenian, Ethiopic, Coptic and Syriac books. He has consulted Latin and Italian manuscripts in Rome and Venice, whereby he has been enabled to add an entirely new chapter to the history of the spread of Islam in Europe: many other portions of his book, though derived from printed sources, have never before been presented in English dress.

This book has been submitted to a publishing firm in London for publication, and, in accordance with the usual custom of publishing-houses, this firm has consulted Mr. Bosworth Smith, the learned author of "Mohammed and Mohammedanism," as to the merits of the work; we quote the opinion of Mr. Bosworth Smith below:—

"I have read with attention and great interest the MSS. on the "Preaching of Islam" submitted to you by Mr. T. W. Arnold. His point of view is, in the main, a new one, and gives a unity to his treatment of a vast subject which is, in itself, a considerable step towards success. It has only been touched upon incidentally by other writers, and I remember the extreme difficulty I found when I was writing my "Mohammedanism" in getting any adequate information as to the methods in which Islam

لایق مصنف نے اس امر پر اپني کوشش مبذول کي هی اس کتاب میں اُنہوں نے بتایا هی که کیونکر اسلام اول اول دنیا کے مختلف گوشوں میں پہونچا، اور تبلیغ اسلام کے لیئے کیا کیا ذرایع اُسوقت سے ابتک کام میں لائے گئے اس سے پہلے کسی مصنف نے اس مسئله پر طبع آزمائي نہیں کي تھي، مگر پروفیسر آرنلڈ نے جہاں تک اُن سے ممکن تھا اس نقصان کے رفع کرنے کي کوشش کي هی — واقعات تاریخي مفصله ذیل زبانوں کي کتابوں سے ماخوذ هوں:- انگریزي، فرنچ، جرمني، ایطالي، اسپینی، پرتگالي، ڈچ، روسي، یوناني، لاطیني، عربي، فارسي، اُردو، گجراتي؛ اور نیز اُن کتابوں کے ترجموں سے جو ارمني، اتھیوپي، قبطي، سریاني زبان میں لکھي گئي هیں — روم اور ویئس میں جو لاطیني اور ایطالي زبان کے قلمي نسخے مل سکے اُن سے بھي تمتع اُٹھایا هی؛ اور اس ذریعه سے، یورپ میں اشاعت اسلام کے متعلق، ایک بالکل جدید آگهي کا سرمایه، اس کتاب میں اضافه کیا گیا هی- اگرچه متعدد حصے اس کتاب کے مطبوعه کتابوں سے ماخوذ هیں، تاهم انگریزي زبان کے پیرایه میں وه پہلي بار لائے گئے هیں *

یهه کتاب چھپنے کے لیئے لندن کے ایک مطبع میں دي گئي تھي، او جیساکه عموما دستور هی مالک مطبع نے مسٹر باسورتھه یعني "محمد اور محمد نزم" کے قابل قدر مصنف سے اس کتاب کے متعلق راے طلب کي تھي؛ چنانچه هم مسٹر باسورتھه کي راے کو ذیل میں درج کرتے هیں:—

"آپ کو جو قلمي نسخه پر مضمون "دعوت اسلام" مسٹر ٹي ڈبلیو آرنلڈ کے حوالہ کیا هی، اُس کو میں نے بغور و شوق تمام پڑھا — اُنہوں نے اس مسئله پر ایک نئے پہلو سے نظر ڈالي هی، جس نے اس وسیع اور پھیلے هوئے مضمون میں ایک هیئت مجموعي پیدا کردي هی؛ اور یهه في نفسه دیباچه کامیابي هی - اور مصنفوں نے محض ضمناً کبھي کبھي اس بحث کو چھیڑا هی؛ اور وه سخت دشواري مجھے یاد هی، که جب میں اپني کتاب "محمد نزم" لکھتا تھا اور چاهتا تھا که کوئي کافي اطلاع حاصل

had been propagated and was being propagated still in different countries. Even as to its propagation in India, I was referred first to one man and then to another, and got little of value after all. Hence I think there is an opening for a book like Mr. Arnold's. The reading and knowledge which he has brought to bear on all sections of his subject is very great and is often drawn from very out-of-the-way resources. Perhaps he rides his hobby a little too far throwing Muslim wars* too much into the background and making Muslim preaching too prominent. But this naturally follows from his treatment of the subject. His judgment is good and he is conspicuously fair-minded and accurate. The world would be the poorer, I think, if such a work on a subject of such perennial interest and one which from time to time is likely to be a subject of *paramount* interest, were not sooner or later published."

The book contains thirteen chapters, of which the following is the Table of Contents :—

CHAPTER I.—INTRODUCTION.

Definition of a missionary religion. The religion of Islam spread by missionary methods and not by the sword. The Quran enjoins preaching and persuasion and forbids violence and force in the conversion of unbelievers. This work is intended to be a history of missions, not of persecutions.

CHAPTER II.—STUDY OF THE LIFE OF THE PROPHET CONSIDERED AS A PREACHER OF ISLAM.

Muhammad is the type of the Muslim missionary. Account of his early efforts at propagating Islam, and

* The wars of Mahomedans were for territorial conquests and not for the propagation of Islam.—(Syed Ahmed).

کروں، کہ اشاعت اسلام مختلف ممالک میں، کن طریقوں سے ہوئی اور ابتک ہو رہی ہی؛ یہاں تک کہ ہندوستان کے متعلق کبھی کسی کی طرف رجوع کیا اور کبھی کسی کی طرف، اور بالاخر کوئی اطلاع مفید مطلب نہ حاصل ہوئی؛ اس لیئے میں خیال کرتا ہوں کہ ایک ایسی کتاب کے لیئے جیسیکہ مسٹر آرنلڈ نے لکھی ہی، جگہہ خالی ہی — جس وسیع مطالعہ اور واقفیت سے اُنہوں نے اپنے تمام حصص مضامین میں کام لیا ہی، وہ بیشتر نہایت دور از نگاہ مقامات سے ماخوذ ہیں — وہ اپنے جولانگاہ شوق میں شاید اعتدال سے کچھہ آگے بڑہ گئے ہیں؛ کیونکہ اُنہوں نے اس تصویر میں اسلامی لڑائیوں † کو نظر سے بہت بعید ڈالدیا ہی، اور اسلامی دعوت کو بہت نمایاں طور پر جلوہ گر کیا ہی؛ تاہم جس حیثیت سے اُنہوں نے اس مسئلہ پر بحث کی ہی اُس کا یہہ طبعی نتیجہ تھا — اُن کی رائیں معقول ہیں؛ اور اُن کی روشن ضمیری، اور استقامت ذہن بین طرح پر نظر آتی ہی — اگر ایک ایسی عمدہ کتاب ایک ایسے دلچسپ مضمون پر جس کا شوق مدت تک باقی رہنے والا ہی، اور جو غالبا وقتاً فوقتاً نہایت مہتم بالشان مضمون باعتبار دلچسپی کے سمجھا جائیگا، ابھی یا بعد چھاپی نہ گئی، تو زمانہ ایک دولت سے محروم رہ جائیگا، *

اس کتاب میں تیرہ باب ہیں جنکی فہرست مضامین ذیل میں درج ہی :-

فہرست مضامین

باب اول

دیباچہ

تبلیغی مذہب کی تعریف — اسلام تبلیغی طریقوں سے پھیلا ہی نہ بزور شمشیر — قرآن میں وعظ اور ترغیب کے ذریعہ سے ہدایت کرنے کا حکم ہی اور جبر و زبردستی کی ممانعت ہی — اس کتاب کا مقصد تبلیغ اسلام کی تاریخ لکھنا ہی نہ زبردستی و سختی کی *

باب دوم

پیغمبر صاحب کے حالات زندگی بحیثیت ایک واعظ اسلام کے

دعاۃ اسلام کے نمونہ ہیں آنحضرت — آنحضرت کی اول کوششوں کے حالات بغرض اشاعت اسلام، اور ہجرت سے پہلے

† مسلمانوں کی لڑائیاں واسطے ملکی فتوحات کے تھیں نہ واسطے اشاعت اسلام کے — (سید احمد)

of the conversions effected in Mecca before the Hijrah. Persecution of the new converts and Flight to Medina. Condition of the Muslims in Medina : beginning of the national life of Islam. Islam offered to the Arabs and to the whole world : passages from the Quran that declare Islam to be a universal religion. The wars of Muhammad, not aggressive, but defensive. The spread of Islam and efforts at conversion, after the Hijrah. The ideal of Islam contrasted with that of Pre-Islamic Arabian society.

CHAPTER III.—SPREAD OF ISLAM AMONG CHRISTIAN NATIONS.

In Arabia, Syria, Palestine etc. Causes of the early successes of Islam. The Christian Bedouins assist the Muslims *e. g.* the Banu Tayy, Banu Namir, Banu Taghlib. Conversions of Christian Bedouins : arrangements made for the instruction of the converts. Toleration shewn to those who remained Christian. The settled populations of the towns : their condition under Byzantine rule : failure of Heraclius' attempt to reconcile the contending Christian sects. The Arab conquest of Syria and Palestine : their toleration. The Ordinance of 'Umar. The jizyah: paid in return for protection and in lieu of military service. Condition of the Christians under Muslim rule. Causes of their conversion to Islam : revolt against Byzantine ecclesiasticism : influence of Rationalism : imposing effect of Muslim civilisation : proselytising efforts *e. g.* 'Umar ibnu-l 'Abdi-l Aziz, Al Ma'mun, translation of the letter written by Al Hashimi inviting Al Kindi to Islam. Conversion of Christian bishops. Account of conversions to Islam from among the Crusaders.

CHAPTER IV.—SPREAD OF ISLAM AMONG CHRISTIAN NATIONS *continued*. EGYPT, NUBIA, ABYSSINIA AND NORTHERN AFRICA.

Egypt : Conquest of Egypt by the Arabs : they are welcomed by the Copts as deliverers from the op-

کچھ لوگوں کا مکہ میں مسلمان ہونا — نو مسلموں پر جو سختیاں ہوئیں اور ہجرت مدینہ — مدینہ میں مسلمانوں کي کیفیت - قومي زندگي کي ابتدا - اسلام عرب اور کافہ خلایق کے سامنے پیش کیا گیا : آیات قرآني جنمیں مضمون کہ اسلام تمام دنیا کا مذہب ہونا چاہیئے - آنحضرت کي لڑائیاں اقدامي نہ تھیں بلکہ دفاعي تھیں - اشاعت اسلام اور بعد ہجرت جو کوششیں ہوئیں - اصلي نمونہ اسلام کا مقابلہ ایام جاہلیت کي زندگي سے *

باب سوم

اشاعت اسلام درمیان اقوام عیسائي ساکنان عرب - شام - فلسطین وغیرہ میں

اسلام کي ابتدائي کامیابي کے اسباب - بدوي عیسائیوں نے مثلاً بني طی - بني نمیر - بني تغلب نے مسلمانوں کو مدد دي - بدوي عیسائیوں کا مسلمان ہونا ؛ ان نو مسلموں کي تعلیم کا انتظام - جو هنوز عیسائي رہ گئے اُنکو مذہبي آزادي - باشندگان شہر : رومیوں کے عہد حکومت میں اُن کي حالت : عیسائیوں کے تنازع فرقہ هاے مذہبي کو هرقل دور نکرسکا - فتح شام و فلسطین : اُن کو جو آزادي حاصل تھي - امان حضرت عمر - جزیہ : بغرض حفاظت و بعوض فوجي خدمت اُس کا ادا کیا جانا - عہد حکومت اسلام میں عیسائیوں کي حالت — اُن کے مسلمان ہونے کے اسباب ؛ رومي مذہبي حکومت سے اُن کي سرکشي : اعتزال کا اثر : مسلمانوں کي شان دار تہذیب کا اثر : مسلمان کرنے کي کوششیں ، مثلاً عمرو بن عبدالعزیز اور المامون کے وقت میں ؛ ترجمہ خط الہاشمي سوے الکندي بغرض دعوت اسلام — بعض بشپوں کا اسلام - بعض غازیان صلیبي کے اسلام کي کیفیت *

باب چہارم

اشاعت اسلام درمیان اقوام عیسائي ساکنان مصر - نوبیا - حبش - اور شمالي افریقہ میں

مصر : فتح مصر : قبطیوں نے اُن کا خیر مقدم کیا کیونکہ اُنھوں نے رومیوں کي جابرانہ حکومت سے اُن کو نجات

pressive Byzantine rule. Condition of the Copts under Muslim rule : their sufferings largely brought upon themselves by their turbulent spirit. Corruption of the clergy and their neglect of the spiritual interests of their flocks : the Copts take refuge in Islam.

Nubia : relations of Nubia with Muhammadan powers : political independence maintained until their conversion to Islam : the Nubians were not converted to Islam by force but through the decay of the Christian faith and the influence of Muslim merchants.

Abyssinia : the Arabs on the sea-board : missionary efforts in the 14th century : invasion of Ahmad Gragne : conversions to Islam : progress of Islam in the present century : persecution of the Muslims by the reigning Christian King.

Northern Africa : extent of Christianity in North Africa in the 7th century : the Christians are said to have been forcibly converted : reasons for thinking that this statement is not true : toleration enjoyed by the Christians : gradual disappearance of the Christian church.

CHAPTER V.—SPREAD OF ISLAM AMONG CHRISTIAN NATIONS, *continued*.

Spain : Christianity in Spain before the Muslim conquest : miserable condition of the Jews and the slaves. Early converts to Islam. Corruption of the clergy. Toleration of the Arabs, and influence of their civilisation on the Christians, who study Arabic and adopt Arab dress and manners. The Christian heresy of Adoptianism, a result of Muslim influence. Causes of conversion to Islam. The voluntary martyrs of Cordova. Extent of the conversions.

CHAPTER VI.—SPREAD OF ISLAM AMONG CHRISTIAN NATIONS, *continued*.

Under the Turks : Conversion of the Saljuq Turks. Sketch of their conquests and those of the Ottoman Turks. Relations of the Turks to their Christian subjects : toleration extended to the Greek Church by

بخشي - حکومت اسلام میں قبطیوں کي حالت : خود انکي نافرمان طبایع کي وجہ سے اُن پر جو مصیبتیں آئیں - عیسائي پادریوں کي خراب حالت اور اُن کي غفلت اپنے متبعین کي بھلائي سے ؛ قبطیوں نے اسلام کي پناہ لي *

نوبیا : نوبیا کے تعلقات اسلامي ریاستوں سے : ملکي خود مختاري کا بعد اسلام قایم رکھنا : اہل نوبیا بجبر مسلمان نہیں ہوئے ' بلکہ اُن کے اعتقادات پہلے مذہب کے متعلق متزلزل ہوگئے تھے اور مسلمان تجار نے اُن پر اثر ڈالا *

حبش : ساحل بحر پر جو عرب آئے : چودھویں صدي میں اشاعت اسلام کي کوششیں : حملہ احمد : اشاعت اسلام : اس صدي میں ترقي اسلام : عیسائي بادشاہ کا مسلمانوں کو اذیت دینا *

شمالي افریقہ : ساتویں صدي میں شمالي افریقہ میں اشاعت عیسائیت : کہا جاتا ہی کہ بجبر عیسائي مسلمان کیئے گئے : اس بیان کي غلطي کے دلایل : آزادي جو عیسائیوں کو حاصل تھي : رفتہ رفتہ عیسایت کا معدوم ہونا *

باب پنجم

اشاعت اسلام درمیان اقوام عیسائي ساکنان اسپین

اسپین میں عیسائیت قبل از فتح مسلمانان : یہودیوں اور غلاموں کي بدي حالت - جو لوگ پہلے مسلمان ہوئے - عیسائي پادریوں کي خراب حالت - عرب نے جو آزادي بخشي تھي ؛ اُن کي تہذیب کا اثر عیسائیوں پر جو عربي زبان پڑھتے تھے اور عربي لباس اور طرز اختیار کرتے جاتے تھے - اسلام کے اثر سے اُن میں الحاد متعلق تثلیث پیدا ہونا — اہل قرطبہ کا خود بخود شہید ہونا - کس حد تک اشاعت اسلام ہوئي *

باب ششم

اشاعت اسلام درمیان اقوام عیسائي ساکنان حکومت ترکي

سلجوقیوں کا مسلمان ہونا — سلجوقیوں اور عثماني ترکوں کي فتوحات کا اجمالي بیان - ترکوں کے تعلقات اُن کي عیسائي رعایا کے ساتھہ : یوناني عیسائیوں کو جو محمد ثاني نے آزادي بخشي تھي *

Muhammad II: administrative and judicial powers given to Christian bishops and archbishops. No conversion by force, with the exception of the tribute of children who composed the corps of Janissaries. Circumstances that furthered the spread of Islam: degraded condition of the Greek church, moral superiority of the Ottomans, earnestness of their religious life, zeal in proselytising &c.

Particular and detailed accounts of the spread of Islam in Crete, Albania, Bosnia and Servia.

Influence of Islam in other parts of Christian Europe, outside the Turkish Empire: converts to Islam who have not come under direct missionary influences *e.g.* Theodisclos, Archbishop of Seville; Abdullah, formerly a priest of Majorca; the Socinians; Mr. Quilliam and Mr. Webb.

CHAPTER VII.—The Spread of Islam in Persia.

Religious condition of Persia at the time of the Arab conquest. Zorastrianism, the state religion, persecuted all others, and looked down upon the industrial classes as impure and as outcasts. Islam was gladly received by many: not spread by the sword in Persia: proofs of the toleration extended to other religions. Particular account of the Isma'ilians and their missionary system.

CHAPTER VIII.—The Mongols.

Account of the Mongol conquests. Buddhism, Christianity and Islam in rivalry for the allegiance of the Mongols. Their original religion, Shamanism, described. Spread of Buddhism, of Christianity and of Islam respectively among the Mongols. Difficulties that stood in the way of Islam: cruel treatment of the Muslims by some Mongol rulers. Early converts to Islam. Baraka Khan, the first prince converted. Conversion of the *Ilkhans*, account of Tokudar and Ghazan. Conversion of the Chagatay Mongols. History of Islam under the

انتظامي اور انفصلي مقدمات کے اختیارات جو بشپوں اور آرچ بشپوں کو دیئے گئے *

مذہب کے لیئے جبر کا بالکل نہونا باستثناء اُس قاعدہ کے جس کی رو سے عیسائي لڑکے بطور خراج اوئے جاتے تھے اور جن سے جاں نثاري فوج تیار ہوتی تھي - کن اسباب سے اشاعت اسلام کو مدد ملی: یونانی مذہب کي خراب حالت، ترکوں کا اخلاقي تفوق، اُنکا مذہبي خلوص، مسلمان کرنیکا شوق وغیرہ *

کریٹ، البانیہ، بوسینیہ، سرویہ میں اشاعت اسلام کي مفصل اور مشرح کیفیت *

حکومت ترک سے باہر اسلام کا اثر عیسائیوں پر یورپ میں: اُن لوگونکا مسلمان ہونا جو بذات خاص دعاۃ اسلام سے متاثر نہیں ہوئے مثلاً آرچ بشپ موضع سیول مسمی بہ تھیوڈوسکلوس، ایک پریسٹ جزیرہ میجارک یعني مسمی بہ عبداللہ؛ متبعین فرقہ سوسیني؛ کوئیلم اور ویب *

باب ہفتم

فارس میں اشاعت اسلام

فارس کي مذہبي حالت جب عربوں نے فتح کیا - مذہب زردشت بحیثیت شاہي مذہب: اُسکا دوسرے مذاہب کو اذیت دینا اور اہل حرفہ و محنت کو نظر حقارت سے دیکھنا اور اُنکو رذیل سمجھنا - اسلام کو وہاں اکثر لوگوں نے خیر مقدم کہا *

فارس میں بزور شمشیر نہیں پھیلا: اس بات کے دلایل کہ دیگر مذاہب کو آزادي حاصل تھي - فرقہ اسماعیلیہ کي تفصیلي حالت اور اُنکا انتظام اشاعت و تبلیغ اسلام *

باب ہشتم

قوم مغل

حالات فتوحات مغل - مذہب بودہ و عیسائیت و اسلام کا ساتھہ ساتھہ کوشش کرنا کہ مغلوں کو اپني طرف کھینچیں - مغلوں کے اصلي مذہب شاماني کا بیان - مغلوں میں اشاعت بدھمت و عیسائیت و اسلام یکے بعد دیگرے - بعض فرمانروایان مغل کا مسلمانوں کے ساتھہ ظالمانہ سلوک - اول جو لوگ مسلمان ہوئے — بارک خاں پہلا شاہزادہ جو مسلمان ہوا - ایاخاں کا مسلمان ہونا - حالات تکودار اور غازان — چغتائیوں کا مسلمان ہونا — اسلام کي

تاریخ زریں تاتاری حکومت میں : حالت ازبک خاں ؛ روسیوں کے مسلمان کرنے کی کوشش — سلطنت روس میں موجودہ زمانہ میں اشاعت اسلام *

سائبیریہ کے تاتاریوں کا مسلمان ہونا *

باب نہم

ہندوستان

ہندوستان میں مسلمان آبادی کی تقسیم — مسلمان حملہ آوران : اُن میں اشاعت اسلام کا شوق نہونا — اکثر راجپوتوں کا مسلمان ہونا — اسلامی مرکز حکومت سے جو مقامات زیادہ دور تھے وہیں زیادہ تر لوگ مسلمان ہوئے ، مثلاً جنوب ہند و بنگال میں — اشاعت اسلام کی مفصل و مشرح کیفیت سندہ ، پنجاب ، دکن ، آسام ، اور کچھ میں — موجودہ اور گذشتہ زمانہ کے دعاۃ اسلام کے حالات — اسباب ترقی اسلام : ہندوں میں ذات کی تفریق سے ناگواری ، صوفیہ کا اثر وغیرہ — کشمیر میں اشاعت اسلام *

باب دہم

چین

چین میں اسلام کے متعلق قدیم خبریں — ایک روسی پروفیسر کا یہہ مضمون کہ اسلام کی چین میں آیندہ اُمیدیں کیا ہیں — مسلمانان شمال و مغرب کے ساتھہ چینیوں کا تعلق اور اشاعت اسلام : مغلیہ فتح کا اثر — جنوب میں اشاعت اسلام : چین میں جو اول اول عرب آکر بسے : پہلی مسجد کی بنا — فرمانروائے چین کے جو مسلمانوں کو آزادی بخشی ہی — کن کن طریقوں پر اشاعت اسلام ہوتی رہی *

باب یازدہم

افریقہ

بربر میں اسلام کا ہونا — جنوب کی طرف سودان میں اسلام کا پہونچنا : سودان میں متعدد اسلامی ریاستوں کی بنیاد — میندنگو اور دیگر اقوام کا مسلمان ہونا — اول اول جو دعوت اسلام کی کوشش ہوئی — اُنیسویں صدی میں جو نیا جوش اشاعت کے لیئے پیدا ہوا — ڈنفودیو نے جو محمد عثمان کے حالات اور مشرقی سودان میں مصریوں کی کیفیت لکھی ہی — صوفیہ سلسلے مثلاً قادریہ ، تیانیہ ، سنوسیہ سے جو اثر پیدا ہوا — اشاعت اسلام مغربی ساحل پر : اشانتی : دہومی — اشاعت اسلام مشرقی ساحل پر : اول اول جو وہاں مسلمان آکر مقیم ہوئے — افریقہ دعاۃ اسلام کے حالات اور اُن کی دعوت کے طریقے — کیپ کالونی میں اسلام کی حالت *

Golden Horde : account of Uzbeg Khan ; attempts to convert the Russians. Spread of Islam in modern times in the Russian Empire. History of the conversion of the Tartars of Siberia.

CHAPTER IX.—India.

Distribution of the Muhammadan population in India. The Muhammadan invaders : absence of proselytising zeal. Conversion of many Rajputs. Conversions were most numerous in districts most remote from centres of Muhammadan rule, *e.g.* South India, Bengal. Particular and detailed account of the spread of Islam in Sind, in the Punjab, in the Deccan, in Assam, and in Cutch. Account of some Muslim missionaries in the past and at the present day. Causes of the increase of Islam : the oppressiveness of the Hindu caste system, the influence of Muslim saints &c. Spread of Islam in Kashmir.

CHAPTER X.—China.

Early notices of Islam in China. A Russian Professor on the prospects of Islam in China. Intercourse of the Chinese with the Muslims on the north-west and spread of Islam : influence of the Mongol conquest. Spread of Islam in the south : early immigrations of Arabs : building of the first mosque in China. Toleration of the Chinese Government towards its Muslim subjects. Ways in which Islam is propagated.

CHAPTER XI.—Africa.

Conversion of the Berbers. Spread of Islam southward into the Sudan : founding of various Muhammadan Kingdoms in the Sudan. Conversion of the Mandingos and other tribes. Early missionary efforts. Revival of missionary activity in the 19th century. Account of Danfodio, of Muhammad 'Uthman, of the Egyptians in the eastern Sudan. Influence of the religious orders *e.g.* the Qadriyah, the Tijaniyah and the Sanusiyah. Spread of Islam on the West Coast : Ashanti : Dahomey. Spread of Islam on the East Coast : arrival of early Muslim settlers. Description of the Muhammadan missionaries in Africa and their methods of conversion. Account of Islam in Cape Coast Colony.

باب دوازدھم

مجمع الجزایر ملایا

اجمالي بیان اشاعت اسلام درمیان مجمع الجزایر ملایا — اُن کے اول اول تعلقات عرب اور جنوب ھند سے — دعوت اسلام کے طرق — دعوت اسلام کي مفصل و مشرح کیفیت مختلف جزایر میں : سماترا : جاوا : ملاکا : بورنیو : سیلیبیس : جزایر فلپاین : نیوگن — حاجیوں کا اثر *

باب سیزدھم

خاتمۃ الکتاب

اسلام میں کسي باقاعدہ تبلیغي نظام کا نہونا : بعض لوگوں کا ذاتي شوق — اسلامي دعاۃ کون ھیں ؟ اُن کي کامیابي کے اسباب : اسلامي اعتقادات کي سادگي و صفائي : اسلام کي روشن خیالي و پابندي اعمال : مسلمان تجار — اسلام بزور شمشیر نہیں پھیلا — اسلامي سلطنتوں کي مراعات پسندي — وہ اسباب جو بالفعل اشاعت اسلام کي ترقي کے باعث ھو رھے ھیں *

ضمیمہ

(الف) جہاد — معني لفظ جہاد : قرآن کي وہ آیات جن میں یہہ لفظ آیا ھی : جبراً مسلمان کرنا ممنوع ھی *

(ب) دوسرے مذاھب کے ساتھہ مباحثہ میں جو مسلمانوں کي تصانیف ھیں *

(تمت الفہرست)

ابتک جسقدر کتابیں اس مضمون پر کسي زبان میں لکھي گئي ھیں اُن سب سے زیادہ قابل قدر یہہ کتاب ھی — لندن میں یہہ چھپیگي بشرطیکہ تین سو جلدوں کي خریداري کے لئے درخواستیں آ جائیں — قیمت في جلد ۱۰ ھوگي — اُمید ھی کہ بہت سے مسلمان اس کي خریداري منظور کرینگے اور ھندوستان میں غالبا آساني سے تین سو شخص ایسے ملجاوینگے جو ایک ایک نسخہ خرید لیں — لہذا التماس ھی کہ جو حضرات اس کتاب کو خریدنا چاھیں وہ اپنا نام اور مبلغ ۱۰ راقم کے پاس ارسال فرماویں — جس وقت کتاب چھپ جائیگي فورا اُن کي خدمت میں روانہ کي جائیگي *

علیگڈھ — راقم
۲۱ نومبر سنہ ۱۸۹۴ع — سید احمد خاں

CHAPTER XII.—The Malay Archipelago.

Sketch of the spread of Islam through the Malay Archipelago. Early intercourse with Arabia and the south of India. Methods of missionary work. Particular and detailed account of the preaching of Islam in the various islands : Sumatra : Java : the Moluccas : Borneo : Celebes : the Philippine Islands: New Guinea. Influence of the hajis.

CHAPTER XIII.—Conclusion.

Absence of missionary organization in Islam : zeal on the part of individuals. Who are the Muslim missionaries ? Causes that have contributed to their success : the simplicity of the Muslim creed : the rationalism and ritualism of Islam : the Muslim traders. Islam has not been spread by the sword. The toleration of Muhammadan governments. Influences that are at present at work towards the further progress of Islam.

APPENDICES.

A. Jihad. Meaning of the word : passages in the Quran in which the word is used : forcible conversion not sanctioned.

B. Account of Muhammadan controversial literature with the followers of other creeds.

This work is more valuable than any other which has appeared up to this time on the same subject in any language. It will be published in London on the condition that the purchase of 300 copies is previously guaranteed. The price of the book is Rs. 10 and I hope that many Musalmans will become subscribers and that there will be no difficulty in finding 300 persons in India who are willing to buy a copy. Accordingly I request those gentlemen who are willing to become subscribers to this book, to send their names to me, together with the sum of Rs. 10, and as soon as the book is published, copies will be sent to them.

Aligarh,
21st November 1894. } SYED AHMED KHAN.

نمبر ۵۳

لکچر

جو ۷ دسمبر سنہ ۱۸۹۴ع کو سر سید احمد خاں نے مدرسۃ العلوم کے طالبعلموں کو دیا

اے عزیز طالب علمو —

مجھکو اور تم کو اور تمہارے اُستادوں — تمہارے ماں باپ — تمہاري قوم کو اس بات سے نہایت خوشي هوگي کہ تم دور دراز فاصلہ اور مختلف شہروں بلکہ مختلف ملکوں سے اس جگہہ تحصیل علوم کے لیئے جمع هو — مختلف علوم کو پڑھتے هو اور مختلف مصنفوں کے عمدہ خیالات — عمدہ مسائل علمي — عمدہ مقولات اخلاق سے لطف اُٹھاتے هو — تمہارے اُستاد گو کہ وہ تمہارے ملک اور تمہاري قوم کے نہیں هیں — مگر تمہاري خوش قسمتي سے وہ تمہارے ساتھہ پدرانہ محبت اور شفقت رکھتے هیں اور هر طرح تمہاري بہتري و ترقي کے خواہاں هیں — وہ تمکو عمدہ عمدہ کتابوں سے جو بڑے بڑے عالموں اور مصنفوں نے تصنیف کي هیں سبق دیتے هیں — مگر آج میں تمکو ایسي کتاب سے سبق دینا چاهتا هوں جو نہ کاغذ پر لکھي هوئي هی — نہ کسي پریس کي چھپي هوئي هی — نہ کسي مصنف کي بنائي هوئي هی — بلکہ قدرت نے اپنے کامل اور فیاض هاتھوں سے اُسکو بنایا هی — اُسکے حروف بہت پرکار اور مجسم هیں مگر اُن کا دیکھنا اور پڑھنا کسي قدر مشکل هی — اُسکے معاني بھي بہت اشکارا هیں مگر اُنکا سمجھنا کچھہ آسان نہیں — اُسکے پڑھنے کے لیئے اُسکے کھولنے کي ضرورت نہیں — وہ تمہاري آنکھہ کے سامنے هروقت کھلي هوئي هی *

اُس کتاب کو تم اپنے کالج کي لائبریري یا اپني میز کي کتابوں میں مت ڈھونڈھو — وہ هر وقت تمہارے پاس موجود هی — وہ کتاب کیا هی — خود تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا اس کالج میں ایک جگہہ جمع هونا هی پس تمکو سمجھنا هی کہ اُس کتاب کو کھونکر پڑھو اور اُس کے معني کیونکر سمجھو *

اے عزیزو اس کتاب کا نام هی " کالج لیف یا نئي زندگي " یہي اصلي کتاب هی اور اسي کا پڑھنا اور اسي کا سمجھنا اصلي فائدہ اور اصلي مقصود زندگي کا اور اس کالج کا هی — اس کتاب کو اگر تم نے اچھي طرح پڑھا اور اچھي طرح رکھا اور داغدار نہ کیا تو تمہاري آیندہ زندگي وہ زندگي هوگي جسکے لیئے انسان کو زندہ رهنا چاهیئے — ورنہ اُسکي زندگي اور موت دونوں برابر هیں بلکہ موت زندگي سے بہتر هی *

تم اپني زندگي کے پچھلے زمانوں پر غور کرو اور سمجھو کہ هر ایک زمانہ تمہاري زندگي میں ایک نئي زندگي کا زمانہ گذرا هی — جب تم بچے تھے اور کچھہ نہیں جانتے تھے — تمہاري مانئیں اپني مادرانہ محبت سے تمہاري پرورش کرتي تھیں اگر وہ نکرتیں تو تمہارا زندہ رهنا محال تھا *

چند سال بعد تمہاري زندگي میں ایک دوسرا زمانہ آیا جبکہ تم خود چلنے پھرنے اور اپنے آپ کھانے پہننے لگے یہہ زندگي پہلي زندگي سے نئي زندگي تھي — مگر تمہاري اس زندگي میں اور اور حیوانوں کي زندگي میں بہت کم فرق تھا — یہہ زمانہ بھي تمہاري زندگي کا گذرگیا اور تم ایک نئي زندگي میں آئے جس میں تمکو تعلیم کي اور مذهبي باتیں سکھانے کي اور اُن باتوں کي تعلیم کي ضرورت تھي جو تمہاري آیندہ زندگي کے لیئے ضرور تھیں *

یہہ زمانہ بھي چند سال میں گذر گیا اور تم ایک اور نئي زندگي میں آئے — جو خطرات سے خالي نہ تھي — اس زندگي میں تم ایسے آرام سے نہ تھے جیسےکہ پہلي زندگیوں میں تھے — کیونکہ تم هي میں بہت سے دشمن تمہارے پیدا هوگئے تھے اور هر وقت تمہاري گھات میں لگے هوئے تھے — تمہاري آنکھوں پر اُنھوں نے ایک قسم کا پردہ ڈالدیا تھا کہ تمکو نیک و بد کچھہ نہیں دکھائي دیتا تھا تمہارے ماں باپ نے جہانتک اُن سے هوسکا تمکو اُن دشمنوں سے بچایا — کوئي بچ گیا — کوئي کسیقدر بچا اور کسیقدر دشمنوں کے پنجہ میں پھنسا اور کوئي دشمنوں کے جال میں ایسا پھنسا جسکا اُس سے نکلنا ناممکن هوا *

مگر جو بچے یا کسیقدر بچے دشمنوں نے اُنکا بھي ساتھہ نہیں چھوڑا اور گھات میں لگے رهنے سے غافل نہیں هوئے تم اُن کو نہیں دیکھتے تھے اور وہ تمہارے ساتھہ ساتھہ رهتے تھے اور کبھي اپني صورت اس طرح سے تمکو دکھاتے تھے کہ تم اُنکو اپنا دوست سمجھتے تھے — حالانکہ وہ تمہارے دشمن تھے *

یہہ زمانہ بھي تمھاري زندگي کا گذر گیا — مگر اس دوران میں تم اپنے دشمنوں سے واقف ہوگئے اور اُن سے بچاؤ میں رہنے کے لیئے تم نے ایک نہایت زبردست اور عاقل ماں تلاش کي اور اپنے آپ کو اُس کي حفاظت میں سپرد کیا اور ایک نئي زندگي میں داخل ہوئے — تم سمجھے کہ تمھاري وہ عاقل ماں ہی کون ؟ یہہ کالج ہی جس میں تم داخل ہو اور اب تم سب اُس کے بچے ہو *

تم سمجھے کہ وہ تمھاري نئي زندگي کیا ہی — وہ کالج لیف ہی اگر تم نے اُس کو اچھي طرح گذارا تو تمھارا بیڑا پار ہی ورنہ منجدھار میں ڈوبنا ہی جسکے بعد پھر اُبھرنا اور تِرنا نہیں — اب تمکو اختیار ہی کہ چاہو اپنا بیڑا پار لگاؤ چاہو منجدھار میں ڈبوؤ *

اے عزیزو کالج لیف کا اطلاق اُن طالبعلموں پر صادق نہیں آتا جو ذي اِسکالر ہوں — بلکہ اُن پر صادق آتا ہی جو دن رات اپني عاقل ماں کے ساتھہ یعني کالج کے احاطہ میں رہتے ہیں — اور بورڈر کہلاتے ہیں — پس میرے مخاطب وہي عزیز طالبعلم ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اُس عاقل ماں کي گود میں ڈالا ہی اور اِس کالج کے احاطہ میں رہتے ہیں *

اب مجھکو یہہ بتانا ہی کہ تمکو کالج لیف سے کیونکر فائدہ اوٹھانا اور اُس کو کیونکر گذرانا چاہیئے *

سب سے اول اور تمام برکتوں کي جڑ تمھارا آپس میں سلوک اور محبت سے رہنا ہی — تمام طالبعلم ہندوستان کے ہوں یا پنجاب کے — پورب کے ہوں یا پچھم کے — اوتر کے ہوں یا دکھن کے — جب وہ سب تمھاري اُس عاقل ماں کي گود میں پڑے ہیں تو وہ سب تمھارے بھائي ہیں — اگر تم نے اُن کے ساتھہ مثل بھائي بھائي کے برتاؤ نکیا اور برادرانہ محبت ایک دوسرے کے ساتھہ نہ برتي تو تم نے اُس پہلے اصول کو کہ تم سب ایک عاقل ماں کے بچے ہو توڑ دیا اور جس طرح ایمان کے لیئے کلمہ توحید پہلا رکن ایمان کا ہی — اسي طرح وحدت پہلا رکن بورڈنگ ہوس کي فائدہ مندي کے لیئے ہی — اور جس طرح ایمان کا پہلا رکن توڑنے سے آدمي ایمان کے لایق نہیں رہتا — اسیطرح بورڈنگ ہوس کا پہلا رکن توڑ لے سے آدمي بورڈنگ ہوس کے قابل نہیں رہتا — اس لیئے تمکو لازم ہی کہ مثل ماجائے بھائي بھائي کے آپس میں محبت اور دوستي برتو *

بورڈنگ ہوس ایک کل ہی قوم کو قوم بنانے کي اگر اُس کے پرزے درستي سے چلتے ہیں تو وہ اپنا کام کریگي ورنہ کسي کام کي نہیں — تم اُس کل کے پرزے ہو اور اس لیئے اُس سے فائدہ اوٹھانے کے لیئے تمھارا درست اور کام کے قابل رہنا سب سے مقدم ہی *

تمھارا کھانا — پینا — رہنا سہنا — آپس میں ہر وقت ملنا — سوسیٹي میں شریک رہنا — کھیلوں کو آپس میں ملکر کھیلنا — لٹریري جلسوں میں شریک رہنا — یہہ سب باتیں اِس لیئے ہیں کہ آپس میں محبت اور دوستي ایک دوسرے کي ہمدردي پیدا ہو جو بنیاد قوم کے قوم بننے کي ہی — پھر اگر تم نے اِس میں قصور کیا تو تمام قوم کا مظلمہ تمھارے سر ہوگا اور تم پر افسوس ہوگا کہ جس عمارت کي تم خود ایک اینٹ ہو اُسي عمارت کو تم برباد کرنا چاہتے ہو *

تمام چیزیں جو دنیا میں عقلي و ذہني ہیں اُنکا کچھہ نہ کچھہ نشان ظاہر میں بھي پایا جاتا ہی — تم جانتے ہو کہ اُس برادري اور دلي محبت اور دوستي کا جو تم آپس میں اپني عاقل ماں کے بچے ہونے میں رکھتے ہو ظاہري نشان کیا ہی — یہہ نشان کسي انسان کا بنایا ہوا نہیں ہی — خدا کا بنایا ہوا ہی — جسکے پورا نکرنے سے تم صرف دنیا ہي میں ملامت کے قابل نہیں ہوتے — بلکہ خدا کي ناراضي کے بھي مستحق ہوتے ہو — وہ نشان کیا ہی ؟ جماعت کي نماز ہی جو خدا نے جیسا کہ وہ واحد ہی تمھاري آپس کي وحدت کے لیئے مقرر کیا ہی *

جب تم سب نماز کے لیئے ایک جگہہ جمع ہوگے اور جماعت سے نماز پڑھوگے تو علاوہ اسکے کہ تم خدا کا فرض ادا کروگے اُس دلي یگانگت کو جو تم آپس میں رکھتے ہوگے عملي طور پر بھي پورا کروگے — مجھے نہایت افسوس ہی کہ شیعہ اور سنیوں نے اپني اپني ناداني سے خدا کا فرض ادا کرنے میں بھي تفرقہ ڈالا ہی — میں اُسکو مٹانا نہیں چاہتا — کیونکہ وہ بجز خدا کے مٹائے مٹ نہیں سکتا — مگر میں مسلمان شیعہ طالبعلموں کو بھي یہہ ضرور کہونگا کہ نماز کے وقت وہ بھي مسجد میں موجود رہیں — جس سے اسلام کي شان اور ایک خدا کے پوجنے والوں کي کثرت ظاہر ہو اور بعد کو وہ بھي اپنے اپنے طریقہ پر اُسي زمین پر سجدہ کریں جسپر اُنکے بھائیوں نے سجدہ کیا ہی *

اس وحدت کے قایم کرنے کو شیعه و سني دونوں کے لیئے ایک مسجد بنائي گئي هی اور شاید تمام هندوستان میں آپس میں شیعه اور سنیوں کے اتحاد کي یهه ایک هي مثال هی — پس اے میرے عزیز شیعه طالبعلموں اور اے میرے عزیز سني طالبعلموں تم اُس وحدت کو قایم رکھو اور جهاں تک هو تفرقه کو مٹاؤ که اُس وحدت کا قایم رکھنا تمهارے دین و دنیا دونوں کي بهبودي کا باعث هی *

ایک اور چیز اُس وحدت اور آپس میں یگانگت پیدا کرنے کي هی — وه کیا هی — تم سب بورڈروں کا اور خصوصاً کالج کلاس کے طالبعلموں کا ایک سا لباس هونا — شاید کچهه لوگ ایسے بهي هوں جو اسکو تسلیم نکرتے هوں اور کهتے هوں که ظاهري چیزوں کو اندروني جذبات کي اصلاح سے کیا تعلق هی — مگر یهه محض غلطي هی — مذهب کي رو سے — دنیا کے برتاؤ کي رو سے — بهت سي ظاهري چیزیں ایسي هیں جو اندروني جذبات پر اثر کرتي هیں — دو شخص جو آپس میں ملتے هیں اور معین اشاروں سے ایک دوسرے کو مطلع کرتے هیں که وه فریمشن هیں — شاید تمکو معلوم نهوگا مگر اس امر کے جاننے کے بعد جو جوش محبت و یگانگت اُن کے دل میں پیدا هوتا هی وه دوسرے کے سانهه پیدا نهیں هوتا — تمهارا ایک سا لباس هونا اس سے زیاده اندروني جذبات کي اصلاح کا همیشه محرک هوگا *

بڑے بڑے مهذب ملکوں کے کالجوں میں ایک قسم کا متحد لباس طالبعلموں کے لیئے مقرر هی — اُن کالجوں کو جانے دو تم اپنے مذهب کے بعض مشایخوں کے خاندانوں مثل صابري اور آبادانی — ناصري وغیره کو دیکهو که اِنهوں نے اسي یکجهتي قایم کرنے کے لیئے اپنے مریدوں کے لیئے ایک قسم کا لباس یا نشان مقرر کیا تها — میں بهت سوں سے واقف هوں اور یقین کرتا هوں که آپس میں دوستي اور یکجهتي پیدا کرنے کو یهه بهي ایک عمده طریقه هی *

جو لباس اب تمهارا هی یعني ترکش ٹوپي اور کوٹ اور انگلش بوٹ یهه نهایت عمده هی — صرف اتني بات هی که تمهارے کوٹ مختلف رنگ کے هیں پس سبکو ایک وضع اور ایک رنگ کے کوٹ اختیار کرنے چاهیئیں *

سلطان ترکي کے دربار میں بهي تمام امرا اور نوکر چاکر لال ٹوپي اور بوٹ پهنے جاتے هیں — هماري انگلش گورنمنٹ نے بهي اس ضرورت پر خیال کرکے اپنے درباروں میں انگلش بوٹ پهننے آنے کي اجازت دي هی هندوستان میں بعض کوتاه نظر یا مغرور اور کم بین انگریز جو هندوستانیوں کو ذلیل رکهنا چاهتے هیں یا ذلت کي نگاه سے دیکهتے هیں ایسے هیں جو ٹوپي کوٹ اور بوٹ پهنے هوئے جانے پر اعتراض کرتے هیں — مگر تمام اعلی حکام اور عالي خاندان انگریز اس کي کچهه پروا نهیں کرتے اور سمجهتے هیں که یهه اُنکا مودبانه فل ڈریس هی جو انهوں نے اختیار کیا هی — مگر تمکو اپنے بوٹوں کو نهایت صاف اور پاکیزه رکهنا چاهیئے — کیونکه وه تمهارے لباس میں داخل هیں *

جو انگریزان باتوں میں تکرار کرتے هیں میرے یقین میں وه اس امر کے ماسٹر هیں که کبهي هندوستانیوں اور انگریزوں میں دوستي و محبت اور اخلاص کا برتاو نهو — باوجود اُن کوششوں کے جو میں نے مسلمانوں اور انگریزوں میں اتحاد اور دوستي پیدا هونیکي کي هیں اسے انگریز سے جو ان باتوں میں کاوش کرتا هی میں خود کبهي اُس سے نهیں ملتا اور دوستي کرنا نهیں چاهتا — جس طرح همکو اپنے حکام کا ادب ضرور هی اُسطرح اُنکو بهي هماري فیلنگ کا لحاظ و پاس لازم هی *

تمهاري دریس یکساں هونیکا ایک اظهار تفت معامله هی ٹرسٹیوں کے اجلاس منعقده ۲۹ جولائي سنه ۱۸۹۴ ع میں یهه معامله پیش هوا تها اُسکي نسبت یهه تجویز هوئي که عام طور پر لوگوں کي راے دریافت کي جاوے پهر ٹرسٹیوں کي ایک کمیٹي هو وه فیصله کرے که وه دریس لازمي کي جاوے یا نهیں مجهکو معلوم هوا هی که جو لباس چند طالب علموں کے لیئے بطور نمونه کے بنا هی اُسکو اکثر ٹرسٹي پسند کرتے هیں جو بحث باقي هی وه لازمي کرنے یا نکرنے کي نسبت باقي هی *

اے عزیزو اب مجهے تمکو ایک اور بات بتاني باقي هی اور وه یهه هی که جس عاقل ماں کي گود میں تم پڑے هو اُس میں جو سب سے اعلی چیز هی وه اُسکي روح هی — تم جانتے هو که وه روح کیا هی — وه روح وه اُستاد

هیں جو تمکو تعلیم دیتے هیں - تمهارا فرض هی که اُن کا حد سے زیادہ ادب اور اُنکي فرمانبرداري کرو — هم مسلمانوں میں اُستاد اور باپ کا درجہ ادب اور فرمانبرداري میں برابر هی *

یہہ شکایت سننے میں آئي هی که انگریزي خواں طالبعلم اپنے اُستادوں اور اپنے ماں باپوں کا ادب نہیں کرتے - میں یقین کرتا هوں که تم میں ایسا کوئي نہیں هی — مگر جو انگریزي خواں طالبعلم ایسا کرتے هیں وہ دنیا کي اور خدا کي لعنت کے مستحق هیں - ماں باپ اُنکا جسم پیدا کرنے والے هیں اور اُستاد اُن میں انسانیت ڈالتے هیں اور اس لیئے اُستادوں کا درجہ حقیقت میں ماں باپ سے بھي زیادہ هی - جب خدا نے ماں باپ کي نسبت فرمایا هی که لاتقل لهما اف ولاتنهرهما بالقول وقل لهما قولاً جمیلا - تو اسي پر قیاس کرلو که تمکو اُستادوں کا کس قدر ادب کرنا واجب هی *

تمهاري صحت اور تمهاري جسماني قوت کي ترقي کا تمهارے کالج کے افسروں کو کس قدر خیال هی — ڈسپنسري تمهارے کالج کے احاطه میں موجود هی - عمدہ سے عمدہ دوائیں اُس میں موجود هیں - متعدد کمپوڈر اور هندوستاني ڈاکٹر کالج کے احاطه میں دن رات موجود رهتے هیں — سول سرجن ڈاکٹر رابرٹسن کس مهرباني سے تمهارے علاج پر توجهہ کرتے هیں — تمکو قواعد ازر جمناسٹک سکهانے کو ماسٹر موجود هی - گهوڑے کي سواري سکهانے کو رائڈنگ اسکول اور سواري سکهانے والا اُستاد موجود هی — کرکٹ اور فٹ بال کے کهیل تمهارے لیئے مهیا هیں — تمهارے کهیلوں میں پروفیسر ماریسن اپني ذات خاص سے کس قدر انٹرسٹ لیتے هیں - اُنکي مهرباني اور شفقت کا شکریہ تم کسیطرح ادا نہیں کرسکتے *

مسٹر بیک — مسٹر ماریسن اور مسٹر ارنلڈ سے شفیق اُستاد تمکو تعلیم دیتے هیں اور شاید ایسے شفیق اُستاد تمکو اور کہیں میسر نہیں آسکتے — میں اسبات سے خوش هوں که تم تعلیم میں - اخلاق میں — انسانیت میں - سویلیزیشن میں روز بروز ترقي کرتے جاتے هو - صداقت ازر سلف رسپکٹ کي تم قدر کرتے هو — هز آنر لفٹننٹ گورنر نے اسٹریچي سنٹرل هال کي افتتاح کي اسپیچ میں تمهاري نسبت فرمایا هی که " آپ کے (یعني اس کالج کے) طالبعلموں کي شهرت کس قسم کي هی ؟ اُن میں یہہ صفت هی که وہ راست باز ازر دایر اور اُس گورنمنٹ کے خیر خواہ هیں جسکے سایہ حمایت میں وہ رهتے هیں - بغیر خوشامد کے وہ خلیق اور مودب هیں اور اپني اعلی درجہ کي تعلیم و تربیت کے لحاظ سے زندگي کے عملي کارو بار کے واسطے لایق هیں — آپ کے انسٹیٹیوشن کے شباب کا هنوز یہہ آغاز هی اور اُسکو هنوز اُس قسم کے شخصوں کے پیدا کرنے کے واسطے وقت نہیں ملا هی جو وسیع علم یا زندگي کے مختلف پیشوں میں بڑي شهرت رکهتے هوں — پورے وقت کے گذرنے کے بعد اس قسم کے آدمي اُن شخصوں میں سے جو اس کالج سے چلے گئے هیں یا اُن میں سے پیدا هونگے جو اب اُس میں تعلیم پاتے هیں یا آیندہ داخل هونگے " *

مگر میں تم کو نصیحت کرتا هوں که هز آنر نے اپني مهرباني سے جو کچهہ تمهاري نسبت فرمایا اُسپر مغرور نہونا - کیونکہ میرے نزدیک تم نے ابهي بہت تهوڑا کیا هی اور بہت کچهہ تمکو کرنا باقي هی — همیشہ تمکو اُس دانا شاعر کے قول کو یاد رکهنا چاهیئے جس نے کہا هی *

آں کس که نداند و بداند که بداند
در جهل مرکب ابدالدهر بماند

و اں کس که بداند و بداند که بداند
او نوز خر خویش بمنزل برساند

و اں کس که بداند و بداند که نداند
اسپ طرب از گنبد گردوں بدواند

ایک انگریزي اخبار کا اڈیٹر لکهتا هی که مدرسة العلوم کے طالبعلموں نے ابهي تک دوسرے کالج کے طالبعلموں سے کچهہ فوقیت نہیں دکهائي هی - مگر اخلاق اور تهذیب میں - راستي اور انصاف میں جو تم نے ترقي کي هی - بیرونی اشخاص نہ اِسکو دیکهہ سکتے هیں اور نہ جان سکتے هیں - اُن کا مبلغ علم یونیورسٹي کي ڈگریوں کي فهرست پر منحصر هی - بهر حال اُن کا یہہ خیال صحیح هو یا غلط تمکو ایسي کوشش اور محنت کرني چاهیئے که علم کي

شاخوں میں بھی تمھاری شہرت اور نام آوری ہو — تم عمدہ ادیب — عمدہ مصنف بنو تاکہ اپنی قوم کو فائدہ پہونچا سکو *

اسبات کو بھی تم سمجھو کہ جو خوبیاں میں تم میں پیدا ہونی چاہتا ہوں وہ کیونکر پیدا ہوسکتی ہیں وہ صرف ایک بات سے پیدا ہوتی ہیں یعنی ہر کام کے لیئے مناسب وقت مقرر کرنا اور پھر وقت کی پابندی کرنا اور وقت کو ضایع نہونے دینا مجھکو افسوس ہی کہ ہم ہندوستانیوں کو وقت کی قدر نہیں ہی اور اس لیئے اُسکے ضایع ہونے کا کچھ افسوس بھی نہیں ہی تم وقت کی قدر کرو اور یقین کرلو کہ گیا وقت پھر ہات آتا نہیں — جب تم وقت کی قدر کروگے تو اُسکا قدر کرنا خود تمکو وقت کی پابندی سکھاویگا — تمھارا بیرونگ ہوس میں رہنا اُسی وقت زیادہ مفید ہوگا جب تم وقت کی پابندی اختیار کروگے *

ایک دل چسپ نقل ہی کہ ایک لڑکے کا دوست بہت دور دراز سفر میں گیا جہاں ہزاروں عمدہ سے عمدہ خوبصورت اور دل خوش کرنے والی چیزیں تھیں اُس نے خیال کیا کہ اُس لڑکے کے لیئے میں کیا لیجاؤں آخر کو سوچا کہ اُس کے لیئے گھڑی سے زیادہ کوئی عمدہ چیز نہیں ہی جو اُسکو بتلادے کہ کس وقت کیا کام کرنا ہی اور کسقدر وقت اُس نے ضایع کیا ہی اور کسقدر کام میں صرف کیا ہی — پس اے عزیز طالب علموں تمکو اپنی مراد پر پہونچنے کے لیئے سب سے مقدم وقت کی قدر کرنا اور اُسکی پابندی کرنا ہی *

یہہ چند باتیں جو تمھارے کالج لیف کے لیئے سب سے مقدم ہوں میں نے تمکو سمجھائی ہیں — اور آیندہ کسی لکچر میں اَور ضروری باتیں تمکو سمجھاؤنگا مگر اب میں تمھاری دینی اور دنیوی بھلائی و بہتری اور ترقی کے لیئے خدا سے دعا کرتا ہوں اور آخر کو تم سے بتاکید کہتا ہوں کہ ہز آنر لفٹننٹ گورنر نے جو تمھاری نسبت یہہ فقرہ اپنی اسپیچ میں کہا ہی کہ " اس کالج کے طالبعلموں میں یہہ صفت ہی کہ راست باز اور دلیر اور گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں " اُسکو کبھی مت بھولنا — اور اپنی پریوت اور پبلک لیف میں نہایت مضبوطی سے اُسپر قایم رہنا — واللہ معکم ایضا کلتم *

سید احمد

نمبر ۵۴

انسان کی زندگی کی حالت

گولڈ اسمتھ نے انسان کی زندگی کی حالت کے فلسفیانہ مضمون کو ایک کہانی کے پیرایہ میں لکھا ہی کہ ابتدا میں انسان کی زندگی ایک جہالت کی حالت میں ہوتی ہی — جب اُس سے ترقی کرتا ہی تو یقین تک پہنچنا چاہتا ہی اور وہاں تک پہونچنے کے لیئے استدلال کیطرف متوجہ ہوتا ہی اور جب اُس میں کامیاب نہیں ہوتا تو شک میں پڑتا ہی اور استدلال سے گذر کر احتمالات اور ظنیات کا سہارا ڈھونڈھتا ہی اور اپنی غلطی کا اقرار کرتا ہی اور جب یقین تک پہونچنا ناممکن جانتا ہی تو اعتقاد ہی تک پہونچنے پر قناعت کرتا ہی — مگر وہاں تک بھی نہیں پہونچ سکتا اور شک کے دریا میں غرق ہوجاتا ہی *

شروع کہانی کا گولڈ اسمتھ نے اس طرح پر کیا ہی کہ زمانہ سلف میں جبکہ دنیا کثرت سے آباد نہ تھی تو کل انسان ایک کوہستان کے وادی میں رہا کرتے تھے — اُونچے اُونچے پہاڑ اس وادی کو چاروں طرف سے گھیرے تھے اور اس کے رہنے والے اُسیکو اپنی دنیا جانتے تھے — آسمان کی طرف جب دیکھتے تو سمجھتے کہ اُسکے کنارے اس لیئے جھک گئے ہیں کہ پہاڑوں کی اُونچی اُونچی چوٹیوں سے مل جاویں اور اُن کے سر پر ایسی چھت بن جاوے جو کسی کے توڑے نہ ٹوٹے — فہم و ادراک — عادات و خصائل میں بھی یہہ لوگ بہت سیدھے سادے بھولے بھالے تھے — کسی کو آجتک یہہ نہ سوجھا تھا کہ پہاڑوں پر چڑھکر چوٹی تک پہونچے اور اُن ملکوں کو تحقیق کرے جو پہاڑوں کے پیچھے آباد تھے — آسمان کی حقیقت پچھلے لوگوں سے یہہ سنتے آئے تھے کہ وہ الماس کا بنا ہوا ہی اور ستارے اُس میں جڑے ہوں — اور اسی کو وہ سچ جانتے تھے کیونکہ سیدھے سادے لوگوں میں سنی سنائی باتوں کا یقین کرلینا دانائی سمجھا جاتا ہی اور ہر نئی تحقیق کی تردید میں اُس سے کام لیا جاتا ہی *

اس سفسان خوبصورت وادي میں قدرت کي خود رو پیدا وار سے انسان کي پرورش ہوتي تي — نازک نازک بیلوں اور پودوں پر وہ پھول کھلا کرتے جنکے رس سے شہد تیار ہوتا ہی — نرم نرم زندگي بخش ہوائیں چلا کرتیں — چپی چپی پر شفاف پاني کے چشمے ہلکے ہلکے بہتے — درختوں کي ڈالیاں خوشرنگ اور شیریں میووں سے جھکي پڑتیں — ان نعمتوں کے علاوہ یہاں کے رہنے والے ایسے تھے جو آپس ہي میں ایک دوسرے سے خوش اور شاد نہ رہتے تھے بلکہ ہر شخص اپنے آپ سے بھي خوش اور راضي رہتا — جو خوشیاں میسر تھیں اُن سے زیادہ کي تمنا نہ تھي کیونکہ ان سے بڑھکر مسرتوں کا انکو علم ہي نہ تھا — حب جاہ — غرور — حسد — یہہ سب وہ باتیں تھیں جن سے یہہ واقف تک نہ تھے — غرض ان لوگوں کے بھولے پن اور سادگي سے اِس جگہہ کا نام "وادي جہالت" مشہور ہوگیا تھا *

آخر کار یہہ ہوا کہ ایک ناشاد نوجوان نے جسکے دل میں دلیري اور طبیعت میں اُپج سب لوگوں سے زیادہ تھي پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ کیا — تاکہ ان چوٹیوں پر پہونچکر جو ابتک انسان کي پہونچ سے باہر سمجھي جاتي تھیں ہر ایک چیز کا بغور امتحان کرے — سب نے منع کیا لیکن اُس نے کسي کي بات نہ مانی اور ایک اُونچے پہاڑ کي طرف چلا — جب اُسپر چڑھنا شروع کیا اور بلند ہوتا گیا تو نیچے ایک اژدہام کھڑا اُس کي ہمت اور بے جگري کو حیرت سے دیکھتا تھا — کوئي اُسکي جرأت اور ہمت پر آفریں کہتا تھا اور کوئي اُسکي حماقت پر ملامت کرتا — لیکن یہہ جوانمرد اُسي طرف بڑھتا چلا جاتا تھا جہاں پہاڑوں کي چوٹیاں اور آسمان ملتے نظر آتے تھے — آخرکار بہزار محنت و دقت جس چوٹي پر پہونچنا چاہتا تھا پہونچ گیا *

تھکا ہارا ایک پتھر پر ہوبیٹھا — جب اوسان درست ہوئے تو دیکھا کہ یہاں بھي آسمان اُسکي پہونچ سے ایسا ہي باہر اور پہاڑ کي چوٹي سے اُتنا ہي دور رہا جیسا کہ پہلے تھا — یہہ دیکھہ کر سخت حیرت اور مایوسي ہوئي — نیچے نظر کي تو معلوم ہوا کہ پہاڑوں کے پیچھے بھي چاروں طرف زمین ہي زمین پھیلي پڑي ہی — جب ذرا دور نظر دوڑائي تو دیکھا کہ دور کوسوں کے فاصلہ پر ایک ملک آباد ہی جو اُس کے وطن سے بھي زیادہ خوشنما اور دلفریب ہی — اب تو حیرت اور تعجب کي اِنتہا نہ رہي *

اسي حالت میں گم سم بیٹھا تھا کہ ایک فرشتہ نہایت پاکیزہ صورت اُس کے سامنے آکھڑا ہوا — نظروں میں حیا — چہرے پر فراست — مزاج میں متانت پائي جاتي تھي — فرشتہ نے آتے ہي کہا کہ اے شخص میں تیري رہنمائي کے لیئے آیا ہوں — جس ملک کي طرف تو اِسطرح حیرت سے نظر جمائے بیٹھا ہی اسکو "دیار یقین" کہتے ہیں — اور اس دلفریب سر زمین میں جو في الحقیقت بہشت کا نمونہ ہی تمام ایسي نعمتیں جو انسان کا نفس اپني راحت اور انبساط کے لیئے پیدا اور ایجاد کرتا ہی عقل اور فکر کي مدد سے زیادہ خوشگوار بنائي جاتي ہیں — اِس کے رہنے والوں کو وہ خوشیاں میسر ہیں جو طبایع اِنساني کو سب سے زیادہ محظوظ کرنے والي ہیں اور سب سے بڑھ کر خوشي جو اِنکو حاصل ہی یہہ ہی کہ وہ اپنے خوش اور شاد ہونے کا علم بھي رکھتے ہیں — جہالت اِس ملک میں ناپید ہی ہر شخص کو اطمینان اور جمعیت خاطر بلا کسي کدورت کے حاصل ہی کیونکہ جسقدر باتیں اُنکي خوش کرنے والي ہیں اُنکي آزمایش اول عقل سے کر لي جاتي ہی — اگر مجھکو پوچھتا ہی تو میں "استدلال کا فرشتہ" ہوں اور اِس مقام پر اِس لیئے تعینات کیا گیا ہوں کہ ہر ایک عالي حوصلہ ہمت ور اِنسان کي رہنمائي کروں اور ان بیچ کے ملکوں میں سے جو راہ میں پڑتے ہیں اور جس میں تو دیکھتا ہی کہ گہرا کہر اور گھپ اندھیرا چھایا ہی — تراؤنے جنگل کھڑے ہیں — سخت آبشار حائل ہیں اور جگہہ جگہہ پر بڑے بڑے غار اور طرح طرح کي خطرناک چیزیں ہیں ان سب سے تجھکو صحیح و سلامت نکال کر اُس امن و امان کے ملک میں پہونچا دوں جس کي طرف تو اِسطرح تعجب اور حیرت سے دیکھہ رہا ہی — بس اب اُٹھہ اور میرے پیچھے پیچھے چلا آ — دیکھہ تھوڑي ہي دیر میں تجھکو وہاں پہونچائے دیتا ہوں جو یہاں سے بہت دور ہی اور جہاں پہونچنے کا تجھکو اسقدر ارمان ہی *

یہہ سنتے هي یہہ نڈر جوان کھڑا هو گیا اور فرشتہ کے ساتھہ هو لیا - دونوں نے آهستہ قدم سے مسافت طی کرني شروع کي اور راستہ کي دوري کو باتوں سے کم کیا - چلتے وقت دونوں کو اطمینان تھا کہ منزل مقصود تک ضرور پہونچ جائینگے - لیکن جوں جوں آگے بڑھتے گئے غبار اور آسمان کي تاریکي بھي بڑھتي گئي اور راستے زیادہ پیچیدہ اور دشوار گذار هوتے گئے - کبھي ایسا هوا کہ چلتے چلتے کسي چٹان کي چوٹي پر پہونچ گئے اور قدم نہ اُٹھانے پائے تھے کہ سامنے ایک تنگ و تاریک غار نظر پڑا — کبھي بھٹک کر کسي زور شور سے بہتے هوئے نالہ کے اُونچے کنارہ پر پہونچ گئے اور ڈرکر اُلٹے قدم ہٹنا پڑا — اندھورا چاروں طرف بڑھتا گیا اور انکي رفتار بھي هلکي پڑتي گئي - هر قدم پر دم لینے کو ٹھیر نے لگے اور جگہہ جگہہ ٹھوکریں کھانے سے خوف اور کم همتي بڑھتي گئي - آخر کار مجبور هوکر فرشتہ نے اپنے ساتھي سے کہا کہ اب راستے کي دشواریاں ایسي بڑہ گئي هیں کہ پیروں سے رستہ معلوم کر کے چلنا مشکل هی — بہتر هی کہ چاروں هاتھہ پیر ٹھک کر رستہ ٹٹولتے هوئے چلیں — کیونکہ یہہ بھي ایک طریقہ مشکل کے حل کرنے کا هی - اگرچہ سست هی لیکن غلطي کا اندیشہ کم هی *

تھوڑي هي دور اسطرح چلے تھے کہ پیچھے سے ایک جن اناپ شناپ بکتا هوا اُسي رستہ پر نظر آیا جسپر یہہ دونوں هاتھہ پیر ٹیکے مصیبت سے جارهے تھے - فرشتہ نے دیکھتے هي پہچان لیا کہ یہہ " احتمال کا جن " هی - مزاج میں تھزي اور صورت سے غصہ ظاهر هوتا تھا - شانوں پر دو بڑے بڑے پر تھے جنکو برابر تیز حرکت تھي لیکن جس زور شور سے وہ هلتے تھے ویسي تیزي اُنکي پرواز میں نہ تھي — چہرے سے ایسا اعتماد ظاهر هوتا تھا جسکو اجنبي آدمي دل کي صفائي اور حق پسندي پر محمول کرے — آنکھہ فقط ایک تھي جو ماتھے کے بیچوں بیچ میں چمکتي تھي *

جن نے دور هي سے للکار کر آواز دي کہ اے آدمي زاد اگر تیرا عزم " دیار یقین " کا هی تو ایسے سست قدم اور ناواقف رهنما سے جو تیرا هادي بنا هی کیا کام نکل سکتا هی — اس کو چھوڑ اور میرے ساتھہ چل — دیکھہ هم دونوں مل کر کسقدر جلد اس کٹھن منزل کو طی کرتے هیں اور وهاں پہونچ جاتے هیں جہاں هزاروں نعمتیں همارا انتظار کر رهي هیں *

جب یہہ آواز سني تو انسان بیچارہ بہت گھبرایا مگر جب دیکھا کہ منزل پر پہونچنے کا فقط دعوے هي نہیں هی بلکہ رفتار میں بھي غضب کي سرعت هی تو آخر انسان تھا لالچ میں آهي گیا اور اپنے قدیم رهنما کو خیرباد کہکر جن کے پیچھے هولیا — رستہ کي تھکن سے پہلے هي هاتھہ پیر چور هوچکے تھے - آهستہ چلنا تک دشوار تھا — اب یہہ نئي مشکل آ بني کہ جن کا ساتھہ دینے میں سواے بھاگنے اور دڑنے کے کچھہ کام نہ تھا - اپني نادانی پر بہت پشیماں هوا - لیکن اب کیا هوسکتا تھا ؟ - اس نئے هادي کي هدایتیں بھي ایسي تھیں جنھیں نے جان پر بنا دي - اگر کہیں کوئي گہرا ندي نالہ آگیا تو هدایت هوئي کہ اس مشکل کو مشکل نہ سمجھو اور بے سوچے سمجھے هاتھہ پیر جوڑکر نیچے کود پڑو - اگر کسي چٹان کي چوٹي پر جاپہونچے اور آگے گہرا کھڈ هوا تو فوراً حکم ملا کہ کچھہ پروا نہ کرو آنکھیں بند کر کے بے تامل اس میں جاپڑو — انسان بیچارہ لاچار و کمزور جو حکم ملا اُسکي تعمیل کرني پڑي - سختي سے هر دفعہ جان بھی بچ بچ گئي یہہ دیکھکر جن کي همت اَور بڑھي اور اب اُسکي تیز روي کي کوئي حد نہ رهي - مختصر یہہ کہ صدها مصیبتیں اور سختیاں جھیل کر آخر کار ایک سمندر کے کنارے جا پہونچے - جہاں نہ کسي کشتي کا نشان تھا اور نہ کسي ملاح کا پتا - پاني کا رنگ سیاهي سے زیادہ کالا تھا - سطح کے اُوپر جہاں تک نظر جاتي تھي تاریک بخارات چھائے هوئے تھے - کالي کالي خونخوار موجیں میں وہ شور و تلاطم تھا جو انسان کي اندروني کشمکشوں کا پورا نقشہ اُتارتا تھا *

اب آگے بڑھنا ممکن نہ تھا - جن نے اپني حماقت اور بے محل جرأت دکھانے کا اقرار کیا اور کہا بے شک میں اس قابل نہیں کہ تجھکو " دیار یقین " تک پہونچادوں

جہاں انسان کا آجتک گذر نہیں ہوسکا ہی - لیکن ہاں " ملک اعتقاد " کا راستہ یہاں سے قریب ہی اور وہاں پہونچانے کا میں فوراً بندوبست کرسکتا ہوں - یہہ کہکر جواب تک کا انتظار نہ کیا اور تین دفعہ زمین پر زور سے پیر مارا — زمین فوراً شق ہوگئی اور اندر سے ایک کالے مٹھہ ڈراونی صورت کا بھوت نکل آیا — اس کا نام " غلطی کا آسیب " تھا — لمبا قد چوڑے چوڑے ہاتھہ پیر تھے — رنگت سیاہ اور صورت ہیبت ناک تھی - آنکھیں لال اور چوندھی تھیں جو روشنی کے سامنے بند ہوئی جاتی تھیں - غرض اس آسیب کی ہیئت مجموعی انسان کی بری خواہشوں اور بدنما خیالات کی مجسم تصویر تھی - جب اُس نے اپنے کالے کالے لمبے چوڑے پر کھولے جن میں پرواز کی زبردست قوت معلوم ہوتی تھی تو انسان غریب کے ہوش اُڑ گئے — مگر جب دیکھا کہ یہہ آسیب " احتمال کے جن " کا بالکل مطیع ہی اور اسکی عدول حکمی نہیں کرسکتا تو اسکو کسیقدر تسلی ہوئی *

جن نے آسیب سے کہا " سن میں نے تجھکو اس لیئے طلب کیا ہی کہ اس آدمی زاد کو اس سمندر سے جسکو " شک کا سمندر " کہتے ہیں پار اُتار کر " ملک اعتقاد " میں پہونچادے اور اے انسان تو بھی دیکھہ لے کہ یہہ پٹی میں تیری انکھوں سے باندھے دیتا ہوں - خبردار راستہ میں کیسا ہی غل مچے اور آوازیں آئیں مگر اسکو آنکھوں سے علحدہ نہ کیجیو - اور نہ اسکو کھسکا کر نیچے سمندر کی سطح کو دیکھیو - اگر ان باتوں کی تو نے احتیاط کی تو ضرور " ملک اعتقاد " میں پہونچ جائیگا *

یہہ کہکر جن نے انسان کی انکھوں سے پٹی باندہ دی اور غایب ہوگیا — آسیب نے بہت کچھہ بڑ بڑاکر آدمی کو اپنی پیٹھہ پر لاد لیا اور پروں کو پھیلاکر سمندر کے اوپر اُونچا اڑنا شروع کیا - کچھہ دیر نہ گذری تھی کہ ہرطرف سے آوازیں آنی شروع ہوئیں اور غل مچنے لگا — لیکن انسان نے اپنی آنکھوں سے پٹی نہ ہٹائی — آسیب نے اب نیچے نیچے اڑنا شروع کیا یہاں تک کہ سمندر کی سطح سے ملا ملا اڑنے لگا - پھر آوازوں اور غل کا ایک طوفان اُٹھا - کسی طرف سے لعنت و ملامت کی آواز آتی تھی اور کسی طرف سے نفرت و حقارت کے جملے سننے میں آتے تھے — لیکن یہہ مضبوط دل کیئے آسیب کو چمٹا رہا - اور کچھہ عجب نہ تھا کہ ملک اعتقاد میں صحیح سلامت جا اُترتا اگر خوشامد کی صدائیں بھی ایسی ہی بے اثر ثابت ہوتیں جیسی لعنت و ملامت کی آوازیں ہوئی تھیں - اب بجاے ملامت کے ہر طرف سے مبارک سلامت کی آواز آئی اور ایک دفعہ ہی غل ہوا کہ آؤ آؤ مبارک ہو کہ تم " ملک اعتقاد " میں آن پہونچے — غریب انسان جو پہلے ہی سے یہاں پہونچنے کی تمنا کر رہا تھا اور سفر کی سختیوں سے تھک کر چور ہوگیا تھا بہت خوش ہوا اور جھٹ پٹی کو اُنکھوں سے کھول دیا - لیکن افسوس ابھی اُس کے کھولنے کا وقت نہ آیا تھا کیونکہ آدھی سے زیادہ مسافت طی کرنی ابھی باقی تھی - اور اس کی خبر نہ تھی کہ یہہ سب عجیب و غریب آوازیں اسی کمبخت آسیب کی بنائی ہوئی تھیں جو چاہتا تھا کہ کہیں جلدی سے اپنی پیٹھہ ہلکی کرے — غرض جوہیں انسان نے اپنی آنکھیں کھولیں آسیب نے اسکو سمندر میں پھینک دیا اور اس بدقسمت نوجوان نے اپنے تئیں حسرت سے دیکھا کہ شک کے دریا میں غوطے کھا رہا ہی جہاں سے نکلنا سخت دشوار تھا *

فائدہ — یقین تک پہونچنے میں انسان کا یہی حال ہوتا ہی جب تک وہ ہمت نہ ہارے اور ارمغالیم کی پرواہ نکرے اور خوشامدیوں کی باتوں پر خوش نہو اور برابر سعی و کوشش کرتا رہے اُسوقت تک یقین کی حد میں نہیں پہونچ سکتا *

عنایت اللہ

نمبر ۵۵

مکاتبات دلچسپ

نواب محسن الملک مولوی سید مہدیعلی کی تحریر ایک دوست کی تحریر کے جواب میں

جناب سر سید احمد خاں بہادر کی تفسیر کے متعلق جن مکاتبات دلچسپ کے شایع کرنے کا وعدہ تہذیب الاخلاق میں کیا گیا تھا ' اور جو میری بیماری کی وجہ سے اب تک پورا نہ ہوا ' اُسے اب میں شروع کرتا ہوں — مگر قبل اس کے مجھے اپنے ایک دوست کے اُن شبہات کی نسبت کچھہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہی جو اُنکو میری ان تحریرات سے پیدا ہوئے ہیں ' اور جنکو اُنہوں نے نہایت محبت اور صفائی سے مجھہ پر ظاہر کیا ہی — وہ فرماتے ہیں کہ "سید صاحب سے تعلق رکھنے والے دو قسم کے ہیں ' ایک وہ جو اُنکو دنیاوی امور میں مسلمانوں کا بھی خواہ اور تعلیم و معاشرت اور تمدن میں رفارمر اور مصلح سمجھتے ہیں ' مگر بلحاظ مذہبی عقاید کے اُنکو دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہیں — دوسرے وہ لوگ ہیں ' جو مذہبی امور میں بھی اُنکو ہادی اور پیشوا مانتے ہیں — یہہ دونوں فرقے اپنے اپنے خیال کے مطابق ایک اصول کے پابند ہوں — مگر آپ کا اصول میری سمجھہ میں نہوں آتا — کبھی تو آپکی تحریروں سے معلوم ہوتا ہی ' کہ آپ سید صاحب کو مجتہد سمجھتے ہیں ' اور کبھی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ خود اُنکو مخرب دین جانتے ' اور اُنکی تفسیر کو تفسیر بالراے خیال کرتے ہیں — اس لیئے براہ مہربانی ذرا صاف صاف فرمادیجئے کہ آپ کا اصلی خیال سید صاحب کی نسبت کیا ہی — کیا آپ کے نزدیک خدا کی جگہہ نیچر کو قایم کرنا ' ملائکہ و شیاطین کے وجود کو نہ ماننا ' دوزخ و جنت سے انکار کرنا ' آدم و حوا کے قصہ کو افسانہ سمجھنا ' معجزات کی ہنسی اوڑانی ' کفر نہیں ہی — اور کیا وہ تفسیر بالراے کے وعید میں داخل نہیں ہیں اور کیا خرق اجماع کے الزام سے وہ بری ہیں — اور جبکہ آپکی تحریروں سے معلوم ہوتا ہی کہ آپ ان عقاید کو اُن کے غلط سمجھتے ہیں ' تو آپ اُنکو کیونکر دینی خیال سے اچھا اور قابل تعظیم جانتے ہیں ' اور اگر آپ باوجود ان عقاید کے اُنکو مسلمان اور پکا مسلمان بلکہ مصلح دین سمجھتے ہیں تو آپ اُنکے ان عقاید سے کیوں اپنی مخالفت ظاہر کرتے ہیں — غرضکہ آپ کا مسلک ہماری سمجھہ میں نہیں آتا ' اور لوگ طرح طرح کے شبہے آپکی نسبت کرتے ہیں — کوئی کہتا ہی کہ آپ کا درحقیقت کوئی اصول نہیں ہی اور آپ خود کوئی راے یا خیال نہیں رکھتے — کوئی کہتا ہی کہ آپ در حقیقت سید صاحب کے ہم خیال ہیں مگر اُنکا سا مضبوط دل نہیں رکھتے — برادری کی شرم اور مسلمانوں کے خوش کرنے کے خیال سے کبھی کبھی اُنکی مخالفت ظاہر کرتے ہیں — کوئی سمجھتا ہی کہ اب تک آپ اُن کے معتقد تھے مگر اب آپ کی راے اُنکی نسبت بدل گئی ہی ' اور اب آپ اُن کو برا سمجھنے لگے ہیں ' اور خدا کرے کہ یہہ خیال لوگوں کا صحیح اور ٹھیک ہو — بہر حال جب تک آپ اس شبہہ کو ہم لوگوں کے دلوں سے دور نکردیں آپ کا اُنکی تفسیر کے متعلق لکھنا مناسب نہیں ہی" میں اپنے دوست کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنہوں نے اُن شبہات کے دور کرنے کا مجھے موقع دیا جو غالباً اور لوگوں کو بھی ہونگے ' اور جنکو بعض میرے احباب نے حیدرآباد میں خود مجھہ سے بالمشافہ بیان کیا تھا *

لوگوں کا یہہ خیال کہ میں خود کوئی راے یا خیال نہیں رکھتا ویسا ہی غلط ہی جیسا کہ یہہ شبہہ کہ میں سید صاحب کی نسبت اب وہ راے نہیں رکھتا جو اول رکھتا تھا ' یا برادری کی شرم اور مسلمانوں کے خوش کرنے کا خیال کبھی کبھی مجھے سید صاحب سے مخالفت کرنے پر آمادہ کرتا ہی — میری تحریرات اس پر شاہد ہیں کہ میں اصول کا نہایت پابند ہوں — مگر وہ اصول کیا ہیں ؟ وہ نہوں ہیں جسے ضد یا تعصب یا کورانہ پیروی کہتے ہیں — بلکہ ہر ایک بات کو ٹھنڈے دل سے سننا ' ہر ایک دعوی کی دلیلوں پر غور کرنا ' مگر جب کسی بات کا ثبوت دلایل ہندسیہ کی طرح مل جاوے ' تو اُسکے قبول کرنے میں ایک لحظہ کی بھی دیر نکرنا ' گو جمہور کی مخالفت کا الزام

لگایا جاوے ' یا خرق اجماع کی تہمت کی جاوے ' یا کفر کے فتوی مکه مدینه سے منگوائے جاویں — اسی اصول کی پابندی نے مجھے سید صاحب کی مخالفت پر قایم رهنے سے بچایا ' اور اسی اصول پر قایم رهنے سے میں اُن کے بعض غلط خیالات کے ماننے سے بھی محفوظ رها — اس تیس برس کے زمانه میں جب سے مجھے اُن سے ملنے کا فخر اور اُنکے عمده خیالات سے مستفید هونے کا موقع ملا هی — کوئی دن مجھے ایسا یاد نہیں آتا که میں اس اصول پر پابند نرها هوں — ایک وہ زمانه تها که میں نے اُن کی تفسیر توریت و انجیل کو اپنے تقلیدی اعتقادات کے خلاف پاکر اُن پر حمله کیا ' اور اُنکو کافر و بیدین سمجھه کر اُن سے لڑنے لگا — پھر جب اسی مقام بلکه اسی مکان میں جہاں اب یہه مضمون لکھه رها هوں ' مجھے اُن سے ملنے کی عزت نصیب هوئی اور اُنکے نہایت لطیف اور پاکیزه خیالات پر مطلع هونے کا موقع ملا ' تو نه صرف میں اُن کے اسلام کا قایل هوا ' بلکه جسے میں تاریکی کا شیطان سمجھتا تها وہ نور کا فرشته نظر آیا ' اُسوقت سے میں نے اُن کے مذهبی خیالات کو جهانتک میری سمجھه نے مدد کی انصاف سے دیکھنا شروع کیا — اگر میں نے اُنکی کسی راے کو صحیح پایا اُسے تسلیم کیا ' اور اگر کوئی عقیده اُن کا میری سمجھه میں نه آیا اُسکے غلط کہنے اور رد کرنے میں اُن کی عظمت اور ادب کا کچھه خیال نه کیا — پس اے میرے عزیز دوست اگر میں کسی اصول کا پابند نه هوتا جیسا که بعض لوگ خیال کرتے هیں یا خود کوئی راے نه رکھتا تو میرا یہه حال نهوتا *

آپ پوچھتے هیں که میرا خیال سید صاحب کی نسبت کیا هی ؟ اُسکا جواب یہه هی که میں اُن کو نہایت عالی دماغ ' عالی خیال ' پاک دل ' روشن ضمیر ' مسلمان سمجھتا هوں — وہ خدا کے دل سے معتقد ' رسول کے دل سے عاشق ' اسلام پر ' دل سے شیدا ' اور مسلمانوں کے ' دل سے خیرخواہ هیں — اسلام کو وہ سچا مذهب سمجھتے هیں ' اور نه صرف سچا بلکه اُسی کو تمام دنیا کی ' هدایت اور نجات کا وسیله ' اور هر قسم کی دماغی اور اخلاقی اور دینی اور دنیاوی ترقی کا ذریعه ' جانتے هیں — تقلید کے برباد کن خیال سے اُنکا دل پاک هی ' اور کورانه پیروی کے طوق و سلسل سے اُن کا دماغ آزاد ' گو وہ نه عالم هیں نه ملا ' نه جامع معقول و منقول هیں ' نه حاوی فروع و اصول ' نه فضیلت کی پگڑی سر پر رکھتے هیں ' نه ممبر پر چڑھ کر ناز و کرشمه دکھاتے هیں ' مگر خدا نے کچھه اپنے دست قدرت سے اُن کا دل و دماغ ایسا بنایا هی که حق کو باطل سے ' صحیح کو غلط سے ' جلد تمیز کراوتے هیں — قومی محبت اور انسانی همدردی اور مذهبی جوش سے اُنکا سینه بھرا هوا هی ' اُنکے پاکیزه خیالات نے مسلمانوں کو بہت فائده پہونچایا ' اور اُنکی محققانه تحریروں نے اسلام کے پاک اور خوبصورت چہرہ سے بہت سے داغ مٹا دیئے — غرضکه اُن میں وہ صفتیں اور باتیں موجود هیں که اگر میں اُن کو اسلام کا حامی کہوں تو بیجا نه هوگا — مگر باوجود اس کے میں اُن کو نه رسول سمجھتا هوں ' نه اُنپر وحی آنے کا معتقد هوں — انه رجل ونعم رجال والامر بالعکس سجال وہ ویسی هی خطا کرتے هیں جیسے که اور آدمی ' اُن سے اُسی قسم کی غلطیاں هوتی هیں جیسی که دیگر انسانوں سے ' اس لیئے جسطرح میں اُن کے عمده خیالات سے مستفید هوتا هوں ' اسی طرح اُن کی بری راییوں سے بچتا هوں — اور جس طرح اُن کی تفسیر کے بعض مقامات کو نہایت عالی اور بلند دیکھتا هوں ' اسی طرح بعض جگهه اُن کو غلطی اور خطا کے نہایت تاریک اور گہرے غار میں گرا هوا پاتا هوں — اور چونکه میں مشرک فی صفة النبوة نهیں هوں ' اور نه اُنکو مورد ما ینطق عن الهوی ان هوالا وحی یوحی سمجھتا هوں — نه رسول یاتی من بعدی اسمه احمد کو اُنکی شان میں مانتا هوں — اس لیئے باوجود اُس ادب اور عزت کے جو اُن کا میرے دل میں هی ' اُن کی راے کے غلط کہنے اور اُن کے خیالات کے رد کرنے میں ' جبکه وہ میرے نزدیک غلط اور قابل تردید هوں ذرا بھی پرواه نهیں کرتا — اور یہی شعار سچے اور پکے مسلمانوں کا هی ' اور یہی بات اسلام نے همکو سکھائی هی — اس لیئے که سوائے اُس ایک پاک اور مبارک ذات کے جسکا سینه خدا کے نور سے روشن تها ' اور جو مذهبی تعلیم ' اور خلق کی هدایت میں ' غلطی اور خطا سے پاک تها ' جسکا معلم خدا تها ' اور جس پر

وحی لانیوالا جبرئیل - دنیا میں نہ کوئی خطا سے بری ہی ' نہ غلطیوں سے محفوظ - اگر کوئی کسی کو ایسا سمجھے' تو وہ فی الحقیقت مشرک فی النبوۃ ہی ' اور ایک طرح سے ختم نبوت کا منکر — اور چونکہ تقلید اور حسن عقیدت کے توحید کا خالص خیال ہمارے دل سے دور کردیا ہی اور یہہ پاک اور صاف عقیدہ اسلام کا ایسا بگڑگیا ہی - کہ نہ وہ خدا کی صفات میں اپنی حالت پر قایم رہا ' نہ رسول کی رسالت اور عصمت کے متعلق آمیزش سے محفوظ رہا — خدا کی توحید کو دیکھئے - تو اُسکا یہہ حال ہی کہ اگر ہندو تینتیس کروڑ دیوتا رکھتے ہیں ' تو مسلمانوں میں بیشمار حلال مشکلات اور قاضی الحاجات ہیں - اور اگر رسول کی عصمت پر لحاظ کیجیئے ' تو اُسکی یہہ کیفیت ہی ' کہ دنیاوی معاملات میں انبیاء کے اجتہاد میں تو غلطی کا اعتراف ہی ' مگر اپنے پیروں اور اماموں کے ہر قول کو واجب التصدیق ' اور ہر فعل کو واجب التقلید جانتے ' اور اُن کی نسبت خطا اور غلطی کے گمان کرنے کو بھی کفر سمجھتے ہیں - پس جبکہ لوگوں کے دل تقلید سے یہاں تک تاریک ہو رہے ہوں ' اور جبکہ اسلام سے پاک اور نورانی مذہب پر ایسے پردے پڑگئے ہیں ' اور ہر فرقہ نے اپنا اپنا ایک جدا پیغمبر بنا رکھا ہو ' تو اُن کے خیال میں کیونکر آسکتا ہی' کہ کوئی شخص اُس سے اختلاف کرے جسے بزرگ اور مجتہد سمجھتا ہو - حضرات ذرا اسلام کی زمین کی سیر کیجیئے ' اور مذہب کے میدان میں آکر تماشا فرمائیے ' کہ اس خیال نے اسلام کا کیا حال کر رکھا ہی اور وحدت اور یکرنگی کا ' جو اصلی صفت ' بلکہ یہی ایک صفت ' اور نشانی اسلام کی تھی کیسا خون ہورہا ہی — ایک اسلام کے بے رنگ جھنڈے کے بدلے آپ ہزاروں رنگ کے پرچم لہلہاتے ہوئے دیکھینگے — اور ایک توحید کے لشکر کے عوض سینکڑوں فرقے مشرک فی صفات اللہ اور مشرک فی صفۃ النبوۃ نظر آوینگے — اگر آج خدا کی توحید کا سبق دینے والا ' اور دنیا میں وحدت و یکرنگی کا پھیلانے والا ' تھوڑی دیر کے لئے ہمارے پاس آوے ' اور اپنی اُمت کا حال دیکھے - تو قسم ہی اُس خدا کی جسکے ہاتھہ میں میری اور سارے عالم کی جان ہی ' کہ وہ مشکل سے پہچانیگا کہ یہہ اُسکی وہی امت ہی جنکو اُسنے توحید کا سبق سکھایا تھا ' اور یہہ وہی مسلمان ہیں جنکی ہدایت کے لیئے دنیا کا ہادی خدا کی وہ کتاب چھوڑ گیا تھا ' کہ " لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ " کیا فرق معلوم ہوگا اُن یہود اور نصاری میں جو اپنے اپنے احبار اور پیروں کو خطا سے پاک اور غلطی سے محفوظ سمجھتے ہیں' اور اُن مسلمانوں میں جو اپنے اماموں اور مرشدوں کے قیاس یا قول کی مخالفت کو کفر سمجھتے ہیں - ہاں صرف یہہ فرق نظر آویگا کہ وہ اپنی اپنی غلطیوں کی اصلاح کر رہے ہیں اور اپنے حالات اور خیالات کی درستی میں سرگرم ہیں' مگر اُسکی اُمت روز بروز اپنے آپ کو اُسکی تعلیم سے جدا کرتی جاتی ہی اور اُسکا دامن چھوڑ کر دوسروں کا سایہ ڈھونڈ رہی ہی — پس اے میرے عزیز دوست جبکہ ہم مسلمانوں کا یہہ حال ہو کہ اپنے مجتہد اور امام سے اختلاف کرنے کو شرک سے بدتر جانیں' اور اپنے بزرگوں کی کھینچی ہوئی لکیر سے ایک قدم باہر رکھنے کو دائرہ شریعت سے نکلنا خیال کریں' اور بجائے قال اللہ و قال الرسول کے قال زید ہکذا و قال بکر ہکذا کہتے ہوں ' اور اپنے اعتقادات اور اعمال کی تائید میں بجائے خدا کی کتاب کے صرف ایسے لوگوں کی سند پیش کرنے کے عادی ہوں جو مثل اُنکے ' چوک اور غلطی کرنے والے تھے - تو وہ کہونکر ' میرے اُس اختلاف پر تعجب نکرینگے جو میں سید صاحب کی رایوں سے کرتا ہوں - اُنکی نظر میں دو صورتوں کے سوائے تیسری صورت ہی نہیں آسکتی - یا میں اُن کو کافر کہوں' یا اُن کی تمام باتوں کو حق سمجھوں - یہہ کیسے ہوسکتا ہی کہ میں اُنکو محقق اور مصلح بھی جانوں' اور پھر اُنکی کھینچی ہوئی لکیر سے اپنا پاؤں بھی باہر نکالوں - مجھے اس موقع کے مناسب ایک حکایت یاد آئی کہ بعض شاگرد اپنے اُستاد سے بحث کرتے' اور جو بات وہ کہتا اُسکو کاٹنے لگے — یہاں تک کہ اُن کے اُستاد نے عاجز آکر اور خفا ہوکر یہہ کہا کہ " ما اخسس دابکم فی مراعات الاداب وانہ اذا وقعت زلۃ من معلمہ فی فصل الخطاب لاتتحملون بعض غلطہ وزلقہ فما احسن اداب الصوفیہ والمریدین حیث یصدقون مشائخہم ولو تکلموا بما یخالف من امور الدین " — یعنی تمہاری کیا بری عادت ہی کہ اپنے اُستاد کا ادب نہیں کرتے اور

اگر اُن سے کچھہ لغزش هوجاوے تو اُسکي غلطي کي برداشت نهیں کرسکتے — دیکھو کیا اچھا طریقه هی صوفیوں اور اُن کے مریدوں کا که اپنے پیروں کي هر بات کو مانتے هیں اور اگرچه وہ کچھہ دین کے خلاف بھي کهیں اُسکي بھي تصدیق کرتے هیں — شاگرد نے سلکر عرض کیا که "هکذا دابهم و آدابهم وعلی نحو هذالعلماء و اصحابهم — وقد علم کل اُناس مشربهم و عرف کل طائفة ملتزمهم" بلا شبهه صوفیوں اور اُنکے مریدوں کا وهي داب هی جیسا آپ نے فرمایا ' اور علما اور اُنکے شاگردوں کا یهي طریقه هی جو آپ نے دیکھا ' هر آدمي اپنے طریقه کو پهچانتا هی اور هر فرقه اپني راه پر چلتا هی — پس اے میرے عزیز ' پیروں اور صوفیوں کو تو جانے دو که اُنکا طور وراءطورالعقل هی ' اور اُنکو کشف اور حقیقت کا وہ درجه حاصل هی ' جهاں علم و عقل کي رسائي نهیں — هم تو محسوسات اور منقولات اور معقولات میں بحث کرتے هیں ' اور اس عالم میں هم کسي انسان کو ' راے اور خیال کي غلطي سے پاک نهیں سمجهتے ' بلکه بڑوں بڑوں کو غلطیوں میں پڑا هوا دیکهتے هیں — اور غلطیاں بھي ایسي جس سے انسان کے ضمیر میں خطا کے هونے کا ایک حیرت انگیز ثبوت ملتا هی — متوسط درجه کے لوگوں کو جانے دو — اُن شخصوں پر خیال کرو ' جنکي تحقیقاتوں نے ایک عالم کے خیالات پلٹ دیئے ' اور جنکے دل و دماغ نے علمي دنیا میں انقلاب پیدا کردیا — جنکي تحریریں دیکهه کر یهه معلوم هوتا هی که وہ الهامي صحیفے هیں ' اور جنکي تقریروں پر یهه خیال گذرتا هی که آسمان کے فرشتے بول رهے هیں ' اُن کے بھي بعض خیالات ایسے پست نظر آتے هیں که اُن میں تحقیق کي بو بھي پائي نهیں جاتي ' اور اُنکے دوسرے خیالات دیکهه کر اُن کي طرف ایسي باتوں کے منسوب کرنے پر تهمت کا شبهه هوتا هی — اور اس کے دو سبب هیں ' ایک یهه که موجودہ زمانه کے خیالات اور الف و عادت کا کچھہ نه کچھہ اثر ضرور باقي رهتا هی ' دوسرے یهه که جب کسي بات کا خیال کسي کے دل میں پورے طور پر بیٹهه جاتا هی تو اُسکے خیالات جادۂ اعتدال سے گذر جاتے هیں — یهي حال هماري سر سید کا هی — اُنکي تفسیر کو اُٹها کر دیکهیے ' بعض جگهه اُن کے خیالات ایسے روشن اور پاک نظر آتے هیں که گویا ایک صاف دریا هی که بهتا چلا جا رها هی ' اور خدا کي زمین یعني مسلمانوں کے دلونکو شاداب کر رها هی ' اور بعض مقام پر وہ آیات قرآني کي ایسي تفسیر کرتے هیں ' که قرآن ایک کلام ' مهمل اور پوچ ' معلوم هوتا هی ' اور اُسکا مقصود اور مطلب سارا فوت هوجاتا هی — کهیں اُنکے دلایل ایسے مستحکم اور مضبوط هیں ' جو هندسي دلیلوں کے موافق دل پر اثر کرتے هیں — کهیں وہ اپنے دعوی کا ایسا ثبوت دیتے هیں که اُسپر هنسي آتي هی — اور یهه حیرت انگیز اختلاف اُنهیں کے خیالات میں پایا نهیں جاتا ' بلکه سقراط اور افلاطون اور غزالي اور رازي وغیرہ حکماء یونان و اسلام کي تالیفات میں بھي انساني طبیعت کا یهه جلوہ نظر آتا هی — پس جو شخص که اُن کے کلام سے مستفید هونا چاهے — اُسے چاهیئے ' که خذ ماصفا اور دع ماکدر پر عمل کرے ' اور الحمدالله که اسي پر میرا عمل هی *

اب مجهے اس بات کا جواب دینا باقي هی ' که ایسے عقاید کے ساتهه ' جو جمهور مسلمانوں کے خلاف هیں ' اور ایسي تفسیر کے لکهنے پر جسکے بعض مقامات پر میں خود مالا یرضی بقائله کهتا هوں ' میں سید صاحب کو کسطرح مسلمان ' اور نه صرف مسلمان ' بلکه محقق سمجهتا هوں ' اور جیسا که میرے دوست نے لکها هی تفسیر بالراے کے وعید اور خرق اجماع کے الزام سے میں کیونکر اُن کو بچاسکتا هوں — اُسکا حال یهه هی که اگر هم انصاف اور غور سے پچهلے بزرگوں کے حالات دیکهیں ' اور اسلام میں جو حکومانه خیالات رکهنے والے مسلمان هوئے هیں اُنکي کتابوں کو پڑهیں تو معلوم هوگا که "لیس هذا اول قارورة انکسرت فی الاسلام" ایک بیچاره سید هي اس جرم کا مجرم نهیں هی ' اور نه صرف اُس کے دماغ میں یهه مجنونانه خیالات گذرے هیں — بلکه هماري بڑے بڑے اکابر دین ' جو اب شیخ اور امام اور قطب کے معزز ناموں سے پکارے جاتے هیں ' اس نشه کے متوالے تهے ' اور اُنکے سر میں بھي یهي سودا تها — اور اسي سبب سے که اُن کے کلام ملانوں اور فقیهوں کے خیال سے زیادتا

بلند ' اور عوام کي سمجھہ سے خارج تھے وہ کافر اور زندیق اور ملحد ٹھیرے *

میں سید صاحب کي کوئي بات ایسي نہیں دیکھتا ' جو مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے کسي نہ کسي میں پائي نہ جاتي ہو ' اور نہ کوئي خیال اور کوئي عقیدہ اُنکا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہی ' جسکا پتہ کسي نہ کسي پرانی تحریر میں نہ ملتا ہو — پس اگر کوئي عقیدہ اُن کا معتزلہ یا شیعہ یا صوفیہ یا اور کسي ایسے فرقہ سے ملتا ہو جو اسلام میں داخل ہی' تو کفر کا اطلاق اُن پر ہرگز کوئي نہ کریگا — اسلیئے کہ یہہ مسئلہ ہمارے ائمہ کبار نے طی کردیا ہی ' کہ کوئي فرقہ مسلمانوں کا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہی — کیا خوب فرمایا ہی امام ابوالحسن اشعري نے کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہوگئے ہیں اور ایک دوسرے کو گمراہ سمجھتا اور برا جانتا ہی مگر اسلام میں سب شریک ہوں اور اسلام اُن سب کا جامع ہی '' کما قال في اول کتاب مقالات الاسلامیین اختلف المسلمون بعد نبیہم صلعم في اشیاء ضلل بعضہم بعضا وتبرء بعضہم عن بعض فصاروا فرقا متباٰئنین الا ان الاسلام یجمعہم ویعمہم '' اور بالفرض اگر وہ کسي عقیدہ اور کسي قول میں منفرد ہي ہوں تاہم وہ اسلام سے خارج نہیں ہوسکتے اسلیئے کہ '' لایخرج الرجل من الایمان الا بجحود ما ادخلہ فیہ '' انسان کو ایمان سے صرف اُس چیز کا انکار نکالتا ہی جسکے اقرار نے اُسے داخل کیا تھا — البتہ متقشفین فقہا اور متعصب علما کے عناد و جدال کے لیئے دائرہ وسیع ہی' اور کتنہ حجتیاں کرلے ' اور خواہ مخواہ کافر بنانے کے لیئے مطلب اولتا بیان کرلے اور تہمت لگانے کي بہت گنجایش ہی ' مگر کالے دل والوں کے جاري کیئے ہوئے کالا کالے فتوے کسي مسلمان کو کافر نہیں بناسکتے ' اور ملانوں کي عداوت یا حماقت سے کوئي محقق مسلمان اسلام سے خارج نہیں ہوسکتا — فمن تعرض لتخطیة وتکفیر ہٰؤلاء المحققین فانما ہو لجھلہ اولعدم فہمہ و ضعف ایمانہ وعدم مبالاتہ بھفوات لسانہ *

اگر میرے دوست ذرا تاریخ دیکھنے کي تکلیف گوارا فرماتے' اور نہ صرف اسلام بلکہ دیگر مذاہب کے اکابر دین کے حالات پڑھتے' تو اُن کو مجھہ سے پوچھنے کي ضرورت نہ رہتي — بلکہ اُن کو معلوم ہوجاتا کہ کوئي مذہب دنیا میں ایسا نہیں ہی جس میں کورا نہ تقلید پر مذہب کا مدار نہ سمجھا گیا ہو اور عقل سے کام لینے اور تحقیق و تنقیح کرنے' اور شریعت کو فطرت سے تطبیق دینے ' اور حکیمانہ خیالات ظاہر کرنے پر بدعت اور کفر کا الزام نہ لگایا گیا ہو — مسلمانوں میں تو خدا کي مہربانی سے کم کوئي بڑا امام اور مجتہد ایسا ہوا ہی جسکے خیالات ایسے عامیانہ ہوں ' بلکہ برخلاف اس کے بڑے بڑے محقق اور حکیم ایسے ہوئے ہیں — جنھوں نے دین کو عقل سے ' اور مذہب کو حکمت سے ' جدا نہیں سمجھا ' بلکہ حقایق واسرار کے بیان کرنے ہي کو اسلام کي اصلي تائید خیال کیا ہی — مگر ہاں دوسرے مذہبوں کا یہہ حال ہی ' کہ وہ لوگ جو مذہب کے مصلح اور رفارمر تھے ' اور جو مذہب کے بانی اور ہادي سمجھے جاتے ہیں حکمة و فلسفہ اور تحقیق و تنقید کے ایسے دشمن تھے کہ اُن کے ارشادات دیکھہ کر تعجب ہوتا ہی — ذرا لوتھر کو دیکھیئے جو پراٹسٹنٹ مذہب کا بانی اور عیسائیت کا مصلح ہوا ہی — وہ حکیموں کا کیسا دشمن تھا ' اور افلاطون اور ارسطو کي نسبت کیا راے رکھتا تھا ایک یوروپین مصنف لکھتا ہی کہ '' لوتھر کا ارادہ یہہ تھا کہ فلسفہ کي جڑ اور بنیاد کلیسا سے نکال کر پھینک دیجاوے — وہ ارسطو کے فلسفہ کے دیکھنے کو فضول سمجھتا تھا اور اُسکي نہایت ہجو کرتا تھا — لوتھر ارسطو کي نسبت کہتا تھا کہ '' وہ حقیقت میں خبیث دیو ' خوفناک تہمت لگانے والا ' بدذات خوشامدي ' اور تاریکي کا بادشاہ یعني شیطان ' تھا — وہ ایک جانور ' اور انسانوں کو نہایت خوفناک دھوکہ دینے والا تھا '' اور پھر حضرت لوتھر مقدس نے اسي پر قناعت نہیں کي — بلکہ فلسفہ کي زمین سے بھي ارسطو کو خارج کیا ' اور کہا کہ '' یہہ (یعني ارسطو) ایک ایسا شخص ہی جس میں یہ مشکل کوئي فلسفہ کي بات ہی — وہ علانیہ جھوٹ بولنے والا ہی ' دروغ گوئي گویا اُسکا پیشہ ہی ' وہ ایک تن پرور اور نفس پرست ہی ' وہ بکري ہی ' وہ بڑا ملعون ہی '' اور یہہ مقدس لوتھر صرف اسي ناموز

حکام کي ہجو پر کفایت نہیں کرتے ' بلکہ زمانہ متوسط کے تمام فلاسفر کي نسبت فرماتے ہیں " کہ وہ تذیاں - کپڑے - مہاتک ' اور جونکیں ' تھے " - اسلام میں کسي بڑے امام اور مجتہد کي زبان سے حکمت و فلسفہ کے خلاف ایسي باتیں نہیں نکلیں ' اور حکیموں اور فلسفیوں کو اُنہوں نے ایسي گالیاں نہیں دیں — البتہ عوام اور متقشفین فقہا اور متعصب علما کے ہمارے یہاں بھي حکمت کو برا سمجھا ' اور فلاسفر اور محققین کو ملحد کہا - مگر ہر زمانہ اور ہر ملک میں ایسے لوگوں کا تخطئہ کیا گیا ' اور ہمارے عالیدماغ علما ایسے خیالات اور ایسے اقوال کي ہمیشہ تردید ' اور حکیمانہ خیالات رکھنے والوں اور شریعت کو حکمت سے مطابق کرنے والوں کي تائید کرتے رہے — اسلام کي تاریخ میں کوئي حکیم اور محقق مسلمان ایسا نہیں ملتا ' جسکے محققانہ خیالات پر لوگوں نے الحاد کا الزام لگایا ہو ' اور بڑے بڑے نامور روشن خیال علماوں نے اُسکو رد نہ کیا ہو - میں بطور مثال کے حضرت محي الدین ابن عربي کا کچھہ ذکر کرتا ہوں — کہ جب اُنہوں نے وہ باتیں بیان کیں ' جو حشویہ خیالات کے عالموں کي سمجھہ سے باہر تھیں تو ظاہري علماء اُن پر جھک پڑے ' اور فقہا تک کفر کا شور مچانے لگے - کسي نے اُنکي کتابوں کے جلانے کا حکم دیا ' کسي نے اُنکے کفر کو یہود اور نصاری کے کفر سے بڑھکر قرار دیا ' کسي نے روزانہ دس مرتبہ اُن پر لعنت کرنے کو اپنا وظیفہ ٹھہرایا ' اور بہتوں نے اُن کے مزار مبارک کو مزبلہ ہول و براز بنایا - ابن مقري نامي ایک بزرگ کو دینداري کا ایسا جوش اٹھا ' کہ وہ فرمانے لگے کہ " من شک في کفر طائفۃ ابن عربي فہو کافر " کہ جو ابن عربي کے گروہ کے کفر میں شک کرے وہ بھي کافر ہی ' مگر آخر کیا ہوا - ایک دوسرا گروہ بڑے بڑے نامي عالموں کا اُنکي تائید پر کھڑا ہوا اور اُنکے حقایق و دقایق کو سمجھہ کر اُن کي ولایت اور قطبیت کا مقر ہوا ' اور تکفیر کرنیوالوں کي ناداني اور غلطیوں کو ظاہر کرنے لگا - اُنکي تائید میں کتابیں تصانیف ہوئیں ' معترضین کے اعتراضات رد کئے گئے - اور اُنکو شیخ وقت اور قطب الاقطاب کا خطاب دیا گیا - کیا خوب کہا ہی

ہمارے یہاں کے ایک عالم نے ابن مقري کي نسبت کہ " انہ یزعم ارادۃ النصیحۃ بقولہ - من شک في کفر ابن عربي فہو کافر - فانتقل من الحکم علیہم ' بالکفر علی من لم یتیقن کفرہم - فانظر الی ہذہ التعصب الذي بلغ الغایۃ - وخرق بہ اجماع الامۃ وانتقل بہ الی کفر غیر المتیقنین کفرہم - سبحانک ہذا بہتان عظیم - اذا تلقونہ بالسنتکم و تقولون بافواہکم مالیس لکم بہ علم - و تحسبونہ ہینا وہو عنداللہ عظیم " *

پس اے میرے عزیز دوست ' میں باوجود اُس مخالفت کے ' جو سر سید کو ایک بڑے گروہ سے مسلمانوں کے ہی ' اُسي سبب سے کافر نہیں کہتا جن وجوہ سے دین نے ابن عربي کو کافر نہیں کہا — اور میں اُن کي اُسي طرح اور اُنہیں وجوہ سے حمایت کرتا ہوں جسطرح اور جن وجوہ سے اکثر روشن خیال مسلمانوں نے ابن عربي کي حمایت کي تھي — اے میرے عزیز دوست — اگر وہ شخص جسکو میں جانتا ہوں کہ اُسنے اپني ساري زندگي اسلام کي تائید میں گذاري ' اور جس کي نسبت میرا یقین ہی کہ اُسکا ایمان ہزاروں کے ایمان سے سوکڑوں درجہ بڑھکر ہی ' اور جسپر میرا دل شہادت دیتا ہی کہ خدا اور رسول پر اُسے ایسا اعتقاد ہی ' کہ اُسکا ہر بن مو لوکشف الغطاء ما ازددت یقیناً پکارتا ہی - اور جسے سوتے ' جاگتے ' اُٹھتے ' بیٹھتے ' مذہب ہي کي تائید ' اور مسلمانوں ہي کي ترقي کا خیال ' رہتا ہی — اگر وہي کافر اور اسلام سے خارج ہو ' تو میں نہیں سمجھتا ' کہ پھر دنیا میں کون مسلمان ہوگا ' اور اسلام کي تصویر کہاں نظر آویگي -

در جملہ جہاں یکے چو سید وان ہم کافر
پس در جملہ جہاں کسی مسلمان نہ بود

اب میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوں اس لیئے کہ بہت طول ہوگیا - دوسرے وقت اُن عقاید اور خیالات سے تفصیلي بحث کرونگا جنکے سبب سے لوگ سید صاحب پر دہریت کا الزام لگاتے ہیں — اور اس امر کے دکھلانے کي کوشش کرونگا کہ یہہ خیالات اُنہیں کے دماغ کي پیداوار نہیں ہیں ' بلکہ پچھلے مسلمانوں میں بھي ایسے خیالات

رکھنے والے پائے جاتے ھیں — اُس کے بعد پھر میں نفس مطلب پر متوجہ ھونگا ' اور سید صاحب کي تفسیر کے اُن مقامات سے بحث کرونگا — جہاں میرے نزدیک حضرت نے ایسي بلند پروازي کي ھی کہ آسمان پر جاتے جاتے گھرے غار میں گر پڑے ھیں ' اور اسلام کو نیچر سے ملانے کے شوق میں سیدھي راہ سے بھک کر اُلٹے چلنے لگے ھیں وتضرع الی اللہ ان ینفع بہ الراغبین الذین ھم المحق طالبون و عن طریق العناد ناکبون و غرضھم تحصیل الحق المبین لا تصویر الباطل بصورۃ الھیئۃ *

محسن الملک

نمبر ۵۶

تہذیب الاخلاق کے فرایض

تہذیب الاخلاق نے جو بڑا اثر مسلمانوں پر ڈالا اُس سے کوئي انکار نہیں کرسکتا — کسي میگزین — کسي اخبار — کسي رسالہ نے ھماري قوم کے خیالات میں اتنا بڑا تغیر نہیں پیدا کیا ھی — اس کا اور اس کے اڈیٹر کا احسان اِن ممالک کے مسلمانوں پر ھمیشہ رھیگا — اگر تہذیب الاخلاق برابر جاري رھتا اور بند نہوجاتا تو اس میں کچھہ شک نہیں کہ اس میں وہ غیر معلوم تبدیلیاں واقع ھوجاتیں جسکي آج ھمیں ضرورت معلوم ھوتي ھی — یا جسکي وجہہ سے یہہ بات معرض بحث میں ھی کہ تہذیب الاخلاق کو ' — قطع نظر اسکے کہ اُس نے پہلے کیا کیا اور وہ کیا کرچکا ھی ' — اس زمانہ میں مسلمانوں کے لیئے کیا کرنا چاھیئے *

اب چونکہ تہذیب الاخلاق نے ایک عرصہ کے بعد دوبارہ جنم لیا ھی — اس لیئے اسبات کي ضرورت پڑي کہ جو لوگ مسلمانوں کے حالات اور خیالات سے دلچسپي رکھتے ھیں — اس کي نسبت اپنے خیالات ظاھر فرمائیں — چنانچہ پچھلے پرچہ میں ھمارے مکرم حبیب اللہ خاں صاحب نے اِس پر ایک دلچسپ مضمون لکھا ھی اور نہایت خوبي سے بتایا کہ مسلمانوں میں کس چیز کي بڑي کمي ھی مگر یہہ نہ بتایا کہ تہذیب الاخلاق کا کیا کام ھی *

تہذیب الاخلاق کا جو مقصد قرار دیا گیا ھی وہ نہایت قابل تعریف اور اعلی درجہ کا ھی اور جب تک تہذیب الاخلاق جاري رھیگا اس میں تغیر و تبدل کي یقیناً کوئي ضرورت معلوم نہوگي — بحث طلب بات صرف یہہ ھی کہ یہہ قابل قدر مقصد کیونکر اور کس ڈھنگ سے عمل میں لایا جاے — اور اُس میں کوئي دقت واقع نہوگي اگر اس کي وضع میں زمانہ کے مطابق ذرا تراش خراش اور کردي جائے — گو ایسا کرنے سے اُسکي وضعداري میں فرق ضرور آجائے گا *

(۱) سب سے پہلا فرض تہذیب الاخلاق کا یہہ ھی — کہ وہ مسلمانوں کي قوم میں نیشنلٹي کا خیال پیدا کرے اور جب تک یہہ خیال ھماري قوم میں پیدا نہوگا ھم کبھي اعلی ترقي اور تہذیب کے رتبہ تک نہیں پہنچ سکتے — کیا فائدہ ھوگا ایسي تعلیم کا اگر ھم ھندوستان میں ایک نیشن بنکر نرھیں اور مسلمانوں میں مختلف جرگے قایم ھوجائیں جنکے مقاصد اور اغراض ایک دوسرے سے کچھہ تعلق نرکھتے ھوں — ؟ جسکا نتیجہ صاف ادبار ھوگا — کیونکہ جب قوم ھي متفرق اور پریشان ھوگئي تو اُن مختلف جرگوں کا سنبھالنا خود اُن کے لیڈروں کے بس کا نرھے گا اور وہ خود سر ھوکر تباہ و برباد ھوجائینگے — اگرچہ مسلمانوں سے ھمیں یہہ توقع ھرگز نہیں رکھني چاھیئے — مگر پھر بھي تہذیب الاخلاق کا یہہ فرض ھی کہ قوم کے ھر فرد بشر کے سامنے یہہ خیالات پیش کرے اور اُن کے دلوں میں قومیت کے خیال کو پورے طور سے متمکن کردے — اور اسلامي اخوت کے رشتہ کو اسقدر مضبوط کردے کہ ٹوٹے نہ ٹوٹ سکے — اگرچہ یہہ کام ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں اور خصوصاً انکلینڈ کے تعلیم یافتہ مہذب جنٹلمینوں کا ھی — مگر اُن کي لاپروائي غضب کررھي ھی اور اسلیئے مجبوراً ھمیں تہذیب الاخلاق کي طرف جھکنا پڑتا ھی *

اس میں کچھہ شک نہیں کہ قوم کرنے سے بنتي ہی نہ کہنے سے — مگر جب تک کہا نہ جاے، جتایا نہ جاے، اور ایسے خیالات کي اشاعت نہ کیجاے لوگ اس بڑے مقصد کے لیئے کیونکر آمادہ ہوسکتے ہیں — اور یوں تو اپني قوم کے فدائي وہ کچھہ کر گذرتے ہیں جسے دیکھہ دیکھہ کر ایک عالم کو تحیر ہوتا ہی — ایک شخص تن تنہا افریقہ کے قلق و دق صحرا اور طوفان خیز ریگستانوں کے حالات دریافت کرنے جاتا ہی جہاں خونخوار قومیں آباد ہیں - کیوں ؟ صرف اس لیئے کہ وہاں کے حالات دریافت کرنے کا فخر میري قوم کو ہو — ایک با ہمت وسیع سمندروں کو کھوندتا ہوا توکل بخدا چلا جا رہا ہی- اس لیئے کہ کسي طرح میري قوم متمول ہو اور ایک نئي دنیا آباد کرے — ایک اپنے آپ کو قربان کرتا ہی تا کہ باقي قوم سرسبز اور خوشحال ہو جاے — دوسرا اپني جان جوکھوں میں ڈالتا ہی — اور تباہ و برباد ہوجاتا ہی تاکہ لاکھوں آدمي اُس کے تجربہ اور مشاہدہ سے فائدہ اوٹھائیں — جب تک یہہ خیالات ہم میں پیدا نہونگے ہم کچھہ نہیں کرسکتے — ہم لوگوں میں کچھہ فدائي پیدا ہونے چاہیئیں جو ان مقاصد کي تکمیل میں کوشش کریں *

۲ — دوسرا فرض تہذیب الاخلاق کا یہہ ہی کہ وہ مسلمانوں میں سے توہمات باطلہ کو دور کرے *

تہذیب الاخلاق کو اس میں عظیم الشان کامیابي ہوئي ہی — اس نے چند سالوں میں بہت سے باطل توہمات — پوچ خیالات فضول اور بیہودہ اعتقادات کو جڑ اور بنیاد سے اُکھاڑ ڈالا — اور باقي جو ہیں وہ بھي مٹتے جاتے ہیں — یہہ توہمات خواہ سائنس کے متعلق ہوں یا مذہب کے متعلق یا سوشیل حالت کے متعلق ان سب کا دور کرنا تہذیب الاخلاق کا فرض ہی *

۳ — تیسرا کام تہذیب الاخلاق کا یہہ ہی کہ وہ کبھي کبھي مسلمانوں کے سامنے دنیا کے بڑے بڑے نامور لوگوں کے عظیم الشان کارنامے پیش کرے - یہہ طرز ہمیشہ مفید ثابت ہوا ہی - کیونکہ ہر ایک باہمت گذشتہ ناموروں اور مشاہیر کے قدم بقدم چلنا چاہتا ہی اور اُنکے حالات سے سبق حاصل کرتا ہی - یہاں تک کہ بعض اوقات اِن حالات کے پڑھنے سے مردہ دلوں میں بھي ایک جوش پیدا ہوجاتا ہی — علاوہ اس کے اس قسم کي تحریریں اُردو زبان کے لیئے سرمایۂ ناز ہونگي *

۴ — اُردو زبان کو ترقي دینا -

جو اسي قدر ضروري ہی جتنا انگریزي زبان سیکھنا اور جاننا — اسي فرض کو تہذیب الاخلاق نے نہایت خوبي کے ساتھہ ادا کیا ہی اور اب کي بار جو تہذیب الاخلاق جاري ہوا تو جناب سید محمود صاحب نے اس فرض کے ادا کرنے میں پیش قدمي کي — جو بالکل نیا ڈھنگ ہی جو پہلے اختیار نہیں کیا گیا تھا *

اس میں اُردو نظم اور مختلف علمي مضامین بھي شامل ہیں جو زبان کي اصلي ترقي کي بنیاد ہیں *

یہہ ہیں تہذیب الاخلاق کے فرایض جو بجا لاے چاہیئیں — جس سے وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیئے نہایت مفید اور ضروري ثابت ہوگا — گو وہ اس وقت بھي اپني طرز کا ایک بے نظیر پرچہ ہی *

راقم
عبدالحق

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام محمد ممتازالدین چھپا اور مشتہر ہوا

THE
MOHAMMEDAN
SOCIAL REFORMER
تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم شعبان سنہ ۱۳۱۲ ھجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۱۱

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۵۷

ھوالموجود

یہہ کہتے تو سب ھیں مگر جب پوچھو کہ وہ کون ھی تو حیران رھجاتے ھوں سب سے اچھے اور پختہ ایمان والے جنکے یقین میں کبھي شک نہوں آنے پاتا وہ ھیں جو بے دلیل اُسپر یقین کرتے ھیں یہي لوگ ھیں جو سچے اور پکے مسلمان ھیں گو انہوں نے بے سمجھے ایک بات پر یقین کیا ھی جسطرح کہ اور بہت سے لوگوں نے بے سمجھے اُنکے یقین کے برخلاف یقین کیا ھی مگر اُن کي خوش قسمتي تھي کہ جس بات پر انہوں نے یقین کیا وھي سچي بات اور سیدھي راہ تھي حقیقت میں بے جانے اور بن سمجھے یقین چنین اور چنان کرنے والوں کے یقین سے بہت زیادہ مستحکم اور مضبوط ھوتا ھی *

جاھلوں کے گروہ میں ایک دفعہ ملا اپنے وعظ میں بیان کرتا ھی کہ امام فخرالدین رازي کے پاس اُن کے مرتے وقت شیطان آیا اور پوچھا کہ کس دلیل سے تم نے خدا کو جانا — رازي نے بہت سي دلیلیں بیان کیں شیطان نے اُن سبکو توڑ دیا قریب تھا کہ رازي خدا کے منکر ھوکر کافرمریں اتنے میں اُن کے پیر کي روح مجسم ھوکر آئي اور کہا کہ کمبخت یہہ کہہ کہ خدا کو بے دلیل پہچانا — جب یہہ کہا تو شیطان بھاگ گیا اور امام رازي کا پیر کي مدد سے خاتمہ بالخیر ھوا — اس قسم کے وعظ ان لوگوں کے دلوں پر ایسا قوي اثر کرتے ھوں کہ بڑي سے بڑي دلیل سے بھي نہیں ھوسکتا وہ سمجھتے ھیں کہ خدا ایسي چیز ھي نہیں جو دلیل سے پہچانا جاوے اُسکو بے دلیل کے ماننا چاھیئے *

مگر جب انسان اس درجہ سے آگے بڑھتا ھی تو یقین کے لیئے اُسکو استدلال کا رستہ ملتا ھی جس میں ھزاروں ٹھوکریں اور بیشمار دشوار گذار گھاٹیاں ھیں ھاں اس میں کچھہ شک نہوں کہ جو کوئي سلامتي سے اُس راستہ کو طی کرجاوے اور منزل مقصود تک پہونچ جاوے تو اُسي کے یقین پر یقین کا اطلاق ھوتا ھی بن بوجھي یقین اور

بوجہي یقین میں ایسا ہي فرق ہی جیسا کہ ظلمت و نور اور جہل و علم میں ہی *

علماے اسلام نے اس رستہ کے طی کرنے اور اوروں کے لیئے ہموار کرنے میں نہایت کوشش کي ہی اور اپني دانست میں اُس رستہ کو نہایت صاف ہموار کردیا ہی مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ اب تک نا ہموار و دشوار گذار ہی — علماء اسلام کي دلیلوں کا بڑا مخالف اُنہي میں کا ایک شخص ہی جو ابن کمونہ کے لقب سے مشہور ہی اُسنے جوشبہہ علماء اسلام کي دلیلوں پر کیا ہی وہ شبہہ شیطانیہ کے نام سے مشہور ہی امام فخرالدین رازي نے اُسکے بہت سے جواب دیئے ہیں جو پورے نہیں ہوئے اور اسي پر کت ملاؤں نے شیطان کي اور امام رازي کي وہ کہاني بنائي ہی جو ہمنے اوپر بیان کي اور اسي پر مولانا روم نے فرمایا ہی *

گر باستدلال کار دیں بدے * فخر رازي رازدار دیں بدے

اس زمانہ کے مسلمانوں نے بھي جو دین اللہ اور فطرت اللہ کے ایک معني سمجھتے ہیں اور یہہ دعوی کرتے ہیں کہ تھیوت اسلام نیچر کے مطابق ہی اس دشوار گذار رستہ میں قدم رکھا ہی اور اس آرٹیکل میں ہمارا مقصود خدا کے وجود پر اُن نیچریوں کي دلیلوں کا بیان کرنا ہی *

وہ کہتے ہیں کہ واجب الوجود یا علۃ العلل یعني ذات باري کي نسبت تین طرح سے بحث ہوتي ہی — ایک اُس کے وجود سے کہ وہ موجود ہی — دوسرے اُسکي ازلیت سے یعني موجودہ زمانہ سے گذشتہ زمانہ کي طرف کتنے ہي اُوپر چلے جاؤ تو اُسکو انتہا نہوگي — تیسرے اُسکي ابدیت سے یعني موجودہ زمانہ سے آیندہ زمانہ کي طرف کتنے ہي دور چلے جاؤ اُسکو انتہا نہوگي — پس نیچري واجب الوجود کو موجود اور ازلي و ابدي مانتے ہیں *

اُنکي دلیل یہہ ہی کہ لا آف نیچر یعني قانون قدرت و آئین فطرت کي رو سے تمام موجودات عالم میں جہانتک کہ انسان کو رسائي ہوئي ہی ایک سلسلہ علت و معلول کا نہایت استحکام سے پایا جاتا ہی جو شی موجود ہی وہ کسي علت کي معلول ہی اور وہ علت کسي دوسري علت کي معلول ہی اور یہہ سلسلہ اسیطرح پر چلا جاتا ہی اور ایسے سلسلہ کا نیچر کي رو سے کسي علۃ العلل پر ختم ہونا ضرور ہی جسکا ثبوت خود لا آف نیچر سے پایا جاتا ہی اور وہ لا آف نیچر یہہ ہیں *

(۱) علت و معلول کے وجود میں خواہ خارجي ہوں یا ذہني تقدم و تاخر لازمي ہی یعني علت مقدم ہوگي اور معلول اُس کے بعد *

(۲) معلول کا وجود بغیر وجود علت کے نہیں ہوتا *

(۳) جبتک علت موجود بالفعل نہو معلول بھي موجود بالفعل نہوگا *

(۴) علت و معلول کے سلسلہ کو اپنے وجود کے لیئے امتداد یعني زمانہ لازمي ہی جسکے سبب سے علت و معلول پر تقدم و تاخر ماقبلیت و بعدیت کا اطلاق فی الذہن یا فی الخارج ہوتا ہی *

(۵) علت و معلول کے سلسلہ غیر متناہي کو اپنے وجود کے لیئے امتداد یعني زمانہ بھي غیر متناہي لازم ہی *

(۶) غیر متناہي متناہي میں نہیں سما سکتا *

یہہ تمام لا آف نیچر ہیں جو بیان ہوئے ان ہي سے واجب الوجود کا وجود ثابت ہوتا ہی کیونکہ جسوقت ہم عالم کو موجود کہتے ہیں تو اُسوقت تک زمانہ کو موجودہ زمانہ تک محدود کردیتے ہیں پس اگر اُسوقت ہم یہہ کہیں کہ عالم میں سلسلہ علت و معلول کا اُوپر کو غیر متناہي ہی تو یہہ کہنا خلاف لا آف نیچر کے ہی کیونکہ نامتناہي متناہي میں نہیں سما سکتا *

علت و معلول کے سلسلہ غیر متناہي کو زمانہ بھي غیر متناہي لازم ہی پس کوئي معلول کسي وقت موجود بالفعل نہیں ہوسکتا کیونکہ جبتک تمام سلسلہ علت و معلول کا موجود بالفعل نہو لے کوئي معلول موجود بالفعل نہوگا اور تمام سلسلہ علت و معلول غیر متناہي کا موجود بالفعل نہیں ہوسکتا کیونکہ اگر تمام سلسلہ موجود بالفعل ہو تو غیر متناہي نرہے گا *

ہم عالم کو موجود بالفعل دیکھتے ہیں اور اسلیئے بموجب لاآف نیچر کے ضرور ہی کہ اُسکي اخیر علت

بهي موجود بالفعل هو اور کسي دوسري علت کي معلول نهو کیونکه اگر وه دوسري علت غیر موجود بالفعل کي معلول هوتي تو وه خود موجود بالفعل نهوتي پس هم اُسي علت کو جسپر عالم کي علت و معلول کا سلسله ختم هوتا هی علة العلل کهتے هیں اور اُسیکو ذات باري اور واجب الوجود جسکا مختصر نام یهوه اور الله اور خدا اور گاڈ هی اور جو هوالموجود کهلاتا هی *

یهي لاآف نیچر جو ذات باري کے وجود کو ثابت کرتا هی اُسکے واجب الوجود اور ازلي و ابدي هونیکو بهي ثابت کرتا هی کیونکه جو چیز اپنے وجود میں کسي علت کي معلول نهیں هی تو اُسکے واجب الوجود هونے میں کچهه شامل نهیں هی اور جو چیز که واجب الوجود هی اُسکے ازلي و ابدي هونے میں کچهه کلام نهیں — یهه نئے الهام هیں جو اس زمانه میں نیچریوں کو هوتے هیں *

لکن ادراک حقیقت وجودہ ماذوق فطرت الانسان

علة العلل یاذات باري کے وجود کا یعني اُس کا هونا لاآف نیچر یا فطرت انساني کي روسے تسلیم کرنا لازمي هی مگر اُسکي ماهیت وجود یا ماهیت ذات کا جاننا فطرت انساني سے خارج هی *

جاننا جو ایک لفظ هی اور جس کي فارسي دانستن هی اور عربي علم وه ایک کیفیت هی جو انسان کو اُن ذریعوں سے جو اُس کیفیت کے حاصل کرنے کے یا هونے کے وسیلے هیں حاصل هوتي هی اور وه دس وسیلے هیں جنکو حواس خمسه ظاهري و باطني سے تعبیر کیا جاتا هی *

دیکهنا - چهونا - مزا - سنا - سونگهنا - حواس خمسه ظاهري هیں *

حس مشترک - متخیله — حافظه — متوهمه - متصرفه — حواس خمسه باطني هیں *

یهه پچهلے پانچوں حواس پهلے پانچ حواسوں پر مبني هیں یعني یهه پچهلے حواس جب هي کام کرتے هیں جبکه هم نے پهلے پانچ حواسوں سے کسي چیز کو جانا هو *

انسان نے کسي ایسے وجود کو جسپر علة العلل هونے کا اطلاق هوسکے اُن وسیلوں سے جو اُسکے جاننے یا علم کے وسیلے هوں نهیں جانا هی اور اس لیئے انسان کو اُسکے وجود کي حقیقت یا اُسکي ذات کي ماهیت کا جاننا لاآف نیچر یا فطرت انساني سے خارج هی گو که وه اُن چیزوں کي ماهیت کو بهي جنکو اُسنے جانا هی نهیں جان سکتا *

کسي موجود کے وجود کي حقیقت کو نجاننا اُس موجود کے وجود کے نهونے کو مستلزم نهیں هی جیسیکه هم ایک آواز سنیں اور آواز کرنے والے کے وجود کو نجانتے هوں تو همکو اس بات کا یقین هوگا که کوئي آواز کرنے والا موجود هی گو که هم اُس کے وجود کي حقیقت یا اُسکے وجود کي ماهیت کو نجانتے هوں *

یهي حال ذات باري کا هی جسکو همنے علة العلل سے تعبیر کیا هی اور اُس کا موجود هونا لاآف نیچر سے تسلیم کیا هی مگر اُس کے وجود کي حقیقت یا اُسکے ذات کي ماهیت مطابق لاآف نیچر یا قانون فطرت کے نهیں جان سکتے کیونکه اُس کا جاننا انسان کي فطرت سے خارج هی *

الله صفات یوصف بها و صفات یبرء عنها

صفت کا اطلاق کبهي تو اُسپر هوتا هی جو موصوف کي ذات پر محدود هوتي هی جیسے جسم کا متغیر هونا یا اُس میں ابعاد ثلاثه کا هونا اس قسم کي صفات تو علة العلل یا واجب الوجود میں نهوسکتي هیں اور نه منسوب هوسکتي هیں کیونکه هم مطابق لاآف نیچر یا قانون فطرت کے اُسکے وجود کي حقیقت نهیں جان سکتے اور اسلیئے کوئي ایسي صفت جسکا قرار دینا وجود کي حقیقت کے جاننے پر منحصر هو اُسکي نسبت منسوب نهیں کرسکتے اور نهوسکنے کي وجه آیندہ معلوم هوگي *

کبهي صفت کا اطلاق اُسپر هوتا هی جو موصوف سے ظهور میں آتي هی اور وه اُس سے موصوف هوتا هی اور جبکه علة العلل یا واجب الوجود سے تمام معلولات کا ظهور هوا هی تو اُسکو بهي بصفات متعدده موصوف کیا جاتا هی *

مگر صفت کے لفظ سے هم میں دو خیال پیدا هوتے هیں ایک یهه که وه صفت اُسکي ذات میں تو نهو مگر اُس میں پیدا هوگئي هو اور زاید علي الذات هو جیسے رنگ کا کسي

بے رنگ میں — دوسرے یہہ کہ وہ اُسي کي ذات میں ہو جیسے پاني میں رقت یا پتھر میں بوجھہ یا مقناطیس میں جذب - اگرچہ یہہ مثالیں بالکل ٹھیک نہیں ہیں لیکن ان سے صفت اور ذات کي عینیت کا ایک خیال پیدا ہوتا ہی *

پس علۃالعلل میں کسي صفت کا جو زاید علي الذات ہو - ہونا محال ہی اسلیئے کہ وہ ازلي و ابدي ہی اور معلول کسي علت کا نہیں پس اُس میں کسي ایسي صفت کا جو اُسکي عین ذات نہو ہونا محال ہی *

دوسرے خیال پر ہم اُسکے لیئے صفات قرار دے سکتے ہیں اور اُسکو موصوف بصفات کہہ سکتے ہیں مگر اُن صفات کي حقیقت اور ماہیت کا جاننا بھي اسیطرح ہماري فطرت سے خارج ہی جیسے کہ اُسکے وجود کي حقیقت و ماہیت کا جاننا — لان الصفات التي تنسب الیہ ھي عین ذاتہ *

اسیطرح بعض صفات سے جو منافي اُس کے وجود کے یا من جمیع الوجوہ منافي اُسکي کسي صفت مسلمہ کے ہیں اُسکو بري کرتے ہیں کیونکہ اجتماع نقیضین محال ہی علماء اسلام نے پہلي صفات کو صفات ثبوتیہ اور دوسري کو صفات سلبیہ سے تعبیر کیا ہی - وما ھذا الا اصطلاحات اختروھا بغیرالعلم بحقایقھا فتدبر *

مثلاً - حي - یعني زندہ ہونا جو ایک صفت ہی اُس سے علۃالعلل یا واجب الوجود کو موصوف کرتے ہیں اور اُسکي نقیض سے جو موت ہی اُسکو بري کرتے ہیں اور کہتے ہیں ھو حي لایموت *

مگر حي ہونے کي حقیقت ہمنے اُسیقدر جاني ہی جو ہمارے ذي حیات میں دیکھي ہی مگر وہ تو بہت سي علتوں کي معلول ہی اور اسلیئے علۃالعلل یا واجب الوجود سے منسوب نہیں ہوسکتي - البتہ اُن ذي حیات سے حیات کے سبب افعال صادر ہوتے ہیں اور اسي سبب سے ہم اُنکو حي کہتے ہیں اور ظہور کائنات و ماضی علیہا ومایمضی اوسیمضی علیہا افعال ہیں اُسي واجب الوجود کے جو علۃالعلل اُن کے ظہور کا ہی اس لیئے اُسکو بھي حي ہونے کي صفت سے موصوف کرتے ہیں اور کہتے ہیں ھوحي لایموت بحیاۃقابل للانعلم حقیقۃ حیاتہ — اور موت سے جو حیات کي نقیض ہی اُسکو ازلا و ابدا بري کرتے ہیں کیونکہ موت امر سلبي ہی اور کوئي امر سلبي ذات واجب الوجود میں موجود نہیں ہوسکتا اور اس لیئے کہتے ہیں کہ ہوحي لایموت *

یا مثلاً — مرید — یعني اپنے ارادہ سے کام کرنیوالا اس صفت سے بھي علۃالعلل یا واجب الوجود کو موصوف کرتے ہیں — مگر ہمنے اس صفت کي حقیقت کو اُسیقدر جانا ہی جسقدر کہ ہم نے انسان یا دیگر حیوانات میں دیکھا ہی اور یہہ سمجھا ہی کہ وہ ایک کیفیت ہی جو ہم میں اپنے خیالات سے اپني خواہشوں کے پورا کرنے یا کسي قسم کي جلب منفعت اور دفع مضرت کے لیئے پیدا ہوتي ہی اور ہماري ذات کو عارض ہوتي ہی یعني زاید علی الذات ہی اور اسلیئے وہ صفت جسکو ہم جانتے ہیں علۃالعلل یا واجب الوجود سے منسوب نہیں ہوسکتي *

مگر اُس علۃالعلل سے جو ظہور ہوا ہی وہ اُسکے افعال ہیں جو صفت ارادہ کے نتایج ہیں اور اسلیئے مرید ہونیکي صفت کا اُس میں یقین کرتے ہیں اور اُسکي حقیقت کو نہیں جانتے اور جبکہ اُسکي تمام صفات اُسکي عین ذات ہیں اس لیئے اُسکو مقتضاے ذات سے تعبیر کرتے ہیں - اسپر یہہ بحث کہ ان افعال کا ظہور بمجبوري ہوا ہی یا باختیار ایک محض لغو و مہمل بحث ہی جو امر کہ بمقتضاے ذات ہوا ہو اُس سے یہہ بحث متعلق نہیں ہوسکتي شاہ ولي الله صاحب نے تفہیمات میں لکھا ہی " ان نزاع الفلاسفۃ والمتکلمین في ان الله تعالی خالق بالاختیار او بالایجاب لیس في معارک المعاني في شی لماکان الارادۃ عندالفلاسفۃ عین الذات کان الابداع ایجابا " *

مگر جب ہم اُن تمام کاموں کو جو اُس علۃالعلل سے ظہور میں آئے ہیں کامل انتظام سے منتظم اور سلسلہ علت و معلول میں بالترتیب مسلسل اور لاانف نیچر کے مطیع دیکھتے ہیں تو فطرت انساني اسپر شہادت دیتي ہی کہ یہہ سب کام بالارادہ ظہور میں آئے ہیں اور اسلیئے کہتے ہیں — ھو فعال لمایرید ولا نعلم حقیقۃ ارادتہ لان ارادتہ لیس کارادتنا *

یا مثلاً - خالق - ہونا یہہ بھي ایک صفت ہی جس سے علۃالعلل یا واجب‌الوجود کو موصوف کرتے ہیں — مگر یہہ خیال انسان میں ایک چیز سے دوسري چیز کو پیدا ہوتے ہوئے دیکھکر پیدا ہوا ہی مگر درحقیقت وہ اس صفت کي حقیقت حقیقي یا مجازي سے مطلق واقف نہیں ہی اور نہ اُسنے اپنے کسي حواس سے محسوس کیا ہی اور نہ کرسکتا ہی اور اس لیئے اُس کي حقیقت کا جاننا مافوق فطرت انساني ہی بلکہ اُس نے صرف اسوجہہ سے کہ تمام کائنات کا ظہور اُس علۃالعلل یا واجب‌الوجود سے ہوا ہی اُسکو خالق اور اُس ظہور کو مخلوق قرار دیکر صفت خالقیت بلا علم اُسکي حقیقت کے علۃالعلل یا واجب‌الوجود کیطرف منسوب کي ہی — وھوالحق و لہذا نقول ہو خالق کل شی لکنہ لانعلم حقیقۃ واما الذین قالوا انہ واحد ولایصدر من واحد الا واحد فصدر منہ اول العقل الاول اوکذا ومنہ صدر کذا وکذا ومنہا صدر کذا وکذا وکذا ومنہم قالوا کان اللہ وکان معہ شی ویسمونہا مادۃ فخلق منہا اشیاء و بث الخلق فکلہا ظانون خلفوا بہا بغیر علم والحق کان اللہ ولم یکن معہ شی فخلق الخلق والانعلم کیف خلق لان فطرت الانسان قاصرۃ ان یعلمہ *

یا مثلاً — علیم — ہونا ایک صفت ہی جس سے علۃالعلل یا واجب‌الوجود کو موصوف کرتے ہیں مگر اُسکي حقیقت کو بجز اُسکے جو ہم نے بذریعہ اپنے حواس کے موجودات سے اخذ کي ہی نہیں جانتے اور وہ ایک کیفیت ہی جس سے ہمکو موجودات خارجي اور ذہني کا انکشاف ہوتا ہی اس لیئے ہمارے علم کے لیئے قبل از علم موجودات خارجي یا ذہني کا موجود ہونا ضرور ہی یعني ہمارا علم اُن کے موجود ہونیکا في‌الخارج یا في‌الذہن محتاج ہی اور زاید علی‌الذات ہی اور زمانہ سے متعلق ہی جسکو ہمنے ماضي و حال و استقبال سے تعبیر کیا ہی *

مگر با ایں ہمہ ہم اپنے علم سے کسي خاص شی کے موجد کے علم کو بہ نسبت اُس شی کے زیادہ وسیع پاتے ہیں وہ قبل وجود اُس شی کے اُس کے کل اور جزو کا اپنے ذہن میں علم رکھتا ہی اور اُس کے وجود میں آنے پر اور اُن خاص حالات کے ہونے پر جو آیندہ اُسکے ہونگے کوئي زیادتي اُس کے علم میں نہیں ہوتي اور اُس شی خاص کي نسبت اُس کے علم میں زمانہ کا امتیاز بھي نہیں ہوتا بلکہ ماضي و حال و استقبال اُس کے علم کي نسبت مساوي ہوتے ہیں — پھر حال جس صفت علم کو ہم جانتے ہیں اور جو محتاج وجود معلومات ہی اور جو زاید علی‌الذات ہی اُسکو علۃالعلل یا واجب‌الوجود کي نسبت منسوب نہیں کرسکتے *

مگر جب ہم نے ازروے قانون فطرت تسلیم کیا ہی کہ جو کچھہ اُس علۃالعلل یا واجب‌الوجود سے ظہور میں آیا ہی اُس کے ارادہ سے ظہور میں آیا ہی اور وہ خالق جمیع مخلوقات ہی تو فطرت انساني اسبات پر شہادت دیتي ہی کہ صفت علم بھي اُسکو لازمي ہی جو نہ مقید وجود معلومات ہو اور نہ جس میں زمانہ کا امتیاز ہو اور اس لیئے اُسکو کہتے ہیں — عالم‌الغیب والشہادۃ و ہو بکل خلق علیم وہذا العلم عندنا — ہوالمسمی بالتقدیر *

علم کي صفت میں — سمیع وبصیر — یعني سننے والا اور دیکھنے والا ہونا بھي داخل ہی کیونکہ وہ بھي انسان کے لیئے ذریعے علم کے ہیں لیکن جب اُس علۃالعلل یا واجب‌الوجود کي نسبت ہم نے کہا ہی عالم‌الغیب والشہادۃ تو ہمکو علم کے ذرایع سے جو انسان کے خیال میں بھي بطور ذرایع جزئیات علم کے ہیں بحث کرني ضرور نہ تھي — مگر چونکہ انسان کے ذہن میں سننا اور دیکھنا بھي منجملہ خاص ذرایع علم کے ہیں اور اُن سے علم کے کامل ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہی اس لیئے اُنکو بطور جداگانہ دو صفتوں کے علۃالعلل یا واجب الوجود کي نسبت منسوب کیا ہی جنکو سننے اور دیکھنے سے تعبیر کرتے ہیں *

مگر غور کرنا چاہیئے کہ ہم اُن صفتوں کي حقیقت کیا جانتے ہیں - سننے کي حقیقت ہم یہہ جانتے ہیں کہ ہمارے کان میں ایک نہایت باریک پردہ ہی اور جب کوئي صدمہ ہواے محیط کو پہونچتا ہی تو اُس میں چکر دار لہر پیدا ہوتي ہی جیسے کہ کنکري ڈالنے سے پاني میں پیدا ہوتي ہی وہ لہر ہمارے کان کے پردہ پر پہونچتي ہی اور وہ ذریعہ ہمارے سننے کا ہوتي ہی مگر اس طرح سے سننا معلول ہی متعدد علتوں کا اور وہ حقیقت سمع علۃالعلل یا

واجب‌الوجود سے متعلق نہیں ہوسکتي — پس جس سنغے کي حقیقت کو ہم جانتے ہیں وہ حقیقت علة‌العلل یا واجب‌الوجود کے سنغے کي نہیں ہی *

دیکھنے کي حقیقت ہم یہہ جانتے ہیں کہ ہماري آنکھہ کے شفاف پردہ اور اُس رطوبت پر جو ثقبہ چشم میں ہی روشني کے سبب اُس شی کا جو ہمارے سامنے ہی عکس آتا ہی جیسے کہ فوٹو گراف کي تصویر کھینچنے میں اور اس سبب سے ہم اُس چیز کو جو ہمارے سامنے ہی دیکھتے ہیں — یہہ حقیقت دیکھنے کي تو متعدد چیزوں کے وجود ماقبل کي محتاج ہی اور بہت سي علتوں کي معلول ہی وہ علة‌العلل یا واجب‌الوجود سے منسوب نہیں ہوسکتي *

مگر جسطرح از روے قانون فطرت کے ہم اُس علة‌العلل یا واجب‌الوجود کا علیم ہونا تسلیم کرتے ہیں جو نہ مقید وجود معلومات پر ہو اور نہ جس میں زمانہ کا امتیاز ہو اسیطرح ہمکو قانون فطرت کے مطابق سمیع و بصیر ہونا بھي جو درحقیقت صفت علم میں داخل ہی بلا موجود ہونے آواز اور بلا موجود ہونے مبصرات کے تسلیم کرنا لازم آتا ہی اور اسلیئے کہتے ہیں وھوالسمیع‌العلیم وانہ بصیر بالعباد انہ علیم بذات الصدور لکن ادراک ماہیة سمعہ و بصرہ خارج عن فطرت‌الانسان *

یا مثلاً — قادر — یعني قدرت والا ہونا یہہ بھي ایک صفت ہی جس سے علة‌العلل یا واجب‌الوجود موصوف کیا جاتا ہی — قادر ہونیکا مفہوم عام یہہ ہی کہ جس پر وہ قدرت رکھتا ہی اُسکو اپني مرضي کے تابع رکھنا اور جسطرح چاہے اُس میں تصرف کرنا — اس مفہوم کو جب انسان اور علة‌العلل سے منسوب کریں تو مختلف امور کا تسلیم کرنا لازم آتا ہی — انسان جمیع موجودات پر قدرت نہیں رکھتا علة‌العلل یا واجب‌الوجود جو کہ مخرج ہی یا موجد ہی یا خالق ہی تمام اُن چیزوں کا جو موجود ہیں یا آیندہ موجود ہوں اس لیئے ضرور ہی کہ اُن تمام پر قادر ہو انسان کي قدرت موقوف اُس کي جوارح اور قواے ظاہري اور باطني پر ہی علة‌العلل یا واجب‌الوجود کي قدرت اُسپر موقوف نہیں ہی — انسان کي قدرت محدود ہی اور بعض دفعہ ناکامیاب ہوتي ہی یعني جو وہ کرنا چاہتا ہی نہیں کرسکتا مگر علة‌العلل یا واجب‌الوجود جو خالق جمیع موجودات موجودہ اور آیندہ کا ہی اُسکي قدرت نہ جوارح سے متعلق ہی اور نہ محدود ہی اور نہ کبھي ناکام ہوسکتي ہی — پس مختصر لفظوں میں کہا جاسکتا ہی کہ اُسکي قدرت ہماري سي قدرت نہیں ہی اور اسلیئے اُس کي قدرت کي ماہیت یا حقیقت کا سمجھنا انسان کي فطرت سے خارج ہی اور اس لیئے کہا جاتا ہی — انہ علی کل شی قدیر اکثہ لانعلم حقیقة قدرتہ *

انسان کے دل میں ایک شبہہ پیدا ہوتا ہی کہ جب ہمنے یہہ تسلیم کرلیا کہ علة‌العلل یا واجب‌الوجود سے تمام موجودات کا ظہور ہوا ہی اور سلسلہ علة‌العلل میں مربوط ہی اور فطرت یعني نیچر کا مطیع ہی اور جو کچھہ ظہور میں آتا ہی وہ اُسي سلسلہ سے آتا جاتا ہی تو اب وہ علة‌العلل یا واجب‌الوجود بیکار محض ہی — اور اسطرح سلسلہ علة و معلول کو تسلیم کرنا اُسکي صفت قدرت کو معدوم کرنا ہی جسکا خلاصہ یہہ ہی کہ جو کچھہ اُسکو کرنا تھا کرچکا اب نہ اُس میں کچھہ صفت قدرت باقي ہی اور نہ اس سلسلہ کے برخلاف کسي کام کے کرنے کي اُس میں قدرت ہی اسي خیال پر یہودیوں نے سبت کا دن قرار دیا ہی اور کہتے ہیں کہ خدا نے جسکو ہمنے علة‌العلل یا واجب‌الوجود کہا ہی چھہ دن میں سب کچھہ کر کے ساتویں دن آرام کیا *

مگر یہہ شبہہ متعدد غلطیوں کے سبب سے پیدا ہوتا ہی اول یہہ کہ جس طرح انسان کے کام محدود ہیں اُسیطرح اُس نے اُس علة‌العلل یا واجب‌الوجود کے کاموں کو بھي محدود خیال کرلیا ہی اور سمجھتا ہی کہ اُسکے کام صرف اسي ہیضہ نما دنیا میں محدود ہیں — اور اس ہیضہ نما دنیا کے سوا اور کچھہ نہیں ہی *

ایک لطیف حکایت ہی کہ اتفاقاً ایک درویش جو مولے کچھلے پہٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا پانوں سے ننگا بال گرد الودہ ایک بادشاہ کے دربار میں چلاآیا اور درویشوں کي سي باتیں کرنے لگا بادشاہ نے پوچھا کہ خدا کو جو کچھہ کرنا تھا وہ کرچکا اب بتاؤ وہ کیا کرتا ہی درویش نے کہا

بادشاہ سلامت یہہ تو بہت بڑا شاہانہ سوال ہی اگر آپ تخت سے نیچے اوتراویں اور میں تخت پر ایک لمحہ کے لیئے جابیٹھوں تو اس شاہانہ سوال کا شاہانہ حالت میں جواب دیسکتا ہوں *

بادشاہ نے منظور کیا اور تخت سے اوتر آیا درویش تخت پر جابیٹھا اور بادشاہ ہاتھہ باندہ کر تخت کے سامنے کہڑا ہوگیا *

درویش نے تخت پر سے جواب دیا کہ اسوقت خدا یہہ کررہا ہی کہ مجھسے درویش کو تخت پر بیٹھا دیا ہی اور تجھسے بادشاہ کو دست بستہ میرے آگے کہڑا کردیا ہی یہہ کہکر درویش تخت پر سے اوتر آیا اور جنگل کا رستہ لیا *

دوسری غلطی یہہ ہی کہ جب انسان کوئی کام کرچکتا ہی تو اُسکا تعلق اُس کام سے منقطع ہوجاتا ہی اسیطرح وہ سمجھتا ہی کہ علۃالعلل یا واجب الوجود نے جو کام کیا اُس کا تعلق بھی اُس کام سے قطع ہوگیا حالانکہ علۃالعلل یا واجب الوجود میں جو علاقہ علۃ اور معلولیت کا ہی وہ کبھی قطع نہیں ہوتا اور وہی سبب معلول کے وجود کا ہی اگر ایک آن بھی علاقہ علۃ کا علۃ و معلول میں منقطع ہوجاوے تو معلول کا وجود بھی باطل ہوجاوے جیسے کہ الکٹرسٹی سے جو لمپ روشن ہوا ہی روشن ہونے کے بعد بھی اُس کا تعلق الکٹرسٹی سے قایم ہی اگر منقطع ہو تو روشنی کا وجود بھی نرہے *

تیسری غلطی یہہ ہی کہ جو لا آف نیچر یا قانون قدرت اور آئین فطرت خود اُس علۃالعلل یا واجب الوجود نے اپنی قدرت اور ارادہ سے پیدا کیئے ہیں اور مقتضاے قدرت اور کمال فطرت یہی ہی کہ وہ بے خطا اُسیطرح پر جاری رہے جس طرح اُس نے بنایا ہی اور جس میں اُس کی قدرت کا کامل طور پر ظہور ہی اُسکے بدستور جاری رہنے کو اُسکی عدم قدرت کی دلیل سمجھنا کیسی عجیب بات ہی خصوصا جبکہ کوئی امر اس بات کا مانع نہیں ہی — کہ وہ اُس لا آف نیچر اور قانون قدرت کو بالکل تبدیل کردے اور کوئی نیا لا آف نیچر یا قانون قدرت پیدا کرے اور سلسلہ موجودات اور کائنات کا اُسکے مطابق جاری کرے اور کیا معلوم ہی کہ اُسنے موجودہ لا آف نیچر و قانون قدرت کب تک کے لیئے بنایا ہی اور کب وہ زمانہ ختم ہوگا اور پھر اُسکی قدرت کاملہ سے نیا لا آف نیچر و قانون قدرت ظہور میں آویگا — مگر جو لا آف نیچر وہ بنادیگا وہ تبدیل نہیں ہونیکا *

خدا کا قادر ہونا اسی بات میں سمجھنا کہ کبھی آگ جلادیا کرے اور کبھی نہ جلایا کرے کبھی پانی بھاری چیز کو ڈبو دیا کرے اور کبھی تیرا دیا کرے کبھی سورج چلتا رہے اور کبھی ٹھہر جایا کرے — کبھی گیہوں بویا کریں اور جو پیدا ہوں اور کبھی جو بوئیں اور گیہوں پیدا ہوں کبھی ان ہونی بات بھی کسی کے کہنے سے ہوجاوے اور ہونے والی بھی ٹل جاوے — ایسا خیال کرنا تو عقلاً اور فطرتاً اُس علۃالعلل اور واجب الوجود کی قدرت کے ساتھہ ہنسی اور ٹھٹا کرنا اور نقلاً لاتبدیل لخلق اللہ سے انکار کرنا ہی — یہہ تو ایسی بات ہی کہ کوئی کہے کہ جب اُس علۃالعلل یا واجب الوجود کو اپنا سا دوسرا پیدا کرنے کی طاقت نہیں ہی تو وہ قادر مطلق کیا ہوا — ایسے سوالات خود غلط ہیں کیونکہ اُس سوال کا ایک جزو خود اُس سوال کے دوسرے جزو کو باطل کرتا ہی *

یہہ چند صفتیں میں نے بطور تمثیل کے بیان کی ہیں یہی حال اُن تمام صفتوں کا ہی جو علۃالعلل یا واجب الوجود کی نسبت منسوب کیجاتی ہیں پس ازروے لا آف نیچر اور مطابق فطرت انسانی کے انسان کے ذہن میں خدا کا یا علۃالعلل کا یا واجب الوجود کا مفہوم یا جو نام اُس کا قرار دو یہہ قرار پاتا ہی *

بیشک وہ موجود ہی کیونکہ اُس کا موجود ہونا اور واجب الوجود ہونا عقلا اور فطرتاً اُسیطرح ثابت ہی جسطرح ایک کی ایک میں ضرب دینے سے ایک ہی کا ہونا یا دو اور دو کا چار ہونا یا مساوی کے مساوی کا مساوی ہونا *

اُس کے وجود کی حقیقت کا نجاننا بھی فطرت انسانی کے مطابق ہی *

اس لیئے یقین کیا جاتا ہی کہ وہ موجود ہی نہ مجسم ہوکر — وہ موجود ہی نہ متحیز ہوکر — یعنی کسی مکان کا مکین ہوکر *

پھر وهي لاآف نیچر اور فطرت انساني اسبات کو ثابت کرتي هی که اُس علة العلل یا واجب الوجود میں صفات کا هونا بهي ضرور هی مگر جو حقیقت صفات کي هم جانتے هیں اُس طرح پر نهیں *

اس لیئے لازمي طور پر مانا جاتا هی اور کها جاتا هی جیسیکه هم نے پهلے بهي کها هی که " وه ایک مقدس اور پاک هستي جسکو کوئي الله اور کوئي وجود اور کوئي کلام کهتا هی همیشه سے هی اور همیشه رهیگي وه آپ هي آپ هی اور اُس کا هونا اُسکي ذات هی کیونکه اُسنے اپنا لقب یهي بتایا که میں هوں اُس کا هونا هي اُسکي بڑائي هی - اپنے هونے سے وه پهچانا جاتا هی اور اسي بڑائي سے وه پکارا جاتا هی اُسکي ابتدا هی نه انتها - وه کسي کا محتاج نهیں اور اُسکے سوا کوئي نهیں یهاں تک که اگر کها جاوے که هی — تو بوجها جاوے که وهي هی — نه وه کسي سے پیدا هوا هی اور نه اُس سے کوئي پیدا هوا — اور پهر جو کچهه هوا بغیر اُس کے نهوا اُس کا سا کوئي نهیں نهونے میں کیونکه هونا اُسکي ذات هی اور نه کسي صفت میں کیونکه سب صفتیں اُسکي ذات هوں وه زنده هی نه جان سے بلکه اپنے آپ سے وه جانتا هی نه کسي جهت سے بلکه اپني ذات سے وه دیکهتا هی نه کسي دیکهنے والي چیز سے بلکه اپني ذات سے — وه سنتا هی نه کسي سننے والي چیز سے بلکه اپني ذات سے - وه بولتا هی نه کسي بولنے والي چیز سے بلکه اپني ذات سے - وه جو چاهتا هی سو کرتا هی نه کسي غرض سے بلکه اپنے کمال سے — وه سب کچهه کرتا هی نه کسي کرنے والي چیز سے بلکه اپني ذات سے - وه هر طرح پر یکه هی اور هر آن میں هزاروں لاکهوں بلکه بے انتها کام کرتا هی — پهر ایسي ذات کي حقیقت کو بجز اسکے که هی کوئي عقل سے پهچان سکتا هی " — یهه کوئي ایسا مفهوم نهیں هی که انسان کے ذهن میں نه آسکے کیونکه اُس کا سمجهنا اور ذهن میں آنا بالکل انسان کي فطرت کے مطابق هی *

سید احمد

نمبر ۵۸

جزو میں تقریر نواب محسن الملک مولوي سید مهدیعلي خاں بهادر

نواب محسن الملک نے محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس میں ندوة العلماء کانپور کي تائید میں ایک رزولیوشن پیش کیا تها اُس کے پیش کرتے وقت ایک لمبي مگر نهایت عمده اور دلچسپ گفتگو کي تهي اُنکي گفتگو میں کا وه حصه جو بالتخصیص تعلیم سے اور فلسفه قدیم اور جدید سے اور اُسکي تعلیم کے خیالات قدیم و جدید سے متعلق هی هم چهاپتے هیں جو في زمانها نهایت غور و تعمق نظر سے پڑهنے کے لایق هی *

وهو هذا

جناب مولوي حافظ شاه محمد حسین صاحب الهآبادي موجوده تعلیم کے نقصانات میں سے ایک نقصان یهه بتاتے هیں ' که " سابق کا علم کلام جو فلاسفه اور معتزله کي رد سے مملو هی ' اب نه وه معتزله رهے نه وه فلاسفر ' اُن کے خیال بدل گئے — مگر اب علم کلام میں ابطال فلاسفه حال اور رد نصاری کے داخل کرنے کي ضرورت هی — اور نیز ایسي کوئي کتاب اس تعلیم میں (یعني موجوده تعلیم میں) نهیں رکهي گئي جس سے احکام دین کے اسرار اور اُنکي خوبیاں معلوم هوں ' حالانکه زمانه حال کے موافق اسکي بڑي ضرورت هی " — صاحبو ' یهه وهي خیال هی جو همارے بزرگ سر سید کے پیش نظر هی ' اور یهه وهي نقص هی جو هماري موجوده تعلیم میں نهایت بڑا اور بهت برا اور قابل اصلاح هی *

مولوي ابو محمد عبدالحق صاحب دهلوي نے جو کچهه اپني تقریر میں فرمایا ' اُسکا بهي بعض حصه سننے کے لایق هی — وه فرماتے هیں که " بهت سے ترقي خواهاں اسلام کا یهه حال هو رها هی که علوم جدیده جو نئي قوم کي حشمت و شوکت کا باعث هیں پڑهنا چاهیئے — میں کهتا هوں ضرور پڑهنا چاهیئے ' مذهب اسلام مانع نهیں — مذهب اسلام ایسي ریتي کا گهر نهیں جسپر نئي فلسفه کا ریله کچهه اثر

کرے ' اور نہ کبھي پچھلي صدیوں میں کچھہ اثر کیا ھی — فلسفہ بدلتا رھا ھی اور بدلتا رھیگا — پر آسماني مذھب کبھي نہ بدلیگا — اسلام کا کوئي † دنیاوي فلسفہ نہیں نہ کوئي ھیئت و ریاضي ھی — وہ تو صرف انسان کي اخلاقي و روحاني تعلیم کرنے والا ھی — اسکے ضمن میں بطور اثبات قدرت آسمان و زمین اور دیگر کائنات کا مخلوق الہي ھونا بیان فرمایا ھی ' جس سے اُس قادر مطلق کي بے انتہا قدرتوں کا ثبوت ھوتا ھی — اسي طرح تاریخ کا بھي بطرز مورخانہ ذمہ نہیں لیا ھی ' بلکہ اُنھوں واقعات کا ذکر کیا ھی جو انسان کے لیئے عبرت و حیرت پیدا کریں — اگر بطلمیوس کي ھیئت ثابت ھوجائے تو کیا ' اور فیثا غورس کي قایم ھوجائے تو کیا ' جزو لا یتجزا باطل ھوا تو کیا ' اور ثابت ھوگیا تو کیا — خلاء کا بطلان ھوا تو کیا ' اور اثبات ھوا تو کیا — ھمارے بزرگوں نے یوناني فلسفہ کے حملے روکنے کے لیئے ایسے ایسے مسائل علم کلام میں داخل کیئے تھے جنکو آجکل محض جودت طبع کے لیئے ھم لوگ پڑھتے ھیں ' نہ وہ ھمارا مذھب تھا ' نہ کتاب و سنت اور مشکوۃ نبوت کا فرمودہ تھا — سب کچھہ بگڑ جائے تو ھماري بلا سے'' *

صاحبو — ان دو بزرگ عالموں کي تقریر سے آپ خیال کرسکیں گے ' کہ ایک رائے تو یہہ ھی ' کہ فلسفہ حال کے ابطال کے لیئے نئے علم کلام کي ضرورت ھی — اور دوسري رائے یہہ ھی ' کہ اسلام میں نہ کوئي دنیاوي فلسفہ ھی ' نہ قرآن میں ھیئت ریاضي اور طبعیات کے مسائل کا بیان ھی ' اور نہ اُس میں واقعات کا ذکر بطور تاریخ کے مورخانہ طرز پر کیا گیا ھی — بلکہ اسلام صرف انسان کي اخلاقي اور روحاني تعلیم کے لیئے ھی ' — اُسکے ضمن میں بطور اثبات قدرت ' آسمان و زمین اور دیگر کائینات کا مخلوق ھونا بیان کیا گیا ھی — وہ کوئي ھیئت اور طبعیات کي کتاب نہیں ھی جس سے ھم یہہ رائے قایم کرسکیں ' کہ پراني ھیئت صحیح تھي یا حال کي ' اور نسبت موجودات اور کائنات عالم کے اسلام پراني تحقیقات کے مطابق ھی ' یا اس زمانہ کے — اس لیئے کہ مطابقت اور مخالفت تو اُسوقت خیال کي جاسکتي ھی ' جب کہ دونوں میں ایک ھي چیز کا بیان ھو — مثلاً کہہ سکتے ھیں ' کہ پراني ھیئت حال کي تحقیقات کے خلاف ھی ' یا عیسائي مذھب کے عقاید قرآن کے مخالف ھیں — اس لیئے کہ دونوں کا موضوع اور مقصود ایک ھی ' مگر جبکہ یہہ بات مان لي گئي ' کہ قرآن کوئي کتاب علم ھیئت اور طبعیات کي نہیں ھی ' نہ اُس میں واقعات کا ذکر مورخانہ طور پر کیا گیا ھی — تو پھر کوئي دقت ھي باقي نہیں رھتي ' اور نہ مسائل جدیدہ کے ابطال یا تطبیق کي ضرورت پائي جاتي ھی — بلکہ اُس بڑي بحث کا جو متعلق مذھب اور علوم جدیدہ کے ھی خاتمہ ھوجاتا ھی — مثلاً آپ لوگوں میں سے بہت سے ایسے ھونگے ' جنکو وہ بحث † جو آسمان کي نسبت ایک

† (فٹ نوٹ) بیس برس ھوئے جب سر سید احمد خاں بہادر نے تہذیب الاخلاق میں ایک مضمون بنام تفسیر السموات لکھا تھا اور جسپر بڑا شور و غل ھوا تھا وہ دیکھنے کے لایق ھی اور وہ تبدیلي جو اب علماء کے خیالات میں ھوئي ھی غور کے قابل ھی اگر وہ خیالات جو اب علماء ظاھر کرتے ھیں اُسوقت کرتے تو یہہ جھگڑا ھي کیوں ھوتا اور بیچارے سر سید کي تکفیر کي نوبت کیوں آتي — وھي بات جو بیس برس اول اُنھوں نے کہي تھي اب ھمارے علماء فرماتے ھیں — سر سید اپنے مضمون تفسیر السموات کو یوں شروع کرتے ھیں ھ ھمکو یہہ بات معلوم نہیں ھی کہ علماء اسلام نے کوئي خاص علم ھیئت ایسا مقرر کیا ھی جس کي بناء قرآن مجید یا حدیث پر ھو جہاں تک ھمکو معلوم ھی وہ یہي ھی کہ جو علم ھیئت یوناني حکیموں نے اختیار کیا تھا وھي بذریعہ ترجموں کے جو یوناني زبان سے عربي زبان میں ھوئے ھم مسلمانوں میں بھي پھیل گیا — جب قرآن مجید کي تفسیریں لکھي گئیں اور قرآن مجید کي کسي آیت میں کوئي ایسا مضمون آیا جو علم ھیئت سے علاقہ رکھتا تھا تو اُنھوں نے اُسکي تفسیر اُسي یوناني علم ھیئت کے اصول پر کي یہاں تک کہ قرآن مجید میں سات آسمانوں کا ذکر تھا اور یوناني تو آسمان مانتے تھے تو علماء اسلام نے اُن سات آسمانوں میں عرش اور کرسي کو ملاکر پورے نو کردیئے پس ھم سمجھتے ھیں کہ علماء اسلام نے یوناني علم ھیئت کو تسلیم کیا اور اُسي کے اصول کو مذھبي کتابوں اور قرآن مجید کي تفسیروں میں داخل کردیا رفتہ رفتہ وہ مذھب کے ساتھہ اور مسائل مذھبي میں ایسا مل جل گیا کہ یوناني علم ھیئت سے انکار کرنا گویا مسائل ضروریہ مذھب سے انکار کرنا خیال میں سما گیا پس جسقدر کہ ھمکو انکار ھی اُن ھي مسائل علم ھیئت یوناني سے ھی جنکو علماء اسلام نے مسائل مذھبي و تفسیر قرآن مجید میں داخل کیا ھی —

† فاضل جناب مولوي ابو محمد عبدالحق صاحب نے جلال الدین سیوطي کا رسالہ موسوم الہیئۃ السنیۃ في الہیئۃ السنیۃ ملحقہ نہیں فرمایا جسمیں اسلامي علم ھیئۃ قرآن مجید و حدیث کے مطابق لکھا ھی —

(سید احمد)

مدت تک ہوتی رہی خوب یاد ہوگی۔ جو ثبوت آسمانوں کے وجود کا قرآن مجید سے پیش کیا گیا ' جن دلائل سے اُن کا ماننا بطلیموسی ہیئت کے موافق لازم سمجھا گیا ' اور جس شد و مد سے اُس کے نہ ماننے والوں پر کفر کے فتوے جاری ہوئے ' جو غالباً وہ سب آپکے پیش نظر ہونگے۔ ان تمام مباحثوں کی بنیاد صرف اس بات پر تھی ' کہ جو کچھہ بیان آسمانوں کا قرآن میں ہی ' وہ گویا اُسی طور پر ہی جیسا کہ علم ہیئت میں کیا گیا ہی ۔ اگر اُسوقت یہہ خیال ہوتا ' کہ قرآن علم ہیئت کی کتاب نہیں ہی ' بلکہ اُس میں آسمان و زمین کا ذکر بطور اثبات قدرت کے کیا گیا ہی ۔ تو یہہ جھگڑا ہی کیوں ہوتا ' بہت سے مسلمانوں پر کفر کے فتوے کیوں جاری ہوتے ' اور یہہ دونوں خیال کہ آیا آسمان ایک ایسا جسم ہی جو نہایت مضبوط اور سخت ہی ' اور وہ ایک مکان کو گھیرے ہوئے ہی ' اور مثل کرہ کے گول اور اندر سے خالی ہی ۔ یا آسمان وہ چیز ہی جو اونچی اور نیلی ہمکو دکھائی دیتی ہی ' جس میں ہوا چلتی ہی ' بادل اُٹھتے ہیں ' اور اُسکی وسعت میں پرندے اُڑتے ہیں — کیوں ایسے جدا جدا سمجھے جاتے ' کہ ایک تو قرآن کے مطابق کہا جاتا ' اور دوسرا قرآن کے خلاف — پہلے کا ماننے والا تو مسلمان سمجھا جاتا ' اور دوسرے خیال کا رکھنے والا منکر قرآن ۔

لیکن گو یہہ خیال کہ قرآن علم ہیئت و طبعیات کی کتاب نہیں ہی ' اور اسلام میں علمی مسائل کا بیان یا تاریخی واقعات کا ذکر مورخانہ طور پر نہیں کیا گیا ' صحیح ہو — اور گو اس سے بہت سی مشکلات دور ہوسکتی ہوں۔ مگر اس میں شبہہ نہیں ہی ' کہ جب جزئیات پر نظر کی جاوے ' اور مسایل مذہبی سے تفصیلی بحث ہو ' تو یہہ اجمالی خیال اُس تناقض کے دور کرنے کے لیئے کافی نہوگا جو اسلام اور حال کے علم میں بہ ظاہر پایا جاتا ہی ' بلکہ اُسکے لیئے جیسا کہ مولوی شاہ محمد حسین صاحب نے فرمایا بالضرور نئے علم کلام کی ضرورت ہوگی — مگر اس کے لیئے لازم ہی کہ علوم جدیدہ سے بخوبی واقفیت ہو ' اور علمی مسائل کا علم کامل طور پر ہو — اور ایسی واقفیت ہو نہیں سکتی ' جب تک کہ وہ کتابیں نہ دیکھی جاویں جو ان علوم میں تصنیف کی گئی ہیں ' اور اسکے لیئے ضرور ہوگا کہ یورپ کی زبانیں سیکھی جاویں — اسلیئے کہ جس طرح خلفاء عباسیہ کے زمانہ میں یونان اور فارس کی علمی کتابیں ہماری زبان میں ترجمہ ہوگئی تھیں ' اُس طرح اب ترجمہ کی ہوئی کتابیں تو مل نہیں سکتیں ' اور اگر کسی نے اُردو یا عربی میں کوئی ایک آدہ کتاب کا غلط سلط ترجمہ کرلیا ' اُس سے آدمی اصل علم سے واقف نہیں ہوسکتا — سوائے اسکے اب علوم کی اسقدر ترقی ہی ' اور اُسکی اسقدر شاخیں ہوگئی ہیں ' اور اس کثرت سے کتابیں روزانہ تصنیف ہوتی جاتی ہیں — کہ بغیر اصل زبان کے جاننے کے ترجمہ سے کبھی کام نکل ہی نہیں سکتا — مگر میں اس بات کے دیکھنے سے خوش ہوں ' کہ ندوۃ العلماء اس سے بے خبر نہیں ہی ' اور وہ اصل زبان میں علوم کے حاصل کرنے کی ضرورت سے واقف ہی — مولوی مفصور علی خاں صاحب لکھتے ہیں کہ " چند علماء اہل اسلام جو معقول اور منقول اچھی جانتے ہوں ' اور استدلالی قوت عمدہ رکھتے ہوں ' اگر زبان انگریزی میں بھی مہارت پیدا کرکے جوابات مخالفین لکھا کریں ' اور انگریزی اخبار تائید اسلام میں جاری کریں ' تو اہل اسلام کو بڑی ترقی اور کامیابی حاصل ہوگی ۔ " اس تحریر کو دیکھہ کر اُن لوگوں کو تعجب ہوگا جو کہ مسلمان عالموں پر عموماً تعصب کا الزام لگایا کرتے ہیں ' بلکہ اس سے زیادہ اُن کو مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب دہلوی کی تقریر کے بعض مقامات پر حیرت ہوگی ' کہ وہ نہ صرف علوم و فنون جدیدہ کے حاصل کرنے کی ضرورت بتاتے ہیں ' بلکہ اب تک جو غفلت مسلمانوں نے کی اُسپر اسطرح افسوس کرتے ہیں کہ " تخمیناً پچاس برس سے نئے علوم اور جدید فنون جو فاتح اور حکمراں قوم کے ساتھہ آئے اُن سے بھی ہماری بد نصیبی نے حصہ نہ لینے دیا ' ایک تو افلاس تھا ہی ' اُسپر نفاق اور جہل نے ' اور بھی رہی سہی عزت اور دولت کو برباد کردیا " ۔

اے حضرات اگر ہم کو یہہ بد نصیبی دامنگیر نہ ہوتی ' اور گذشتہ پچاس برس میں بقول مولوی عبدالحق صاحب کے ' ہم نئے علوم اور جدید فنون سے ناواقف نہ رہتے — تو

قطع نظر اسکے کہ ہماري دنیاوي عزت ہاتھہ سے نہ جاتي' ہم اب تک بہت سے عالم اپني قوم میں ایسے دیکھتے ' جو علوم دیني تفسیر اور حدیث کو بھي محققانہ طور پر جانتے ہوتے ' اور علوم و فنون جدیدہ سے بھي بخوبي ماہر ہوتے — عربي زبان میں بھي اُستادي کا فخر اُنکو حاصل ہوتا ' اور یورپ کي زبانوں میں بھي کامل ہوتے — اور اُس علم کلام میں جسکي اب ضرورت بیان کي جاتي ہی اب تک ہم بہت سي کتابیں موجود پاتے — کیا خوب فرمایا ہی امام غزالي رحمۃاللہ علیہ نے ' کہ کسي " مذہب کي تردید کرنا' قبل اسکے کہ اُسکو سمجھیں اور اُسکي حقیقت سے مطلع ہوں اندھیرے میں تیر چلانے ہیں ' اور بے سمجھے بوجھے محققہ مسائل کو غلط کہدینا ' اور جو باتیں علم کي دلائل ہندسیہ کي طرح مستحکم دلیلوں سے ثابت ہوچکي ہیں ' اُن کو نہ ماننا مذہب کي حمایت نہیں ہی " بلکہ ایسي حمایت کرنے والوں کو وہ اسلام کا جاہل دوست سمجھتے ہوں — چنانچہ وہ اپني ایک کتاب میں فرماتے ہیں' † کہ "ریاضیات میں ایک آفت اسلام کے جاہل دوستوں سے پیدا ہوئي ہی' جنمیں یہہ خیال ہی کہ دین کي فتحمندي یہہ ہی' کہ جو علم فلاسفہ کي طرف منسوب ہو' اُس سے انکار واجب ہی— اس لیئے اُنہوں نے جملہ علوم فلاسفہ سے انکار کیا ہی — اور اُنکي جہالت نے اُنکو یہانتک آمادہ کیا ہی ' کہ جو کچھہ فلاسفیوں نے کسوف و خسوف کے باب میں لکھا ہی اُس سے بھي انکار کیا ' اور یہہ سمجھا کہ اُن کے یہہ اقوال بھي خلاف شرع ہیں' — جب یہہ بات ایسے شخص کے کان میں پڑتي ہی جسکو یہہ امور دلیل قطعي سے معلوم ہوچکے ہیں ' تو اُسکو اپني دلیل میں تو کچھہ شک پیدا نہیں ہوتا ' لیکن اُسکو یہہ یقین ہوجاتا ہی کہ اسلام اس دلیل قطعي کے انکار اور جہل پر مبني ہی — نتیجہ یہہ ہوتا ہی' کہ فلسفہ کي محبت اور اسلام کي طرف سے بغض روز بروز ترقي پاتا ہی — پس جس شخص نے یہہ گمان کیا ' کہ ان علوم کے انکار سے اسلام کي نصرت ہوگي' اُس نے حقیقت میں دین اسلام پر سخت ظلم کیا †" دوسرے مقام پر وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہہ گمان کرتا ہی کہ ان مسائل محققہ علم ہیئت پر ہندسہ و حساب کي رو سے ایسے دلائل قطعي قایم ہوچکے ہیں کہ اُن میں شک کي مجال نہیں ہی ' — جو شخص ان دلائل سے واقف ہو ' اور اُس نے اُن کي خوب تحقیق کرلي ہو ' اور وہ حساب کي رو سے کسوف و خسوف کي پہلے سے خبر دیدے ' اور یہہ بھي بتلادے ' کہ کسقدر اور کتني دیر تک کسوف و خسوف رہیگا — اُسکو اگر یہہ کہا جائے ' کہ تمہارا قول خلاف شرع ہی ' تو اُسکو اپنے قول کے یقیني ہونے میں تو شک ہونے سے رہا ' ہو نہ ہو شرع کي صداقت میں ہي اُسکو شبہہ پیدا ہوگا ' پس بقول شخصی کہ جاہل دوست سے عاقل دشمن بہتر ہی ' جو لوگ شرع پر معقول طریقہ سے طعن کرتے ہیں ' اُن سے مذہب اسلام کو اسقدر ضرر نہیں پہونچتا ' جسقدر اُن لوگوں سے پہونچتا ہی ' جو بیوقوفي کے طور پر شرع کي مدد کرنا چاہتے ہوں"— پھر اس کے آگے امام صاحب نے ایک حدیث کا ذکر کرکے فرمایا ہی ' کہ " اگر کوئي یہہ کہے کہ کسوف و خسوف کا اس طور پر بتانا اُس حدیث کے الفاظ کے خلاف ہی ' جس کے یہہ الفاظ ہیں کہ جب کسي شے پر اللہ تعالی کي تجلي ہوتي ہی ' تو وہ شے اُسکے آگے سرنگون ہوجاتي ہی — تو اُسکا یہہ جواب ہی کہ اول تو ان زاید الفاظ کي صحت مشتبہہ ہی — اندریں صورت راوي کي تکذیب واجب ہی ' اور اگر یہہ روایت صحیح بھي ہو ' تو امور قطعیہ کے انکار کي بہ نسبت ایسي روایت کي تاویل کرنا سہل تر ہی — بہتیري جگہہ بعض ایسے دلائل قطعیہ کي وجہہ سے جو وضوح میں اس حد تک نہیں پہونچتے تھے جسقدر دلائل دربارہ کسوف و خسوف پہونچتے ہیں ' ظاہر آیات کي تاویل کرني پڑي ہی " — غرضکہ یہہ امر کہ حال کے علمي مسائل پر غور کیا جاے اور اسکي تردید یا تطبیق مذہبي مسائل سے کي جاے ' بلاشبہہ نہایت ضروري امر ہی — اور اسکے لیئے اُن علوم کا سیکھنا لازم ہی — اور ہمارے تمام عالموں پر یہہ فرض کفایہ ہی •

مگر حضرات ' میں اسبات سے انکار نہیں کرتا ' کہ ہمارے بعض یا اکثر علماء کو مغربي علوم و فنون سے نفرت نہیں ہی ' یا وہ انگریزي تعلیم کو حرمت اور کراہت کي نظر سے نہیں دیکھتے — بلاشبہہ اکثر اُس سے نفرت کرتے ' اور

† دیکھو تہافۃ الفلاسفہ اور مفتن من الضلال —

اُسے برا جانتے ہیں - لیکن اسکا سبب یہہ ہی کہ ان علوم کو اب تک وہ علوم ہي نہیں سمجھتے ' اُنکا تو یہہ خیال ہی کہ جس طرح نقلي علوم قران اور حدیث میں جمع ہیں' اور اُسکي تفسیر اور تفصیل پچھلے علماء پر ختم ہوگئي' اسي طرح فلسفہ اور معقولات کا علم ارسطو پر ختم ہوگیا' اور فارابي اور بوعلي اُسکي تشریح کرچکے — اُنکے اقوال اور خیالات کے جمع کرنے سے پچھلے مصنفوں نے ہمکو فارغ کردیا — جسطرح عام دین میں کوئي اب نئي بات نہیں نکال سکتا ' اور نہ نئي شریعت کوئي لاسکتا ہی - اسیطرح فلسفہ اور حکمت میں اب کوئي نئي بات نہیں کہہ سکتا ' نہ کسي علم و حکمت سے کوئي نئي بات معلوم ہوسکتي ہی - جو نئي باتیں بیان کي جاتي ہیں ' وہ چند سودائیوں کے مہمل خیالات ہیں ' جو دوربینوں اور نئے آلات سے غلطیوں میں پڑگئے ہیں ' *

مگر حضرات یہہ کوئي تعجب کي بات نہیں ہی ' اور نہ صرف ہماري ہي یہہ حالت ہی - بلکہ ہم اگر یورپ کي گذشتہ حالت کو دیکھیں' اور اُس زمانہ کي جو مڈل ایجز (یہہ زمانہ چوتھي صدي عیسوي سے چودھویں صدي تک سمجھا جاتا ہی) کے نام سے پکارا جاتا ہی تاریخ پڑھیں ' تو ہمکو معلوم ہوگا کہ اُس زمانہ میں یورپ کي حالت ہمارے بدتر سے بدتر زمانہ سے بھي زیادہ ابتر اور خراب تھي ' اور جن افسوس ناک غلطیوں میں ہم پڑے ہوئے ہیں ' اُس سے ہزار درجہ بڑھکر یورپ کے عالم پڑے ہوئے تھے - اُسوقت اُن میں بھي دو قسم کے لوگ تھے ' ایک وہ جو صرف منقولي تھے ' اور علم کي جانچ مذھبي روایت سے کرتے تھے - جس بات کو وہ اپنے مانے ہوئے مسائل کے خلاف پاتے ' اُسے صرف اسي بنیاد پر کہ وہ مذھب کے خلاف ہی باطل سمجھتے' اور اُسکے ماننے والے کو کافر ٹھہراتے - دوسرے جو معقولي تھے' - مگر فلسفہ اور علم میں بھي کسي جدید بات کو نہ مانتے ' بلکہ ہر علمي مسئلہ کے لیئے بھي کسي اگلے حکیم یا عالم کي راے کي سند چاہتے — ایک نامي مورخ یورپ کا لکھتا ہی '' کہ تیسري صدي عیسوي کے ختم پر جبکہ عیسایت کا غلبہ ہونے لگا یوناني فلسفہ کا زوال برابر ہوتا چلا گیا — ایجاد اور تحقیق کي قوت دماغوں سے جاتي رہي ' بجاے موجد اور محقق عالموں کے صرف اُنکے اقوال کي شرح کرنے والے رہ گئے ' اور بجاے اس کے کہ خود حق کي تحقیق کریں اور اپني دماغي قوت کو کام میں لاویں — وہ لوگ جو اپنے آپکو بڑا معقولي اور فلسفي سمجھتے ' اپني راے کي تائید قدما کے اقوال اور آرا سے کرتے ' اور افلاطون اور ارسطو کي اصلي یا مفسوب الہم آرا کو حق کا معیار سمجھنے لگے — اُس زمانہ میں علماء اس طرح عمل کرتے تھے ' گویا نسل انساني میں اصلي تحقیقات اور دریافت کرنے کا کبھي رواج ہي نہیں ہوا - اور گویا وہ حقایق جو دنیا کو معلوم ہیں غور اور فکر اور تحقیق و تجسس کے نتیجے نہیں ہیں ' بلکہ قدیم زمانہ میں بطور وحي کے اُسمان سے نازل ہوئے ہیں ''- یہہ خیال جو اُس زمانہ کے لوگوں میں پیدا ہوا ' اوریہہ طرز جو اُنہوں نے علم میں اختیار کیا ' وہ نتیجہ تحقیق کے چھوڑنے اور تقلید کے اختیار کرنے کا تھا — جب یورپ مذھبي باتوں میں تقلید پر مجبور کیا گیا ' اور بحث اور تحقیق کي راہ سے روک دیا گیا - تو اُسکا اثر لازمي یہہ تھا ' کہ آہستہ آہستہ دماغوں سے ایجاد کي قوت اور تحقیق کا خیال جاتا رہے ' اور اُن لوگوں کي راہیں اور خیالوں کا جاننا ہي علم سمجھا جائے جو لوگ علم کے موجد اور محقق تھے - جب آزادي کے ممتاز خیالات حکومت یا مذھب کے حکم سے بند کردیئے جاتے ہیں ' تو بتدریج تحقیق کي قوت ہي زائل یا ضایع ہوجاتي ہی ' اور علوم اپني جگہہ پر قایم اور سست ہوکر پیچھے کي طرف جانے لگتے ہیں - جب آدمي صرف علمي اصطلاحات کو بغیر اس کے کہ اُسکے ساتھہ علم کي اصلي حقیقت کا خیال رکھے یاد کرنے پر قناعت کرتے ہیں — اور جبکہ علمي اصول اور فلسفي مسائل اس طرح مانے جاتے ہیں گویا وہ بھي ایک قسم کي روائتیں ہیں ' نہ کہ امور یقیني اور جبکہ بجاے دیکھنے کے صرف کہنے پر ایمان رہ جاتا ہی - اور جب کہ علم سمجھا جاتا ہی ' کہ وہ پچھلے دانشمند لوگوں کي محض راویوں کا ایک مجموعہ ہی ' نہ یہہ کہ علم اُن زندہ قوانین کا بیان ہی جو ہماري دنیا پر حکمراں ہیں - تب لامحالہ یہہ صورت پیدا ہوگي ' کہ آدمیوں کے ہاتھہ سے علم کي گرفت نکل جائیگي ' اور وہ علم جسکو زمانہ سلف کے بڑے بڑے محققین نے تاریکي

سے روشنی کی طرف نکالا تھا، پھر تاریکی کی طرف جانے لگے گا۔ ایسی حالت میں یہہ قابلیت باقی نہیں رہتی، کہ اُن علمی حقایق اور فلسفی مسائل کو جانکو پر زور دماغوں نے نکالا تھا، یہہ بودے اور کمزور ہاتھہ آگے بڑھائیں اور ترقی دیں۔ بلکہ اُس میں اتنی بھی قوت باقی نہیں رہتی، کہ جس تاریکی سے علم نکلکر آیا تھا، پھر اُس تاریکی میں واپس جانے سے اُسے روکھیں — اسی وجہہ سے یورپ کی اُس زمانہ میں یہہ حالت ہوگئی، — کہ بجاے نئی باتوں کے ایجاد کرنے کے، پرانے حکیموں کی راایوں کا جمع کرنا ہی لٹریچر میں ایک باوقعت جگہہ پانے لگا۔ اور بجاے خود دلیل لانے کے ارسطو اور افلاطون وغیرہ حکیموں کے اقوال کو سنداً پیش کرنے لگے — اور جس طرح یہہ کہنا کہ بائبل میں یہہ لکھا ہوا ہی، ارسطو اور افلاطون کی کتابوں کا حوالہ دینے لگے — اُس زمانہ کے عالم حکیموں کے اقوال کو اس طرح جمع کرتے، جسطرح محدث روایتوں کو جمع کرتے ہیں۔ نہ اپنی عقل کو کام میں لاتے، نہ اُسکی تنقید کرتے۔ مگر ایسے اقوال کو اس طرح پر بیان کرنا، کہ گویا یہہ اقوال مسائل طبعیات کے ثبوت کے لیئے بڑے مستحکم دلائل ہیں، — اس بات کی شہادت ہی، کہ وہ علم کو بہت سرسری نظر سے دیکھتے تھے، اور بہت سطحی طور پر سمجھتے تھے — نہ وہ اُن مسائل کی اصلی حقیقت سمجھتے تھے، نہ اُسکے سمجھنے کی فکر کرتے، اور نہ اُسکی قوت رکھتے — فقط کسی بڑے کی راے سمجھہ کو اُسے مان لیتے، مگر علمی مسائل میں نقط سند کافی نہیں ہوتی ہی — ایسی سندیں اور بڑے بڑے آدمیوں کی راایوں کے حوالے، مذہبی باتوں میں بلاشبہہ قابل وقعت ہیں، مگر علم میں اُسکی کوئی وقعت نہیں ہی — وہ علمی کتابیں جو اُس زمانہ میں تصنیف ہوئیں، اسبات پر شاہد ہیں کہ فلسفیانہ دماغ باقی نرہے تھے، اور سواے راایوں اور قولوں کے خلاصوں کے، فلسفہ کی جان کسی کتاب میں پائی نہیں جاتی — در حقیقت ایسی کتابوں کی غذا علم کا خون چوس کر ہوتی ہی — اور اُنکی مثال اُن کیڑوں کی سی ہی جو کسی جاندار کی لاش کے سڑنے سے پیدا ہوتے ہیں ۔

حضرات یہہ نہ سمجھنا کہ علم و فلسفہ کے تنزل اور مصیبت کا خاتمہ اسی پر ہوگیا، کہ بجاے تحقیق کرنیوالوں کے تشریح کرنے والے پیدا ہوئے، اور تصنیف کی قوت جاتی رہنے سے فقط شرح لکھنا رہ گیا — بلکہ یہہ حالت بھی غنیمت تھی — اس لیئے کہ یہہ شارحین اگرچہ غلامانہ اطاعت ارسطو اور افلاطون کی کرتے تھے، مگر اُن میں جودت اور ذہانت کی جھلک پائی جاتی تھی، وہ حکماء سلف کے خیالات ثابت کرنے کے لیئے اپنی ذکاوت اور تیزی طبیعت سے کوئی نہ کوئی وجہہ نکال لیتے تھے، اور اگرچہ حقایق کے ادراک اور نئی چیزوں کی ایجاد کی قوت نہ رکھتے تھے، تاہم وہ کسی حکیم یا فلسفی کی راے اور قول سے مخالفت کو اگر کرسکتےبرا نہ جانتے تھے — لیکن کچھہ زمانہ کے بعد اس حالت میں بھی تبدیلی ہوگئی، اور جن غلاموں نے اپنے تئیں پرائے جوئے میں لگادیا تھا، وہ یہہ جوا زبردستی اوروں کے گلے میں ڈالنے لگے — ذہن کی جس تیزی نے بعض مسلم تصانیف میں جو کچھہ حقایق دریافت اور درج کیئے تھے، چاہا کہ کسی آدمی کو ان حقایق کے سوا اور کچھہ نہ ملے، اور ان تصنیفات کے باہر کسی چیز کو وہ نہ دیکھہ سکیں اور اسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ علماء اور حکماء بغیر اس کے کہ خود اپنے آپکو غلامی سے آزاد کریں، مطلق العنان اور جابر بادشاہ ہوگئے — اور شارحین کی حیثیت میں اُنہوں نے مذہبی تحکم کی حیثیت اور زیادہ کی — جب حکومت نے آزادی کو معدوم کردیا، اور قومی عزت اور عظمت جو ہمیشہ آزادی سے پیدا ہوتی ہی جاتی رہی، اور بجاے شگفتگی اور جوش کے لوگوں پر افسردگی چھا گئی — اُسنے اس دماغی ضعف کو جو مذہب کے غلبہ سے پیدا ہونے لگا تھا اَور بڑھا دیا — اور رفتہ رفتہ اُسے ایسا منجمد کردیا، کہ تحریک کی قوت بالکل جاتی رہی — آدمی نیچر سے مشورہ کرنا بھول گئے، نئے حقایق کے دریافت کرنے سے جی چرانے لگے، اور نہ صرف جی چرانے لگے — بلکہ اُسے ممانع اور مکروہ اور ناجائز سمجھنے لگے — اس لیئے کہ جب منطق اور فلسفہ مذہب میں داخل ہوگیا، اور استدلال کا طریقہ مذہبی عقاید میں شروع ہوا، اور تردید یا تطبیق کے لیئے حکمت اور فلسفہ کے اصول اور مسائل، دینی کتابوں میں داخل ہوئے، اور اُن میں

ایسا خلط ملط هوگیا — که ایک کا دوسرے سے پهچاننا اور تمیز کرنا مشکل هوتا — ایسي حالت میں یهه لازمي نتیجه تها ' که یهه علمي مسائل بهي مذهبي مسائل سمجهے جاتے — اور پهر آیندہ اُس میں بهي تحقیق بدعت اور اُسکا انکار کفر خیال کیا جاتا — چنانچه یهي هوا — مذهب نے اپني حکومت نه صرف مذهبي مسائل پر محدود رکهي ' بلکه تمام علوم کو اپنا ماتحت اور تمام حقایق کو مذهب کا جزو قرار دیا — جس طرح که مذهب نے اپنے دائرہ کے اندر نهایت زبردست اور اعلی حاکم کي طرف سے سند حاصل کي تهي ' اور تمام چیزوں کو احکم‌الحاکمین کي طرف سے سمجهتے تهے' اسي طرح فلسفه کو بهي مذهب کي شاهنشاهانه قوت میں شریک کرلیا — اور اُسکے مسائل سے انحراف کرنا بهي ناجائز اور قابل الزام قرار دیا گیا — غلطي کا خیال نشان خباثت ' اور تحقیق کا ارادہ بدعت سمجها گیا — مسلم شدہ انساني اصول سے انحراف اور بدعقیدگي ویسي هي معیوب هوگئي ' جیسے قول رباني سے انحراف ' غرضکه جس علم کو معقولات سمجهتے وہ بهي مقولات میں داخل هوگیا *

الحاصل اُس فرقے کي جو اپنے آپ کو معقولي سمجهتا معقولات میں یهه کیفیت تهي — اس سے اندازہ کرنا چاهیئے' که وہ فرقه جو اپنے آپ کو مقولي اور مذهبي سمجهتا اُسکي کیا حالت هوگي — صاحبو — نه اب اتنا وقت هی اور نه اسکا موقع ' که میں اُسکا کچهه مفصل حال بیان کروں — مگر مختصراً اتنا کهنا چاهتا هوں' که یهه فرقه پهلے فرقه کا بهي دشمن اور اُسکا مخالف — اور سواے مذهبي روایت کے عقل اور علم کے نام سے متنفر تها — اُنهوں نے نه صرف اخلاقي باتوں میں بلکه تمام چیزوں میں مذهب کو معیار صدق ٹهرایا ' اور اسبات کا دعوی کیا — که جو کچهه خدا اپنے پیغمبروں کو سکهانا چاهتا تها وہ بذریعه وحي کے سکها چکا ' اور جتنا علم انسان‌کو حاصل‌هونا ممکن تها ' وہ بذریعه ربانی الهام کے اُنکو بتا دیا گیا — انهوں نے اشتهار دیا که اُنکي مقدس کتابیں گویا علم کي حدود هیں' اور اس علمي اجارہ میں اُنکي پادري سلطنت کي حمایت سے کسي حریف کي رقابت گوارا نه کرینگے — پس اس طور پر علم مکروہ اور حرام اور ممنوع قرار دیا گیا — اور بحکم مذهب حکمت اور فلسفه کي تعلیم بند کردي گئي — چنانچه اُسکا نتیجه یهه هوا که وہ مذهب جو آج اپنے آپکو علم کا حامي کهتا هی هزار برس تک علم کا مخالف اور اُسکا دشمن اور اُنکي ترقیوں کا مانع اور مزاحم رها اور ظلمت کو ترقي هوتي رهي — اور جو آفتیں اُسکے سبب سے علم پر آئیں ' اور جو هولناک سزائیں عالموں اور حکیموں اور فلسفیوں اور اُن لوگوں کو جو نئي تحقیقات کرتے یا کچهه بهي اُنکے اعتقادات کے خلاف زبان سے نکالتے ' دیجاتیں — اس وقت اُنکے خیال کرنے سے رونگٹے کهڑے هوتے هیں — علم کے ساتهه اس مذهب کو ایسي عداوت هوگئي' که اُسنے نه صرف آیندہ کے لیئے علم کي ترقي روکي بلکه پراني علمی یادگاروں کا باقي رهنا بهي گوارا نه کیا ' اور جب تک سارے علمي خزانے برباد نه کرلیئے اور تمام علمي یادگاروں کو مٹا نه دیا ' تب تک چین نه آیا — چنانچه اسکندریه کے بشپ نے اسکندریه کو اس مضمون کا فرمان شاهي بهجوایا ' که سرپیئن جو مشهور کتب‌خانه تها منهدم کردیا جاوے ' اور اُس عظیم اور قدیم کتب‌خانه کو جس کو بطلمیوس کے خاندان نے جمع کیا تها ' اور سیزر کي آگ سے بچ رها تها ' اس جاهل متعصب پادري نے نیست و نابود کردیا — اس مذهبي جوش نے جهل کو علم پر اور تعصب کو عقل پر اتنا غالب کردیا تها ' که جو درد ناک واقعات اُس وقت اُس سے پیدا هوئے — آج اُسپر یقین کرنا کیسا ' کوئي اُس حکایت اور افسانه سے بڑهکر تاریخي واقعات بهي نهیں مان سکتا — چنانچه سینٹ سرل (St. Cyril) جس نے حضرت مریم کي پرستش کو رواج دیا ' ایک عورت هواشیا (Hypatia) نامي کو جو حکمت کي عالم متبحره تهي ' اور جو علمي مضامین پر لکچر دیتي ' اور کتابیں تصنیف کرتي تهي ' اور جس کے سبب سے اس متعصب پادري کو صدمه پهونچتا تها — ایک دن جبکه وہ مدرسه کو جارهي تهي اپنے پادریوں سے پکڑوایا — جنهوں نے اُسکو بیچ بازار میں مادرزاد ننگا کیا ' اور گرجے میں لیجاکر پیٹر کے لقبه سے اُسکا سر تڑوایا ' اور اُسکي لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ' اُس کے گوشت و پوست کو چهیلکر ' اُسکي هڈیوں کو آگ میں جهونک دیا — اس واقعه کے ساتهه هي یوناني فلسفه

کا اسکندریہ سے چرچہ اُٹھہ گیا ' اور اُس علم کا جس کي اشاعت کے لیئے بطلمیوس اور اُس کے خاندان نے کوشش کا کوئي دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تھا ' اس طور پر خاتمہ ہوا — سرپیوئن (Serapion) کا کتب خانہ تو برباد هي هوچکا تھا ' جو کچھہ اُومنگیوں فلسفہ اور حکمت کي تحصیل کي باقي تھیں ' اُنکو هپاشیا (Hypatia) کے عبرت انگیز واقعہ نے تہدّا کردیا ' اور انساني خیال کي آزادي کا خاتمہ هوگیا ' - ایتھینس (Athens) پر یہي آفت آئي اور فلسفہ کا بھي یہي حال هوا — اُس شہر کے بھي تمام مدارس توڑ دیئے گئے ' اور فلسفہ کي تعلیم کي قطعي ممانعت کي گئي - اور تمام علم حکمت کا مدار مقدس کتابوں پر رکھا گیا ' اور وهي تمام فلسفہ اور علوم کي کسوٹي قرار دي گئیں ' اور تمام علوم یہانتک کہ تاریخ ' جغرافیہ ' هیئت ' طبقات ارض ' اور دیگر علوم کي شاخیں اُس میں چسپاں کردي گئیں ' اور دلائل کا نیا ڈھنگ نکالا گیا - یعني بجاے اس کے کہ عقلي دلیل پیش کي جاے ' علم کو مذهبي دلیل سے باطل کرنے لگے — میں صرف نمونہ کے طور پر آپکو ایک دلیل سناتا هوں ' جس سے آپ کو معلوم هوگا کہ کیسي عمدہ اور قوي دلیلیں ' علم کے مقابلہ میں یہہ بزرگوار پیش کیا کرتے تھے - ایک زمانہ میں زمین کے گول هونے کي بحث پیش هوئي — اُسکي کرویت کے بطلان پر یہہ دلیل پیش کي گئي ' کہ '' کیا یہہ ممکن هی کہ انسان ایسا بڑا بیوقوف هی ' کہ یہہ بات باور کرے کہ درخت اور پودے زمین کي دوسري طرف نیچے کو لٹک رهے هیں ' یا وهاں کے باشندوں کے پاؤں اُپر هوں اور سر نیچے — اگر ان لوگوں سے پوچھو ' کہ ان بیہودگیوں کا کیا جواب دیتے هو ' اور کیوں یہہ چیزیں زمین پر سے گر نہیں جاتیں ' تو وہ کہتے هیں کہ اشیاء کي بالطبع یہہ خاصیت هی ' کہ بھاري چیزیں موکز کي طرف اور هلکي چیزیں مثلاً بادل دھواں اور آگ ' هوا کي طرف رجوع هوں — میري سمجھہ میں نہیں آتا کہ ان لوگوں کو کیا کہوں — جب ایک بار غلطي کرتے هیں تو اُسپر اسقدر قایم هوجاتے هیں ' کہ ایک احمقانہ راے کي دوسري احمقانہ راے سے تائید کرتے هیں '' - اسي مسئلہ پر مشہور پیشواء دین عیسوي کے سینٹ آگسٹس بڑے دعوی سے کہتے هیں - کہ زمین کے اُس طرف آبادي کا هونا محال هی ' اس واسطے کہ کتاب مقدس میں حضرت آدم کي اولاد میں کوئي قوم اس قسم کي پیدا هي نہیں کي گئي - مگر اس مسئلہ کے خلاف میں کہ زمین کي شکل کروي † هی ' سب سے اهم اور لاجواب دلیل یہہ سمجھي جاتي هی ' کہ '' اُس طرف کے باشندوں کو حشر کے دن همارے خداوند کا آسمان سے زمین پر اُترنا کیونکر نظر آویگا '' — اس لیئے کہ جب زمین گول هی تو اُس کے ایک هي طرف کے لوگ دیکھہ سکیں گے حالانکہ همارا خداوند مسیح جب آسمان سے اُتریگا تو وہ تمام لوگوں کو اُترتا هوا دکھائي دیگا — اس زمانہ میں جبکہ تمام علوم کا دار مدار مذهب پر تھا ' اور حقایق اشیاء کا بیان بھي مذهب کرتا تھا ' اور هیئت ' جغرافیہ ' اور طبقات ارض ' غرضکہ کل عالم کي حقیقت کا بتانا بھي مذهب کے ذمہ سمجھا جاتا تھا — ایک کتاب تصنیف هوئي جسکا مختصر بیان سنانا دلچسپي سے خالي نہ هوگا ' اور آپکو تعجب هوگا کہ وہ عیسائي جو آج هم پر هنستے ' اور همکو علم کا دشمن سمجھتے ' اور جو اس وقت حقیقت میں علم کے بڑے حامي اور مربي هیں ' وہ کیسے خیالات رکھتے تھے ' اور اُن کے مذهبي علم کیسي عجیب تصنیفیں کیا کرتے تھے وہ فرماتے هیں کہ '' اصول جغرافیہ کا یہہ هی کہ زمین ایک سطح هی جس میں چار گوشے هیں - مشرق سے مغرب تک چارسو دن کي مسافت هی ' اور شمال سے جنوب تک اس سے ڈیوڑھي — اس کے چاروں طرف پہاڑ هیں جسپر آسمان قایم هی — شمال کي جانب میں ایک بہت بڑا پہاڑ هی ' اُسکے پیچھے جب آفتاب جاتا هی تو دنیا پر تاریکي چھا جاتي هی ' جسے رات کہتے هیں — زمین کچھہ جنوب کي جانب جھکي هوئي هی ' اس وجہہ سے دریاے فرات وغیرہ جنکا بہاؤ جنوب کي جانب هی بہت تیزي سے بہتے هیں '' - ایک دوسرے صاحب علم هیئت کے متعلق فرماتے هیں کہ آسمان آتشي

† میں نے اپنے زمانہ کے ایک نہایت بزرگ اور مقدس عالم فقیہ و محدث کي نسبت سنا کہ وہ یہہ فرماتے تھے کہ اگر هزاروں دلیلیں زمین کے کروی هونے کي هوں تو بھي ایک کو نہ مانو اور اگر اپني آنکھہ سے زمین کو کروي دیکھو اور تو بھي اُسکو هرگز هي کہي جاؤ خداتے زمین کي نسبت کہا هی کیف سطحت (سید احمد) —

اور رقیق شے ہی اور برف کی ٹھنڈک سے اُسکی حرارت بڑھنے نہیں پاتی ورنہ ساری دنیا جل جاوے *

غرضکہ یہہ حقیقت تھی اُس علم کی، جس کی نسبت کہا جاتا تھا، کہ یہہ ربانی الہام کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہی، اور جسپر بزرگان دین نے انسانی علم کو حصر کردیا تھا، — کتاب مقدس کو جسکی اصلی غرض یہہ تھی کہ لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرے - اس غرض سے نکالکر انسانی علوم کا معیار بنادیا، - اور لوگوں کے قوائے عقلی پر جابرانہ حکومت قایم کردی، - تمثیل تو موجود ہی تھی، پیرو بہت سے پیدا ہوگئے، یونان کی اعلی اور بڑی تصانیفات فلسفہ پر گمراہی کا فتوی صادر کیا گیا - اسکندریہ کے عجائب خانہ کے بے بہا اور نادر خزانہ پر جہل اور اغلاق کا پردہ ڈالدیا گیا - اور نقل میں عقل کو دخل دینے اور مذہب کو علم سے ملانے کی ہوس سے وہ مجذوبانہ بے اختیار کی گئی، جسے نہ کوئی سمجھہ سکتا تھا نہ اُس سے کچھہ فائدہ تھا - بہر حال اُس زمانہ میں اُنھوں علوم کی تعلیم ہوتی جنکو پادریوں نے اپنے تعصب یا نادانی یا فائدہ کی غرض سے جاری کر رکھا تھا اور اُس میں تغیر یا تبدل یا ترقی نہ فصول سمجھی جاتی، بلکہ بے ادبی، اور الہام ربانی کی مخالفت خیال کی جاتی، اور صاف صاف کہا جاتا کہ —

و کل العلم في البائبل ولکن تقاصر عنہ افہام الرجال

جو کچھہ خدا کو بتانا تھا، وہ بذریعہ کتب مقدسہ کے بتا دیا گیا، اُن کے سوائے اور کسی قسم کے دریافت کی کوشش، گویا خدا کی کلہ اور مادہوت کی تلاش کرنی ہی *

صاحبو — ان خیالات پر جسکی اصلی بنیاد سینٹ اگسٹس (St. Augustus) نے ڈالی، اور جو اُسکی تصانیف میں پائے جاتے ہیں، اور جسکو اہل مذہب پندرہ سو برس سے مستند مانتے چلے آتے ہیں، غور کرنے سے کبھی یہہ اُمید نہیں ہوسکتی، کہ اُن میں تبدیلی ہوسکیگی، اور نہ یہہ یقین آسکتا ہی کہ وہ زنجیریں جن میں ہزار برس تک تمام یورپ قید رہا کبھی ٹوٹ سکینگی - مگر آخر وہ زمانہ آیا جس میں ان قیدوں سے لوگوں نے نکلنا شروع کیا - اور وہ پادریوں کے ڈالے ہوئے طوق اور سلاسل کو توڑنے لگے - چونکہ پادریوں نے اس کا نام مذہبی قید رکھہ دیا تھا، اسلیئے آغاز اسکا اُسکے توڑنے سے ہوا مگر تقلید کی قید سے رہائی آسان نہ تھی، اسلیئے بہت بڑی جنگ کرنی پڑی، بہت سی عزیز اور قیمتی جانیں ضایع ہوئیں، اور بہت دن اس کام میں لگے - مگر آخر وہ آزادی حاصل ہوئی، اور اچھی طرح حاصل ہوئی - جب ایک مرتبہ تحقیق کا پھر شوق تازہ ہوا، اور لوگوں نے اپنی آنکھیں کھولیں، تو اس آزادی نے مذہب ہی کو آمیزش سے پاک نہیں کیا، اور نہ انسانی کتابیں چھوڑکر لوگ خدائی کتابوں پر غور کرنے لگے، بلکہ اُسکا اثر تمام عقلی علوم پر بھی ہونے لگا — دماغوں میں تحریک پیدا ہوئی — خیالات روشن ہونے لگے — اور حقایق کے دریافت کرنے پر لوگ متوجہ ہوئے، اور جب اس طور سے ایک دفعہ وہ بند توڑ دیا گیا، جو علم کے صاف اور پاک چشمہ پر بنایا گیا تھا تو حکمت اور فلسفہ کا چشمہ بہنے، اور خدا کی زمین کو جو صدیوں سے بنجر پڑی ہوئی تھی، تر و تازہ کرنے لگا - عام میں غلامانہ اطاعت کے بدلے صداقت کی تحقیق ہونے لگی — لوگ رایوں کے اوپر مغازعہ اور مناظرہ چھوڑنے لگے — اور بجاے اس کے کہ پچھلوں نے کیا کہا ہی، خود دیکھنا شروع کیا - شرح اور اقوال کے بیان کا عمل ختم ہوا، اور سائینس یعنی علم کا آفتاب اُفق میں نظر آنے لگا — لوگوں نے جب خود سوچنا اور غور کرنا شروع کیا تو بہت جلد پادریوں کی اُس حکومت سے جو علم پر قایم کی گئی تھی بغاوت کرنے اور یہہ کہنے لگے، کہ دوسروں کو کیا حق ہی کہ زبردستی اپنی رائیں ہم سے منوائیں، اور ہم کیوں اندھوں کی طرح دوسروں کے پیچھے چلیں — آخر اُنھوں نے پرانے فلسفی خیالات اور قدیم نظاموں کے پرانے لباس اوتار کر پھینک دیئے، اور مسائل مسلمہ اور کتب درسی کے عقاید کے ماننے سے بھی منکر ہوگئے - جب ایک دفعہ اُنکو یہہ بات معلوم ہوگئی، کہ ہم خود حقایق کا ادراک کرسکتے ہیں، تو حق کی طرف اُنکا میلان بڑھنے لگا، روز بروز اُنھوں نے حقایق اشیاء کی تحقیق پر آمادگی ظاہر کی — تقلید کی اس بغاوت، اور خیالات کی اس صفائی اور استقلال نے سب سے اول علم ہیئت میں اپنا ظہور دکھایا، اور یہہ صفائی اور صحت خیال کوپرنیکس کے نظام میں متشکل

ہوئی ' اور ایک صدی کے سخت جنگ اور معارضہ کے بعد گیلیلیو اور اُس کے پیروؤں نے اُن مسائل کو ثابت کیا ' — اس کے بعد بتدریج نہ صرف اسی علم میں ترقی ہوئی ' بلکہ تمام علوم میں ' خیال کے بدلے مشاہدہ سے کام لینا شروع ہوا ' اور ہر علم میں روزانہ ترقی ہونے لگی — اور نہ فقط پرانے علوم میں غلطیوں کی اصلاح ہوئی ' بلکہ بہت سے نئے علوم ایجاد ہوئے — نئی نئی باتیں دریافت کی گئیں — اور وہ حیرت انگیز نتیجے ظاہر ہوئے ' جنکو نہ ہم فقط اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں ' بلکہ اُس سے ہم مستفید اور متمتع ہو رہے ہیں *

حضرات — میں نے جو شبیہہ یورپ کی علمی حالت کی چھوٹی اسکیل میں اس وقت آپکو دکھائی — وہ کوئی خیالی تصویر نہیں ہی ' بلکہ اصلی اور سچی صورت یورپ کے تنزل اور ترقی کی ہی ' یہہ کوئی افسانہ نہیں ہی جو میں نے آپکو سنایا ہو — بلکہ یہہ واقعات ہیں جو یورپ پر گذرے ' اور جسپر ہم کو نہایت غور کرنا چاہیئے ' تاکہ ہم اپنی موجودہ حالت کو تعلیم کی ابتر اور غیرمفید حالت میں دیکھکر مایوس نہوں ' اور اپنی قوم میں خیالات کی تبدیلی اور اُس سے ترقی حاصل کرنے سے شکستہ دلی نہو — صاحبو جو چیز دنیا میں ایک مرتبہ کسی قوم یا کسی ملک میں ہوئی ہی — کیا سبب ہی کہ دوسری قوم اور دوسرے ملک میں وہ نہوسکے — اور جو نظیر ایک قوم کی ہمارے سامنے ہی ' اُسے دیکھکر ہماری ہمتیں کیوں نہ بڑھیں ' اور ہمارے دلوں میں جوش کیوں نہ پیدا ہو — اور ہم اپنے علماء سے جن میں خدا کی مہربانی سے بہت سے عالی دماغ اور روشن خیال اب تک موجود ہیں ' اپنی حالت کی اصلاح کی توقع کیوں نکریں *

خصوصاً ایسی حالت میں کہ نہ یورپ کے اُس زمانہ کی طرح جسکا ذکر میں نے ابھی کیا ' ہم باطل خیالات اور غلط اوہام میں گرفتار ہوں ' نہ ہماری تعلیم کی حالت اُس درجہ ابتر اور خراب ہو ' نہ ہمارے علماء اُس زمانہ کے پادریوں کیطرح حکمت و فلسفہ کے دشمن ہوں ' کیا وجہہ ہی کہ ہم ترقی سے نا اُمید ہوں — اور جب کہ خود ہمارے علماء نے تعلیم کی اصلاح پر توجہ شروع کی ہو ' ہم کیوں بیہودہ خیالات دل میں پکاتے رہیں — سوائے اس کے یہہ بات بھی غور کے لایق ہی ' کہ ہمکو وہ مشکلات بھی درپیش نہیں ہیں ' جو یورپ کو اپنی حالت کی اصلاح میں پیش تہیں ' — اسلیئے کہ وہاں چرچ یعنی پادریوں کا فرقہ دینی اور دنیاوی دونوں حکومت رکھتا تھا ' کوئی شخص اُنکے مقرر کیئے ہوئے اصول اور قواعد اور احکام اور اُنکے بنائے اور بنائے ہوئے مسائل سے سرمو تجاوز نہیں کرسکتا تھا ' اور اُن میں تعصب اور خیالات کا وہ زور تھا ' کہ اختلاف اور آزادی کو گو نہایت ہی خفیف ہوتی جانو فرکھتے تھے ' اور ذراسی مخالفت پر جلاوطن اور قتل کی سزا دیتے تھے — اسلیئے وہاں اُس مذہبی بغاوت کی ضرورت ہوئی ' جسکا کچھہ مختصر بیان میں نے کیا — مگر ہماری حالت دوسری ہی ' نہ ہمارے علماء کو وہ حکومت کلی دینی اور دنیوی حاصل ہی نہ وہ اپنی عصمت اور بے گناہی کے مدعی ہیں — نہ اُن کا کوئی ایک فرقہ ہی جو سب پر اقتدار اور اختیار رکھتا ہو ' نہ اُن میں وہ تعصب اور جہالت ہی کہ اصلاح کو کفر سمجھتے ہوں — ہاں اس سے انکار نہیں ہوسکتا ' کہ بعض لوگ جو فلسفہ و حکمت کے ذایقہ سے آگاہ نہیں ہیں — اور وہ فقیہ اور ملا جنکو تحقیق کے وسیع میدان میں سیر کرنے کی عادت نہیں ہی — اور وہ حضرات جو زمانہ کی ضرورت اور حالت سے واقف نہیں ہیں ' البتہ کسی قسم کی تبدیلی اور اصلاح کو پسند نہ کرینگے — مگر جبکہ خود ایک بڑا گروہ علماء کا اصلاح پر آمادہ ہوا ہی ' اُسنے زمانہ کی ضرورت پر نظر کی ہی ' وہ غیر مفید تعلیم کو تضیع اوقات سمجھہ رہا ہی اور اسی گروہ میں میں دیکھتا ہوں ' کہ وہ نامور عالم داخل ہیں جنکو لوگ مقتدا اور پیشوا سمجھتے ہیں ' اور جو اپنے علم و فضیلت کے سبب سے اُسکے اہل بھی ہیں — تو چند متعصب اور بے خبر لوگوں کے اختلاف سے کیا خلل ہوسکتا ہی ' اور جس اصلاح کا ارادہ ہمارے علماء نے کیا ہی وہ کیوں رک سکتی ہی ' اور یہہ اصلاح بھی تو ایسی نہیں ہی ' جس میں کوئی مذہبی اعتراض ہوسکے ' یا یورپ کیطرح اُسکے لیئے مذہبی بغاوت اور مذہبی مسائل میں تبدیلی کی ضرورت ہو — اسلیئے کہ ہمارے

یہاں دو قسم کي تعلیم هی — مذهبي اور دنیاوي، جسے منقول اور معقول کہتے هیں — مذهبي تعلیم میں کسي بڑي اصلاح کي ضرورت نہیں هی، نہ هم اُس میں کسي اهم تبدیلي کي ضرورت دیکھتے هیں، نہ اس حصہ میں تعلیم کے، هم سواے علما کے دوسرے کي مداخلت پسند کرتے یا جائز رکھتے هیں — سنني اور شیعہ مقلد اور اهل حدیث سب مختار اور آزاد هیں، اور آزاد رهنے چاهیئیں، کہ جن مذهبي کتابوں کو اپنے معتقدات کے موافق سمجھیں اُسے درس میں داخل رکھیں — کسي دوسرے کو نہ حق هی نہ اجازت، کہ اُسمیں مداخلت کرے — اب جو کچھہ اصلاح کي ضرورت هی وہ دنیاوي تعلیم میں هی — اور اُس میں دو چیزوں کي ضرورت هی — ایک یہہ کہ موجودہ تعلیم جو غیر مفید اور فضول هی وہ ترک کي جاوے — دوسرے مغربي علوم و فنون کے سکھانے کي کوشش هو — اور یہہ دونوں وہ باتیں هیں جسپر ابتک همارے علماء کو توجہ نہ تھي، اور اگر تھي تو اُسکا همیں علم نہ تھا — مگر هم دیکھتے هیں کہ اب وہ اسطرف متوجہہ هوئے هیں — وہ معقول کي تعلیم کو بھي محتاج اصلاح سمجھتے هیں، اور مغربي علوم کي تعلیم کي بھي ضرورت بتاتے هیں وهذا ماکنا نبغي فقط *

محسن الملک

نمبر ۵۹

مکاتبات دلچسپ

جواب محسن الملک موازي سید مهدیعلي کي تحریر ایک دوست کي تحریر کے جواب میں

میں نے اپنے پچھلے مضمون میں وعدہ کیا تھا، کہ آیندہ اُن عقاید اور خیالات سے تفصیلي بحث کرونگا، جنکے سبب سے لوگ سید صاحب پر دهریت کا الزام لگاتے هیں — اور اس امر کے دکھانے کي کوشش کرونگا — کہ یہہ خیالات اُنهیں کے دماغ کي پیداوار نہیں هیں — بلکہ پچھلے مسلمانوں میں بھي ایسے خیالات رکھنے والے پائے جاتے هیں — اب میں اپنا وعدہ پورا کرتا هوں — مگر میرے اس مضمون کے دیکھنے والوں کو یہہ بات همیشہ پیش نظر رکھني چاهیئے، کہ میرے اس مضمون کا موضوع اسبات کا دکھانا هی، کہ سید صاحب کے بعض عقائد میں جسپر اُنکو الزام دهریت کا دیا جاتا هی پچھلے مسلمان بھي هم خیال تھے — کوئي غلطي سے یہہ نہ سمجھے، کہ میں بھي ان خیالات میں سید صاحب سے متفق هوں † میرے جو خیالات ان مسائل میں هیں، اُنهیں سید صاحب کي تفسیر سے بحث کرتے وقت بیان کرونگا *

میرے دوست مجھسے پوچھتے هیں — کہ کیا آپکے نزدیک خدا کي جگہہ نیچر کو قایم کرنا، ملائکہ اور شیاطین کے وجود کو نہ ماننا، دوزخ اور جنت سے انکار کرنا، آدم و حوا کے قصہ کو افسانہ سمجھنا، معجزات کي هنسي اڑانا کفر نہیں هی — اسکے جواب میں میں اپنے دوست کو دو تحریروں کے دیکھنے پر توجہ دلاتا هوں — ایک وہ جو دافع البہتان کے عنوان سے سنہ ۱۲۹۱ هجري کے تہذیب الاخلاق میں چھپا هی — دوسرے امام غزالي رحمۃاللہ علیہ کا رسالہ جسکا نام هی التفرقۃ بین الاسلام والزندقہ — دافع البہتان کے دیکھنے سے میرے دوست کو معلوم هوجاویگا، کہ جب اس قسم کے عقاید اُنکي نسبت مشہور کیئے گئے تھے تو خود اُنهوں نے اُسکي نسبت کیا فرمایا تھا — اور امام غزالي رحمۃاللہ علیہ کے رسالہ کے ملاحظہ سے میرے دوست کو معلوم هوسکیگا، کہ کسي چیز کے انکار کے کیا معني هیں — وجود کي کتني قسمیں هیں، اور کفر کي حد اور نشاني کیا هی، اگر یہہ کتاب همارے دوست کو نہ ملے، تو سید صاحب کا وہ رسالہ مفکر ملاحظہ فرماویں جسکا نام هی "النظر في بعض مسائل الامام ابوحامد محمد الغزالي" — اس میں امام صاحب فرماتے هیں "کہ هر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کي تکفیر کرتا هی، اور اُسپر رسول کي تکذیب کي تہمت دهرتا هی، حنبلي اشعري کو کافر کہتا هی، اور یہہ خیال کرتا هی، کہ اُسنے جو خدا کے لیئے اُوپر کي جہت ثابت کي هی، اور عرش پر خدا کا بیٹھنا مانا هی، تو اُسنے رسول کي تکذیب کي هی — اور اشعري حنبلي کو کافر کہتا هی، اور خیال

† ضرور متفق هو ضرور متفق هو اگر نہیں تو هو جاوگے پشوں لکم — (سید احمد)

" کرتا هی ' که وه خدا کي تشبیهه کا قائل هی ' اور رسول "
" نے تو کہا هی لیس کمثله شیء اسلیئے وه رسول کي "
" تکذیب کرتا هی — اور اشعري معتزلي کو اس خیال "
" سے کافر بتاتا هی ' که اُسنے خدا کے دیدار هونے اور خدا "
" میں علم اور قدرت اور دیگر صفات کے قایم الذات هونے "
" سے انکار کرنے میں رسول کي تکذیب کي هی — اور "
" معتزلي اشعري کو اس خیال سے کافر بتاتا هی ' که صفات "
" کو عین ذات نه ماننا تکثیر فی الذات هی ' اور توحید "
" ذات باري میں تکذیب رسول کي هی — پس ان "
" جهگڑوں سے نکلنا جب تک که تکذیب و تصدیق کي "
" حقیقت نه سمجهي جاوے مشکل هی " — اسکے بعد امام
صاحب تکذیب و تصدیق کي حقیقت اس طرح پر بتلاتے
هیں که " کسي خبر کي تصدیق صرف اُس خبر هي تک "
" نهیں ٹهرتي ' بلکه مخبر تک پهونچتي هی ' اور اُسکي "
" حقیقت اُس چیز کے وجود کو تسلیم کرنا هی جسکے "
" وجود کي خبر رسول نے دي هی ' لیکن وجود کے پانچ "
" درجے هیں ' اور اُنهي کے نه جاننے سے ایک فرقه "
" دوسرے فرقه کو کافر بتاتا هی ' اور وجود کے پانچ درجے "
" یهه هیں (۱) وجود ذاتي (۲) وجود حسي (۳) "
" وجود خیالي (۴) وجود عقلي (۵) وجود شبهي "
" پس جس چیز کے وجود کي رسول نے خبر دي هی ' "
" اور جس نے اُس کے وجود کو ان پانچوں قسموں میں "
" سے کسي قسم کے وجود کو تسلیم کیا هی تو وه اُسکي "
" تصدیق کرتا هی نه تکذیب — تکذیب جب هي "
" هوگي ' جب وه ان سب قسم کے معني اور مراد سے "
" انکار کرے ' اور یهه گمان رکهے ' که جو کہا هی اُس کے "
" کچهه معني نهیں هیں ' اور وه کذب محض "
" هی ' اور قایل کي غرض خود دهوکه دینا هی ' یا "
" دنیاوي مصلحت ' اور یهه محض کفر اور زندقه هی — "
" اور تاویل کرنے والوں کو جبتک که قانون تاویل کو پکڑے "
" هوئے هوں کفر لازم نهیں آتا " — سید صاحب اس قول
" کو امام صاحب کے نقل کر کے اپنے رساله مذکور الصدر "
" میں فرماتے هیں که " اب هم پوچهتے هیں که بموجب "
" اس تشریح کے جو امام صاحب نے بیان کي ' کیا وجهه "
" هی که جو لوگ اس بات کا اقرار کرتے هیں که "
" الاخبار من الجفة والفار حق " مگر اُنکے نزدیک دلیل سے "
" ثابت هوا هی که ' جنت و دوزخ مثلا مالی کا سا باغ "
" اور کلوا لوهار کي سي بهٹي نهیں هوسکتي اور اس "
" لیئے وه اُسکا وجود شبهي قرار دیتے هیں ' پهر وه کیوں "
" کافر هیں ؟ وه لوگ جنکے نزدیک کسي دوسرے جسم "
" غیر مرئي وغیر محسوس کا مغوي الانسان یا هادي "
" الانسان هونا محال ثابت هوا هی — اسلیئے وه شیطان "
" یا ملائک کے وجود خارجي کے منکر هوکر اُسکا "
" وجود في نفس الانسان تسلیم کرتے هیں ' اور بعوض "
" اس کے که عورت کے رحم میں ایک مصور فرشته گهسا "
" هوا سمجهیں قوت مصوره هي پر ملک کا اطلاق کرتے "
" هیں — کیوں کافر هیں ؟ جو لوگ که لوح محفوظ کو "
" لڑکوں کي سي تختي اور قلم کو نیزه یا تهمیرے کا قلم "
" نهیں سمجهتے بلکه اُسکا وجود عقلي تسلیم کرتے هیں "
" وه کیوں کافر هیں ؟ جو لوگ که وحي من الله میں "
" کسي دوسرے کے واسطے کو بدلائل محال سمجهتے هیں "
" اور وه اُسي قوت کو جو انبیاء میں هی ' جسکے سبب "
" اُن پر نزول وحي هوتا هی اور جسکو ملکه نبوت "
" سے بهي تعبیر کیا جاتا هی ' جبرئیل امین تسلیم کرتے "
" هیں ' اور کهتے هیں که الجبریل حق وه کیوں کافر هیں؟ "
" علاوه اس کے بے انتها دریا اسي قسم کي مثالوں کا اس "
" چشمه سے جسکو امام صاحب نے کهولا هی بهسکتا هی " —
فانظر یا اخي ' وفقک الله ' الی هذه العبارات ' تجد المفکرین
الذین یهجمون علی هذا الرجل العظیم ' ویجزمون بکفره ' قد
رکبوا متن عمیاء ' وخبطو خبط عشواء ' وان اللداعمی بصائرهم
وأصم آذانهم عن ذلک ' حتی وقعوا فی ماوقعوا — وینبغي لکل
ذي عقل و دین ' ان لایقع في ورطة الانکار علی هذا الرجل
العظیم — لان علمه و معرفته ' قاض ببرائته عن هذه المقالات
الشنیعة ' ولا بد من معرفة مدلول کلامه ' — وبحمد الله '
المنکرون علیه کلهم ' جاهلون بذلک — اذ لیس منهم
احد اتقن علوم المعقولات والهیئة والطبعیات وطبقات الارض
وغیرها — بل ولاشم لهارایحة ویکفرونه لحمل کلامه علی
المعني الفاسد والمطلب الکاسد ' وهل الباعث علی هذا ' غیر توهم
علی ظاهر الشریعة ' بل الحسد والنفاق والعناد —

اگرچه میں اپنے دوست کي انصاف پسندي اور نیکدلي سے اُمید رکھتا هوں ' کہ اُنکے اطمینان قلب کے لیئے سید صاحب کي تحریر جو اُوپر میں نے نقل کي کافي هوگي ' اور اُن کے دل سے سب غلط شبهے دور هوجاوینگے — مگر مجهے اپنے وعدہ کے موافق ان مسائل سے زیادہ بحث کرنا ' اور علماء سلف کے خیالات اُس کي نسبت ظاهر کرنا ضرور هی — خصوصا نیچر اور لا آف نیچر یعني فطرة اور قانون فطرة کي نسبت — کہ یهہ وہ اهم اور ضروري مسئله هی ' جسکي وجهہ سے سید صاحب معاذ الله ایک نئے دین کے بانی کهے جاتے ' اور وہ اور اُن کے پیرو نیچري کے نام سے پکارے جاتے هیں — یهاں تک کہ میں بهي جو یقیناً ایک حیثیت سے سید صاحب کا اس مسئله میں مخالف هوں ' اسي مبارک لقب سے یاد کیا جاتا هوں — اس لیئے مجهے اس مسئله کي نسبت ذرا تفصیل سے بحث کرني مناسب معلوم هوتي هی — تاکہ معلوم هو کہ نیچر کي حقیقت کیا هی ' اُس کي نسبت حکماء قدیم اور فلاسفہ حال کي کیا راے هی ' سید صاحب اُسکي نسبت کیا کهتے هیں ' اور اُن کي راے اور خیال کا پتہ متقدمین حکماء اسلام میں کهیں ملتا هی یا نهیں —

نیچر و لا آف نیچر یعني فطرة اور قانون فطرة

نیچر † ایک لفظ انگریزي هی ' جس کا ترجمہ هماري زبان میں کبهي طبیعت کبهي فطرة کبهي قدرت کیا جاتا هی — طبیعت کے معني لسان العرب میں یهہ لکهے هیں " الطبع والطبیعة الخلیقة والسجیة التي جبل علیها الانسان " — یعني طبیعت وہ چیز هی کہ جس پر انسان پیدا کیا گیا هی — مگر حقیقت میں یهہ تعریف پوري اور جامع نهیں هی ' اور نہ اس سے ذهن میں وہ پورا مفهوم آتا هی ' جن معنوں میں نیچر کا لفظ استعمال کیا جاتا هی — اور نہ صرف انسان هي سے یهہ مخصوص هی ' بلکہ تمام موجودات عالم پر اس کا اطلاق هوتا هی — فطرت کے معني بهي جو لغت کي کتابوں میں درج هیں — نیچر کے مفهوم کو پورا پورا ادا نهیں کرتے — لسان العرب میں لکها هی " الفطرة الابتداء والاختراع و فطرة الله اي خلقة الله التي خلق علیها البشر " یعني فطرة کے معني هیں ابتدا و اختراع کے ' اور فطرت الله سے مراد هی خدا کي بناوٹ جس پر اُس نے آدمي کو بنایا اور پیدا کیا — جس طرح لغت میں طبیعت اور فطرة کے صاف اور پورے معني بیان نهیں کیئے گئے ' اسي طرح حکمت اور مذهب کي کتابوں میں بهي اُسکي حد اور تعریف صاف صاف پائي نهیں جاتي — اور نہ زمانہ حال میں همارے کسي عالم نے اس کي تشریح فرمائي هی — یهاں تک کہ سید صاحب قبلہ نے بهي جن کي زبان پر هر وقت نیچر کا مبارک لفظ رهتا هی ' جن کے قلم سے هردم نیچر نکلتا رهتا هی ' اور جن کي تفسیر کا مدار نیچر پر هی ' اس لفظ کي نہ حد بتائي نہ تعریف — اور اس سے بڑهکر تعجب یهہ هی ' کہ حکماء یورپ بهي اب تک اس لفظ کے معني اور مفهوم میں غلطیاں کرتے هیں ' اور فلاسفہ قدیم کي تالیفات میں بهي اس لفظ کي صحیح حد اور

† نیچر Nature — یهہ لفظ مشتق هی لیٹن کے لفظ (Natus) نیٹس سے جسکے معني هیں پیدا شدہ کے —

اس لفظ کے مختلف معاني زبان انگریزي میں مفصلہ ذیل هیں: —

اول — مجموعہ اُن صفات کا کہ جن سے کوئي چیز مرکب هوکر اپني حیثیت ایسي رکهتي هو کہ دیگر اشیا سے ممیز هو — خاصیت جو پیدایش کے ساتهہ پیدا هو — وصف ضروري — خاص بناوٹ —

دوم — اصطلاحي معني — مهرباني — قسم — جنس — خصلت —

سوم — هیئة دور اشیاء — معمولي ترتیب واقعات — تعلق مابین علت و معلول وغیرہ کے —

چهارم — موجودہ نظام اشیاء — مجموعہ معلوم اسباب اور نتایج کا — عالم مادہ یا عالم مادہ و عقل — مخلوق — کائنات —

پنجم — اصطلاحي معني — مجموعہ اور ترتیب جملہ اسباب اور نتایج کي — وہ قوتیں جو کہ کسي ظهور اشیاء کي صد هوتي هیں خواہ جزواً یا کلاً — وہ قوتیں جن سے کہ عمل پیدایش واقع هوتا هی — مجموعہ تمام اُن قوتوں کا بہ حیثیت تمیز اُس عقل کل سے کہ جو مبدہ کائنات سمجها جاتا هی —

ششم — فطرتي مذهب یا ادب و عظمت —

هفتم — مطابقت اُن چیزوں سے کہ جو فطرتي یعني نیچرل هیں بہ حیثیت تمیز اُن چیزوں سے کہ جو مصنوعي هیں یا آورد سے قرار دي گئي هیں یا جو واقعي تجربہ سے ابعد هوں — تطابق اُن چیزوں سے جو کہ معمولي هیں اور معمولہ هوتي هیں —

هشتم — شخص ذهین اور صاحب خصلت — ذهن یا عقل یا خصلت کي فهم — فطرتي حالت یا اختیار اپاس — عدم پرهش — پرهنگي —

تعریف پائی نہیں جاتی — سقراط کے مکالمات میں بھی
کوئی مکالمہ نیچر پر نہیں ہی - ورنہ جیسا کہ اُس کا طرز
استدلال اور طرز بیان ہی ' اس لفظ کے معنی بھی وہ صاف
صاف بیان کردیتا ' اور اُس میں وہ ابہام نرہتا جس سے
اس لفظ کے استعمال میں لوگ دھوکہ کھاتے ہیں — سب
سے عمدہ اور شاید اول ہی بیان جو نیچر کے معنی اور حقیقت
کی نسبت کیا گیا ہی وہ ہی' جو جان اسٹوارٹ مل نے اپنے
مشہور مضمون میں جو نیچر پر لکھا ہی کیا ہی — وہ
" لکھتے ہیں ' کہ " نیچر کا یہہ لفظ اور جو الفاظ اس "
" سے نکلتے ہیں - انسان کے خیالات اور جذبات پر بہت "
" قابو رکھتے ہیں ' اور اُن کا اثر انسانوں پر ہمیشہ بہت "
" کچھہ رہا ہی — لیکن جب ہم غور کرتے ہیں ' کہ ان "
" الفاظ کے ابتدائی اور اصلی معنی کیا تھے ' اور اُس کا "
" مفہوم کیا تھا ' تو نہ صرف حیرت بلکہ افسوس ہوتا ہی - "
" کہ یہہ الفاظ جن کا علم اخلاق اور ما بعد الطبعیات میں "
" اسقدر دخل ہی ' اُن کے معنی اسقدر بدل گئے ہیں ' اور "
" ایسے مختلف معنی پیدا ہوگئے ہیں ' کہ اُن سے خلط "
" مبحث ہو جاتا ہی ' اور اسیواسطے اس لفظ نیچر کے "
" مغالطہ آمیز معنی سے لوگ دھوکہ کھاتے ہیں " - پھر "
" وہ لکھتے ہیں کہ " اگر ہم افلاطونی طریقہ کے مطابق "
" اس لفظ کے ٹھیک معنی تحقیق کریں - تو اول سوال "
" یہہ ہونا چاہیئے ' کہ ایک خاص شی کے نیچر سے "
" کیا مراد ہی — مثلاً آگ یا پانی یا درخت کا نیچر - " "
" پھر وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اُس کی تمام قوتوں "
" اور خاصیتوں کا مجموعہ ہی ' جس سے وہ اور چیزوں " "
" پر اپنا اثر ڈالتی ' اور نیز دوسری اشیا کا اثر اُس پر "
" ہوتا ہی - اور نیچر جب عام بولا جاے تو اُس کے "
" معنی ہیں - تمام چیزوں کی کل قوتوں اور خاصیتوں "
" کا مجموعہ ' اور تمام مظاہر عالم کا جملہ ' معہ اُن علتوں "
" کے جن سے وہ پیدا ہوتے ہیں — اور اس میں نہ صرف " "
" وہ چیزیں شامل ہیں جو واقع ہوئی ہیں ' بلکہ وہ بھی "
" جو قابل الوقوع ہیں - اور جسطرح علتوں کی مستعمل "
" قوتیں نیچر کی ایک جزو ہیں ' اسیطرح پر نامستعمل "
" قوتیں بھی — پس نیچر کا سب سے سادہ مفہوم "
" یہہ ہی - کہ وہ ایک مجموعی نام اُن تمام واقعات کا "
" ہی جو بالفعل ہوں یا بالقوہ - یا زیادہ صحیح طور پر " "
" کہا جاے تو وہ نام ہی ' اُس طریقہ کا جو کچھہ معلوم "
" ہی اور کچھہ نا معلوم — جس میں سب چیزیں واقع "
" ہوتی ہیں - کیونکہ اس لفظ سے جو مفہوم ہوتا ہی وہ "
" اُن بیشمار مظاہر کا تفصیلی حال نہیں ہی جو واقع "
" ہوتے رہتے ہیں ' بلکہ اُن سب واقعات عالم کا ایک "
" مجموعی تصور ہی جو انسانی دماغ میں آ سکتا "
" ہی - اگر کسی دماغ میں ان سب مظاہر کے علم "
" حاصل کرنے کی قابلیت ہو ' تو اُس کے خیال میں جو "
" مجموعی تصور بنیگا وہ نیچر کا مفہوم ہی " *

جان اسٹوارٹ مل نے اس معنی کو سُبن ٹیفک معنی
بیان کیئے ہیں مگر وہ لکھتے ہیں کہ یہہ تعریف اس مبہم
اصطلاح نیچر کی بہت سے معنوں میں سے صرف ایک معنی
ہیں - پھر اُنھوں نے آگے چلکر اس لفظ کے مختلف مورد
اور مصداق سے بحث کی ہی جو اسوقت ہمارے اس
مضمون سے خارج ہی اور اس موقع پر ہم اسی پر بس
کرتے ہیں *

نیچر کے ساتھہ ایک دوسرا لفظ بھی بولا جاتا ہی '
جسے لا آف نیچر کہتے ہیں ' اور جسے ہم کبھی قانون
فطرۃ کبھی قانون قدرت سے تعبیر کرتے ہیں - وہ اُن تعلقات
اور ارتباط اور اُس سلسلہ کا نام ہی جو باہم عالم کے تمام
موجودات میں پایا جاتا ہی - وہ ایک نیا لفظ ہی ' اور
سائنس (علم) کا آخری اور سب سے عمدہ انکشاف ہی -
قدیم زمانوں میں یعنی جب سے علم پیدا ہوا ' مظاہر کائنات
پر فرداً فرداً غور کیا جاتا تھا — اُسوقت دنیا ایک درہم برہم
عالم سمجھی جاتی تھی - یا یوں کہیئے کہ مفرد اور علحدہ
علحدہ اور بے تعلق واقعات کا مجموعہ تھی — اہل نظر نے
اپنے غور اور فکر سے یہہ تو جان لیا تھا ' کہ ان واقعات کے
مابین کوئی تعلق ضرور ہونا چاہیئے - مگر قانون کا عمل
قدیم زمانہ کے لوگوں کی نگاہ سے بہت دور تھا - کوپرنیکس
اور گیلیلیو اور کپلر کے زمانہ سے کائنات کی یہ قاعدہ سطریں
اول اول نظر آنے لگیں — جب قدوت نے نیوٹن کے
سامنے اپنا بڑا راز کھولدیا - اُس وقت سے یہہ ظاہر ہوا کہ

قانون فطرت في نفسہ ایک واقعي امر ھی — اُسوقت سے اس قانون کے تجسس میں سائنس (علم) سر گرمي سے کوشش کرنے لگا ' اور اُن تحقیق شدہ اور عمل پذیر سلسلہ یا مستقل نظم و نسق کا جو موجودات عالم میں پایا جاتا ھی ' نام لا آف نیچر یعني قانون فطرت رکھا گیا — قانون فطرت صرف اُس با قاعدہ ترتیب کا اظہار ھی ' جو قدرتي اشیاء میں پائي جاتي ھی ' اور جس کو ارباب نظر کي ایک کافي تعداد نے دیکھا ھی — اس امر کي نسبت اتفاق نہیں ھی ' کہ قوانین خود کیا ھیں — یہہ قوانین نہ کسي چیز کو پیدا نہ کسي کي پرورش کرتے ھیں — وہ صرف اُن چیزوں کو یکساں طریقہ پر قایم رکھتے ھیں جو پیدا ھو چکے ھیں ' اور جن کي پرورش ھورھي ھی — درحقیقت وہ ایک طرز عمل ھیں نہ کہ عامل ' وہ ایک آئین ھیں نہ کہ قوت ' مثلاً قانون کشش صرف ایک طرز کارروائي کا بیان ھی ' وہ خود کشش کي نسبت کسي قسم کي روشني نہیں ڈالتا ھی — نیوٹن نے کشش کا انکشاف نہیں کیا ' نہ اُسکي حقیقت اب تک منکشف ھوئي ھی — اُس نے صرف قانون کشش کو دریافت اور ظاھر کیا — مگر وہ اس قانون کي ابتدا یا خاصیت یا سبب کا کوئي علم نہیں دیتا *

یہہ ھی مختصر حقیقت نیچر اور لا آف نیچر یعني فطرۃ اور قانون فطرۃ کي ' جو اس زمانہ کے فلسفي بیان کرتے ھیں — اب ھم کو دیکھنا چاھیئے ' کہ اسکي نسبت حکماء قدیم کیا کہتے ھیں — وہ نیچر کے معني اور مفہوم پر طبیعت کا لفظ استعمال کرتے تھے — اور اُسے ایک قوۃ روحانیہ مدبرہ عالم سمجھتے تھے — جیسا کہا گیا ھی ' کہ انہا قوۃ روحانیۃ مدبرۃ الکل — افلاطون کا یہہ خیال تھا کہ طبیعت کي دو قسمیں ھیں ایک عام ' جو تمام عالم میں ساري ھی — دوسري خاص ' جو ھر چیز میں پائي جاتي ھی ' جس کي وجہہ سے تمام تغیرات اور تاثیرات ھوتي ھیں " کما قال ان فی العالم طبیعۃ عامۃ تجمع الکل ' وفي کل واحد من المرکبات ' طبیعۃ خاصیۃ ' وحد الطبیعۃ انہا مبداء الحرکۃ والسکون فی الاشیاء ' لي مبداء التغیر ' وھو قوۃ ساریۃ فی الموجودات کلہا ' تکون السکنات والحرکات بہا یعني عالم کي ایک طبیعت عام ھی جو سب کي جامع ھی ' اور پھر ھر ایک چیز کي خاص خاصیت ھی ' اور طبیعت کي تعریف یہہ ھی — کہ وہ ایک قوت ھی جو تمام موجودات میں ساري ھی ' اور تمام تغیرات اور سارے کام یعني دوسروں پر اثر کرنا اور دوسري چیزوں کا اثر ' قبول کرنا اُسي سے ھوتا ھی — درحقیقت یہہ معني طبیعت کے قریب قریب نیچر کي اُس تعریف کے ھیں ' جو فلاسفہ حال کرتے ھیں * ایضاً

اب دیکھنا چاھیئے کہ سید صاحب کیا فرماتے ھیں — وہ اپنے ایک مضمون میں جو " نیچري " کے عنوان سے سنہ ۱۲۹۶ ھجري کے تہذیب الاخلاق میں چھپا ھی لکھتے ھیں — کہ " ابتدا میں یہہ علم (نیچر) محدود تھا ' مگر جسقدر زیادہ تحقیقات ھوتي گئي — اُسیقدر زیادہ وسیع ھوتا گیا اور ثابت ھوگیا ' کہ جسقدر چیزیں دکھائي دیتي ھیں یا جانی گئي ھیں — یہانتک کہ انسان کے کام ' اور انسان کے خیالات ' اور اُسکے اعتقادات ' سب کے سب نیچر کے قوانین کي زنجیر میں جکڑے ھوئے ھیں " یہہ بیان سید صاحب کا کچھہ نیچر اور لا آف نیچر کي حقیقت کا بیان نہیں ھی — بلکہ اُسکے ایک عام مفہوم کا بیان ھی — اور اس سے وہ اس بحث کے اصل نتیجہ کي طرف رجوع کرتے ھیں ' یعني نیچر کے ماننے اور نہ ماننے کا اثر مذھب پر کیا پڑتا ' اور یہہ بحث کیا نتیجہ پیدا کرتي ھی — چنانچہ وہ اس کے آگے یہہ فرماتے ھیں کہ " جسطرح تمام انسان اُس خیال سے جسکو ھم کبھي مذھب سے اور کبھي لامذھب سے تعبیر کرتے ھیں ' خالي نہیں ھیں ' اسیطرح اس عام کے عالم بھي اُس خیال سے خالي نہ تھے — بعض لوگوں کو یہہ خیال ھوا — کہ جب ھم نیچر ھي کو تمام چیزوں میں ' اُن کے پیدا ھونے میں ' اُن کي بقا میں ' اُن کي فنا میں ' پاتے ھیں تو جو کچھہ ھی نیچر ھی اور اُسکے سوا اور کچھہ نہیں — اُنھوں نے اُسکا بھي جس کو ھم تم خدا کہتے ھیں انکار کیا ' اور کہا کہ یہہ دنیا آپ ھي آپ ھوئي ' اور آپ ھي آپ قایم ھی ' اور ھمیشہ سے ھی اور ھمیشہ رھیگي — بعضوں نے کہا کہ وہ

جس کو ہم تم خدا کہتے ہیں ' شاید ہو یا نہو کچھ ٹھیک نہیں ہی - شاید اِنہی کے مشابہ وہ لوگ ہونگے ' جن کو ہمارے علماء اسلام نے دہریہ کا خطاب دیا ہی - انہیں عالموں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اِنہوں نے جسقدر زیادہ نیچر کی اور اُسکے قوانین کی تحقیقات کی ' اُسی قدر اُس کو ایسی ترتیب اور ایسی مناسبت اور ایسے انتظام سے پایا ' جس سے وہ حیران ہوگئے ' اور اُنہوں نے یقین کیا ' کہ یہہ سب چیزیں آپ ہی آپ ایسی عمدگی سے نہیں ہوسکتیں ' بے شک اُن کو کسی بڑے کاریگر نے سمجھہ بوجھکر بنایا ہی - اُنہوں نے اُس علۃالعلل کا جسکی یہہ سب چیزیں معاول ہیں ' یا نیچر کے قوانین بنانے والے کا یا ان سب چیزوں کے پیدا کرنے والے کا ' یا اُس کا جس کو ہم تم خدا کہتے ہیں اقرار کیا ' اور ٹھیک وہی راستہ چلے ' جو کلدانیہ کے رہنے والے ایک نوجوان نے جس کو ابراہیم کہتے ہیں اختیار کیا تھا " — سید صاحب کے اِس بیان کو ہر منصف مزاج جو مذہب اور علم دونوں سے واقفیت رکھتا ہو قبول کریگا ' اور اُن حکیموں کے خیالات کو اس کا موید پاویگا جو سائنس (علم) کی بیجا حمایت نہیں کرتے — کیونکہ وہ بھی نیچر اور قوانین نیچر کو ایک خدائے قادر مطلق کی ذات اور صفات کا ثابت کرنے والا ' اور توحید پر یقین دلانے والا سمجھتے ' اور کہتے ہیں — کہ قرآنمیں فطرۃ کے علم ہی نے اِنسان کا خیال ایک خدا کی طرف رجوع کیا — اور نظام عالم کے اُس سلسلہ نے جو نہایت استحکام سے ایک دوسرے سے ملا ہوا اور تمام دنیا کو اپنی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہی ' بندوں کو توحید کی طرف متوجہہ کیا *

اب ہمکو دیکھنا چاہیئے ' کہ مظاہرِ عالم پر نظر کرنے اور موجودات عالم کے دیکھنے سے اِنسان کا خیال خدا کی طرف کیوں رجوع ہوا ' اور بالاخر اِس نظارہ نے ایک ایسے خدا کا جو اپنی ذات و صفات میں کامل ہو کیوں یقین دلایا — اُس کی کیفیت یہہ ہی کہ جب اِنسان نے موجودات عالم پر نظر کی ' تو دیکھا کہ جتنی چیزیں اِس دنیا میں ہیں — اُن کی کوئی ہستی ہی ' وہ پیدا ہوتی ہیں ' نشو و نما پاتی ہیں ' اُن میں خاص خاص قوتیں اور تاثیریں ہیں — تو اُس نے اپنا خیال دوڑایا ' کہ ان کی ہستی کس سے ہی ' ان کا قایم رکھنے والا اور محافظ کون ہی ' اور ان میں یہہ خاصیتیں اور تاثیریں کس نے رکھی ہیں - تب اُسنے سوچا ' کہ جسم تو من حیث انہ جسم ' ان افعال متنوعہ اور خواص مختلفہ ' اور تاثیرات عجیبہ کا پیدا کرنے والا نہیں ہوسکتا - اس لیئے اِس کا خیال کسی پوشیدہ اور باطنی قوۃ کی طرف گیا - غیر تربیت یافتہ دماغوں نے علم کے زمانہ سے پہلے مظاہر کائنات کے اختلافات کو مختلف قوتوں اور مختلف ارادوں سے منسوب کیا — اور ہر فعل اور ہر کام کے لیئے ایک دیوتا قرار دیا — علم کے زمانہ سے اول لوگوں کی سمجھہ سے یہہ بات دور تھی - کہ وہ مظاہر کائنات کے اختلافات کو کسی ایک قوۃ یا ایک ارادہ سے منسوب کرتے - بلکہ اُن کے قدرتی میلان طبیعت نے اُنہیں مجبور کیا ' کہ ہر مختلف فعل اور ہر مختلف ظہور کو ایسی مختلف قوتوں سے منسوب کریں ' جو اپنے ارادہ اور اپنی مرضی سے اُن افعال مختلفہ کے باتی ہوں ' اور اپنے اپنے صیغہ اور اپنے علاقہ کے حاکم ذی اقتدار ہوں ' گو کوئی بڑا خدا ایسا بھی خیال کیا جاتا جسکو تمام خداؤں پر نگرانی کا اختیار حاصل ہی - مگر وہ مختلف علاقوں کا حاکم تسلیم نہیں کیا جاتا ' اور ہر کام کے لیئے جداگانہ خداؤں سے رجوع کرنا ضروری سمجھا جاتا - ایک قوت یا ایک حاکم یا ایک خالق یا ایک مدبر کا سچا عقیدہ پیدا نہیں ہوسکتا تھا ' جب تک کہ اِنسان نے یہہ غور کرنا شروع نہ کیا ' کہ مظاہر کائنات اور موجودات عالم جو ایک ابتری کی حالت میں نظر آتے ہیں ' وہ ایک ایسے نظام پر مبنی ہیں ' جس میں ہم ایک مفرد ارادہ اور بلا شرکت غیرے خاص اُس کے دخل اور اُس کی حکومت اور اُس کے عمل کو دیکھتے ہیں - دنیا کی نسبت ایسا خیال شاید مستثنی ذہن کے آدمیوں میں پیدا ہوا ہو ' مگر یہہ خیال عام اُسی وقت ہوسکتا ہی ' جب کہ علمی خیال کی ترقی کو ایک مدت گذر چکی ہو - اور وہ ترقی جو انسان نے علم میں کی ' اور وہ تربیت یافتہ دماغ جنھوں نے علمی تحقیقات سے اس کائنات کا خیال کیا ' اس قابل ہوسکتی تھی - کہ اُن گنتی دیوتاؤں کے ماننے کے بدلے وہ ایک ایسے خدا کو

مانیں ' جو اپنی ذات میں کامل اور صفات میں یکتا ہو' اور اپنی قدرت اور ارادہ میں کوئی شریک نہ رکھتا ہو - اس جگہہ سے ایک خدا کے ماننے کا اعتقاد شروع ہوتا ' اور نیچر خدا کی وحدت اور یکتائی سکھاتا ہی - اور جہاں تک نیچر کے قوانین کا انکشاف ہوجاتا ہی وحدہ لا شریک لہ کے عقیدہ کی قوت بڑھتی جاتی ہی — سائنس (علم) کا کام کیا ہی ؟ اُس کا کام ہی شہادت جمع کرکے اسباب کا ثابت کرنا ' کہ نیچر میں ہر ایک واقعہ کسی پچھلے واقعہ یا واقعات سے تعلق رکھتا ہی — یا یوں کہیئے کہ ہر واقعہ کا وجود کسی مقدم واقعہ پر منحصر ہی — لیکن نہ ایسا کہ وہ دوسروں کے عمل سے باطل یا ترمیم نہوسکے - کیونکہ یہہ جداگانہ سلسلے علل کے ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہیں ' اور ہر علت کے عمل میں دوسری علتوں کی اسقدر مداخلت ہوتی ہی ' کہ ہر نتیجہ حقیقت میں بجاے ایک ہی علت سے پیدا ہونے کے تمام موجودہ علل کے مجموعی اثر سے پیدا ہوتا ہی - پس جبکہ یہہ خیال دل میں جاگزیں ہوا کہ ' ہر واقعہ کا وجود پچھلے واقعات پر منحصر ہی ' اور ساتھہ ہی ساتھہ اُس کے وقوع ہونے کے لیئے نہ صرف چند بلکہ شاید کل گذرے ہوئے واقعات کا باہم ملنا ضرور ہی ' اور ملنا بھی اسطور پر ' کہ خفیف سا فرق بھی اُس واقعہ کو پیدا نکرتا ' یا اُسکی حیثیت بہت کچھہ بدلدیتا - تو لا محالہ یہہ عقیدہ پیدا ہوتا — کہ ایسے ارتباط اور انتظام اور تسلسل کو جس سے تمام عالم جکڑا ہوا ہی ' کوئی معین نہیں کرسکتا ' نہ وہ قایم رہ سکتا تھا ' بجز ایک ایسی ذات کے جسکے قبضہ قدرت میں نہ صرف ایک علاقہ کی ' بلکہ تمام کائنات کی حکومت ہو — اور جسکا کوئی سہیم اور شریک نہو - اس لیئے ایک خدا اور ایک قادر مطلق کے یقین کا سبب یہہ نہیں ہی ' کہ زیادہ ترقی یافتہ قوموں میں وہ پایا جاتا ہی - بلکہ اُسکی یہہ وجہہ ہی ' کہ علم کی زمین پر صرف یہی اعتقاد اپنے قدم جمانیکا دعوی کرسکتا ہی - شرک کا خیال اور بہت سے دیوتاؤں کے ماننے کا اعتقاد ' یعنی یہہ کہ ہر دیوتا یا ہر ایک خدا اپنے علاقہ پر جُدی حکومت رکھتا ہی — یا تو اس مقررہ اور مسلم شدہ اصول کے خلاف ہوگا - کہ مقررہ قوانین کے بموجب ہر ایک عمل اور ہر ایک واقعہ پچھلے اعمال اور گذرے ہوئے واقعات کا نتیجہ ہی — یا اسبات کو ماننا پڑیگا ' کہ نظام عالم میں واقعات کا کوئی تسلسل اور ارتباط نہیں ہی ' اور نہ کسی ایک چیز کا وجود دوسری گذشتہ چیزوں سے تعلق رکھتا ہی - اور یہہ دونوں باتیں جو عالم نتایج علم کی ہیں ' توحید کے انکار اور تعدد الہ کے عقیدہ کے قدم کو علم کی زمین پر جمنے نہ دینگی ' اور علم اس اعتقاد کے رد کرنے ' اور اپنی زمین سے نکالدینے پر مجبور ہوگا — کیا خوب کہا ہی زمانہ حال کے ایک فلسفی نے ' کہ " جب علمی نگاہ سے یہہ امر دیکھا جاے ' کہ یہہ کائنات ایک مستحکم اور مسلسل اور منتظم نظام ہی ' اور وہ باہم ایسا متحد ہی ' کہ نہ مثل جال کے بلکہ انسان کے جسم کے یا ایک ایسے آلہ کے جو اپنے پرزوں کی دائمی حرکت سے چل رہا ہی ' تو یہہ ضرور تسلیم کرنا ہوگا — کہ وہ سوال جس کا جواب عقیدہ خدا ہی ' بالکل ایک طبعی سوال ہی - اور انسانی دماغ کی ایک ظاہری ضرورت سے پیدا ہوتا ہی - چونکہ ہم مشاہدہ کی وسعت سے ہر جداگانہ واقعہ کی ایک محدود ابتدا کی تلاش کرنے کے عادی ہیں ' - اور چونکہ جہاں کہیں ابتدا ہی وہاں ہم ایک مقدم واقعہ کو پاتے ہیں ' جسے ہم علت کہتے ہیں — اس لیئے یہہ ناممکن تھا کہ انسانی دماغ اپنے سے یہہ سوال نکرتا ' کہ آیا کل کائنات کی ابتدا نہ تھی جس کے یہہ خاص مظاہر محض ایک جزو ہیں ' اور اگر تھی تو آیا وہ ابتدا ایک واجب الوجود ہستی تھی یا کیا - آیا علل اور نتائج کے ان کل سلسلوں سے جن کو ہم نیچر کہتے ہیں پہلے کوئی چیز جس کے بغیر خود نیچر کی ہستی نہ ہوتی تھی یا نہیں - اُس زمانہ سے جب کہ انسان نے پہلی ہی مرتبہ فکر کو جولانی دی ' یہہ سوال کبھی بغیر کسی نہ کسی فرضی جواب کے نہیں رہا ہی ' اور اُس کا صرف ایک جواب تشفی بخش ہی یعنی ایک خدا کا ماننا ' اور اُسکی ذات اور صفات میں کسیکو شریک نہ سمجھنا ' اور اُس کی قدرت اور حکومت میں کسیکی مداخلت نہ ہونا " - یہہ نتیجہ جو نیچر اور اُس کے غیر متغیر اور مستحکم اور

مقررہ قوانین نے پیدا کیا ہی ؟ درحقیقت اسلام کی تصدیق ہی، اور علم کا سچے دل سے اس بات کا اقرار، کہ "ان الدین عندالله الاسلام فطرة الله التي فطرالناس علیها" — اور در اصل نیچر ہرایک بندہ کو خدا کی یہہ مفادی سنانے والا، اور اس حکم کا اشتہار دینے والا ہی کہ "اقم وجهک للدین حنیفا، فطرة الله التي فطرالناس علیها لا تبدیل لخلق الله، ذلک الدین القیم و لکن اکثرالناس لا یعلمون" —

اب میں اپنے دوست سے جن کا یہہ خیال ہی، کہ سید صاحب خدا کی جگہہ نیچر کو قایم کرتے ہیں، اور جن کا مجھہ سے یہہ سوال ہی، کہ کیا آپ کے نزدیک خدا کی جگہہ نیچر کو قایم کرنا کفر نہیں ہی — بہ کمال ادب عرض کرتا ہوں — کہ وہ سید صاحب کے عقیدہ کی نسبت انصافاً خود فیصلہ کریں، کہ آیا سید صاحب خدا کی جگہہ نیچر کو قایم کرتے ہیں، یا نیچر کو خدا کا قایم کیا ہوا سمجھکر نیچر سے خدا کی خدائی اور اُس کی یکتائی اور بے همتائی ثابت کرتے ہوں — اور وہ بھی نہ اپنی زبان سے بلکہ خدا کی زبان سے، اور نہ اپنے دل سے بلکہ خدا کی وحی سے — میرے دوست سید صاحب کے اُس مضمون کو ذرا غور سے ملاحظہ فرماویں، جو سنہ ۱۲۹۶ ھ کے تہذیب الاخلاق کے شروع میں نیچر پر لکھا ہی، اور جس میں ایک عجیب دل پر اثر کرنے والی تحریر سے خدا کی خدائی اور اُس کی کبریائی وہ نیچر سے دکھاتے ہیں — وہ کہتے ہیں کہ "کسی نے خدا کو اور کسی طرح نہیں جانا، اگر جانا تو نیچر ہی سے جانا، موسی نے رب ارنی کے جواب میں کیا سنا، لن ترانی و لکن انظر الی الجبل، پہاڑ پر کیا تھا وہی نیچر قانون قدرت کا نمونہ تھا، خود خدا آپ ہی اپنے آپ کو کچھہ نہیں بتلا سکا اور جو بتلایا تو نیچر ہی کو بتلایا — بولا کہ جس نے زمین کو تمہارے لیئے بچھونا اور آسمان کو دیرہ بنایا اور آسمان سے پانی برسایا — جس سے تمہارے کھانے کے لیئے طرح طرح کے میووں کو اُگایا، وہی خدا ہی — بولا کہ سمجھداروں کے لیئے — آسمان و زمین کے پیدا کرنے، رات دن کے مختلف ہونے، کشتی کے دریا میں جانے، آسمان سے پانی برسنے، زمین کے مرکر زندہ ہونے، ہواؤں کے ادھر اُدھر چلنے، بادلوں کے آسمان و زمین میں ادھر ہونے ہی میں نشانیاں ہیں — جب پوچھو کہ تو کون ہی، اُس کا جواب تو کچھہ نہ دے، اور اپنے قانون قدرت کو بتاوے اور بولے — کہ وہ جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں ادل بدل کر دیتا ہی، زندہ سے مردہ، مردہ سے زندہ نکالتا ہی" — اسی طرح وہ قرآن مجید کی بہت سی آیتوں کا بیان کرکے لکھتے ہیں کہ "خدا نے ہمکو، ہماری جان کو، ہماری سمجھہ کو، ہمارے قیاس کو، ہمارے دل و دماغ کو، ہمارے روٹیں روٹیں کو، نیچر سے جکڑ دیا ہی — ہمارے چاروں طرف نیچر ہی نیچر پھیلا دیا ہی، نیچر ہی کو ہم دیکھتے ہیں، نیچر ہی کو ہم سمجھتے ہیں، نیچر ہی سے خدا کو پہچانتے ہیں ..... ہمارے باپ دادا بھی کچھہ کرشمہ اور کرامات دیکھکر ایمان نہیں لائے تھے، وہ بھی فطرتی مسلمان تھے — ہمارا ہی دادا تھا، جس کے دل میں فطرتی ایمان نے جب جوش کیا تو گھبرا گیا، اور نیچر کو، فطرة کو، خدا کے دین کو، ڈھونڈنے لگا — خدا ہی نے اُس کو ملکوت السموات والارض دکھلا دیئے — وہ ملکوت کیا تھا، وہی نیچر فطرت خدا کا دین تھا — رات کی اندھیری میں ایک روشن ستارہ نیچر کا پرکالہ دیکھا، جانا کہ یہی خدا ہی، چاند کو نور کا ٹکڑا پایا، اُسی پر خدا ہونے کا دھوکہ کھایا — سورج کو سب سے زیادہ چمکیلا دیکھا — اُسی پر خدا ہونے کا گمان کیا — مگر جب دیکھا کہ یہہ سب تو ڈوب جاتے ہیں، تو بول اُٹھا کہ میں اُس پر ایمان لایا، جس نے فطرة نیچر کو بنایا اور پکا فطرتی مسلمان ہوا" *

اے میرے دوست — اگر تم آنکھہ رکھتے ہو دیکھنے والے، اور کان رکھتے ہو سننے والے، اور دل رکھتے ہو سمجھنے والا، تو اس تحریر کو — اس بیان کو — اس اعتقاد کو دیکھو، اور انصاف کرو — کہ یہہ تحریر سید کی کیا پکارتی ہی، اس کا کہنے والا کیا کہتا ہی، اور اُس کا اس تحریر سے کیا عقیدہ ظاہر ہی، کیا وہ خدا کی جگہہ نیچر کو قایم کرتا ہی، کیا وہ خدا کی خدائی، اور اُسکی قدرت کا منکر ہی، کیا وہ ابراہیمی ملت پر نہیں ہی، کیا اُس کے

ہر بن مو سے اسلام نہیں ٹپکتا ہی، اور کیا ایسا شخص اسلام سے خارج سمجھا جاسکتا ہی — اگر اسپر بھی تم یہی کہو، کہ وہ دہریہ ہی، وہ ملحد ہی، وہ اسلام کا مخالف ہی، وہ نیچری ہی، اور نیچری بھی وہ جسے تم مرادف دہریہ سمجھتے ہو — تو آؤ اور مباہلہ کرو، ندع ابنائنا وابناءکم و نسائنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین — میں اُن سادہ لوح اور نیکدل مسلمانوں کو کچھ نہیں کہتا، جو کچھ نہیں جانتے، کچھ نہیں دیکھتے، اور کچھ نہیں سمجھتے، بلکہ اُس اعرابی کی طرح جو رسول عربی روحی فداہ کی بات سنکر لا ازید ولا انقص کہتا ہوا چلدیا تھا، لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ دل سے کہتے، معمولی فرایض ادا کرتے، اور اپنے پیٹ کے دھندے میں لگے رہتے ہیں — کہ وہ سچے اور پکے مسلمان ہیں، اور سیدھے بہشت میں چلے جاوینگے وہ جو چاہیں بیچارے سید کی نسبت خیال کریں، کافر کہیں، ملحد سمجھیں، فانہم معذورون — البتہ اُن بزرگواروں سے جن کے سر عمامہ فضیلت سے، جن کے گلوے مبارک ہزار دانہ کی مقدس تسبیح سے، جنکے فرزانی سرمے زرنگار حمایل سے، ہمیشہ مزین اور مزیب رہتے ہیں — جن کی زبان پر ہر وقت قال اللہ وقال الرسول جاری ہی، جن کے ہاتھ میں درہ اور زبان پر لعنت ہوتی ہی، جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں ہردم مشغول رہتے، بات بات پر مسلمانوں کو کافر بتاتے، مالک جہنم کے نام وارنٹ جاری کرتے، اور لوگوں کو دوزخ میں بھیجتے رہتے ہیں، کہتا ہوں — اور پکارکر کہتا ہوں — کہ وہ ڈریں اُس روز سے جو آنے والا ہی، اور یاد رکھیں اُس دن کو جس میں دل کی بات کہلنے والی ہی، — وہ کہتے ہیں وہ بات جسے اُن کا دل جھٹلاتا ہی — وہ دکھاتے ہیں وہ چیز جس کے خلاف اُن کے سینہ میں ہی، وہ جانتے ہیں کہ سید مسلمان ہی اور پکا مسلمان پر اُسے کافر کہتے ہیں، تاکہ عوام خوش ہوں اور اُنہیں بڑا مقدس اور ابرار جانیں — وہ خوب سمجھتے ہیں کہ سید خدا کا معتقد — رسول پر شیدا — اسلام کا عاشق ہی، مگر اُسے دہریہ اور ملحد بتاتے ہیں، تاکہ اُن کے دل کی آگ ٹھنڈی پڑے، اور جہلا اُن کو شریعت کا ستون اور دین کا رکن سمجھیں — کیا جواب دینگے اُس حاکم کو جس کے سامنے نہ کوئی حیلہ چلیگا نہ کوئی بناوٹ، جبکہ اُسکے روبرو وہ اور اُن کا بنایا ہوا کافر (سید) دونوں ہونگے — اور خدا اُن سے پوچھیگا کہ یا من کان الہہم ہواکم و معبود کم سلطیفکم، وقبلتکم دراہمکم، وشریعتکم رعونتکم، و عبادتکم خصومتکم اغنیاء کم، و ذکرکم وسواسکم، و فکرکم استنباط الحیل لما تقتضیہ حشمتکم، کیف تمیز لکم ظلمۃ الکفر من ضیاء الایمان، وبای ذنب کفرتم عبدی الذی کان علی بصیرۃ منی والعرفان، و متمسکا بقول لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ صادقا بہا غیر مناقض لہا، ایتقدیمہ القرآن علی فہرۃ ام باتباعہ البینات و اجتنابہ عن الشبہات، و اختیارہ العلم علی الجہل، و ایثارہ الیقین علی الشک والارتیاب، و ایمانہ علی ان القرآن کان کلاما حیا و اماما صادقا، و عدم ایثارہ اقوالکم علی القرآن، و عدم اختیارہ الضلالۃ بعد الہدی والایمان — کہ اب مجھے بتاو اور جواب دو اے وہ لوگو جو اپنی خواہشات کو پوجتے، اپنے بادشاہوں کو معبود سمجھتے، اور درہم و دینار کو قبلہ جانتے تھے — نہ سوائے رعونت کے دوسرا تمہیں خیال تھا، نہ بجز عزت و جاہ حاصل کرنے کے علم و عبادت سے تمہارا کوئی مقصود تھا، تم اپنے وسوسوں کو ذکر سمجھتے، اور دولت و جاہ پیدا کرنے کے حیلے ڈھونڈھتے رہتے تھے — تمکو کھونکر معلوم ہوا کہ کفر کیا تھا اور ایمان کیا، تم نے کیونکر جانا کہ کافر کون تھا، اور مسلمان کون — کفر اور ایمان کی روشنی میں تم نے کیونکر تمیز کی، ضلالت اور ہدایت کا فرق تمکو کس نے بتایا، اور کس گناہ میں تم نے میرے بندے اور میرے حبیب کے فرزند کو کافر ٹھہرایا، جب کہ تم جانتے تھے کہ وہ میری توحید اور رسالت پر ایمان رکھتا ہی — کیا اس سبب سے وہ کفر کا مستوجب ٹھہرا، کہ اُس نے میری کتاب کو دوسری کتابوں پر مقدم جانا، اور میرے سچے کلام کے مقابلہ میں جھوٹے قصوں اور باطل روایتوں اور غلط کہانیوں کو نہ سنا — کیا یہہ اُسکی خطا تھی، کہ اُس نے قرآن کو زندہ کلام اور سچا اسلام مانا، اور میری سنت اور عادت کے تغیر اور تبدل سے انکار کیا، اور لاتبدیل فی خلق اللہ ولاتحویل فی سنت اللہ کہتا رہا، — وہ کافر تھا یا مسلمان، ملحد تھا یا مومن، مگر تم جانتے تھے، اور خوب جانتے تھے، کہ اُسکی نیت تھی

دین کي حمایت ' اور اسلام کي سچائي کا اظہار — تم جانتے تھے کہ وہ میرے رسول کا عاشق ' اور میرے بندوں کا خیر طلب ہی — گو اُس نے غلطي کي یا خطا ' اُسکا معاملہ مجھسے تھا — تمنے کس جرم میں اُسکي تکفیر کي ' اور کس خطا میں اُسے واجب القتل ٹھہرایا — اے میرے دوست ذرا انصاف کر ' کہ یہہ لوگ کیا جواب دینگے — بلشبہہ وہ لوگ جو اپني نیک نیتي ' غلطي سے مگر اسلامي جوش اور ایماني محبت اور دل کي سچائي سے اُسے برا کہتے ہیں چھوٹ جاوینگے — مگر دل میں کپٹ رکھنے والے † اور جان بوجھ کر اُسے کافر کہنے والوں کا کیا انجام ہوگا — عجب نہیں کہ اُس وقت سید ہي کي سوادت جوش کرے اور اپنے دادا کا دامن پکڑ کر لاتثریب علیکم الیوم کہتا ہوا شفاعت چاہی ' اور اپنے خدا کے روبرو سربسجدہ ہوکر ربنا افتح بیننا و بینهم بالحق کي جگہہ'' ان تعذبهم فانهم عبادک وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم کہنے لگے ‡ *

میں اپنے دوست اور اُس مضمون کے پڑھنے والوں سے معافي چاہتا ہوں ' کہ میں اصل بحث چھوڑ کر دوسري باتیں لکھنے لگا — مگر وہ انصاف کریں ' کہ سید کي نیت اور کوشش کا جو وہ اسلام کي سچائي دکھانے میں کرتے ہیں کیا یہي صلہ ہی ' کہ شکر کے بدلے اُنکي تکفیر کي جاوے ' اور غلطي جو اُن کے بعض خیالات میں پائي جاتي ہی خطاء اجتہادي سمجھنے کے عوض ' الحاد اور دہریت سے منسوب کیجاوے — کیا میں سید صاحب کي راے سے اختلاف نہیں کرتا ' کیا میں اُنکي غلطیاں نہیں بتاتا ' بلکہ شاید مجھہ سے بڑھکر اُنکے مذہبي خیالات پر انصاف اور اعتدال سے نکتہ چیني کرنے والا دوسرا نہوگا — مگر یہہ اختلاف راے اور خیال کي سچائي اور ایمانداري کا اختلاف ہی ' اُس سے اُنکے اُن مساعي جمیلہ سے چشم پوشي نہیں کي جاتي ' جو وہ حقایق اسلام اور اسرار شریعت اور حقیقت اسلام کے اظہار میں کرتے ہیں ' اور جس میں سے بعض ایسے عالي اور بلند مقام ہیں کہ غالباً اکثر لوگوں کي فکر اور نظر بھي وہاں تک نہیں پہونچ سکتي ' اگر ایسا اختلاف اُن کے ساتھہ کیا جاوے تو وہ رحمت ہی ' اور یقیناً خود سید صاحب کي مشکوري کا باعث — مگر جبکہ اُن کي تمام خوبیاں چھپائي جاتي اور اُنکي تمام پاک اور مفید کوششوں سے چشم پوشي کیجاتي ہی ' اور اُن حقایق اور دقایق سے جو اسلام اور شریعت کے اُنہوں نے ظاہر کیئے ہیں انکار کیا جاتا ہی ' اور جان بوجھ کر لوگ اُنکو ملحد ' اور دہریہ اور طبعاً نیچري کہتے ہیں — تو دل جلتا ہی ' اور اسلام کي محبت بے اختیار اُنکي حمایت میں ایسے چند کلمے لکھنے پر مجبور کرتي ہی — اس مضمون کے لکھتے وقت میرے دل کي یہي حالت ہوئي ' اور بیخود ہوکر جو دل میں آیا وہ قلم سے نکل گیا — اب میں پھر نفس مطلب کي طرف رجوع کرتا ہوں *

نیچر کے متعلق جو انتخاب سید صاحب کي تحریر سے میں نے کیا ہی — اُسکے دیکھنے کے بعد یقینا یہہ تو کوئي نہ کہیگا ' کہ سید صاحب نیچر کو خدا سمجھتے ہیں ' یا معاذ اللہ وہ خدا کي جگہہ نیچر کو قایم کرتے ہیں ' بلکہ وہ اُسے ایک قوة سمجھتے ہیں ' جو خدا نے اپني مرضي اور ارادہ سے ہر چیز میں ودیعت رکھي ہی — اور اُسے ایک قانون جانتے ہیں ' جسے قادر مطلق نے اپني قدرت کاملہ سے نظام عالم کے قایم رکھنے کے لیئے اپني مشیت اور اپنے اختیار سے بنایا ہی — ہاں وہ یہہ ضرور کہتے ہیں — کہ یہہ قانون ایسا مستحکم اور مضبوط ہی ' کہ اُسے کوئي توڑ نہیں سکتا — نہ خدا جب تک اس قانون کو قایم رکھیگا خود اُسے توڑیگا — اور یہہ نہ توڑنا اُسکا اُسکي قدرت کا نقص ظاہر نہیں کرتا ' بلکہ وہ پوري قدرت رکھتا ہی — اُسکے بدلنے ' اُسکے منسوخ کرنے ' اور اُسکے بجاے دوسرا قانون قائم کرنیکے — مگر جب تک وہ اسے قایم رکھیگا ' اُسکے کسي حصہ یا کسي جزو کو نہ بدلا ہی نہ بدلیگا — اور یہہ بات بھي وہ اپني طرف سے نہیں کہتے ' نہ اور فلسفیوں اور حکیموں کي طرح صرف عقلي دلیلوں سے اُسے ثابت کرتے ہیں — بلکہ خدا کے ارشاد کے مطابق ' اور قرآن کي

† میں یقین کرتا ہوں کہ ایسا کوئي نہیں ہی سید احمد —

‡ واہ جناب نواب محسن الملک آپ بھي خوب شخص ہیں — جو کچھہ ہمارے برخلاف لکھیں وہ بھي صحیح ٹھہرے اور جو کچھہ ہمارے موافق لکھیں وہ بھي صحیح نہو کبھي ہمکو آسمان پر چڑھاویں اور کبھي تحت الثرا میں گراویں پس آپ کو سلام ہی (سید احمد)

شہادت پر کہتے ہیں۔ جیسا کہ وہ اپني تفسیر کي جلد سوم میں فرماتے ہیں " کہ ہم اسکے (یعني قانون قدرت کے خلاف کسي بات کے ہونے یا اس قانون کے ٹوٹنے) کے انکار پر مجبور ہیں، کیونکہ خدا تعالی نے ہمکو صاف صاف بتلایا ہی، کہ جو قانون قدرت اسنے بنادیا ہی — اس میں کسي طرح تبدیل نہیں ہوسکتي — نہ خدا اس میں کبھي تبدیل کرتا ہی اور نہ تبدیل کریگا — خدا کا بنایا ہوا قانون قدرت اسکا عملي وعدہ ہی کہ اسي طرح ہوا کریگا، اگر اس کے برخلاف ہو تو خلف وعدہ اور کذب خدا کي ذات پاک پر لازم آتا ہی — جس سے اس کي ذات پاک بري ہی *

خدا نے فرمایا ہی " انا کل شی خلقناہ بقدر یعني ہم نے ہر چیز کو ایک اندازہ پر پیدا کیا ہی — اور فرمایا ہی " و کل شی عندہ بمقدار یعني ہر چیز خدا کے نزدیک ایک اندازہ پر ہی تفسیر کبیر میں امام فخرالدین رازي نے لکھا ہی کہ " فمعناہ بقدر وحد لایجاوز ولاینقص عنہ " یعني اس کے معني یہہ ہیں کہ ایک اندازہ اور ایک حد پر کہ نہ اس سے بڑھتي ہی نہ کم ہوتي ہی۔ اور فرمایا ہی " و خلق کل شی فقدرہ تقدیرا یعني اللہ نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا پھر مقرر کیا اسکا ایک اندازہ " اور یہي اندازہ قانون قدرت ہی دوسري جگہہ خدا نے فرمایا ہی لا تبدیل لخلق اللہ یعني اللہ کي پیدا کي ہوئي چیزوں کے لیئے بدل جانا نہیں ہی — اور ایک جگہہ فرمایا کہ " فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا — ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا یعني تو ہرگز نہیں پائے گا اللہ کي سنت میں ادل بدل ہونا اور نہ پاویگا تو اللہ کي سنت میں ٹلت جانا۔ اور اسي طرح فرمایا ہی " سنت اللہ التي قدخلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا اور ایک جگہہ فرما " قل کل یعمل علی شاکلتہ اي علي طریقۃ اللتي جبل علیہا یعني ہر ایک اسي طریقہ پر عمل کرتا ہی جو اس کي جبلت میں بنایا گیا ہی — پس کسي کا مقدور نہیں ہی کہ جو قانون قدرت خدا نے بنایا ہی اس کے برخلاف کرئي کرسکے — یہہ کہا جاتا ہی کہ خدا جو ہر چیز پر قادر ہی اور جس نے خود قانون قدرت بنایا ہی وہ کیوں نہیں اگر چاہے تو اس کے برخلاف کرسکتا — بلا شبہہ خدا قادر مطلق ہی اگر وہ چاہے تو تمام دنیا کو اور تمام قانون قدرت کو معدوم کرکے اور نئي دنیا اور نیا قانون قدرت پیدا کردے مگر جو قانون قدرت کہ وہ بناچکا ہی اسکي صداقت کے لیئے ضرور ہی کہ اس میں تبدیل نہو یا اس میں تبدیل نکرے — اور اس سے اسکي قدرت کاملہ میں کچھہ نقصان نہیں آتا — جیسے کہ جو وعدہ خدا نے کیا ہی اسکے برخلاف نہیں کرتا اور اس کے سبب سے اسکي قدرت کاملہ میں کوئي نقصان لازم نہیں آتا *

یہہ بحث اہم المباحث ہی، اور اس مسئلہ پر ہر مذہب میں آج کل بہت بڑي بحث ہورہي ہی — اور اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے گویا اس مسئلہ کو طی کردیا ہی — کہ لاآف نیچر یعني قانون قدرت کسي طرح ٹوٹ نہیں سکتا، اور نیچر جو خدا کي ہستي ثابت کرتا ہی وہ صرف اسي خدا کي جو کہ اپنے قانون قدرت کو نہیں توڑتا — چنانچہ بجواب اس سوال کے کہ آیا وہ عقیدہ جو کائنات کي ایجاد اور خلق کو ایک خالق کے ارادہ سے منسوب کرتا ہی سائنس (علم) کے محققہ نتایج سے مطابقت رکھتا ہی یا نہیں اور دوسرے یہہ کہ اگر مطابقت رکھتا ہی ایک یوروپین فلسفي یہہ لکھتا ہی کہ " خدا کا اعتقاد دو قسم کا ہی — ایک ایسا ہی، جو علمي تحقیقات کي سب سے زیادہ عام حقایق اور محققہ نتایج کے ساتھہ مطابقت رکھتا ہی — اور دوسرا ایسا ہی، جو مطابقت نہیں رکھتا ہی — وہ جو مطابقت نہیں رکھتا، وہ ایک ایسے خدا کا اعتقاد ہی، جو دنیا پر تغیر پذیر ارادہ اور غیر مستحکم قانون سے حکومت کرتا ہی — اور وہ جو مطابقت رکھتا ہی وہ ایک ایسے خدا کا اعتقاد ہی، جسکي رو سے وہ عالم پر غیر متغیر قوانین کے ذریعہ سے اپني حکومت چلاتا ہی — ابتدائي زمانہ اور نیز خود ہمارے زمانہ کا عام خیال خدا کي حکومت کي نسبت یہہ ہی کہ وہ ایک خدا مثل قدیم زمانہ کے مانے ہوئے دیوتاؤں کے دنیا کي حکومت خاص خاص احکام کے ذریعہ سے چلاتا ہی اور گو وہ علم اور ارادہ اور قدرت میں کامل مانا گیا ہی — مگر یہہ خیال کیا جاتا ہی، کہ وہ کسي کام کے لیئے اپنا ارادہ قایم نہیں کرتا، جبتک کہ اس کام کا وقت نہ آئے،

یا کم سے کم وہ اپنے ارادہ کو ایسے استقلال اور ایسی مضبوطی سے قایم نہیں کرتا ہی، کہ اپنے بندوں کی مناجات اور دعا، اور اُن کی گریہ و زاری، اور مصیبت زدوں کی تضرع اور ابتہال، سے وقت پر نہ بدلے — ہم بغیر بیان کرنے اسبات کے کہ خدا کے علم اور حکمت کے کمال کے ساتھہ، خدائی حکومت کے اس اعتقاد کو جسمیں اُسکی نا عاقبت بینی ثابت ہوتی ہی، مشکل سے مطابق کرسکتے ہیں، یہاں صرف اسقدر کہنا چاہتے ہیں — کہ یہہ اعتقاد کائنات کے اُس سلسلہ کے متناقض ہی، جسکے موافق ہم بلا استثناء احدے تمام واقعات عالم کا وقوع دیکھتے ہیں، اور جس سے کل مظاہر کائنات کو ہم ایک عام اور غیر تغیر پذیر قوانین کا پابند پاتے ہیں — جبکہ ہر واقعہ پچھلے واقعات کا نتیجہ ہوا کرتا ہی، تو اس اعتقاد کے ساتھہ کہ اُن واقعات کی ابتدا (یعنی اس عالم کی ایجاد اور ابداع) ایک ارادہ یعنی ایک خدا سے ہی، اس بات کا ماننا بھی لازم اور ضروری ہی — کہ اُس ارادہ نے عام اور نہ بدلنے والے قوانین قایم، اور پچھلے واقعات پیدا کیئے ہوں — اگر کوئی خالق ہی، تو بالضرور اُسکا یہہ ارادہ ہوگا — کہ کل واقعات اپنے وجود کا حصر مقدم واقعات پر رکھیں، اور قوانین مقررہ کے بموجب پیدا ہوں — اگر صرف یہہ بات مان لی جاتی ہی تو علمی تجربہ میں کوئی ایسی بات نہیں ہی، جو اس عقیدہ کے خلاف ہو — کہ وہ قوانین اور علل اور نتایج کے سلسلے خود ایک خدائی ارادہ سے پیدا ہوئے ہیں — بلکہ ہم اس بات کے ماننے پر بھی مجبور نہیں ہوئے، کہ خدا کے ارادہ کا عمل صرف ایک مرتبہ ہمیشہ کے لیئے ہوا اور اُس نے نظام کائنات کو ایک حرکت دیکر جس سے وہ خود بخود چلتا رہے ہمیشہ کے لیئے چھوڑ دیا — سائنس (علم) اسبات کے ماننے کو بھی نہیں روکتا ہی — کہ ہر واقعہ جو وقوع میں آتا ہی، خدا کی ایک مرضی خاص سے پیدا ہوتا ہی — مگر شرط یہہ ہی کہ، خدا اپنی ایسی مرضی میں اُن قوانین کا پابند رہے، جو خود اُسنے قایم کیئے ہیں — عام رائے یہہ ہی کہ ایسے اعتقاد سے خدا کی حشمت اور بزرگی زیادہ قایم رہتی ہی، بہ نسبت اُس عقیدہ کے جس کے بموجب کائنات کی اسطرح پیدایش ہوئی کہ وہ خود بخود چل رہی ہی — مگر ایسے آدمی بھی گذرے ہیں، جنھوں نے آخرالذکر خیال کو خدا کی شان کے لایق سمجھا ہی، اور خدا کو ایک ایسے گھڑی ساز سے تشبیہہ دینے پر اعتراض کیا ہی، جس کی گھڑی جب تک کہ وہ ہاتھہ نہ لگاتا رہے — اور اُس کو جاری نرکھے نہیں چلتی ہی — ہم اس معاملہ کو کچھہ تعظیم کی نگاہ سے نہیں بلکہ سائنس (علم) کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور سائنس (علم) کے نزدیک یہہ دونوں خیالات خدائی عمل کے طریقہ کے متعلق یکساں ہیں " *

اس انتخاب سے جو ہم نے ایک نامور فلسفی کی کتاب سے نقل کیا — یہہ بات ثابت ہوتی ہی، کہ نیچر اور لا آف نیچر کا ماننا خدا کے اعتقاد کو باطل نہیں کرتا، بلکہ خدا کی خدائی اور اُس کی قدرت اور علم اور ارادہ کے اعتقاد کے بالکل موافق ہی — مگر ہاں وہ اُسی خدا کو مانتا ہی، جس نے اپنے کامل علم و حکمت سے ایسا مستحکم اور بے نقص قانون بنایا ہی، کہ نہ اُس میں ترمیم کی ضرورت ہی، نہ اُسے وہ کسی ضرورت سے بدلتا، بلکہ تمام عالم کو اُس قانون کے مطابق چلاتا، اور اُس کے استحکام اور خوبی پر خود ناز کرتا اور فرماتا ہی کہ " — ماتری فی خلق الرحمن من تفاوت فارجع البصر ھل تری من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا و ھو حصور " اور یہی اعتقاد ہی سر سید کا " — اسی کو وہ سچا عقیدہ سمجھتے ہیں اسلام کا، اسی کو وہ ثابت کرتے ہیں خدا کے کلام سے، اور اسی پر وہ شہادت لاتے ہیں — خدا کی آیات کو، کہ لا تبدیل فی خلق اللہ، و لاتبدیل فی کلمات اللہ، و فطرۃ اللہ التی فطرالناس علیھا، — اگرچہ اب ہم ایسے نقطہ پر پہنچتے ہیں، جہاں سے خرق عادت اور استحالہ طبیعت، اور لا آف نیچر کے ٹوٹنے یا نہ ٹوٹنے کی بحث شروع ہوتی ہی — مگر ہم اس بحث کو اپنی طرف سے نہ اسوقت شروع کرتے، نہ اپنا خیال اس کی نسبت کچھہ ظاہر کرتے ہیں — اس لیئے کہ اس وقت روے سخن ہمارا سید صاحب کی طرف نہیں ہی — بلکہ جیسا ہم اوپر کہہ چکے ہیں اسوقت ہمارا مقصود صرف اسبات کا دکھانا ہی، کہ سید صاحب کا نیچر اور لا آف

نیچر کو مانتا اور قوانین قدرت کو غیر تغیر پذیر سمجھنا ایسا عقیدہ نہیں ہی، جس سے وہ معاذاللہ دھریہ ' یا ملحد ' سمجھے جاویں ' اور نیز اسبات کا ثابت کرنا ہی ' کہ اسلام میں اور بھي ایسے نامور حکیم ' اور عالم ' ہوئے ہیں جو سید صاحب کے ہم خیال تھے — چنانچہ اب ہم اُسے شروع کرتے ہیں - یہہ بات عموما سب مسلمان مانتے ہیں کہ دنیا ایک کارخانہ ہی ' جس کا بنانے' اور چلانے والا ' ایک ہي ہی - مگر اُسنے اپنے کارخانہ کے چلانے کے لیئے اپني نگراني میں بہت سے موکل ' و عامل ' اور منتظم ' مقرر کر رکھے ہیں - جو اُس کي مرضي اور حکم کے موافق اپنا اپنا کام کرتے ہیں — اُسے اُنہوں نے ایک دنیاوي سلطنت سے مثال دي ہی جس کا حقیقي مالک اور بادشاہ تو ایک ہي ہوتا ہی ' مگر اُس کے ماتحت ایک بڑا سلسلہ نوکروں کا ہوتا ہی ' جن کے صیغے اور علاقے اور درجے اور کام مختلف ہوتے ہیں — اور جن کي ہدایت اور عمل کے لیئے ایک قانون ہوتا ہی ' مگر اِس دنیاوي بادشاہت کا بادشاہ اور اُس کي سلطنت کے کام کرنے والے نوکر ' چاکر ' سب کو ہم اپني آنکھہ سے دیکھتے ہیں ' — مگر اُس عالم کا نہ حقیقي مالک ' آنکھوں سے دکھائي دیتا ہی ' نہ اُس کي سلطنت کے کام کرنے والے ' نظر پڑتے ہیں — البتہ جسطرح دنیا کو دیکھہ کر اُس کے بنانے والے پر ہم یقین کرتے ہیں - اسي طرح موجودات عالم کے وجود ' اُن کے افعال ' اُن کے خواص ' اور اُن کي تاثیرات ' کو دیکھہ کر ہم یقین کرتے ہیں ' کہ ان کے قیام ' اور حفاظت ' اور ان سے کام لینے کے لیئے ' ضرور خدا کي طرف سے کام والے مقرر ہیں — یہاں تک تو سب متفق ہیں — مگر اس میں اختلاف ہی ' کہ وہ کام کرنے والے کون ہیں - چونکہ وہ آنکھہ سے دکھائي نہیں دیتے ' اور کسي حواس سے معلوم نہیں ہوسکتے — اس لیئے اس بات کے ماننے میں بھي کل کا اتفاق ہی' کہ وہ کام والے جسماني نہیں ہیں بلکہ روحاني † -

اور روح وہ چیز ہی - جس کي حقیقت کوئي جانتا نہیں ' اور جس کے جاننے کي اہلیت اور استعداد خدا نے انسان میں رکھي بھي نہیں — اِسي لیئے وہ اُسے انسانوں کو سمجھا بھي نہ سکا ' اور قل الروح من امر ربي کے سوائے کچھہ نہ کہا - جب روح کو کوئي جانتا نہیں ' سوائے اِس کے کہ وہ عالم امر سے ہی ' اور نہ جان سکتا ہی ' تو جن کو روحانیات کہا جاوے ' اُن کے وجود کي حقیقت بھي کوئي دریافت نہیں کرسکتا ' اور سوائے اُس کے کہ سمجھانے یا سمجھنے کے لیئے اُن کے کچھہ نام رکھدیئے یا رکھہ لیئے جاویں کوئي کچھہ کر نہیں سکتا - مذہب نے ان کا نام ملائکہ رکھا ' اور حکما نے طبیعت ' اور نیچریوں نے نیچر - مطلب ایک ہي ہی ' صرف الفاظ کا فرق ہی - مگر یہہ فرق ایسا ہی ' جس پر بہت سے لوگ ایمان اور کفر کا مدار سمجھتے ہیں ' اور صرف ناموں کے تبدیل سے کسي کو بہشت اور کسي کو دوزخ میں بھیجتے ہیں - علماء شریعت فرماتے ہیں کہ ملائکہ صرف پیغمبروں کے سکھانے اور اُن کے پاس پیام لانے کے لیئے مقرر نہیں ہیں ' بلکہ ہر کام اور ہر چیز کے لیئے ایک ایک فرشتہ مامور ہی ' یہاں تک کہ کوئي دانہ زمین سے نہیں اُگتا ' کوئي قطرہ آسمان سے نہیں گرتا ' جس کے ساتھہ کوئي فرشتہ نہ ہو ' اور نہ صرف یہي کہ ہر چیز کے لیئے ایک فرشتہ ہو ' بلکہ کوئي کام کوئي تاثیر کوئي عمل کسي چیز سے نہیں ہوتا ' جس کا کرنے والا فرشتہ نہ ہو - امام غزالي رحمۃاللہ علیہ احیاءالعلوم میں فرماتے ہیں - کہ ایک غذا ہي پر نظر کرو تو معلوم ہوگا ' کہ تمہارے نباتات کو بھي غذا پہونچانے کے لیئے کم سے کم سات فرشتے موکل ہیں - اور اسے وہ یوں سمجھاتے ہیں ' غذا کے معني یہہ ہیں کہ ایک جزو اُس کا دوسرے جزو کي جگہہ پر رکھا جاوے - اور اخیر کو وہ خون ہوکر گوشت و پوست بنے ' لیکن تمہارا خون اور تمہارا گوشت و پوست تو جسم ہی ' اُسے نہ قدرت ہی ' نہ اختیار ' نہ معرفت ' اس لیئے نہ وہ متحرک ہوسکتا ہی ' اور نہ اپنے آپ کو کسي دوسري چیز میں بدل سکتا ہی ' نہ اُس کے لیئے کسي بدلنے والے کي ضرورت ہی — جس طرح گیہوں اپني مختلف حالتیں بدل کر خود روٹي نہیں بن سکتا '

† اگرچہ بعض لوگوں نے ملائکہ کو اجسام لطیفہ مانا ہی ' مگر درحقیقت اُن پر اطلاق جسم کا اس حیثیت سے کہ وہ جسم رکھتے ہوں ذوابعاد ثلاثہ اور منقسم ہوں اور متحیز صادق نہیں ہوتا — اُس کا مطلب یہي ہی کہ وہ روحاني ہیں نہ جسماني —

اسی طرح غذا خود اپنی تمام مختلف حالتیں بدلکر خود جسم کا جزو نہیں ہوسکتی — پس جس طرح تم ظاہری چیزوں کے بنانے کے لیئے مختلف صناع اور کاریگر دیکھتے ہو — مثلاً کوئی گیہوں پیستا ہی، کوئی آٹا گوندھتا ہی، کوئی روٹی پکاتا ہی، اسی طرح تمکو غذا پہونچانے میں جتنی حالتیں غذا کی بدلتیں ہیں — اُن سب کے لیئے فرشتے مقرر ہیں کوئی اِسلیئے کہ غذا کو جذب کرے، کوئی اسلیئے کہ اُسے خون بناوے، کوئی اس لیئے کہ اُسے گوشت و پوست کا لباس پہناوے، کوئی اس لیئے کہ فضلہ خارج کرے، اور کوئی اس لیئے کہ ہر چیز کو اُس کا حصہ مناسب پہونچاوے، اور ہر جزو بدن میں مقدار اور اندازہ کا خیال رکھے، تاکہ ایسا نہو کہ کسی جگہہ غذا زیادہ پہونچ جاوے، اور کسی جگہہ کم، اگر ایسا ہو مثلاً ناک کو غذا بہت پہونچ جاوے، تو وہی حد مناسب سے بڑھکر انسان پر وبال ہوجاوے پس تقسیم میں ایسی ہندسی رعایت کا رکھنا ایک فرشتہ کو سپرد ہی، اور یہہ تمام کام کرنے والے فرشتے اپنا کام کر رہے ہیں، اور تو آرام سے سو رہا ہی، تجھے خبر تک نہیں کہ صرف ایک تیری غذا کو جزو بدن بنانے کے لیئے سو فرشتوں سے زیادہ کام کرتے ہیں — اور پھر یہہ فرشتے تو زمین کے فرشتے ہیں اُن کو آسمان کے فرشتوں سے مدد پہونچتی ہی، اور آسمان کے فرشتوں کو عرش کے فرشتوں سے، ترتیب معلوم لا یحیط بکنھہ الاالله تعالی الی ان ینتھی الی حضرة الربوبیة التی ھی ینبوع کل نظام و مطلع کل حسن و جمال و منشاء کل ترتیب و تالیف و کل ذلک نعم من رب الارباب و مسبب الاسباب *

جس طرح علماء شریعت نے تمام افعال اور تاثیرات کو فرشتوں سے منسوب کیا ہی، اور جیساکہ امام غزالی رحمة الله علیہ نے فرمایا — ہر فعل اور ہر عمل اور ہر تاثیر کے لیئے وہ ایک ایک فرشتے کو خدا کی طرف سے موکل مانتے ہیں — اسی طرح حکماء اسلام نے ان تمام چیزوں کو اُن قوتوں سے منسوب کیا ہی، جو خداوند تعالی نے ہر ہر چیز میں رکھی ہیں، وہ یہہ نہیں کہتے کہ یہہ قوتیں بالذات خود فاعل اور بغیر پیدا کیئے ہوئے کسیکے خود پیدا ہوگئی ہیں، بلکہ وہ بھی اُن کو پیدا کیا ہوا اور خدا کی طرف سے مقرر کیا ہوا سمجھتے ہیں — اور جن کا نام شریعت میں فرشتہ رکھا گیا ہی، اُسی کا نام وہ طبیعت اور نیچر رکھتے ہیں، اور وہ بھی دو قسم کی قوتیں مانتے ہیں ایک جزئی جو ہر چیز میں موجود ہی، اور دوسری کلی جو تمام عالم میں ساری ہی — جسے اس زمانہ کے فلسفی ایک کو ہر شی کا خاص نیچر اور دوسرے کو یونیورسل نیچر کہتے ہیں — یعنی ہر چیز کا جدا جدا نیچر اور تمام عالم کا ایک عام نیچر، اور وہ یہہ بات جو ہم کہتے ہیں حکماء اسلام کے کلام سے اجمالاً ہی نہیں نکالتی بلکہ اُنہوں نے بصراحت بیان کردیا ہی، کہ جس قوت فاعلہ اور محرکہ اور موثرہ کا نام فلاسفہ نے طبیعت رکھا ہی، اُسی کو شرع نے ملائکہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہی اور اُنہوں نے صاف لکھدیا ہی کہ یہی قوتیں جن کو فرشتے کہتے ہیں ہر چیز کو بناتیں اور قایم رکھتیں اور اُن سے اُن کے معینہ کام لیتی ہیں اور وہ ان کاموں کے کرنے پر ایسی مجبور اور مجبول ہیں کہ اُس کے خلاف وہ کر نہیں سکتیں — کما قال بعض حکماء الاسلام ان الطبیعة انما ھی ملک من ملئکة الله المویدین و عبادہ الطائعین یفعلون ما یومرون لا یعصون الله ما امرھم ویفعلون ما یومرون خشیتہ مشفقون *

اب ہم چند شواہد اس قول کی تائید میں کہ حکماء اسلام طبیعت یعنی نیچر کو اُسی قوت یا قوتوں سے تعبیر کرتے ہیں، جن کا نام ملائکہ ہی اور وہ تمام عالم میں ایک ایسی ترتیب اور ایک ایسے نظام کو مانتے ہیں جس کا نام اس زمانہ میں لا آف نیچر یعنی قانون قدرت رکھا گیا ہی، پیش کرتے ہیں — سب سے اول ہم کتاب اخوان الصفا سے جس کو امام احمد ابن عبدالله نے دوسری صدی میں یا چند حکماء اسلام نے چوتھی صدی میں لکھا ہی چند اقوال نقل کرتے ہیں مگر قبل اُن اقوال کے نقل کرنے کے یہہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس زمانہ کے ایک عالم نے اُس کتاب کی نسبت کیا فرمایا ہی کہ وہ

والعلة الداعیة للامام فی اظہارہ	لکھتے ہیں کہ جو سبب امام
ایاہ، و فی رفع البراقع و حل	کو اس کتاب کے چہرہ سے
العقود عن محیاہ، ان الدولة	برقع اُٹھانے اور گرہوں کے کھولنے
الاسلامیة لما سخرت للمسلمین	کا باعث ہوا وہ یہہ ہی کہ

اقالیم البلاد شرقا و غربا ' و کسرت لہم بسطوتہا القاہرۃ و قدرتہا الباہرۃ اساطین العباد سلما و حربا ' و جاء النصر والفتح من جمیع الجہات و دخل الناس فی دین اللہ افواجا ' و از یدت بہبوب العواصف الحنیفیۃ والقواصف الملۃ الابراہیمیۃ الجر القواعد المہدومۃ من الملل المنسوخۃ لججا و امواجا اقبلت الملاحدۃ و فی النفس ما فیہا ' فصاروا للخلافۃ العباسیۃ اعوانا واعیانا ' و جعلوا یزہدونہا فی الدینیات و یرغبونہا فی الفلسفیات والمسائل السوفسطائیات من اللیل والنہار اونۃ واحیانا ' فاستفحل امرہم کما نشاہد فی زماننا ہذا استفحال امر المعرضین عن الدین ' و ارتفع کوکبہم کارتفاع کواکب المعاضدین للدولۃ النصرانیۃ بین المسلمین ' و مالت الخلافۃ الی استحسان قوانینہم واثرن اقاویلہم فی قلبہا ' و اقبل ابلیس فی صورہم فقام یومافیوما فی نزع الملابس الدینیۃ و سلبہا ' وجاموا منہا اعنی الفلسفۃ علی المسلمین بسحر عظیم ' واتبعوا فی تعطیل الشریعۃ و ترویج الالحاد فی لباس الفلسفۃ رای شیطان رجیم ' حینئذ حرکت العنایۃ بامر ربنا علی مقتضی قولہ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون ولیہ ' فقام رحمہ اللہ تعالی مستمدا من النون المترع والقلم الجاری یسقی ریاض القلوب من ہذہ الرسایل و سمیہ و ولیہ ' وکان رضوان اللہ علیہ بذلک اعنی صیانۃ الشریعۃ وحفظہا دون الخلق حریا ' فعاد بلمعۃ اللہ و یسعی ولیہ صبح الدین مشرقا صادقا غض الدین غضا طریا ' واتضح ان الفلسفۃ بعینہا تدعو الی الشریعۃ الغراء ' و تویدقضایا ہا ماتتضمن اعنی الشریعۃ من الاوامر والزواجر فی السراء و الضراء و قام الکتاب اعنی اخوان الصفاء لکلیہما من الشریعۃ والفلسفۃ میزان عدل وانصاف ' و جاء کا الصحف السماویۃ کتابا مقدسا لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ ولا یحتاج الی امداح و اوصاف ' —

تقریظ مولانا مولوی حضرۃ شیخ محمد علی رامپوری — صفحہ ۴۰۸ اخوان الصفا جلد چہارم —

سلطنت اسلامی نے جب مسلمانوں کے لیئے ملکوں کو شرقا و غربا مسخر کرلیا اور اپنی زبردست طاقت سے مسلمانوں کے مقابلہ میں صلح و جنگ سے طاقتور لوگوں کو شکست دیدی اور تمام اطراف سے فتح و نصرت پہونچی اور خدا کے دین میں لوگ فوج فوج داخل ہونے لگے اور مذہب حنفی اور ملت ابراہیمی کی تمہدوں کے چلنے سے منسوخ مذہبوں کے منہدم ارکان دریا کے گردابوں اور موجوں کی صورت میں جھاگ لانے لگے تو ملاحدہ اسی حالت میں سامنے آئے کہ اُنکے نفس میں برائیاں بھری ہوئی تھیں اور وہ خلافت عباسیہ کے معاون بحکم مذہبی اُمور سے وہ اُسکو نفرت دلاتے تھے اور فلسفی اور سوفسطائی لوگوں کی باتوں پر رات دن راغب کرتے — اسواسطے اُن ملاحدہ کو بہت قوت ہوگئی جیسیکہ ہم اس زمانہ میں مذہب سے اعراض کرنے والوں کی قوت کو دیکھ رہے ہیں اور اُنکا ستارہ ایسا ہی بلند ہوا جیسے اس زمانہ میں دولت نصرانی کے معاون مسلمانوں کا — خلافت نے اُن ملاحدہ کے قوانین کی پسندیدگی کیطرف میلان کیا اور اُنکے قولوں کو اپنے دل میں پسند کیا اور ابلیس اُنکی شکلوں میں سامنے آیا اور روز بروز مذہبی لباسوں کے اُتارنے میں مستعدی کی — ملاحدہ نے فلسفہ کے ذریعہ سے مسلمانوں پر بڑا جادو کیا اور شریعت کے بیکار کرنے اور الحاد کو فلسفہ کے لباس میں رواج دینے میں اُنہوں نے شیطان کی راے کی پیروی کی ایسے وقت میں نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون کے موافق خدا کی مہربانی نے اپنے ایک ولی کو جنبش دی تب وہ بھری ہوئی دوات اور جاری قلم کی مدد سے دل کے باغوں کو ان رسالوں کے لکھنے سے سیراب کرنے لگا — اور وہ امام کہ حفاظت شریعت کے لیئے سب سے بڑھکر قابل تھا پس خدا کی نعمت اور اُسکے ولی کی سعی سے دین کی صبح روشن ہوگئی اور دین کا باغ ترو تازہ ہوگیا اور یہہ بات ظاہر ہوگئی کہ خود فلسفہ بھی لوگوں کو شریعت روشن کی طرف بلاتا ہی اور وہ شریعت کے فیصلوں کی تائید کرتا ہی — اس لیئے کتاب اخوان الصفا شریعت اور فلسفہ کے لیئے میزان انصاف بن گئی اور سماوی کتابوں کی طرح پاک اور مقدس کتاب ہوگئی جس کے سامنے اور پیچھے سے باطل نہیں آتا اور اُس کو کسی کی تعریف کرنے کی ضرورت نہیں *

غرضکہ اس کتاب کا مصنف وہ مجتہد ہی جس نے اس کتاب کو واجب الوجود کی ذات کی معرفت اور نفس کے وجود کے اثبات پر لکھا ہی اور ایسی قطعی دلیلیں اور

روشن مثالیں بیان کي هیں، جس سے اُن ملحدوں کے جو اپنے آپ کو فلسفه سے منسوب کرتے هیں سارے قول باطل کردیئے — اس کتاب کے لکھنے پر اسلامي محبت نے اُن کو آماده کیا، اور اُن کي اُس کتاب سے ثابت هوگیا، که خود فلسفه شریعت محمدي کي طرف بولاتا، اور شریعت کے احکام اور مسائل کي تائید کرتا هی،- اور وه اقوال یهه هیں *

القول الاول † — طبیعت یعني نیچر کو وه کهتے هیں، که ایک قوة هی جو تمام اجسام میں سرایت کیئے هوئے هی، خواه جسم بسیط هو یا مرکب- یهي قوت اُن اجسام کي مدبر هوتي هی، یهي اُن کو چلاتي هی یهي اُن سے کام لیتي هی، جیسیکه مرضي اُن کے پروردگار کي هی- اور هرایک چیز کو اُس کے انتهائي درجه تک پهونچا دیتي هی *

† ان الطبیعة انما هي قوة النفس الکلیة الفلکیة، وهی ساریة في جمیع الاجسام اللتي دون فلک القمر من لدن قوة الاثیر الی منتهی مرکز الارض، و اعلم ان الاجسام اللتي دون فلک القمر ثلاثة، بسیطة و مرکبة، فالبسیطة اربعة انواع، وهي النار والهواء والماء والارض، والمرکبة ثلاثة انواع، وهي المعادن والنباتات والحیوان اثنان، وهذه القوة اعني الطبیعة ساریة فیها کلها، و محرکة لها، و مسکنة، ومدبرة لها، و متممة و مبلغة لکل واحدة منها، الی اقصی مدی غایاتها بحسب ما یلیق بواحد واحد منها کما شاء باریها، و کما بینا في الرسائل الخمس وهي رسائل الکون والفساد، و رسالة الآثار العلویة، و رسالة المعادن، و رسالة النبات و رسالة الحیوان، (اخوان الصفا جلد دوم صفحه ۸۸) -

القول الثاني ‡ — طبیعت نفس کلی کي قوتوں میں سے ایک قوة هی، جو تمام اجسام میں پهیلي هوئي هی- زبان شریعت میں اُس کا نام ملائکه هی، جو اس عالم کي حفاظت اور موجودات عالم کي نظم قایم رکهنے پر خدا کے حکم سے مقرر هیں، اور اسي قوت کا نام حکمت میں قواے طبیعیه هی *

‡ الطبیعة انما هي قوة من قوی النفس الکلیة منبسطة منها في جمیع الاجسام اللتي دون فلک القمر، ساریة في جمیع اجزائها کلها، تسمی باللفظ الشرعي الملئکة الموکلین بحفظ العالم و تدبیر الطاقة باذن الاله، و تسمی باللفظ الفلسفي قوی طبیعیة، وهی فاعلة في هذه الاجسام باذن الباري جل ثناؤه، —

(اخوان الصفا جلد دوم صفحه ۴۲)

القول الثالث † - وه کهتے هیں که، بعض لوگ طبیعت یعني نیچر کے منکر هیں اور بعض اُسکے مقر - جن لوگوں نے اُس کا انکار کیا هی اُس کا یهه سبب هی، که انهوں نے اُسے حواس کے ذریعه سے دریافت کرنا چاها، اور جب وه اس ذریعه سے اُسے دریافت نکرسکے تو اُسکے ماننے سے منکر هوگئے- اور جن لوگوں نے اُس کا اقرار کیا، انهوں نے بهي حواس کے ذریعه سے اُسے کچهه دریافت نهیں کیا، بلکه اُنهوں نے اُن افعال کو دیکهکر جو اجسام میں اُسکے ذریعه سے هوتے هیں اُسکا اقرار کیا هی - انهوں نے جب اجسام کو دیکها تو مجرد جسم کو خالي پایا، یعني اُس سے کوئي فعل نهیں هوتا - اسلیئے انهوں نے یقین کیا که یهه سب کام نفس کے هیں، جو جسم اور اعراض جسم سے اُسیطرح کام لیتا هی جسطرح کاریگر اپنے هتیاروں سے *

† واعلم یا اخي انما ذهب علی الذین انکروا فعل الطبیعیة علم النفس وخفي علیهم معرفتها من اجل انهم طلبوا ادراکها بالحواس فلم یجدوها فانکروا وجودها واما الذین اقروا بالنفس وادرکوا وجودها انما عرفوا ذلک بافعال الصادرة عنها في الاجسام و ذلک انهم اعتبروا احوال الجسم فوجدوه امجردة لافعال اذ البتة ولا للاعراض الحالة في الجسم وانه الافعال کلها للنفس واما الجسم واعراضه فانها للنفس بمنزلة ادوات وآلات الصانع یظهر بها من افعاله کما یري ذلک من الصناع البشریین فانهم یادوات جسمانیة یظهرون صنایعهم في الاشیاء -

(اخوان الصفا جلد دوم)

‡ والذین انکروا فعل الطبیعة انما ذهب علیهم معني هذه التسمیة وظنوا انها مترجمة نحو الجسم والجسم من حیث هو جسم لافعل له البتة بالاجماع من الفریقین بدلائل قد صححت و برا هین قد قامت واعلم یا اخي بان الذین انکروا فعل الطبیعة یقولون انه لایصح الفعل الا من حي قادر وهذا هو قول صحیح ولکن یظنون ان الحي القادر لایکون الا بجسم اذا کان علی هیئة مخصوصة باعراض تحله بزعمهم مثل الحیوة والقدرة والعلم وماشا کلها ولایدرون ان مع هذا الجسم جوهرا آخر روحانیا غیر مرئي وهي النفس

وان هذه التي وصفوها من الاعراض بانها حالة في الجسم هي التي تظهرها قوة اعني النفس بفعلها في الجسم — اخوان الصفا جلد دوم

زعم کے موافق مثل حیات اور قدرت اور علم کے اُس میں آگئے ہوں — وہ یہہ نہیں سمجھتے ' کہ اس جسم کے ساتھہ ایک اور روحاني جوہر ہی جو نظر نہیں آتا — اُس کا نام نفس ہی ' اور یہہ عارضي امور حیات اور قدرت اور علم وغیرہ ' جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جسم میں سمائے ہوئے ہیں ' نفس ہي اُنکو اپنے فعل اور اثر سے جسم میں پیدا کرتا ہی *

القول الخامس — ‡ اعضاء بدن میں سے ہر عضو کے لیئے نفس کي قوتوں میں سے ایک قوت ہوا کرتي ہی جو صرف اُس عضو کے ساتھہ مخصوص ہوتي ہی ' اور وہي اُس عضو کي مدبر ہوتي ہی — ہر عضو اُسي کي وجہہ سے اپنا اپنا کام کرتا ہی جو دوسرے عضو کي قوت سے جدا ہوتا ہی — اس قوت کا نام اُس عضو کا نفس ہی — یعني اُس عضو کا نیچر —

‡ اعلم ان لكل عضو من اعضاء الجسد قوة من قوى النفس مختصة بها ' وهي تدبر ذلك العضو ' و تفعل به افعالاً خلاف ما تفعل قوة اخرى من عضو آخر ' وان تلك القوة تسمى نفسا لذلك العضو المختصة به ' مثل ذلك القوة الباصرة ' فانها تسمى نفس العين ' والقوة السامعة تسمى نفس الاذن ' والقوة الذائقة تسمى نفس اللسان ' والقوة الشامة تسمى نفس الانف ' وعلى هذا القياس ساير الاعضاء للقوى التي تدبرها وتفعل بها ' ايضا

مثلاً قوت باصرہ کا نام آنکھہ کا نفس ' اور قوت سامعہ کا نام کان کا نفس ' اور قوت ذایقہ کا نام زبان کا نفس ' اور قوت شامہ کا نام ناک کا نفس — اسي پر باقي اور اعضا کا قیاس کرو ' جن میں اُنکي قوتیں اپنا عمل کرتي ہیں اور وہ اعضا اُنہیں کي وجہہ سے کام کرتے ہیں *

یہہ بیان جو نفس کا کیا گیا ہی ' بالکل اُسي بیان کے مطابق ہی جو اس زمانہ کے فلاسفر نیچر کا کرتے ہیں — بجز اسکے کہ نیچر کے لفظ کي جگہہ نفس کا لفظ ہی اور کچھہ فرق مطلب میں نہیں ہی — صاف صاف اس سے ثابت ہوتا ہی کہ حکماء اسلام نے دوسري یا زیادہ سے زیادہ چوتھي صدي میں نیچر کي وہي حقیقت سمجھي تھي ' جو اس زمانہ کے فلسفي سمجھتے ہیں — اور وہ وہي بات کہتے تھے جو اسوقت سید صاحب فرماتے ہیں — کہ نیچر دو طرح کا ہی ' ایک عام ' جسے یوني ورسل نیچر کہتے ہیں ' اور ایک خاص ' جو ہر ہر چیز بلکہ ہر ہر عضو میں جدا جدا ہی — اور اسي قوت کو وہ ملایکہ سمجھتے ہیں — تو کیسے تعجب کي بات ہی کہ پہلے مسلمان اسي بات کے کہنے سے مجتہد ' عارف باللہ ' حامي دین ' اور قامع الملحدین مانے جاویں ' اور اُنکي تصنیفات کي نسبت کہا جاوے کہ " قام الکتاب اعني اخوان الصفا لکلیهما من الشریعة والفلسفة موزان عدل و انصاف وجاء کالصحف السماویة کتابا مقدسا لایاتیه الباطل من بین یدیه ولامن خلفه ولایحتاج الی امداح و اوصاف " — اور سید صاحب اُسي بات کے کہنے سے کافر سمجھے جاویں اور اُنکي کتاب کتاب الکفر والزندقہ کہي جاوے — فاعتبروا یا اولی الالباب ان هذا لشیء عجاب — میرے نزدیک سید صاحب کي یہہ غلطي ہی ' کہ انہوں نے وہي پرانے مبارک نام جن سے ہمارے دل اور زبان آشنا تھے ' اور جنکو کتب مقدسہ کے ناموں کي طرح ہم مبارک سمجھتے تھے ' بدلدیا ' اور بجاے اُنکے انگریزي نام استعمال کیئے — کاش وہ نیچر کي جگہہ طبیعت اور نفس کا نام قایم رکھتے ' اور نفس اور طبیعت کلمہ کا ترجمہ یوني ورسل نیچر سے نہ کرتے ' تو اُنپر کفر و لعنت کي بوچھار نہوتي ' اور ان پاکیزہ اور مقدس لفظوں کي بدولت وہ کفر اور زندقہ کے الزام سے بچے رہتے — مجھے اس موقع پر ایک واقعہ یاد آیا ' کہ ایک بزرگ عالم دسترخوان پر بیٹھے ہوئے ایک دعوت میں کھانا کھا رہے تھے — پوڈینگ جو ایک انگریزي میٹھا کھانا ہوتا ہی اُن کے سامنے آیا — انہوں نے بھي اُسے نوش فرمایا — ایک ستم ظریف دوست نے براہ مذاق مولوي صاحب کے چھیڑنے کے لیئے کہا ' کہ حضرت آپ بھي پوڈینگ کھاتے ہیں — مولوي صاحب نے جو نہایت ذہین تھے فرمایا ' کہ نہیں یہہ پوڈینگ نہیں ہی — بلکہ اسکا نام نان یشیر ہی — اُس ظریف دوست نے عرض کیا کہ ' حضرت نام کے بدلنے سے کھانے کي حقیقت

میں کیا فرق ہوا — مولوي صاحب نے فرمایا ' کہ تم جاہل اور نادان ہو پہلے اسما اور مسمیات کي بحث کا ہم سے سبق لو پھر ایسے سوال کرنا — اسیطرح اگر سید صاحب طبیعت اور نفس کے بدلے نیچر کا استعمال نکرتے' تو اُن کا خیال صحیح اور اُنکا عقیدہ پاک سمجھا جاتا' اور حکماء اسلام کے ہم خیال ٹھہرتے — جو کچھہ کیا وہ اس کم بخت لفظ نیچر نے کیا *

القول السادس — † نباتات کي بحث میں لکھا ہی' کہ نفس

† اعلم یا اخي بان قوي النفس الفلکیة البسیطة اللتي ذکرها' انها تعمل اجناس النبات و انواعها ' هي اللتي ذکرت في کتب الانبیاء علیهم السلام ' انها ملئکة الله وجنوده الموکلون بها ' وذکر انه قد ورد في الاخبار المتواترة ' بان مع کل قطرة ینزل من السماء ملک موکل بها ' حتی یحطها الی الارض ' و ان مع کل ورقة و ثمرة وحبة تخرجها الارض من النبات ' موکلا یربیها وینشئها و یحفظها من الافات العارضة لها الی ان تتم و تکمل و تبلغ الی اقصی مدی غایاتها ' و منتهی نهایاتها' کل ذلک باذن الله خالقها و بارئها' وکذلک حکم الحیوانات اجمع ' کما ذکر الله جل ثناؤه بقوله له " معقبات من بین یدیه و من خلفه ' یحفظونه من امر الله " — و نحن نسمی ماکان منها موکل بالنبات' النفس النباتیة ' — ایضا یہانتک کہ وہ سب چیزیں پوري اور مکمل ہو جاتي ' اور اپني غایت کي آخر حد تک پہونچ جاتي ہیں — یہہ سب امور اُن اشیاء کے

ملکیہ بسیطہ کي قوتیں جنکا ہم نے ذکر کیا ' کہ وہ نباتات کي جنسوں اور نوعوں میں اپنا اپنا کام کرتي ہیں' وہ وہي ہیں جنکا ذکر انبیاء اسلام کي کتابوں میں ہی — یہہ خدا کے فرشتے اور اُسکے لشکر ہیں' جو اُن چیزوں پر مقرر ہیں' اور جنکي نسبت متواتر خبروں میں وارد ہوا ہی ' کہ ہر قطرہ کے ساتھہ آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوتا ہی جو اُس قطرہ پر مقرر ہوا کرتا ہی — یہاں تک کہ اُس قطرہ کو وہ زمین پر پہونچا دیتا ہی ' اور یقینا ہر ایک پتہ اور پھل اور تخم کے ساتھہ جو زمین سے باہر آتے ہیں ایک فرشتہ مقرر ہوا کرتا ہی ' جو اُن چیزوں کي تربیت کرتا ' اور اُن کو پیدا کرتا ' اور جو آفتوں اُن کو پیش آتي ہیں اُن سے اُنکو بچاتا ہی —

خالق کے حکم سے ہوتے ہیں ' اور یہي حکم تمام حیوانات کا ہی' جیسے خدا جل شانہ نے اس کا ذکر کیا ہی' کہ " اُس شی کے آگے اور پیچھے سے تعاقب کرنے والے (فرشتے) ہیں جو خدا کے حکم سے اُس کو محفوظ رکھتے ہیں " اور اُن میں سے جو نباتات پر مقرر ہیں ہم اُن کا نام نفس نباتي رکھتے ہیں *

القول السابع — † نباتات کے بیان میں پھر لکھا ہی'

† ان النبات مصنوعات ظاهرة جلیة لا تخفی ' ولکن صانعها و علتها باطنة خفیة محتجبة عن ادراک الابصار لها' وهی التي تسمیها الفلاسفة القوی الطبیعیة ' و یسمیها الناموس الملئکة' وجنود الله الموکلین بتربیة النبات' وتولید الحیوانات' و تکوین المعادن ' و نحن نسمیها النفوس الجزئیة ' و العبارات مختلفة ' و المعني واحد ' و انما نسبت الفلاسفة الحکماء هذه المصنوعات الی القوی الطبیعیة' وصاحب الشرع الی الملئکة ' ولم تنسبها الی الله تعالی لانه یجل الباري جل ثناؤه عن مباشرة الا جسام الطبیعیة ' والحرکات الجرمانیة' والاعمال الجسدانیة' کما یجل ' الملوک و السادة والرؤساء عن مباشرة الا فعال با نفسها ' و ان کانت تنسب الیها علی سبیل الامر بها والارادة لها ' کما یقال بني الا سکندر السد ' و بني سلیمان مسجد ایلیا ' و بني المنصور مدینة السلام ' اذ کان بنائها بامرهم لا یتولون الافعال بانفسهم ' فعلی هذا المثال ینسب افعال عباد الله الی الله جل ثناؤه ' کما

کہ نباتات کو سب ظاہري طور پر دیکھتے ہیں کہ وہ مصنوع ہیں — لیکن اُن کا بنانے والا اور اُن کي علت لوگوں کي نظر سے مخفي ہی — اس علت کو فلاسفہ قواے طبیعہ کہتے ہیں ' اور مذہب اس کو فرشتے اور خدا کے لشکر کے نام سے تعبیر کرتے ہیں' جو نباتات کي پرورش اور حیوانات کے پیدا کرنے اور معدنیات کے موجود کرنے پر مقرر ہیں' اور ہم اُن کا نام نفوس جزئیہ رکھتے ہیں — الفاظ اور عبارتیں مختلف ہیں لیکن سب کا مقصود ایک ہي ہی — حکماء نے ان مصنوعات کو قواے طبعي کي طرف اور صاحب شرع نے فرشتوں کي طرف منسوب کیا — اور خدا کیطرف منسوب نکرنیکا سبب یہہ ہی ' کہ خدا کي ذات اس سے برتر ہی کہ وہ طبعي اجسام اور بدني حرکات اور جسماني افعال خود کرے جیسیکہ بادشاہوں اور رئیسوں کي یہہ شان نہیں ہی کہ وہ

ذکر هو بقوله تعالی لنبیه محمد صلی الله علیه واله وسلم "وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی" و قال "فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم" و قال "قاتلوهم یعذبهم الله بایدیکم" وآیات کثیرة فی هذا المعنی فی القران المبین —

اخوان الصفا جلد دوم

کاموں کے متکفل نہیں ہوئے تھے — اسیطرح تمام کام بندوں کے خدا کیطرف منسوب کیئے جاتے ہیں — جیسا خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ واله و سلم سے فرمایا "و ما رمیت اذ رمیت و لکن الله رمی" — اور دوسری جگہہ فرمایا کہ تمنے اُن کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اُن کو قتل کیا — یا فرمایا کہ اُن کو مارو خدا تمہارے ہاتھوں سے اُن کو عذاب دیگا — اور قرآن شریف میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ہیں *

القول الثامن — † سنگ مقناطیس کی خاصیت اور معدنیات میں جو جذب اور دفع کی قوتیں ہیں اُن کو بھی نیچر سے منسوب کیا ہی ' اور کہا ہی کہ پتھروں کی پیدایش اور تاثیر اور جو کچھہ اُن میں ہی وہ بھی اُسی قوت طبعیہ کا فعل ہی ' (جسے ہم نیچر کہتے ہیں) جو خدا کی طرف سے دی گئی ہی اور خدا کے حکم سے وہ یہہ کام کرتی ہی — سنگ مقناطیس اہل نظر کے لیئے اور اُن کے لیئے جو دنیا کے طبعی حالات اور خواص اشیا پر غور کرتے رہتے ہیں ' ایک حیرت انگیز چیز ہی — اس میں اور

† و اما حجر المقناطیس فهو ایضا عبرة لاولی الابصار والتفکر فی الامور الطبیعیة من خواص افعال بعضها فی بعض و ذلک ان فی هذا الحجر بالتحدید مناسبة و مشاکلة فی الطبیعة کالمناسبة و المشاکلة التی بین العاشق والمعشوق و ذلک ان التحدید مع شدة یبسه و صلابة جسمه و قهره للاجسام المعدنیة والنباتیة والحیوانیة یتحرک نحو هذا الحجر و یلتزق به و یلتزمه کالتزام العاشق المحب المعشوق المحبوب المشتاق الیه فاذا فکر العاقل اللبیب فی فعل هذین الحجرین وغیرهما من الاحجار المعدنیة والاجسام النباتیة علم

لهما هو غیر هما لان الجسم لا فعل له من حیث هو جسم بهذا المعنی قد قامت و دلائل قد صحت و ان هذه الاجسام کلها مع اختلافها و اختلاف طبایعها و فنون اشکالها و خواص طبایعها هی کالادوات و الالات للفاعل الصانع المحرک و هو النفس الکلیة الفلکیة التی هی هذه التاثیرات کلها افعالها وهی المسماة طبیعة تظهر و تعمل باذن باریها جل ثناؤه و اذ قد تبین بدلایل عقلیة ان الباری جل ثناؤه لا یباشر الاجسام بذاته ولا یتولی من الافعال بنفسه الا الاختراع والابداع حسب و اما التالیف والترکیب والصنایع والافعال والحرکات التی تکون بالالات والادوات فی الاماکن والازمان انما یامر ملائکته الموکلین و عباده المؤیدین بان یفعلوا ما یومرون مثل امر الملوک والروساء لعبیدهم و خدمهم و جنودهم (فصل) و قد تبین بما ذکرنا ان الجواهر المعدنیة مع کثرة انواعها و اختلاف طبایعها و فنون خواصها اصلها کلها و هیولاها هی الارکان الاربعة التی تسمی الامهات و هی النار والهواء والماء والارض و تبین ایضا ان الفاعل فیها والمؤلف لاجزائها والمرکب لها هی الطبیعة باذن الله تعالی و تبین بان الغرض من هذه الجواهر المعدنیة هو منافع الناس

اور ربط ہی جیسے عاشق اور معشوق کے درمیان — کیسی عجیب بات ہی کہ لوہا باوجود اپنی کثافت اور سختی کے اور تمام معدنی ' نباتی ' اور حیوانی اجسام پر غالب ہونے کے سنگ مقناطیس کی جانب حرکت کرتا اور اُس سے اس طرح چمٹ جاتا ہی جس طرح عاشق اپنے محبوب سے — جو شخص اس پتھر اور لوہے اور دیگر معدنی اور نباتی اشیا کے ان افعال پر غور کرتا ہی اُسپر منکشف ہوجاتا ہی — کہ ان کی حرکت دینے والی اور اُن میں تاثیر کرنے والی ایک اور چیز ہی جو ان سے جدا ہی ' کیونکہ جسم سے تو من حیث انہ جسم کوئی فعل ظہور میں نہیں آسکتا ' اس پر دلیلیں قایم ہوچکی ہیں — اور یہہ تمام اجسام جن میں یہہ مختلف طبیعتیں ' گونا گون شکلیں ' اور طرح طرح کے خواص موجود ہیں ' اپنے فاعل اور بنانے والی اور حرکت میں لانے والی طاقت کے لیئے بمنزلہ آلات کے ہیں — اس زبردست طاقت کا نام نفس کلی فلکی ہی ' جس کے افعال سے یہہ تمام تاثیریں ظہور میں آتی ہیں — اور اسی کا نام طبیعت ہی جو خدا کے حکم سے عمل کرتی ہی — کیونکہ

والحیوان و اصلاح امر الحیوة الدنیا و معیشة الحیوان الی وقت معلوم (و اعلم) یا اخي بان الجواهر المعدنیة مع اختلاف طبایعها و انواع اشکالها وفنون جواهرها وخواصها هي کالادوات للطبیعة الفاعلة والالات لها تفعل بها فیها وما فی الاماکن المتباینة والازمان المختلفة هذه الافعال والصنایع والاعمال من التراکیب والتالیف والجمع والتفریق لاجزاء هذه الارکان الاربعة من الکون والفساد والنشو والبلي بحسب دوران الافلاک و حرکات الکواکب وطوالع البروج علی آفاق البلد من البر والبحر و السهل والجبل والعمران والخراب کل ذلک باذن الله تعالی الذي خلقها و وکلها بالارکان و ایدها بالقوة الالهیة علی هذه الافعال والصنایع من تکوین المعادن والنبات والحیوان۔

(واعلم) ان الطبیعة انما هي ملک من ملائکة الله المؤیدین وعباده الطایعین یفعلون مایومرون لایعصون الله ما امرهم وهم من خشیته مشفقون ۔ واعلم ان الله تعالی غیر محتاج في افعاله الی الادوات والالات والاماکن والازمان والتحولی والحرکات بل فعله الخاص به هو الابداع والاختراع اذ الاختراع هو الاخراج من العدم الی الوجود بحسب

دلائل عقلیه سے ثابت هوچکا هی که خدا اپني ذات سے ان اجسام میں تصرف نهیں کرتا اور اختراع و ابداع کے سوا کوئي فعل اُس سے متعلق نهیں هی ۔ اور تالیف و ترکیب" — افعال و حرکات جو خاص خاص مقامات اور اوقات میں آلات کي مدد سے ظهور میں آتے هیں — یه سب کچهه اُسکے فرشتے اُسي کے حکم کے موافق کرتے هیں۔ جس طرح بادشاه اور امیر اپنے غلاموں — نوکروں اور لشکروں سے کام لیتے هیں ۔ پچهلے بیان سے معلوم هوگیا که ان تمام معدني اجسام کي اصل جنکي نوعیں کثیر، طبیعتیں مختلف، اور خواص جدا جدا هیں — صرف چار چیزیں هیں — آگ ۔ پاني ۔ هوا اور مٹي۔ انهیں کو امهات کهتے هیں اور طبیعت حکم الهي سے انمیں تاثیر کرتي۔ انکے اجزا کو ملاتي اور جوڑتي رهتي هی۔ ان معدني جواهر سے غرض یه هی که انسان اور حیوان اپني زندگي میں ایک خاص وقت تک ان سے منفعت حاصل کریں۔ یه تمام معدني اجسام جن کي طبیعتیں اور ماهیتیں مختلف هیں۔ جنکي شکلیں

مابیناقي رسالة المبادي العقلیة اور خاصیتیں جدا جدا والافعال الروحانیة — هیں — طبیعت فاعله کے لیئے بمنزله آلات کے هیں ۔ جنمیں یه طبیعت مختلف مقامات و اوقات میں اپنا عمل کرتي هی *

یه تمام ترکیب وتالیف اور اجزائي عناصر کا باهم ملنا اور جدا هونا جسکو علوم طبعي کي اصطلاح میں کون و فساد کهتے هیں اور بحر و بر، کوه و صحرا، آباد اور ویران، مقامات میں افلاک کے دوروں، ستاروں کي حرکتوں اور برجوں کے طالع کے موافق مرکبات عنصري کا بننا اور بگڑنا سب خدا کے حکم سے هوتا هی جس نے یه خواص اور تاثیریں ان میں پیدا کیں ۔ اور معدني — نباتي اور حیواني اشیاء پر اپنا عمل کرنے کے لیئے اپني قوت سے اُنکي تائید کي *

بهشک طبیعت خدا کے اُن فرشتوں میں سے هی جو اُسکے حکم پر چلتے اور اُسکي نافرماني نهیں کرتے — اور همیشه اُس سے خائف اور لرزاں رهتے هیں ۔ خدا کو اپنے افعال میں نه آلات درکار هیں — نه مکان نه وقت نه ماده نه اُسکي حرکتیں ۔ بلکه اُسکا خاص فعل ابداع و اختراع هی جس سے مراد هی عدم سے وجود میں لانا جیسا که هم رساله مبادي عقلیه و افعال روحانیه میں اس کي تشریح کرچکے هیں *

القول التاسع — † ملا صدرالدین شیرازي نے اپني مشهور کتاب اسفار اربعه میں صاف صاف کهدیا هی که یه قوت جو اجسام میں اپنا اثر کرتي هی اور جس سے سارے افعال اور خواص جسم کے ظاهر هوتے هیں جسم سے کوئي علحده چیز نهیں هی، جیساکه بعض فلاسفه یونان اور صوفیه کرام سمجهتے هیں که یه قوتیں جو فاعلی اور مدبر اجسام هیں وه ملاء اعلی میں

† فصل فی ان المبدء القریب لهذه الافاعیل والحرکات المخصوصة لیس امورا مفارقا عن المادة، فنقول اختصاص هذا الجسم بقبول هذه التاثیر عن مفارق لا یشارکه فی جسم، او القوة فیه، او القوة فی المفارق، اما الاول فیلزم ان یشارکه فیه کل جسم کما عرفت ولیس الامر کذا، واما الثانی وهو ان یکون بقوة فیه، وهو المطلوب، واما الثالث فتلک القوة فی المفارق اما ان یکون نفسها بوجب هذا التاثیر، فیکون الکلام فیه کالکلام فی المفارق،

وقدمروان كان على سبيل الارادة هيزت هذالجسم بخاصية فيه اولا يلاثر فيه جزافا فان كان تاثير جزافا ، كيف اتفق لم يستمر اوضاع العالم سيما الافلاك على هذا النظام الدائمي اوالاكثري ، اذ الاتفاقيات كما ستعلم ليست بدائمة ولا اكثرية لكن الامورالطبيعة كثيرة ودايمة ، فليس فيهاشي وبالاتفاق والجزاف ، كما ستعلم ان جميع امورجهة نحو اغراض كلية ، فليست اذن باتفاقية فبقي ان يكون بخاصية فيه ويكون تلك الخاصية اذاتها موجبة للحركة ، وهي القوة والطبيعة وهي التي نسميها يطلب الجسم بالحركة كما لاتها الثانية من احيازها واشكالها وغير ذلك ، —

موجود هيں اور جسے اهل شريعت ملايكه كهتے هيں — بلكه وه كهتے هيں كه ماده سے مفارق اور جسم سے جدا كوئي اور قوت نهيں هي جو ان افعال كي كرنے والي هو — اور يهي صاف صاف لفظوں ميں نيچر كا ثبوت هي — وه فرماتے هيں كه ان تمام افعال اور حركات خاص كا مبداء قريب يعني علت فاعلي كوئي ايسي چيزنهيں هي جو مجرد يعني ماده اور جسم سے جدا هو اور اسكي يهه دليل هي كه جسم نے اُس جدا گانه چيز سے جسے قوت مفارق عن الماده مانا گيا هي تاثير مخصوصه كو كيوں قبول كيا — يا اسليئے كه وه جدا گانه قوت خود جسم تهي يا اس ليئے كه اُس جداگانه چيز كے جسم ميں وه قوت تهي يا كسي قوت كيوجهه سے جو اُس سے بهي علاحده اور اُسپر موثر تهي — پهلي صورت يعني جسم كي وجهه سے يهه تاثير هوئي تو خصوصيت باقي نهيں رهتي — بلكه لازم آتا هي كه تمام جسم اُس ميں شريک هوتے اور اگر خود اُسكے جسم ميں كوئي قوت تهي جسكي وجهه سے يهه تاثير هوئي تو يهه عين همارا مقصود هي اور اگر اُس سے بهي كسي جداگانه چيز سے هوئي تو جو بحث اُس مجرد ميں هي وهي اس قوت ميں پيدا هوگي — بعد اس كے وه لكهتے هيں كه يهه تاثير اتفاقي بهي نهيں هوسكتي — اس ليئے كه اس سے عالم كا نظام قايم نهيں رهه سكتا اور جبكه هم ديكهتے هيں كه تمام چيزوں كي كوئي غايت هي تو تمام چيزوں كا اغراض كلي كي طرف متوجهه رهنا اتفاق اور گزاف سے نهيں هوسكتا — پس ثابت هوا كه يهه تمام افعال اور حركات جو اجسام سے هوتے هيں وه كسي ايسي قوت سے هوں كه اُسي جسم ميں موجود هو — اور يهي خاصيت موجوده في الجسم ، بالذات باعث تمام افعال اور حركات كي هو — اور اسي كا نام قوت اور طبيعت (يعني نيچر) هي اوراسي كے ذريعه سے جسم كي تكميل هوتي هي — اور اُسكے اشكال اور خواص ظاهر هوتے هيں *

القول العاشر — علامه عبدالرزاق لاهجي جو بڑے حكيم و فلسفي اماميه مذهب كے هيں اور ملا صدرالدين شيرازي كے شاگرد ، انهوں نے تو نيچر كا بيان اس صراحت اور صفائي سے كيا هي كه اُس كے ديكهنے سے معلوم هوتا هي كه شايد اُنهوں كي روح سيد صاحب ميں حلول كرآئي هي اور وه سيد صاحب كي زبان سے يا سيد صاحب اُن كي زبان سے نيچر كا بيان كررهے هيں — يهه علامه بهي كچهه بگڑے خيال كا معلوم هوتا هي — همارے بهائي سهي تو يهه كهكر چپ هو جاوينگے كه كان رافضياً — مگر اُس كے اهل قبله هونے سے تو انكار نهيں كرسكتے اور شيعه بهائيوں كو تو اُس كا قول ماننا هي پڑيگا اور جو لوگ نه شيعه هيں نه سني بلكه فقيت اسلام كے مان نے والے محمدي — وه نهايت تعجب آميز خوشي اُس كے اس خيال اور اس قول پر ظاهر كرينگے — چونكه اُن كا قول فارسي عبارت ميں هي اس ليئے هم اُسي كي نقل پر كفايت كرتے هيں — وه گوهر مراد ميں فرماتے هيں كه " بعضے ديگر از علما نفي قوى بالكليه نموده اند ، وافاعيل منسوبه بقوى را إسناد بملائكه كرده اند ، و اينها هيچكدام درکار نيست — چه باقول وجود صانع حكيم عليم ، كه همه موجودات وموثرات مستند باو باشد عجب نيست — عطاے قوتے و خاصيتے مر طبيعت را ، كه صدور افعال محكمه متقنه ازو بواسطه آن قوت شود ، و خاصيت ممكن گردد — و وجود علم و حكمت در مبداء اول كافيست ، و تحقق آن در هر مرتبه از مراتب وسايط لازم نيست — و صدور ايں از ملائكه مقدسه ، بدون وساطت ايں قوى ، بل به مباشرت آن ذوات مقدسه مرايں افعال را ، كه اكثر آنها خالي از خساستے نيست — بسيار عجيبتوست ، از اسناد ايں افعال بقوى طبعيه بتدبير و تسخير صانع حكيم خبير و قبول ايں نزد عقل اقرب است از اذعان بآں بمراكب كثيره " *

القول الالحادي عشر † — اشعریه طبیعت کا بالکل انکار کرتے هیں اور اُنکے هفسنے کے قابل خیالات البته نیچر کے مخالف هیں — اُسکي نسبت جو کچھه امام ابن حزم نے اپني کتاب ملل و نحل میں لکھا هی وہ یہه هی "ابومحمد رحمة اللہ علیه کا قول هی که اشعریه کا مذهب یہه هی ' که وہ طبایع کا بالکل انکار کرتے هیں اور کہتے هیں که نه آگ میں گرمي هی ' نه برف میں سردي ' اور اس عالم میں طبیعت کوئي شی هي نهیں — وہ کہتے هیں ' که صرف چھونے سے آگ کي گرمي ' یا برف کي سردي ' پیدا هوجایا کرتي هی — اور وہ قایل هیں ' که شراب میں نشه لانے کي طبیعت نهیں هی ' اور نه مني میں کوئي ایسي قوت هی جس سے وہ چیزیں پیدا هوں جو مني سے پیدا هوا کرتي هیں — لیکن خدا جو چاهتا هی پیدا کردیا کرتا هی یہه ممکن هی که آدمي کي مني سے اُونٹ پیدا هو ' اور گدهے کي مني سے آدمي پیدا هو ' اور گندنے کے کهوت سے خرمي کا درخت پیدا هو — ابو محمد کا قول هی که هم ' اشعریوں کے پاس کوئي ایسي دلیل معلوم نهیں کرتے ' جس

† القول فی الطبایع

قال ابو محمد رحمه الله ذهبت الاشعریة الی انکار الطبایع جملة ' و قالوا لیس فی النار حر ' ولا فی الثلج برد ' ولا في العالم طبیعة اصلا ' " وقالوا انما حدث حر النار و برد الثلج عند الملامسة ' و قالوا فلا فی الخمر طبیعة اسکار ' ولا فی المني قوة یحدث بها ما یحدث منه ' ولا کن الله تعالی یخلق ماشاء ' وقد کان ممکنا ان یحدث من مني الرجل جملا ' ومن مني الحمار انسانا ' ومن زریعة الکرنب نخلا ' " قال ابو محمد رحمه الله وما نعلم لهم حجة شغبوا بها في هذا الهوس اصلا ' وقد ناظرت بعضهم في ذالک ' فقامت له ان اللغة التي نزل القرآن بها یبطل قولکم ' لان من لغة العرب القدیمة ذکر الطبیعة ' والخلیقة ' والسلیقة ' والنخیرة والغریزة ' والسجیة ' والشیمة ' والجبلة ' والخیمة ' ولایشک ذو علم في ان هذه الالفاظ استعملت في الجاهلیة و سمعها رسول الله صلعم فلم ینکرها قط ولا انکرها احد من الصحابة رض ولا احد ممن بعدهم حتی حدث من لایعتد به و قد قال امرء القیس " وانکنت قدساوتک مني خلیقة — فسای ثیابي من ثوبک تنسل " و قال حمید بن ثور الهلالي ' لکل امرء یا ام عمرو طبیعة ' — و تفریق ما بین الرجال الطبایع " وقال النابغة الذبیاني " لهم شیمة لم یعطها الله غیر هم — من الجود و الاحلام غیر عرازب " وقال رسول الله صلعم للجارود اذا خبره ' ان فیه الحلم والاناة ' فقال له الجارود الله جبلني علیهما یا رسول الله ام هما کذا ' فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم بل الله جبلک علیهما ' و مثل هذا کثیر و کل هذه الالفاظ اسماء مترادفة لمعني واحد عندهم ' و هو قوة فی الشیء یوجد بها علی ماهو علیه فاضطرب و لجاء الی ان قال اقبل بهذا فی الناس خاصة ' فعلت و اني لک بالتخصیص ' وهذا موجود بالحس وبدیهة العقل في کل مخلوق فی العالم ' فلم یکن عنده تمویه ' —

کي وجهه سے وہ اس خبط میں پڑے هیں — اور اس مسئله کے متعلق میں نے ایک اشعري سے مفاظره بهي کیا — میں نے اُس سے کہا ' که جس زبان میں قرآن نازل هوا هی ' اُس سے تمهارے قول کا بطلان معلوم هوتا هی — اس لیئے که عرب کي قدیمي زبان میں طبیعت ' خلیقه ' سلیقه ' نخیره ' غریزه ' سجیه ' شیمه ' جبله ' خیمه ' موجود تھے ' اور کوئي ذي علم اس میں شبهه نهیں کرسکتا هی ' که جاهلیت میں ان لفظوں کا استعمال هوتا تها — رسول خدا صلعم نے ان کو سنا ' اور کبهي اُن لفظوں سے بیزاري ظاهر نکي ' اور نه کسي صحابي نے اور نه صحابه کے بعد کسي شخص نے اُن کا انکار کیا — یهاں تک که وہ لوگ پیدا هوئے جو شمار کے قابل نه تھے — امرء القیس کا قول هی ' اگر تجهکو میرا کوئي خلق ناگوار هی ' تو میرے کپڑوں کو اپنے کپڑوں سے جدا کرلے وہ علاحده هو جاوینگے — حمید بن ثور هلالي کا قول هی ' اے عمر هر آدمي کي ایک طبیعت هوا کرتي هی اور طبیعتوں سے هي لوگوں میں فرق هوا کرتا هی — نابغه ذبیاني کا قول هی " اخلاق ' جود ' و حلم ' اُن کے سوا خدا نے کسي اور کو نهیں دیئے هیں وہ اُن میں لازمي هیں رسول خدا صلعم کا قول هی ' جب جارود کو آپ نے خبر

دي که تجهه مين حلم اور برد باري هی ' تو جارود نے آپ سے کہا که خدا نے مجهه مين وہ دونوں صفتين پيدا کي هين — اُس نے کہا اے رسول خدا کيا واقعي يهه دونوں صفتين ايسي هي هين ' تب اُس سے رسول خدا نے کہا خدا هي نے تجهکو اُن پر پيدا کيا هی — ايسي روايتون بهت هين يهه سب لفظ عرب کے نزديک هم معني هين ' اور وہ طبيعت ايک طاقت هي هر چيز مين ' جس کي وجهه سے وہ چيز اپني اُس اصلي حالت پر رهتي هی جو اُسکي هوتي هی — اس تقرير سے وہ گهبرا گيا ' اور کهنے لگا که ' مين اس طبيعت کو آدميون هي سے مخصوص سمجهتا هوں ' مين نے کہا که تم تخصيص کيسے کرسکتے هو اس قوت کي صرف انسان سے — اس ليئے که حس اور بداهت عقل سے عالم کے هر مخلوق مين طبيعت (نيچر) کا هونا معلوم هوتا هی — تب وہ پهر بيهوده بات نکرسکا *

القول الثاني عشر — امام ابن حزم اپني کتاب ملل نحل † مين پهر طبيعت (يعني نيچر) پر بحث کرتے اور فرماتے هين — که يهه تمام

† قال ابو محمد رحمه الله وكل هذه الطبايع والعادات مخلوقة ' خلقها الله عزوجل فرتب الطبيعة على انها لا تستحيل ابدا ولا يمكن تبدلها عند كل ذي عقل كطبيعة الانسان بان يكون ممكنا له التصرف في العلوم والصناعات ' ان لم تعترضه آفة ' وطبيعة الحمير والبغال بان ذلك غير ممكن وكطبيعة البران لا ينبت شعيرا ولا جوزا ' وهكذا كلما في العالم والقوم مقرون بالصفات ' وهي الطبيعة نفسها لان في الصفات المحمولة في الموصوف ما هو ذاتي لا يتوهم زواله ' الا بفساد اسم حامله ' وسقوط الاسم كصفات الخمر التي ان زالت عنها صارت خلا فبطل اسم الخمر وكصفات الخبز واللحم التي اذا زالت عنها صارت زبلا ' وسقط اسم الخبز واللحم عنهما ' وهكذا كل شيء له صفة ذاتية فهذه هي الطبيعة —

ومن الصفات المحمولة في الموصوف ما لو توهم زواله عنه لم يبطل حامله ولا فارقه اسمه ' وهذا القسم ينقسم اقساما ثلثة فاحدهما ممتنع الزوال ' كالقصر والورق وسواد الزنجي و نحو ذلك ' الا انه لو توهم زايلا بقي الانسان انسانا بحاله ' وثانيها بطي الزوال كالمودة وسواد الشعر ' وما اشبه ذلك ' وثالثها سريع الزوال كحمرة الخجل وصفرة الوجل وكمودة الهم ونحو ذلك ' فهذه هي حقيقة الكلام في الصفات و ماعدا ذلك بطريق السوفسطائية الذين لا يحققون حقيقة ونعوذ بالله من الخذلان —

کي طبيعت يهه هی که ' اُس سے جو اور اخروت پيدا نهيں هوسکتے — اور ايسا هي تمام اُن چيزوں کا حال هی جو موجود هيں — اور يهه اشاعره اشيا کي صفتوں کے مقر هيں ' اور خود انهيں صفات کا نام طبيعت هی — اس ليئے که جو صفتيں موصوف ميں پائي جاتي هيں ' بعض يهه صفتيں ذاتي هوا کرتي هيں — ايسي صفات کا زايل هونا جب هي خيال ميں آتا هی که ' اُن کے موصوف کا نام جاتا رهے — مثلا شراب کي وہ صفتيں اگر شراب ميں سے جاتي رهيں ' تو شراب کا نام نرهيگا ' بلکه وہ شراب سرکه هوجاوے گي — اور جيسے روٹي اور گوشت کي صفتيں که اگر وہ روٹي اور گوشت ميں نرهيں ' تو اُنکا نام روٹي اور گوشت نه رهيگا ' — اور ايسے هي هر چيز کا حال هی ' جسکي کوئي ذاتي صفت هوا کرتي هی — انهيں صفات کا نام طبيعت هی — اور جو صفتيں موصوف ميں پائي جاتي هيں ' اُن ميں سے بعض ايسي هوتي هيں که اگر اُن صفات کي علحدگي کا موصوف سے خيال کريں تو موصوف زايل نهيں هوتا ' اور نه اُس موصوف کا نام اُس سے جدا هوتا هی — اس قسم کي صفات تين طرح کي هوتي هيں — ايک ايسي صفتيں جنکا زايل هونا ممکن نهو — جيسے کوتاهي قد ' زنگي کي سياهي ' اور ايسے هي اور — ليکن اگر يهه خيال کريں که يهه صفات موصوف سے زايل هوگئي هيں ' تاهم انسان بحاله انسان هي

رهتا هی — دوسري قسم کي ایسي صفتیں هیں ' جو دیر میں زایل هوتي هیں ' جیسے دوستي اور بال کي سیاهي ' اور ایسي هي اور صفتوں — اور دوسري قسم اُن صفات کي هی ' جو جلد زایل هوجاتي هیں ' جیسے شرمندہ کي سرخي اور ڈرنے والے کي زردي ' اور رنج کے وقت رنگ کا تاریک هونا ' اور ایسے هي اور — صفات کے متعلق گفتگو کرنے کي حقیقت یهه هی ' اور اس تقریر کے علاوہ سرفسطائیوں کا طریقه هی جو کسي حقیقت کو ثابت نهیں کرتے — نعوذ باللہ من الخذلان *

القول الثالث عشر — مولانا شاه ولي اللہ صاحب رحمة اللہ علیه اگرچه خداے تعالی کے تصرف فی القوی کے معتقد هیں ' اور جسے وه قبض و بسط ' احاله و الهام سے تعبیر کرتے هیں — مگر مثل حکما کے اُن کا بهي یهه اعتقاد هی — که تمام دنیا کا ایک عام اور هر جنس کا علحده اور هر هر چیز کا جدا جدا نیچر هی — اور اُسے وه صورت نوعیه اور خواص جزئیه سے تعبیر کرتے هیں — وه اشعریوں کي طرح یهه لغو خیال نهیں رکهتے که ' کسي چیز کي کوئي طبیعة نهیں هوتي ' اور نه کسي شی میں کوئي خواص هوتا هی — نه اسے مانتے هیں که گدهے سے آدمي اور درخت سے اونٹ بن سکتا هی — بلکه وه فرماتے هیں که جرت عادة اللہ تعالی ان لاتنفک الخواص عما جعلت خواص لها — که خداے تعالی کي یهه عادت جاري هی که جن چیزوں میں جو خاصیتیں رکهي گئي هیں (یعني جس چیز کا جو نیچر اُس نے رکها هی) وه اُن چیزوں سے جدا نهیں هوتیں — اور اس امر کو بهي انهوں نے صاف صاف لکهه دیا هی ' که یهه خاصیتیں یعني یهه نیچر جو هر چیز میں هی ' وه اُسي نیچر کے تابع هی جو اُس چیز کي نوع کا هوتا هی — جیساکه فرماتے هیں — " و هذه کلها تابعة للصورة النوعیة ملتویة معها انما تنجي من حیث جاءت الصورة النوعیة " — اور یهه بهي اُن کا خیال هی — که انعال اور خواص چیزوں کے کچهه خارجي اور بیروني قوة سے نهیں هوتے ' بلکه خدا نے هر چیز میں ایک قوت رکهي هی اور هر چیز کا ایک نیچر هی وه اپني نوع کے نیچر کے مطابق کام کرتا هی — جیساکه حیوانات کے بیان میں فرماتے هیں ولها حرکات اختیاریة والها مات طبیعیة و تدبیرات جبلیة — یعني حیوانات کے جو کام هیں وه اُن کے اختیاري هیں وه اُس کام کو اُس الهام کے مطابق کرتے هیں جو اُنکے نیچر کو دیا گیا هی اور اُس تدبیر اور قوت سے کام لیتے هیں جو اُنکي جبلت یعني نیچر میں رکهي گئي هی *

شاه صاحب حجة اللہ البالغه میں فرماتے هیں — عقل اور نقل دونوں اسبات پر

و قد دل العقل والنقل علی ان اللہ تعالی خلق العالم انواعا و اجناسا وجعل لکل نوع وجنس خواص، فنوع الانسان مثلا خاصته النطق و ظهور البهرة واستواء القامة و فهم الخطاب ' ونوع الفرس خاصته الصهیل وکون بشرته شعراء و قامته عوجاء و ان لا یفهم الخطاب و خاصة السم اهلاک الانسان الذي یتناوله و خاصة الزنجبیل الحرارة والیبوسة، وخاصة الکافور البرودة وعلی هذا القیاس جمیع الانواع من المعدن والنبات والحیوان وجرت عادة اللہ تعالی ان لاتنفک الخواص عما جعلت خواص لها وان تکون مشخصات الافراد خصوصا في تلک الخواص و تعینا لبعض محتملاتها فکذلک ممیزات الانواع خصوصا في خواص اجناسها وان تکون معاني هذه الاسامي المترتبة فی العموم والخصوص کالجسم والنامي

گواه هیں که دنیا کو خدا نے انواع و اجناس پر پیدا کیا هی اور هر نوع و جنس میں جدا جدا خواص پیدا کیے هیں مثلا نوع انساني کا خاصه هی بولنا ' جلد پر بالونکا نهونا اور راست قامت هونا ' باهم ایک دوسرے کا کلام سمجهنا — اور گهوڑے کي نوع کا خاصه هی هنهنانا ' جلد پر بالوں کا هونا کج قامت هونا اور کلام کا نه سمجهنا — اور زهر کا خاصه هی اپنے کهانے والے انسان کو هلاک کرنا اور زنجبیل کا خاصه هی حرارت اور یبوست اور کافور کا خاصه هی برودت — اسي طرح تمام معدني نباتي اور حیواني نوعوں کے جدا جدا خاصے هیں ' خدا تعالی کي یهه عادت جاري هی که جن چیزوں میں جو خاصیتیں رکهي گئي هیں وه اُن چیزوں سے جدا نهیں هوتیں اور ان خاصیتوں میں افراد مشخص

والحیوان و الانسان و هذا الشخص متمازجة متشابكة في الظاهر ثم يدرك العقل الفرق بينها ويضيف كل خاصة الى ما هي خاصة له وقد بين النبي صلى الله عليه وسلم خواص كثير من الاشياء واضاف الاثار اليها -

کي خاصیتیں زیادہ خاص ہوا کرتي ہیں - اُن سے بعض بعض احتمالات کا تعین ہو جایا کرتا ہی - ایسے ہي جنسي خاصیتوں کي نسبت نوعوں کے تمیز دینے والي امور میں خصوصیت زاید ہوا کرتي ہی — اور ان ناموں کے اوصاف جو عموم و خصوص کے لحاظ سے مرتب ہیں - مثلاً (جسم - نامي - حیوان — انسان) اور اس خاص شخص کے اوصاف باہم ظاہرا ملے جلے ہوا کرتے ہیں — لیکن عقل اُن سب کو جدا جدا کردیتي ہی - اور جسکي جو خاصیت ہوتي ہی اُس کو اُسي سے ملا دیتي ہی - رسول خدا نے اکثر اشیا کي خاصیتیں بیان کي ہوں — اور اُن کي تاثیروں کو اُنہي سے متعلق بیان فرمایا ہی *

القول الرابع عشر - دوسرے مقام پر جناب شاہ صاحب فرماتے ہیں - مخلوق میں

اعلم ان الله تعالى آيات في خلقه يهتدي الناظر فيها الى ان الله له الحجة البالغة في تكليفه لعباده بالشرائع فانظر الى الاشجار و اوراقها و ازهارها و ثمراتها و ما في كل ذلك من الكيفيات المبصرة والمذوقة وغيرها فانه جعل لكل نوع اوراقا بشكل خاص وازهارا بلون خاص و ثمارا مختصة بطعوم و بتلك الامور يعرف ان هذا الفرد من نوع كذا و كذا و هذه كلها تابعة للصورة النوعية ملتوية معها انما تجيء من حيث جاءت الصورة النوعية و قضاء الله تعالى بان تكون هذه المادة

خدا کي ایسي نشانیاں ہیں جن سے اُن میں غور کرنے والے کو اس امر کي رہبري ہوتي ہی کہ خدا نے جو لوگوں کو شریعتوں کا مکلف کیا ہی اس کے لئے بڑي دلیل ہی - درختوں اور درختوں کے پتوں - پھولوں اور پھلوں کو اور ان تمام چیزوں کو جنمیں دیکھنے یا چکھنے سے کوئي کیفیت معلوم ہوتي ہی - دیکھو خدا نے ہر ایک نوع کے پتے خاص خاص شکلوں کے اور پھول خاص خاص رنگوں کے اور پھل خاص خاص مزوں کے پیدا کیئے ہیں - انہیں اُمور سے

نخلة مثلا مشتبك مع تضاده التفصيلي بان تكون ثمرتها كذا و خواصها كذا و من خواص النوع مايدركه كل من له بال و من خواصه ما لايدركه الا الالمعي الفطن كتاثير الياقوت في نفس حامله بالتفريح والتشجيع و من خواصه مايعم كل الافراد و من خواصه لايوجد الا في بعضها حيث تستعد المادة كالا هليلج الذي يسهل بطن من قبض عليه بيده و ليس لك ان تقول لم كانت ثمرة النخل على هذه الصفة فانه سوال باطل لان وجود لوازم الماهيات معها لا يطلب بلم ثم انظر الى اصناف الحيوان تجد لكل نوع شكلا و خلقة كما تجد في الاشجار و تجد مع ذلك لها حركات اختيارية والهامات طبيعية و تدبيرات جبلية يمتاز كل نوع بها فبهيمة الانعام ترعى الحشيش و تجتر والفرس والحمار والبغل ترعى الحشيش ولا تجتر والسباع تاكل اللحم والطير يطير في الهواء والسمك يسبح في الماء ولكل نوع من الحيوان صوت غير صوت الاخر و مساقدة غير مساقدة الاخر و حضانة للاولاد غير حضانة الاخر و شرح هذا يطول وما الهم نوعا من الانواع الا علموا تناسب مزاجه والا ما يصلح به ذلك النوع و

معلوم ہوتا ہی کہ یہہ فرد فلاں نوع کي ہی — اور یہہ تمام اُمور صورۃ نوعیہ کے تابع ہیں - اور اُسي سے وابستہ ہیں — خدا کا یہہ حکم کرنا کہ یہہ مادہ درخت خرما نبي خدا کے اس تفصیلي حکم سے پیوند ہی کہ اس کا پھل ایسا ہو — اور خواص ایسے ہوں اور نوع کے بعض خواص تو ایسے ہوتے ہیں جن کو ہر ایک شخص ادنی توجہہ سے سمجھہ سکتا ہی — اور بعض ایسے جن کو سوائے بڑے دانا اور زیرک شخص کے نہیں جان سکتا — مثلاً یاقوت کي تاثیر یہہ ہی کہ جو اس کو اپنے پاس رکھتا ہی وہ خوش اور دلاور رہتا ہی — اور بعض خواص کل افراد پر حاوي ہوتے ہیں — اور بعض خواص صرف اسي جگہہ ظاہر ہوتے ہیں جہاں مادہ میں صلاحیت ہوتي ہی - مثلاً ہلیلہ جہاں قبض ہو وہیں اپنا مسہل کا اثر دکھلاتي ہی اور یہہ سوال کرنا عبث ہی کہ درخت خرما کا پھل اس خاص صفت پر کیوں پیدا ہوا اس لیئے کہ ماہیتوں کے ساتھہ اُن کے لوازم کا پایا جانا ضروري ہی - جس کي نسبت سوال کرنا بیکار ہی — پھر ہر قسم کے حیوان کو دیکھو — ہر ایک

کل ھذہ الالھامات تتر شح نوع کي شکل اور پیدایش ماٰہ من جانب بارئھا من کوۃ الصورت النوعیۃ = ایسي ھي پاوگے جیسے درختوں میں پاتے تھے = اور ان اُمور کے ساتھہ حیوانات کے لیئے اختیاري حرکات = قدرتي الھامات اور ذاتي تدبیریں بھي ھیں = جن کي وجھہ سے ھر ایک نوع کو امتیاز حاصل ھی — چار پائے گھاس چرتے ھیں — جگالتے ھیں اور درندے گوشت کھاتے ھیں = پرند ھوا میں اُڑتے ھیں — مچھلي پاني میں تیرتي ھی = اور حیوانات میں ایک کي آواز دوسرے کي آواز سے جدا ھی — اور جفت ھونے کے طریقے بھي ھر نوع میں جدا جدا ھیں = اسي طرح ھر نوع میں بچوں کي پرورش کا طریق مختلف ھی = اس کا بیان طویل ھی ھر ایک نوع کو وھي علوم الھام کیئے گئے ھیں جو اُس نوع کے مناسب ھیں = اور انھیں سے نوعي اصلاح ھوتي ھی = یہہ سب الھامات پروردگار کي جانب سے صورۃ نوعیہ کے روشندان کے ذریعہ سے مترشح ھوتے ھیں *

ان چند اقوال سے جو ھم نے نیچر کے متعلق ذکر کیئے غالبا اس بات کے ثابت کرنے میں ھم کامیاب ھوئے کہ یہہ خیال غلط ھی کہ ' سید صاحب خدا کي جگھہ نیچر کو قایم کرتے ھیں ' بلکہ وہ نیچر سے خدا کا وجود ثابت اور جو اصل مسئلہ اسلام کا ھی یعني توحید ' اُسکے ثبوت کے لیئے نیچر کو پیش کرتے ھیں — اور یہہ وہ استدلال ھی جس سے اس زمانہ کے اکثر فلسفي خدا کے وحدہ لاشریک لہ ھونیکو نہایت مستحکم اور پختہ سمجھتے ھیں = اور اس مضمون کے دیکھنے والے منصف مزاج مسلمان غالبا یہہ بھي تسلیم کرینگے ' کہ بڑے بڑے مسلمان حکیم بھي سید صاحب کے ھم خیال تھے — بجز ناموں اور لفظوں کے اختلاف کے دوسرا کچھہ فرق نہیں ھی — جسے اگلے علماء اسلام نے صورۃ نوعیہ = صورۃ جزئیہ = طبعیہ کلیہ — طبعیہ جزئیہ — نفس کلیہ — نفس جزئیہ اور علماء شریعت نے ملایکہ مقربین ' اور ملایکہ موکلین ' کے ناموں سے تعبیر کیا ھی ' اُسیکو سید صاحب عام اور خاص نیچر کہتے ھیں — صرف عبارت اور الفاظ اور طرز بیان کا فرق ھی مطلب دونوں کا ایک ھی *

دوسرے مضمون میں ھم سید صاحب کے دیگر عقاید کي نسبت اسبات کے دکھانیکي کوشش کرینگے ' کہ اُن میں وہ تنھا نہیں ھیں ' بلکہ پچھلے زمانہ کے بعض بعض علماء اسلام بھي اُن کے ھم خیال پائے جاتے ھیں = اُس کے بعد اُن عقاید اور اُن خیالات کي نسبت جو ھمارا اعتقاد اور ھمارا خیال ھی سید صاحب کي تفسیر کي بحث میں جو ھم لکھہ رھے ھیں ظاھر کرینگے *

محسن الملک

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتاز الدین چھپا اور مشتہر ھوا

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد اول] یکم رمضان سنہ ۱۳۱۲ ھجري سنہ ۱۳۲۴ نبوي [نمبر ۱۲

NEW SERIES EDITED BY M. ENAYET ULLAH, B. A.

نمبر ۶۰

مکاتبات دانجسپ

نواب محسن الملک مولوي سید مہدیعلي کي تحریر ایک دوست کي تحریر کے جواب میں

اس مضمون میں ہم سید صاحب کے دیگر عقاید کي نسبت یہہ دکھانا چاہتے ہیں کہ پچھلے مسلمانوں میں بھي بعض انکے ہم خیال تھے — اُن کي صحت اور غلطي سے اس وقت کچھہ بحث نہیں ہی - بلکہ صرف اسبات کا دکھانا مقصود ہی کہ سید صاحب ہي نے تیرہ سو برس کے بعد عام خیالات سے مخالفت نہیں کي ہی بلکہ اسلام میں پہلے بھي بہت سے ایسے سودائي گذرے ہیں — مگر اس قسم کي مخالفت کو اہل تحقیق نے کفر قرار نہیں دیا - بلکہ اگر ان خیالات پر تصوف کا رنگ دیدیا گیا تو وہ الہام الہی اور القاے ربانی سمجھے گئے ہیں *

ملائکہ و حور و غلمان

سید صاحب کي نسبت کہا جاتا ہی کہ وہ ملائکہ کے وجود سے منکر ہیں - مگر در حقیقت وہ صرف ملائکہ کے اُس وجود سے منکر ہیں جسکو عموماً ہم مسلمان مانتے ہیں - وہ اپني تفسیر میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید سے فرشتوں کا ایسا وجود جیسا مسلمانوں نے اعتقاد کر رکھا ہی ثابت نہیں ہوتا — بلکہ خدا کي بے انتہا قدرتوں کے ظہور کو اور اُن قوی کو جو خدا نے اپني تمام مخلوق میں مختلف قسم کے پیدا کیئے ہیں ملک یا ملائکہ کہا ہی " جن میں سے ایک شیطان یا ابلیس بھي ہی — ہمارے ناظرین کو پچھلے مضمون کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بعض حکماء اسلام کا یہي خیال تھا اور جو شہادتیں ہم اُس مضمون میں لکھہ چکے ہیں وہ اس کے لیئے کافي ہیں — مگر وہ مجمل تھیں اب ہم بعض اقوال ایسے پیش کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ پچھلے علما نے حاملان عرش بریں اور جبریل و اسرافیل و عزرائیل و منکر و نکیر ورضوان و مالک اور حور و غلمان سب کے وجود خارجي سے

انکار کیا هی اور کسیکو کواکب ثابته اور کسیکو سیارات سبعه کي روحانیت سے تعبیر کیا هی — چنانچه وه اقوال یهه هیں *

حاملان عرش بریں

اعلم یا اخي ان الملائکة الحافین بالعرش هم حملة العرش و هي الکواکب الثابتة الحافون بالفلک التاسع من داخله —

جو سیارے نویں آسمان میں جڑے هوئے هیں وهي حاملان عرش هیں (اخوان الصفا جلد دوم) —

اگلے زمانے میں سیارے سات خیال کیئے جاتے تھے اور

جبریل، اسرافیل، عزرائیل، منکر ونکیر، رضوان، مالک، حور، غلمان —

اُن میں ایسي قوتیں مانی جاتي تھیں جو موثر فی العالم هیں — فلسفه قدیم ان قوتوں کو روحانیات کواکب کهتے تھے —

صاحب اخوان الصفا فرماتے هیں که انهیں کا نام زبان شرع میں اسرافیل و جبریل وغیره هی چنانچه اس مضمون کو انهوں نے تفصیل سے بیان کیا هی هم مختصراً اُسے نقل کرتے هیں — وه لکهتے هیں که —

آفتاب کے جرم سے ایک روحاني قوت تمام دنیا میں پهیلتي هی — فلسفي اس قوت کو اور اُسکے آثار کو جو دنیا میں ظاهر هوتے هیں — آفتاب کي روحانیت کهتے هیں — اور شریعت نے اس قوت کا نام فرشته رکها هی جن میں سے اسرافیل هی جسکو صور پهونکنے کي خدمت سپرد هی — اسیطرح زحل کے جرم سے ایک روحاني قوت دنیا میں پهیلتي هی — فلسفي اس قوت کو زحل کي روحانیت کهتے هیں — اور اهل شرع کے نزدیک وه ایک فرشته هی

وتنبث من جرم الشمس قوة روحانیة في جمیع العالم - وتسمی الفلاسفة هذه القوة وما ینبث منها من الافعال في العالم روحانیات الشمس ویسمی الناموس هذه القوة ملکا ذا جنود واعوان واسرافیل منهم صاحب الصور - وهکذا ینبث من جرم زحل قوة روحانیة - تسری في جمیع العالم وتسمی الفلاسفة هذه القوة روحانیات الزحل - والناموس یسمیها ملکا ذا جنود واعوان - وملک الموت منهم - ومنکر ونکیر ایضا - وهکذا ینبث من جرم المریخ قوة روحانیة تسری في جمیع العالم - وتسمی الفلاسفة هذه القوة وما ینبث منها من الافعال في العالم روحانیات المریخ - ویسمیها الناموس ملکا ذا جنود واعوان وجبرائیل منهم ومالک الغضبان وخزنة جهنم اجمعون - وهکذا ینبث من جرم المشتري قوة روحانیة تسری في جمیع العالم - وتسمی الفلاسفة هذه القوة وما ینبث من افعالها روحانیات المشتري ویسمیها الناموس ملکا ذا جنود واعوان ورضوان خازن الجنان منهم - وهکذا ینبث من جرم الزهرة قوة روحانیة وتسمی الفلاسفة هذه القوة وما یتفرع منها روحانیات الزهرة ویسمیها الناموس ملکا ذا جنود واعوان منها الحور العین وخزان الجنان وهکذا ینبث من جرم عطارد قوة روحانیة - ویسمیها الناموس ملکا ذا جنود واعوان والولدان الذین هم خدم اهل الجنان والکرام البررة والکرام الکاتبون منهم وهکذا ینبث من جرم القمر قوة روحانیة وتسمی الفلاسفة هذه القوة وما ینبث منها من الافعال روحانیات القمر ویسمیها الناموس ملکا ذا جنود واعوان —

جو سیارے نویں آسمان میں جڑے هوئے هیں وهي حاملان عرش هیں (اخوان الصفا جلد دوم) —

اگلے زمانے میں سیارے سات خیال کیئے جاتے تھے اور

جبریل، اسرافیل، عزرائیل، منکر ونکیر، رضوان، مالک، حور، غلمان —

اُن میں ایسي قوتیں مانی جاتي تھیں جو موثر فی العالم هیں — فلسفه قدیم ان قوتوں کو روحانیات کواکب کهتے تھے —

صاحب اخوان الصفا فرماتے هیں که انهیں کا نام زبان شرع میں اسرافیل و جبریل وغیره هی چنانچه اس مضمون کو انهوں نے تفصیل سے بیان کیا هی هم مختصراً اُسے نقل کرتے هیں — وه لکهتے هیں که —

آفتاب کے جرم سے ایک روحاني قوت تمام دنیا میں پهیلتي هی — فلسفي اس قوت کو اور اُسکے آثار کو جو دنیا میں ظاهر هوتے هیں — آفتاب کي روحانیت کهتے هیں — اور شریعت نے اس قوت کا نام فرشته رکها هی جن میں سے اسرافیل هی جسکو صور پهونکنے کي خدمت سپرد هی — اسیطرح زحل کے جرم سے ایک روحاني قوت دنیا میں پهیلتي هی — فلسفي اس قوت کو زحل کي روحانیت کهتے هیں — اور اهل شرع کے نزدیک وه ایک فرشته هی

جسکے ساتھه لشکر اور بهت سے مددگار هیں — جنمیں سے ایک ملک الموت بهي هی — اور منکر نکیر بهي اسي کي ذیل میں هیں — اسیطرح مریخ کے جرم سے ایک روحاني قوت عالم میں پهیلتي هی — فلسفي اس قوت کو مریخ کي روحانیت کهتے هیں — اور اهل شرع کے نزدیک وه ایک فرشته هی جسکے خیل و حشم میں جبریل اور داروغ کے نگهبان هیں — اسیطرح مشتري کے جرم سے ایک روحاني قوت تمام دنیا میں پهیلتي هی — فلسفي اسکو مشتري کي روحانیت کهتے هیں اور اهل شرع کے نزدیک وه ایک فرشته هی جس کے لشکر اور اعوان هیں جن میں سے جنت کا محافظ رضوان هی — اسي طرح زهره سے ایک روحاني قوت دنیا میں پهیلتي هی جسکو فلسفي زهره کي روحانیت کهتے هیں اور اهل شریعت کے نزدیک وه ایک فرشته هی جسکے اعوان و انصار میں جنت کي حوریں اور جنت کے نگهبان هیں —

اسیطرح عطارد کے جرم سے ایک روحاني قوت پهیلتي هی — یهه بهي اهل شریعت کے نزدیک ایک فرشته هی جسکے لشکر میں غلمان اور کرام کاتبین شامل هیں —

سید صاحب اُس مباحثہ کی نسبت جو قصہ آدم میں خدا اور فرشتوں میں ہوا تھا یہہ لکھتے ہیں کہ "اگر ہم فرض کریں کہ فرشتے اور شیطان ایک علحدہ وجود رکھتے ہیں جیساکہ عموماً مسلمانوں کا عقیدہ ہی تو بھی یہہ بات بحث طلب ہی کہ کیا فی الواقع یہہ مباحثہ خدا اور فرشتوں میں ہوا تھا - کیونکہ قرآن سے ثابت ہوتا ہی کہ فرشتے خدا سے مباحثہ نہیں کرسکتے بلکہ اُس کے حکم کو بجا لاتے ہیں پھر کیونکر کہا جا سکتا ہی کہ فی الواقع فرشتوں نے خدا سے مباحثہ یا جھگڑا کیا تھا" - یہی بات وہ ہی جو شرح فصوص الحکم میں قیصری لکھتے ہیں کہ "جن فرشتوں نے آدم کے معاملہ میں خدا سے جھگڑا کیا، وہ آسمان کے فرشتے نہ تھے کیونکہ وہ انسان کی بزرگی اور درجہ کو جو اُس کا خدا کے پاس ہی خوب جانتے تھے جھگڑنے والے فرشتے زمین کے فرشتے اور جن اور شیطان تھے جو بہ سبب غلبۂ ظلمت کے اُس سے واقف نہ تھے، اور پھر وہ لکھتے ہیں کہ قوت شہوانیہ اور غضبیہ وہی وہ فرشتے ہیں جو ملائکہ ارض ہیں اور جو نفس ناطقہ پر غالب آجاتے ہیں اور اُسے اپنے افعال اور اغراض کے لیئے مطیع اور منقاد کرنا چاہتے ہیں اور اُسی سے نفس امارہ برائیاں کرانے لگتا ہی، اور وہی فی الحقیقت وہ مفسدین ہیں جنکو خدا نے فرمایا ہی کہ انہم ہم المفسدون، اور چونکہ فساد قوائے جسمانیہ سے ہوتا ہی نہ روحانیہ سے اس لیئے یہہ صاف دلیل ہی، ہمارے اس قول کی کہ ملائکہ سماویہ خدا کے ساتھہ نہ جھگڑا کرسکتے ہیں نہ اُسکے امر و نہی کی مخالفت کرسکتے ہیں اور اُنکے قول سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہی، کہ جو قوتیں روحانی اور قلبی ہیں وہی فرشتے ہیں کیونکہ وہ آگے چلکر لکھتے ہیں کہ قوائے روحانیہ اور قلبیہ سے کوئی فعل ایسا ہو ہی نہیں سکتا جو خدا کے حکم کے خلاف ہو اصل عبارت شرح فصوص الحکم کی یہہ ہی —

و ھذا تنبیھہ علی ان الملایکۃ الذین نازعوا فی آدم لیسوا من اھل الجبروت ولا من اھل الملکوت السماویۃ فانہم الغلبۃ الغویۃ علیھم و احاطتھم بالمراتب یعرفون شرف الانسان الکامل و رتبتہ عند اللہ ، ان لم یعرفوا حقیقۃ کما ھی بل ملائکۃ الارض والجن والشیاطین الذین غلبت علیھم الظلمۃ والنشاۃ الموجبۃ للحجاب و فی قولہ تعالی انی جاعل فی الارض خلیفۃ بتخصیص الارض بالذکر و ان کان الکامل خلیفۃ فی العالم کلہ فی الحقیقۃ ایماء ایضا بان ملائکۃ الارض ھم الطاعنون اذ الطعن لا یصدر الا ممن ھو فی معرض ذلک المنصب واھل السموات مدبرات المعالم العلوی بالقصد الاول والسفلی بالقصد الثانی و اذا حققت الامر و امعنت النظر تجدھم فی ھذہ النشاۃ الانسانیۃ ایضا انہم ھم المفسدون کما قال تعالی الا انہم ھم المفسدون و لکن لا یشعرون الا تری ان القوۃ الشھویۃ والغضبیۃ اللتین ھما ملکان من ملائکۃ الارض ھما اللتان تغلبان علی النفس الناطقۃ و تجعلانھا اسیرا منقادا لافا علیھما و اغراضھما و عند ذلک تصیر النفس امارۃ بسوء فھم المفسدون بالحقیقۃ و کون السفک والفساد صادرا من القوی الجسمانیۃ لا الروحانیۃ والقلبیۃ دلیل واضح علی ما ذھبنا الیہ من ان اھل الجبروت والملکوت السماویۃ لا ینازعون مع الحق ولا یخالفون امرہ و نہیہ اذ القوی الروحانیۃ والقلبیۃ لا یتاتی منھم ما یخالف امر اللہ فافھم *

سید صاحب آدم و ملائکہ کے قصہ کو حقیقی واقعہ نہیں سمجھتے اور فرشتوں اور شیطان کو اُن اچھی اور بری قوتوں سے تعبیر کرتے ہیں جو خدا نے خود انسان میں رکھی ہیں - صاحب اخوان الصفا بھی ان فرشتوں کو جنھوں نے آدم کو سجدہ کیا نفوس حیوانی سے تعبیر کرتے ہیں — جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ وہ فرشتے جنھوں نے آدم کو سجدہ کیا - وہ آسمان کے

ملائکہ جنھوں نے آدم کو سجدہ کیا وہ نفوس حیوانی ہیں

واما الملائکۃ الذین سجدوا لادم الی البشر - فھم الذین فی الارض خلفاء ھولاء الذین ھم فی الافلاک - وھی نفوس سائر الحیوانات الساجدۃ لادم وذریتہ بالطاعۃ المسخرۃ لھم الی یوم القیامۃ —

فرشتوں کے زمین میں قایم مقام ہیں اور اُنسے مراد تمام حیوانات کے نفوس ہیں - جنھوں نے آدم اور اُسکی اولاد کو سجدہ کیا - یعنی قیامت تک اُن کی اطاعت اور فرمانبرداری پر مجبور کیئے گئے ہیں *

پھر اس سوال کے جواب میں کہ سرداران ملائکہ مقربین کا جو بني آدم کي حفاظت اور تدبیر پر مقرر ھیں کون ھی ؟ صاحب اخوان الصفا یہہ جواب دیتے ھیں کہ وہ نفس ناطقہ انسانیہ ھی جو خدا کي زمین میں اُس کا نائب ھی - اور یہي آدم کے جسم میں جبکہ وہ مٹي سے پیدا ھوا داخل ھوا تھا - اور اُسیکو تمام فرشتوں نے سجدہ کیا تھا ' اور وہ نفوس حیواني ھیں جو نفس ناطقہ کے مطیع ھیں اور یہہ نفس ناطقہ بني آدم میں آج تک موجود ھی ' جیسا کہ جسم کي ھیئت ترکیبي آج تک اُن میں باقي ھے - بني آدم اسي نفس ناطقہ کے سبب نشو و نما پاتے ' جزا و سزا میں مبتلا ھوتے ھیں - اسیکي طرف رجوع کرتے ھیں اور اسي سے قیامت میں پہچانے جائینگے ' اسي پر دوبارہ پیدا ھونگے ' اسي سے جنت میں داخل ھونگے ' اور اسیکے سبب عالم افلاک تک پرواز کرینگے *

سردار ملائکہ

کما قال فمن رئیس الملائکة المقربین الموکلین بني آدم وحفظهم و مواعات امرهم- قال الحکیم هي النفس الناطقة الانسانیة الکلیة اللتي هي خلیفة الله في ارضه- وهي اللتي قرنت بجسد آدم لما خلق من التراب وسجدت له الملائکة کلهم اجمعون -

و هي النفوس الحیوانیة المنقادة- لطاعة النفس الناطقة الباقیة الی یومنا هذا- في ذریة آدم- کما ان صورة الجسد الجسمانیة باقیة في ذریة الی یومنا هذا- وبها ینشون وبها ینمون وبها یفوزون وبها یجارون وبها یواخذون والیها یرجعون وبها یعرفون یوم القیمة وبها یبعثون وبها یدخلون الجنة وبها یصعدون الی عالم الافلاک اعني صعود النفس الناطقة التي هي خلیفة الله في ارضه - (صفحه ۲۲۱ اخوان الصفا جلد ثاني) -

شرح فصوص الحکم قیصري میں لکھتے ھیں کہ جن فرشتوں نے آدم پر تعریض کي وہ اھل جبروت اور ملکوت سماوي میں سے نہ تھے - کیونکہ وہ تو نورانیت کے غلبہ اور مراتب کمال پر حاوي ھونے کے سبب سے انسان کامل کي فضیلت اور اسکے مقرب الہي ھونے کو جانتے ھیں اگرچہ

وهذا تنبیه علی ان الملایکة الذین نازعوا في آدم لیسوا من اهل الجبروت والامن اهل الملکوت السماویة فانهم بغایة الغروبة علیهم و احاطتهم بالمراتب یعرفون شرف الانسان الکامل و رتبة عند الله وان لم یعرفوا حقیقیة کما هي بل ملائکة الارض والجن والشیاطین الذین غلبت علیهم الظلمة والنشاة الموجبة للحجاب وفي قوله تعالی " اني جاعل فی الارض خلیفة " - بتخصیص الارض بالذکر وانکان الکامل خلیفة فی العالم کله فی الحقیقة ایماء ایضا بان ملائکة الارض هم الطاغون اذ الطغن لا یصدر الا ممن هو في معرض ذلک المنصب و اهل السموات مدبرات للعالم العلوي بالقصد الاول والسفلي بالقصد الثاني - و اذا حققت الامر وامعنت النظر تجدهم في هذه النشاة الانسانیة ایضا — انهم هم المفسدون کما قال الله تعالی الا انهم هم المفسدون ولکن لایشعرون الاتری ان القوة الشهویة والغضبیة اللتین هما ملکان من ملائکة الارض هما اللتان تغلبان علی النفس الناطقة و تجعلانها اسیرا منقادا لافاعلیهما واغراض هما وعند ذلک تصیر النفس امارة بالسوء فهم المفسدون بالحقیقة وکون السفک والفساد صادراً من القوی الجسمانیة والروحانیة دلیل واضح علی مازهبنا الیه من ان اهل الجبروت والملکوت السماویة لایناز عون مع الحق والمخالفون

اچھي طرح حقیقت انساني سے واقف نہیں ھیں - بلکہ وہ زمین کے فرشتے اور جن وشیاطین تھے جنکي تاریک خلقت ھي ایسي ھی کہ اُن پر اسرار الہي کا انکشاف نہیں ھوسکتا - آیت " اني جاعل فی الارض خلیفه " میں زمین کا خصوصیت کے ساتھہ ذکر کرنا اور دنیا میں سب سے کامل کو اپنا نائب بانا درحقیقت اس بات کا اشارہ ھی کہ وہ زمین کے فرشتے ھي تھے جو آدم کے ساتھہ تعریض سے پیش آئے - کیونکہ ایسے ھي ادنی درجہ والوں سے یہہ فعل صادر ھوسکتا ھی - اور " اھل سموات تو قصد اول سے عالم علوي کا اور قصد ثاني سے عالم سفلي کا انتظام کرنے والے ھیں - اور اگر غور سے دیکھو تو عالم انساني میں فساد اور بے اعتدالي بھي پاؤگے جسکا خدا نے اپنے اس قول میں اشارہ کیا ھی کہ بیشک وہ مفسد ھیں ' اور نہیں جانتے ' اور تم دیکھتے ھو کہ قوت شہواني اور قوت غضبي دو ارضي فرشتے ھیں جو نفس ناطقہ پر غالب آکر اُسکو اپنے ارادوں اور خواھشوں کا مطیع کرلیتے ھیں — اسحالت میں نفس بھي پر اصرار کرتا ھی ' پس

امره ونهیه والقوی الروحانیة والقلبیة لایتاتي ماهم مایخالف امر الله فافهم - (شرح فصوص الحکم صفحه ۳۰) -

حقیقت میں بني آدم مفسد هیں - اور فساد وخونریزي کا قواے جسماني سے صادر هونا (نه قواے روحاني سے) اس مطلب پر روشن دلیل هی

جو هم پهلے بیان کرچکے هیں - که اهل جبروت اور ملکوت سماوي امر ونهي الهي سے مخالفت نهیں کرتے نه قواے روحاني و قلبي سے خدا کي نافرماني صادر هوسکتي هی *

ابلیس جس نے آدم کے سجده سے انکار کیا اُسے صاحب

کما قال - وابی ابلیس عن سجدة آدم وهي القوة الغضبیة والشهوانیة والنفس الامارة بالسوء

اخوان الصفا بهي مثل سید صاحب کے قوة غضبیه وشهوانیه اور نفس اماره سے تعبیر کرتے هیں وه کهتے هیں که ابلیس نے آدم کے سجده سے انکار کیا یهاں ابلیس سے مراد قوت غضبیه وشهویه اور نفس اماره هی *

بعض اهل تصوف کے نزدیک ابلیس سے وه قوة وهمیه مراد هی جو انسانوں میں هی اور جو عقل سے مخالفت کرتي هی — اگرچه بعض لوگ ایسا نهیں سمجهتے مگر پهر بهي اُن تحریروں سے جو اس خیال نماتفے پر کي گئي هیں اس بات کا استنباط هوتا هی — که قوة وهمیه کو کچهه لوگ ابلیس سمجهتے تهے — شرح فصوص الحکم قیصري میں لکها هی که ابلیس اُس عالمگیر قوت وهمي کا نام هی جو عالم کبیر میں پائي جاتي

قول لیس هو القوة الوهمیة الکلیة التي فی العالم الکبیر والقوی الوهمیة التي فی الاشخاص الانسانیة والحیوانیة افرادها لمعارضتها مع العقل الهادي طریق الحق و فیه نظر لان النفس المنطبعة هي الامارة بالسوء والوهم من سدنتها و تحت حکمها لانها من قواها فهي اولی بذلک کما قال تعالی و تعلم ما توسوس بنفسه وقال ان النفس لامارة بالسوء و قال علیه السلام اعدا عدوک نفسک التي بین جنبیک و قال علیه السلام الشیطان یجري من ابن آدم مجري الدم و هذا شان النفس و لو کان تکذیبه للعقل موجبا لکونه شیطانا لکان العقل ایضا کذلک لانه یکذب ماوراء طوره مما یدرک بالمکاشفات الحقیقة کا حوال الاخرة -

هی اور وهم أس کي ایک قوت هی - اسي لئے وه اس کا مستحق هی ' چنانچه خدا فرماتا هی - هم جانتے هیں جو آدمي کے نفس میں وسوسے آتے هیں اور فرمایا که نفس بدي پر حکم کرنے والا هی اور آنحضرت فرماتے هیں که تیرا سب سے بڑا دشمن نفس هی جو تیرے پهلو میں هی — اور فرماتے هیں که شیطان جسم انساني میں خون کي مانند دوڑتا هی — اور یهه سب نفس کا حال هی — اگر نفس عقل کي مخالفت کے سبب سے شیطان کهلائے جانے کا مستحق هی - تو عقل کا بهي یهي حال هی - کیونکه وه بهي اُن باتوں کو جهٹلاتي هی جو اُس کي حد فهم سے باهر هیں اور صرف حقیقي مکاشفات هي سے معلوم هوسکتے هیں جیسے آخرت کا حال *

سید صاحب اس اعتراض کا که خدا نے فرشتوں اور ابلیس کے قصه کو اس طرح کیوں بیان کیا جس سے معلوم هوتا هی که یهه واقعات حقیقي هیں اور فرشتوں اور خدا میں دراصل کچهه مباحثه هوا تها اور شیطان نے آدم کو اُسي طرح بهکایا تها جس طرح کوئي ایک شخص دوسرے کو ورغلاتا هو - یهه جواب دیتے هیں '' که ان آیتوں میں یعني جن میں اس قسم کے تذکرے هیں خداے تعالی انسان کي فطرت کو اور اُس کے جذبات کو بتلاتا هی اور جو قواے بهیمیه اُس میں هیں اُن کي برائي یا اُنکي دشمني سے اُس کو آگاه کرتا هی — مگر یهه ایک نهایت دقیق راز تها جو عام لوگوں کي اور اُونٹ چرانے والوں کي فهم سے بهت دور تها اس لئے خدا نے انساني فطرت کي زبان حال سے آدم و شیطان کے قصے یا خدا اور فرشتوں کے مباحثه کے طور پر اُس فطرت کو بیان کیا هی — تاکه هر کوئي خواه اُس کو فطرت کا راز سمجهے خواه فرشتوں اور خدا کا مباحثه - خواه شیطان و خدا کا جهگڑا - اصل مقصد حاصل کرنے سے

محروم رهے اس طرح پر عام وخاص سمجھدار و ناسمجھه عالم و جاهل کا یکساں قرآن مجید سے مقصد پانا درحقیقت بہت بڑا معجزہ قرآن کا هی — سید صاحب نے جو وجهه بیان کي هی یهي وجهه هماري علماے سلف نے بهي لکهي هی — وہ بهي یهي کہتے هیں که اکثر قرآن مجید اور اُسکے پیغمبروں کے کلام میں اور حکما کے اقوال میں ایسي چیزوں کا جسکو عام نه سمجهه سکیں بیان بطور اسرار اور مثالوں کے هوا کرتا هی چنانچه ایک عالم فرماتے هیں که اکثر کلام الهي اور کلام انبیا میں اور حکما کے اقوال میں ایسے اسرار مخفي کما قال — ان اکثر کلام الله تعالی و کلام انبیائه و اقاویل الحکماء مرجوز لسر من الاسرار مخفها من الاسرار و ماتعلمها الا الله تعالی والراسخون في العلم وذلک ان القلوب والخواطر ما کانت تحمل فهم معاني ذالک و لهذا قال علیه السلام کلموا الناس علی قدر عقولهم وافشاسر الربوبیة کفر واما الخواص من الحکماء الذین هم الراسخون في العلم فهم لایحتاجون الی زیادہ بیان انهم مطلعون علی حقایق جمیع الاسرار والرموزات من ذلک قول الله تعالی علمناہ منطق الطیر واتینا من کل شی علما ان هذا لهو الفضل المبین و قوله سبحان الذي اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذي بارکنا حوله وقوله في البقعة المبارکة من الشجرة ان یاموسی اني انا الله رب العالمین وقوله والق عصاک فلما راٰہ تهتز کانها جان ولی مدبرا ونظایر ذلک من الایات والاخبار تحت ذلک سر من الاسرار التي لایجوز ان تکشف علی العوام والجهال سیما في آخر الزمان فلهذا الغرض البسوا حقایق الاشیاء بلباس غیر مایلیق بذلک حسب فهم عامة البشر لکن الخواص والحکماء یعلمون الغرض و الحقیقة في ذلک ویخفون عن الاشرار والاجلاف فمن منع الجهال علما فاضاعه ومن منع المستوجبین فقد ظلم — صفحه ۲۲۲ جلد ثاني اخوان الصفا) —

هیں جنکو یا تو خدا جانتا هی یا وہ لوگ جو علم میں بلند پایه رکهتے هیں — اسلیئے که بہت سے دل هیں جو ان باریک باتوں کے سمجهنے کا تحمل نهیں کرسکتے — اسي لیئے آنحضرت نے فرمایا که لوگوں کي عقل و دانش کے موافق کلام کرو — اور اسرار الهي کا کهولنا کفر هی — اور وہ خاص خاص حکهم جو علم میں بلند پایه هیں تفصیل کے اس لیئے محتاج نهیں هیں که اُنکو ان تمام پوشیدہ باتوں اور مخفي رازوں پر اطلاع اور عبور حاصل هی — چنانچه خدا فرماتا هی که همنے اسکو (سلیمان کو) جانوروں کي منطق سکهائي — هم نے هر چیز کا علم اسکو دیا اور یهه کهلي فضیلت هی — اسي طرح خدانے درخت سے آواز دي اے موسی میں هوں دنیا کا پرورش کرنے والا خدا — اسي طرح حضرت موسی سے یهه کهتا هی که اپني لاٹهي پهینکدے جب دیکها که وہ سانپ کي طرح لهراتي هی تو پیچهے هٹ گیا — اسیطرح اور بهت سي آیتیں اور حدیثیں هیں جن میں ایسے اسرار پنهاں هیں جنکا عوام اور نادانوں پر کهولنا خاصکر اس زمانے میں کسیطرح جائز نهیں هی — اسي سبب سے حقایق و معارف کو ایسا لباس پهنایا هی جو عوام کي عقل و فهم کے موافق هو — لیکن خواص حکما اصلي غرض اور حقیقت کو جانتے هیں — هاں وہ شریروں اور نا اهلوں سے اسکو چهپاتے هیں — پس جو شخص نا اهلوں کو علم سکهاتا هی اسکو ضائع کرتا هی اور جو اُنکو روکتا هی جو علم کے مستحق هیں وہ انپر ظلم کرتا هی" *

سید صاحب قواے بهیمیه کو شیطان اور ابلیس سے تعبیر کرتے هیں — اور کهتے هیں که یهي قواے بهیمیه جو انسان میں هیں اور جو اُس کے سخت دشمن هیں شیطان هیں اور اُنهیں کا قابو میں لانا اور فرماں بردار کرنا انسان کا انسان هونا هی — صوفیه کرام اور اولیاے عظام کي نسبت بهي یهي خیال منسوب کیا گیا هی چنانچه اخوان الصفا میں جهاں اولیا الله کي علامات اور اُن کے علم کے لطایف اور معرفت کے دقایق کا ذکر کیا هی یهه لکها هی" که اولیا الله کے دقایق معرفت اور لطایف علوم میں سے یهه هی که وہ شیطانوں اور اُس کے لشکر کي حقیقت جانتے هیں اور نیز یهه که وہ کیونکر اُن کو ورغلاتا هی اور اُسکے وسوسے اور مس کي کیا حقیقت هی اور خدا نے جوکچهه اس کے متعلق فرمایا هی — مثلا ان الذین اتقوا اذا مسهم طایف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون و اخوانهم یمدونهم في الغي ثم لا یقصرون — اور یهه اُن مسائل دقیقه

میں سے هی کہ جس میں علماے شریعت اور فقہاے ملت حیران هیں — اور ابلیسیت اور ابلیس کي حقیقت میں متحیر هیں — اور اکثر علما اُس کے وجود هي میں شک کرتے هیں اور اکثر مدعیان فلسفہ آدم کے قصے اور شیطان کے جھگڑے اور اُس مباحثہ کا جو خدا کے ساتھہ هوا انکار کرتے هیں" — یہہ لکھکر صاحب اخوان الصفا ابلیس کي حقیقت اور شیاطین کي مخالفت اور اُس کے وساوس کي کیفیت لکھتے هیں — جسے وہ ایک ولي کي زبان سے حکایتا یوں بیان کرتے هیں کہ " ایک دانشمند عالم نے ایک ولي اللہ سے پوچھا کہ شیطان کے مکاید اور مخالفت کي کیا حقیقت هی — تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ جب میرے هوش کا زمانہ آیا ' اور میں نے کچھہ علم تحصیل کرلیا اور اوامرو نواهي اور سنن و فرایض اور احکام وحدود اور وعدہ و وعید اور خیر و شر اور سزا و جزا سے واقف هوا ' اور اپني طاقت کے موافق عمل کرنے لگا ' تو میں خدا کے اس قول میں فکر کرنے لگا کہ ان الشیطان کان للانسان عدوا — مبینا اور اسیطرح اور بہت سي اس قسم کي آیتوں میں جو قرآن میں هیں ' اور بہت سي حدیثوں میں مثلا رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر میں غور کرنے لگا ' اور مجاهدہ نفس کي حقیقت سمجھنے میں متفکر هوا — میں سوچنے لگا کہ خدا کے قول من شر الوسواس الخناس الذي یوسوس في صدور الناس کي حقیقت کیا هی ' اور اس حدیث کا کہ لکل انسان شیطان یعتریانہ و ان شیطاني اعانني اللہ علیہ فاسلم کے کیا معني هیں ' پھر میں نے دیکھا اور خوب سوچا اور دل میں غور کیا اور عقل لڑائي — تو کسیکو بظاهر میں نے ایسا نپایا جو میري مخالفت کرتا یا مجھے بہکاتا هو ' سواے اپنے ابناے جنس کے — تو میں سوچا کہ اس حکم میں تو وہ سب میرے شریک هیں اور یہہ خطاب اُن سے بھي ویسا هي هی جیسا مجھہ سے — تو میں سمجھا کہ یہہ تو وہ بات هی جو تمام بني آدم کو شامل هی — تب میں نے خوب غور کیا اور دقیق نظر سے دیکھا ' تو مجھے معلوم هوا کہ شیطان کي حقیقت اور اُس کے لشکر کي کثرت اور بني آدم کے ساتھہ اُس کي مخالفت اور عداوت اور اُس کے وسوسے سب امور باطني اور اسرار مخفي هیں ' اور یہہ سب خود انسان کي طبیعت میں موجود هیں ' اور انسان کي خلقت یعني اُس کا نیچر ایسا هي بنایا گیا هی — اور اخلاق سیئہ اور برے اخلاق اور بد خیالات جو انسان کے ساتھہ لڑکپن سے پیدا هوتے هیں ' اور اُسکي جہالتیں اور باطل اعتقاد اور فاسد رائیں جو بغیر معرفت اور بصیرت کے انسان کے ساتھہ ساتھہ بڑھتي رهتي هیں ' اور اُسکے سبب سے جو اعمال سیئہ اور افعال قبیحہ سرزد هوتے هیں ' یہہ نفس شہوانیہ اور نفس غضبیہ کے کام هیں — اور امر و نہي اور وعدہ و وعید اور مدح و ذم جو کچھہ هی یہہ سب نفس ناطقہ کے سبب سے هی ' کہ اُس میں خدا نے ایک قوت ایسي رکھي هی جو نیک و بد کو پہچانتي هی اور جو اخلاق جمیلہ اور معارف حقیقیہ اور آراء صحیحہ اور اعمال زکیہ سے موصوف هی اور یہہ نفس شہوانیہ اور غضبیہ کے مقابل میں فرشتہ هی اور نفس شہوانیہ اور غضبیہ نفس ناطقہ کے مقابل میں شیطان هیں پھر میں نے غور کیا اور بہت نظر دقیق سے دیکھا ' تو معلوم هوا کہ تمام پاک کام اور نیک عمل نفس ناطقہ سے هوتے هیں ' اور تمام برائي و فساد اور اعمال قبیحہ نفس شہوانیہ و غضبانیہ سے صادر هوتے هیں — تب مجھے معلوم هوا کہ ان قوتوں کا توڑنا اور نفس ناطقہ کا اُن پر غالب کرنا هي وہ جہاد هی جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں مذکور هی رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر " —

اصل عبارت اخوان الصفا کي یہہ هی

ومن دقیق معرفتهم و لطیف علومهم معرفة حقیقة الشیاطین و جنود ابلیس اللعین و کیف وسواسهم و مسهم کما ذکر اللہ سبحانہ بقولہ ان الذین اتقوا اذا مسهم طایف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون واخوانهم یمدونهم في الغي ثم لایقصرون و من علاماتهم و صفاتهم ودقیق علومهم واطیف اسرارهم معرفة البعث والقیامة والنشر والحشر والحساب والمیزان والصراط والجواز وذلک ان اکثر علماء اهل الشرایع النبویة و فقهایها المتعبدین فیها متحیرون في معني الابلیسیة و حقیقة ابلیس المخاطب لرب العالمین بقولہ انظرني الی یوم یبعثون واکثر العلماء شاکرن في وجود

هذا القايل لاغوينهم اجمعين واكثر المتفلسفة منكرون قصة ادم وعداوته و خطابه لرب العالمين و مواجهته له بخشونة الخطاب بماذكر الله سبحانه في القرآن في نحو من خمسين آية مثل قوله ثم لاتينهم من بين ايديهم و من خلفهم وعن ايمانهم وعن شمايلهم ولا تجد اكثرهم شاكرين و ايات كثيرة في امثال هذه الحكايات موجودة في التورات والانجيل وصحف الانبياء عليهم السلام كثيرة وقد بينا نحن معانيها في رسالة البعث والقيامة ولكن نوردان تذكر في هذا الفصل منها طرفا في كيفية عداوة اولياء الله نع مع ابليس وكيفية محاربتهم مع الشياطين و مخالفتهم و مجاهدتهم معهم طول اعمارهم ليلا ونهارا وسرا وجهرا وانه لايخفى عليهم مكايدهم ولايذهب عنهم غرورهم وامانيهم (فصل) فيما حكاه ولي من اولياء الله من كيفية معرفة مكايد الشيطان و محاربة معهم ومخالفة جنود ابليس اجمعين قال العالم المستبصر الخ له من ابناء جنسه فيما جري بينهما من المذاكرة في امر الشياطين وعداوتهم كيف عرفت الشياطين ووساوسهم قال اني لما نشاءت و تربيت وشددت من الاداب طرفا واخذت من العلم نصيبا و عقلت من امر المعاش قسطا وعرفت امر المنافع والمضار تفهمت مايجب علي من احكام الناموس من الاوامر والنواهي والسنن والفرايض والاحكام والحدود والوعد والوعيد والذم والمدح على الاعمال والافعال وعلى تركها ثم قمت بواجبها جهدي وطاقتي بحسب ماوفقت وتصي علي ميسرلي ثم تفكرت في قول الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا وقوله ان الشيطان كان للانسان عدوا مبينا وايات كثيرة في القرآن في هذه المعني وتفكرت في قول النبي صلى الله عليه وعلى آله ورجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر يعني مجاهدة النفس وتصديقه قول الله تعالى و من جاهد فانما يجاهد لنفسه وفكرت في قوله عليه السلام لكل انسان شيطانان يعتريانه و قوله ان شيطاني اعانني الله عليه فاسلم وقوله ان الشيطان يجري من ابن آدم مجري الدم وتصديق ذلك قول الله تعالى من شر الوسواس الخناس الذي يوسوس في صدور الناس الى آخر السورة وقوله تعالى انه يراكم هو و قبيله من حيث لاترونهم و آيات كثيرة في القرآن في هذا المعني و احاديث مرويه ايضا في هذا المعني كثيرة فلما سمعت ما ذكر الله تعالى و تفكرت فيما روي عن النبي صلعم في هذا المعني نظرت عند ذلك بعقلي ففكرت بقلبي و تاملت برويتي فلم اراحدا في ظاهر الامر يضادني في هذا المعني ولايخالفني ولا يعاد بني من ابناء جنسي و ذلك لاني وجدت الخطاب متوجها عليهم كلهم مثل ما هو متوجه علي ووجدت حكمهم في ذلك حكمي سواء لا فرق بيني و بينهم في هذا الامر فعلمت ان هذا هو امر عموم يشتمل جميع بني آدم كلهم ثم تاملت و بحثت و دققت النظر فوجدت حقيقة معني الشياطين و كثرة جنود ابليس اللعين اجمعين و مخالفتهم بني آدم و عداوتهم لهم و وساوسهم اياهم هي أمور باطنة و اسرار خفيه مركوزة في الجبلة مطبوعة في الخليقة و هي الاخلاق الردية والطباع المذمومة المنشية منذ الصبى مع الانسان بالجهالات المتراكمة و اعتقادات اراء فاسدة من غير معرفة ولا بصيرة و ما يتبعها من الاعمال السفية والافعال القبيحة المكتسبة بالعادات الجارية الخارجة من الاعتدال بالزيادة والنقصان المنسوبة الى النفس الشهوانية والنفس الغضبية ثم تاملت و نظرت فوجدت الخطاب في الامر و النهي والوعد والوعيد والمدح والذم متوجها كله الى النفس الناطقة الفاضلة المميزة المستبصرة و وجدتها هي بما توصف من الاخلاق الجميلة والمعارف الحقيقية والاراء الصحيحة والاعمال الزكية ملكا من الملائكة بالاضافة الى النفس الشهوانيه والغضبيه جميعا ووجدت هاباتين النفسين اعني الشهوانيه والغضبيه بماتوصفان من الجهالات المتراكمة والاخلاق المذمومة والطباع المركوزة والافعال التي لها بالفكر والروية كانهما شيطانان بالاضافة الى النفس الناطقة ثم تاملت و بحثت ودققت النظر فوجدت جميع الاعمال الزكية والافعال الحسنة التي هي منسوبة الى النفس الناطقه إنما هي لها بحسب ارائها الصحيحة واعتقاداتها الجميله ثم وجدت تلك الاراء والاعتقادات انما هي لها بحسب اخلاقها المحمودة المكتسبة بالاجتهاد والروية والعادات الجارية العادلة او ماكانت مركوزة في الجبلة فتبينت عند ذلك و عرفت بهذا الاعتبار بان اصل جميع الخيرات و صلاح امور الانسان كلها هي الاخلاق المحمودة المكتسبة بالعادات الجارية و عرفت ايضا ان اصل جمع الشرور و فساد امور الانسان كلها هي الاخلاق المذمومة المكتسبة بالعادات الجارية

منذالصبا من غير بصيرة او ماكانت مركوزة في الجبلة فلما تبين لي ماقلت و عرفت حقيقة ما وصفت تاملت قول النبي صلى الله عليه و على آله اجمعين رجعنا من الجهاد الاصغر الى الجهاد الاكبر و قول الله تعالى ان الشيطان لكم عدو فاتخذوه عدوا يعني خالفوهم و حاربوهم كما تحاربون اعداء كم من الكفار و المشركين *

معجزات

اعجاز قرآن — اعجاز قرآن کے متعلق جو کچھہ سید صاحب نے لکھا ھی مسلمانوں کے بعض دیگر فرقے کے علما کے بھي ویسا ھي خیال کیا ھی *

فرقه نظامي کا باني ابراهيم ابن سيار نظام جو بڑا فلسفي اور معتزلي تها اعجاز قران کا منکر هی- ملل و نحل شهرستاني کي جلد اول صفحه (۳۹) مطبوعه لندن میں لکھا هی — التاسعه قوله في اعجازالقرآن انه من حيث الاخبار عن الامور الماضية والاتية ومن جهة صرف الدواعي عن المعارضة و منع العرب عن الاهتمام به جبرا و تعجيزا حتى لو خلاهم لكانوا قادرين على ان ياتوا بسورة من مثله بلاغة و فصاحة و نظما *

کتاب الخطط میں علامه مقریزي نے بھي نظام کا بھي قول لکھا هی — قرآن اس لحاظ سے معجزه هی کہ أس نے غیب کي باتوں کي خبر دیدي *

ان الاعجاز في القرآن من حيث الاخبار على الغيب — (صفحه ۳۴۱) جلد دوم —

فرقه مزداریه جس کا باني عيسى ابن صبيح المكني بابي موسى الملقب بالمزدار الثالثة قوله في القرآن ان الناس قادرون على مثل القرآن فصاحة ونظما و بلاغة و هوالذي بالغ في القول بخلق القرآن —

جو که بشیر ابن معتمر کا شاگرد تها اور بسبب اپنے زهد کے معتزلیوں کا راهب مشهور تها یهي کهتا هی — ملل و نحل (صفحه ۴۸) میں لکھا هی کہ فصاحت و بلاغت اور نظم کلام کے لحاظ سے قرآن کے معارضه پر لوگ قادر هیں *

مزداریه فرقه قرآن کي نسبت کهتا هی که قرآن کا معارضه هوسکتا هی — اور أس کي فصاحت اور بلاغت معجزه نهیں هی بلکه ایسا کلام بنانے پر لوگ قادر هیں *

و زعم ان القرآن مما يقدر على وان بلاغة وفصاحته لاتعجز الناس بل يقدرون على الاتيان بمثلها — مقريزي جلد دوم (۳۴۶)

هشام ابن عمر فوطي معجزات کا منکر هی — ابن مقریزي نے أس کے عقاید کے بیان میں لکھا هی که وه موسی کے لیئے دریا کا پھٹنا — اور أن کي لاٹھي کا سانپ بن جانا — اور عیسی کا حکم الهي سے مردوں کو زنده کرنا — اور آنحضرت کے لیئے چاند کا شق هونا نهیں مانتا تها *

معجزات موسى وعيسى وشق القمر ومنع ان يكون البحر الفلق لموسى وان عصاه انقلبت حية و ان عيسى احيي الموتى باذن الله و ان القمر انشق للنبي صلى الله عليه وسلم —

نظام شق القمر کا منکر هی — مقریزي لکھتا هی وكذب بانشقاق القمر *

فرقه باطنیه وحي کو اس طور پر که کوئي فرشته لاتا هو اور معجزات کو اور خرق عادت کو نهیں مانتا — یهانتک که وه حضرت عیسی کے بن باپ کے پیدا هونے کے بھي منکر هوں اور نبوت کي حقیقت قریب قریب أسي کے بیان کرتے هیں جو سید صاحب کهتے هیں - چنانچه کتاب المغية والامل في شرح ملل والنحل میں جو تصنیف امام احمد ابن یحیی المرتضی فرقه زیدیه کے ایک بڑے عالم کي هی فرقه باطنیه کے ذکر میں لکھا هی که : —

" وه وحي اور نزول ملائکه اور معجزات کا انکار کرتے هیں — اور وه ایسي باتوں کو اشارے اور استعارے سمجھتے هیں جنکو عام لوگ نهیں سمجھتے — أن کے نزدیک موسی کے اژدها سے ظاهر قرآن کے موافق اژدها مراد نهیں هی بلکه موسی کي حجت مراد هی — اور بادلوں کے سایه کرنے سے موسی کا اپني

انهم ينكرون الوحي وهبوط الملائكة والمعجز بل يجعلونها رموزا الى امور لايعرفها اهل الظاهر — فثعبان موسى عبارة عن حجة لان ثم ثعبانا على مايقتضيه ظاهر القران وتظليل الغمام امره اي امر موسى

لان ثم غماما اظلهم وانكروا كون عيسى بن غمراب * * والنهوة قوة ترو من التالي على قلب النبي وهو تنوير بالعلوم فيعرف بواطن الاشياء وطبايع الاجسام — والمعاد عود كل شي الى اصله من الطبايع الاربع والايثبتون سوى الدنيا واراد ما في القران من ذكر الماكول والمشروب في الجنة لايقرون به لانهم احالو اعادة الاجسام — قوم پر حاکم هونا مراد هی نه که حقیقت میں بادل انور سایه کرتا تها — وه عیسی کے بن باپ پیدا هونے سے بهي منکر هوں — اُن کے نزدیک نبوت ایک قوت هی جو نبي کے دل پر وارد هوکر اسکو علمي روشني سے منور کردیتي هی — اور اسي قوت سے نبي حقایق اشیا اور طبایع اجسام سے آگاه هوتا هی — معاد سے اُن کے نزدیک هر چیز کا اپني اصلي طبیعت کي طرف مائل هونا مراد هی اور قرآن میں جو جنت کے کهانے پینے کي چیزوں کا ذکر هی — اسکو بهي نهیں مانتے کیونکه انکے نزدیک اعاده اجسام محال هی *

میرے دوست اور ان مضامین کے دیکهنے والوں کو غالبا اُن اسناد اور شواهد کے ملاحظه سے جو میں نے نقل کیئے هیں معلوم هو جاویگا که عام خیالات سے جو مخالفت سید صاحب کے عقاید میں معلوم هوتي هی اُن میں اسلاف بهي شریک هیں اور یهه اختلاف مستلزم کفر نهیں هی — فتکفیر السید امر لایتضرربه الا قایله فان تکفیر اهل القبلة امر خطیر و ذلک في کل احد من العامة فضلا عن هذا الرجل الکبیر — اس لیئے میں اپنے دوست اور اُن لوگوں کو جو که مذهب اور علم کي بحث میں پڑنا نهیں چاهتے وه صلاح دیتا هوں جو ابن حجر مکي نے حضرت شیخ محي الدین عربي پر اعتراض کرنے والوں کو دي تهي — که کل من اراد السلامة لدینه ان لا ینظر في تلک المشکلات ما لم یکن اهلا لها — جو شخص اپنے دین کي حفاظت چاهے اور اُن مسائل مشکله کي جسے انهوں نے بیان کیا هی تحقیق کرنے کي اهلیت نرکهتا هو تو اُسے چاهیئے که وه اُنهیں نه دیکهے — و من لم یطلع علی معانیه یجب علیه السکوت بقوله تعالی ولا تقف ما لیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا — اور اگر کوئي اس سے بهي زیاده مختصر طور پر سید صاحب کي ذات اور اُن کي تصنیفات کي نسبت مجهه سے پوچهے تو میں وه جواب دینا پسند کرتا هوں جو شیخ شرف الدین المناوي اور علامه سیوطي نے ابن عربي کي ذات اور اُن کي تصنیفات کي نسبت ایک پوچهنے والے کو دیا تها — وهو اعتقاد ولایته و تحریم النظر في کتبه — که اُسے ولي سمجهو اور اُس کي کتابوں کے دیکهنے کو حرام جانو — لان بعض مسایلها مفهوم النص والمعني و موافق الامر الالهي والشرع النبوي و بعض خفي عن ادراک اهل الظاهر دون اهل الحکمة والعرفان — فقط *

محسن الملک

نمبر ۶۱

مکاتبات دلچسپ

متعلق تفسیر

تیسرا خط نواب محسن الملک مولوي سید مهدیعلي خان کا

بنام

عالیجناب سر سید احمد خان بهادر دام ظلهم

مدتے ایں مثنوي تاخیر شد
مهلتے بایست تا خون شیر شد

علیگڈه ۹ فروري سنه ۱۸۹۵ ع

جنابعالي —

مجهه سے جو تاخیر آپ کي تفسیر کے متعلق اپنے شبهات ظاهر کرنے میں هوئي ' اُسپر جسقدر مجهے افسوس تها اُتني هي اسبات کي اُمید تهي ' که آپکي خدمت میں زیاده حاضر هونے اور آپ کي زبان مبارک سے الهامي مضامین سننے سے میرے شکوک دور هوجاوینگے — مگر باوجودیکه مجهے هفتوں بلکه مهینوں آپ کي حضوري نصیب هوئي ' آپ کي زبان الهام ترجمان سے میں نے بهت کچهه سنا ' اور آپ نے اکثر نهایت عالي اور بلند مقامات مجهے دکهائے — مگر افسوس هی ' که میرے دل کا ایک شک بهي دور نهوا ' بلکه بچپن سے جو خیالات میرے دل میں بیٹهے هوئے تهے ' اور جن بندوں سے آپ مجهے

چھوڑانا چاھتے تھے وہ اور مضبوط ھوگئے - اور ابتو مجھے پورا یقین ھوگیا ' کہ فلسفیانہ خیالات اور حکیمانہ رایوں نے آپ کے خیالات اسقدر بلند کردیئے ھیں ' کہ ھم کم سمجھہ آدمیوں کي سمجھہ وھاں تک پھونچ نہیں سکتي ' اور نیچر کے طوفان خیز اور ناپیدا کنار دریا میں آپ نے اپنے جھاز کو اس مردانگي اور بے باکي سے ڈالدیا ھی ' کہ ھمارے خیالات کي کمزور کشتیاں وھاں تک پھونچتے پھونچتے پاش پاش ھوجاتي ھیں ' اس لیئے میں اپنے شبھات تحریراً عرض کرنا چاھتا ھوں ' - شاید آپکے الھامي قلم سے کچھہ ایسے دلائل نکلیں کہ مجھے اُس سے فایدہ پھونچے یا دوسرے لوگ اُس سے مستفید ھوسکیں *

آپ نے اپنے عنایت نامہ مورخہ ۸ اکتوبر سنہ ۱۸۹۲ ع میں تحریر فرمایا تھا ' کہ تفسیر پر بحث کرنے سے اول اُن اصول کا تصفیہ کرلینا چاھیئے ' جو تفسیر لکھتے وقت آپ کے پیش نظر تھے — اور اُن اصول کو آپ نے تحریر في اصول التفسیر میں بیان بھي کردیا ھی ' مگر میں ان اصول پر بحث کرنے سے معافي چاھتا ھوں ' اور اجمالاً بھي اُنکي نسبت اپني موافقت یا مخالفت ظاھر نہیں کرسکتا - اس لیئے کہ جو اصول آپ نے بیان فرمائے ھیں اور جسطرح اُن کو تحریر کیا ھی ' اُسکے ھر لفظ میں ھزار معني پوشیدہ ھیں ' اور ھر اصول پر تفصیلي بحث کي ضرورت ھی - اور اگر یہہ شروع ھو تو نفس مطلب رہ جاویگا ' اور تفسیر کے متعلق جو کچھہ میں عرض کرنا چاھتا ھوں اُسکي نوبت نہ آویگي *

میں مثالاً عرض کرتا ھوں ' کہ آپ اصل اول میں لکھتے ھیں — کہ " ایک خدا خالق کائنات موجود ھی " بلاشبھہ یہہ اصل بالکل صحیح ھی ' اور کون مسلمان ھی ' کہ اسمیں شبھہ کریگا — مگر اُسي کے ساتھہ آپ یہہ بھي تحریر فرماتے ھیں ' کہ " وھوعلة العلل لجمیع المخلوقات علی ماکانت وعلی ماتکون " اور گو اُسکا علة العلل ھونا بھي ایک طور پر مسلم ھی ' یعني اگر وہ فاعل † اور مرید بھي مانا جاوے ' مگر علة کا فاعل اور مرید ھونا ضروري نہیں † ھی ' بلکہ ھر علة کا اپنے معلول کے ساتھہ ھونا لازمي ھی ' اور خالق کا اپني مخلوق کے ساتھہ ھوناضروري نہیں ھی ' اسلیئے کہ علة و معلول کا تعلق ‡ اضطراري ھی اور فاعل و مفعول یعني خالق و مخلوق کا تعلق اختیاري - فالفاعل عندنا عبارة عن من یصدر منه الفعل مع الارادة علی سبیل الاختیار ' ومع العلم بالمراد - وعندکم ان العالم من الله تعالی کالمعلول من العلة یلزم لزوماً صدوریاً ' لایتصور من الله تعالی دفعه لزوم الظل من الشخص والنور من الشمس — ولیس هذا من الفعل شیئا ' والفاعل لم یسم فاعلاً صانعاً بمجرد کونه سبباً بل بکونه سبباً علی وجه مخصوص - وهو وقوع الفعل منه علی وجه الارادة والاختیار § پس اگر اس اصول سے میں بحث شروع کروں ' تو علة العلل کے مسئلہ کي بحث چھڑ جاتي ھی — اور آپ جانتے ھیں ' کہ یہہ کیسي باریک اور مشکل اور دقیق بحث ھی ' اور جب تک کہ اُس سے تفصیلي بحث نہ ھو میں کسطرح آپ کے اس اصول کے ساتھہ اتفاق یا اختلاف کا لفظ زبان پر لاسکوں - اسي طرح پانچویں اصول میں آپ فرماتے ھیں ' کہ قرآن مجید بالکل سچ ھی " کون مسلمان ایسا ھی کہ اُسے اس میں شبھہ ھوگا ' مگر اُسي میں آپ یہہ بھي لکھتے ھیں کہ " کسي قول کا نقل کرنا صرف بغرض بیان یا بغرض تردید یا لوگوں کے اعتقادات کو جو منافي مقصد قرآن کے نہیں ھیں

† بے شک خدا فاعل ومرید ھی اور یہہ دونوں اُسکي صفتیں ھیں اور تمام صفات اُسکي عین ذات ھیں پس وہ اپني ذات سے فاعل و مرید ھی (سید احمد) -

† یہہ امر غیر ذوی العقول علت پر صادق آسکتا ھی نہ ذوي العقول علة پر اور خدا سے زیادہ صاحب عقل کون ھی (سید احمد) -

‡ خدا کا تعلق اپني معلول کے ساتھہ اضطراري نہیں ھی بلکہ ایجابي ھی (سید احمد) -

§ هذا قول من تصور ارادة الله واختیاره کارادتنا و اختیارنا و لیس کذلک لان و صفاته عین ذاته لا یحدث فیه ولاینفک عنه - بخلاف ارادتنا واختیارنا لانهما یحدث فینا بوقت من الاوقات - بسبب من اسباب والله تعالی بري عن یحدث فیه شیئا ماکان قبله وهو قدیم ازلي ابدي مع جمیع صفات کماله (سید احمد) -

بلا بحث اُنکی اصلیت اور واقعیت کے تسلیم کر کے ان پر استدلال کرنا یا بطور حجت الزامی کے پیش کرنا یا امور ظاہرالوقوع کو اُنکی ظاہری حالت پر بلا اُنکی اصلی لمیت پر بحث کے بیان کرنا یا کلام غیرمقصود بالذات کا اثنائے کلام میں آنا قرآن مجید کی صداقت کے منافی نہیں ہی" —

اس میں آپ نے ایسے مختصر مگر پر معنی الفاظ تحریر فرمائے ہیں ' کہ اگر میں اُسے تسلیم کرلوں ' تو آپ کی تفسیر کے بہت بڑے حصہ کا قبول کرنا لازم آتا ہی ' اور اُس میں وہ حصے بھی شامل ہوجاتے ہیں جس میں مجھے آپ سے اختلاف ہی ' اور اگر اُس سے بحث کروں تو اُس کے لیئے ایک علیحدہ رسالہ کی ضرورت ہی اسیطرح آپ آٹھویں اصول میں بیان فرماتے ہیں کہ " تمام صفات باری کی نامحدود اور مطلق عن القیود ہیں یفعل مایشاء ویحکم مایرید " کوئی وجہ اُس سے اختلاف کی نہیں ہی ' مگر اُسے اسطور پر آپ نے تحریر کیا ہی — کہ اگر میں اُسے اجمالاً تسلیم کرلوں ' تو مجھے بھی آپ کی طرح خدا کو نیچر کا اور نہ نیچر کا بلکہ خیالی اور فرضی نیچر کا پابند ہونا ماننا پڑتا ہی — اور میرے نزدیک اس کے معنی یہہ ہیں کہ خدا ایک وجود معطل ہی ' اور اُسکی طرف قدرت واختیار و مشیت و ارادہ کی نسبت بے معنی † ہی — اور سوائے اس کے جن آیتوں سے آپ نے اس اصل میں نیچر کا ثبوت کیا ہی ' اُسی سے میرے خیال کے موافق آپ کے دعوی کا بطلان ہوتا ہی ' مثلاً آپ فرماتے ہیں " کہ ایک جگہہ ابراہیم کے قصہ میں فرمایا ہی فماکان جواب قومہ الا ان قالوا قتلوہ اوحرقوہ فانجاہ اللہ من النار (ایت ۲۳ عنکبوت ۲۹) فانجاہ اللہ من النار سے ثابت ہوتا ہی کہ احراق خاصہ نار کا ہی ' ایک اور جگہہ تمثیل میں فرمایا ہی فاصابہا اعصار فیہ نار فاحترقت (آیت ۲۶۸ البقر ۲) پس ان دونوں آیتوں سے خدا نے ہمکو قانون فطرۃ یہہ بتایا کہ آگ جلادینے والی ہی — پس جبتک یہہ قانون فطرۃ قایم ہی اس کے برخلاف ہونا ایسا ہی نا ممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا نا ممکن ہی " اور اس سے آپ یہہ نتیجہ نکالتے ہیں ' کہ احراق خاصہ نار کا ہی اور یہہ بے شک سچ ہی ' مگر اُس سے آپکا مقصود اسبات کا ثابت کرنا ہی ' کہ اس خاصیت کو خدا کسی طرح اور کسی حالت میں اور کسی کے لیئے اور کسی وقت میں بھی جدا نہیں کرسکتا ' تاکہ اُس سے آپ کا یہہ خیال صحیح سمجھا جاوے ' کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے ہی نہیں گئے ' اور اگر آگ میں ڈالے جاتے تو آگ اپنے نیچر کے موافق ضرور اُن کو جلا دیتی ' مگر اسی آیت میں خدا کے الفاظ فانجاہ اللہ من النار سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ گو جلانا آگ کا خاصہ تھا مگر خدا نے حضرت ابراہیم کو اُس سے بچالیا — ورنہ فانجاہ اللہ من النار کے کچھہ معنی نہیں رہتے ' اور ان الفاظ کے مہمل اور پوچ ہونے میں کچھہ شبہہ نہیں ہوسکتا — یا ایک دوسری آیت اپنے دعوی کے ثبوت میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ " ایک جگہہ موسی کے قصہ میں فرمایا ہی کہ واذفرقنا بکم البحر فانجینا کم واغرقنا ال فرعون وانتم تنظرون (آیت ۴۷ البقر ۲) ایک جگہہ فرمایا ہی وقوم نوح لما کذبوا الرسل اغرقنا ہم وجعلنا ہم للناس ایہ (ایت ۳۹ فرقان ۲۵) ان آیتوں میں اور ان کی مثل بہت سی آیتوں میں خدا نے یہہ قانون فطرۃ بتایا کہ پانی میں بوجھل چیز ڈوب جاتی ہی پس جبتک یہہ قانون قدرت قایم ہی پانی سے یہہ فطرۃ معدوم نہیں ہوسکتی اُسکا معدوم ہونا ایسا ہی نا ممکن ہی جیسے کہ قولی وعدہ کے برخلاف ہونا ناممکن ہی " — جناب عالی — آپ نے اغرقنا ال فرعون سے تو نیچر کا ثبوت نکالا ' مگر واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم کا خیال نہ رکھا ' اگر اغرقنا آل فرعون میں بہ قول آپ کے خدا نے اپنے نیچر کا یہہ قانون بتایا ہی کہ پانی میں بوجھل چیز ڈوب جاتی ہی ' تو اُسی کے ساتھہ میرے نزدیک اُسنے واذ فرقنا بکم البحر فانجینا کم میں اپنے اختیار اور قدرت کا بھی یہہ قانون بتادیا ہی ' کہ جسکو ہم چاہتے ہیں اُسے ہم ڈوبنے سے بچادیتے ہیں — پھر حیرت اور تعجب تو مجھے اسپر ہی کہ آپ اسی اصل کے بیان کے آخر حصہ میں فرماتے ہیں کہ " جو کچھہ کہ ہمنے قرآن مجید کی

† ہاں خدا کیطرف انسانوں کیسی قدرت اور اختیار اور مشیت اور ارادہ کی نسبت کرنی بے معنی ہی ہیں (سید احمد) —

آیتوں سے قانون فطرۃ بتایا ہی اُسپر کوئي کہہ سکتا ہی کہ یہہ قانون فطرت عام نہیں ہی بلکہ اُسمیں مستثنیات بھي ہیں لیکن اُسکے ذمہ اُن مستثنیات کا قرآن مجید سے ثابت کرنا لازم ہوگا - مگر ہمارا یہہ دعوی ہی کہ قرآن مجید سے اُس قانون فطرۃ میں مستثنی ہونا ثابت نہیں ہوتا جسکو ہم آیندہ بیان کرینگے - جو قانون قدرت کہ انسان نے تجربہ سے قایم کیا ہی اُسکي نسبت کہا جاسکتا ہی کہ جبکہ تمام قانون فطرت ابھي تک نا معلوم ہیں تو ممکن ہی کہ کوئي قانون فطرۃ ایسا ہو جس سے مستثنیات ثابت ہوتے ہوں — مگر یہہ کہنا کافي نہیں ہی اسلیئے کہ امکان عقلي تو کوئي شی وجودي نہیں ہی صرف ایک خیال غیر محقق الوقوع ہی وان الظن لایغني من الحق شیا - علاوہ اس کے امکان کا اطلاق اُس چیز پر ہوتا ہی جو کبھي ہو اور کبھي نہو - لیکن جس چیز کا کبھي وقوع ثابت نہوا ہو تو اُسپر امکان کا اطلاق غلط اور محض سفسطہ ہی ' غرضکہ جو شخص قانون فطرۃ میں مستثنیات کا مدعي ہو اُسکو اُن مستثنیات کے کبھي واقع ہونے کو ثابت کرنا بھي لازم ہی'' - اگر آپکي اس تحریر کے مطابق میں فرض کرلوں کہ قانون فطرۃ عام ہی' اور یہہ بھي فرض کرلوں کہ قانون قدرت وہي ہی جو انسان نے اپنے تجربہ سے قایم کیا ہی ' تو میں اُسکا یہہ جواب دونگا کہ اس عام قانون میں مستثنیات کا ہونا خود قرآن سے ثابت ہی - جیسا کہ میںنے نظیراً اوپر بیان کیا اور آیندہ بیان کرونگا - لیکن گو کہ یہہ میں مانتا ہوں کہ قانون فطرۃ تبدیل نہیں ہوسکتا - مگر یہہ میں نہیں مانتا کہ جسکو قانون قدرت کہا جاتا ہی اور جسکي بنا استقراء اور تجربہ اور جزئیات کي تحقیقات پر ہی ' اُسے انسان نے ایسا دریافت کرلیا ہی کہ جو چیز بظاہر اُسکے خلاف معلوم ہو اُسے خلاف قانون قدرت کہکر اُسکا انکار کردیا جائے - خصوصاً ایسي حالت میں کہ اُسکا ثبوت عمدہ شہادت سے ہوتا ہو - انسان کي عقل محدود ہی' اور وہ قدرت الہي کي کنہہ نہیں جان سکتا ' اور نہ اُس کا جزوي تجربہ خدا کے کلام کو باطل کرسکتا ہی - کائنات کي حدود میں کوئي ایسا مقام نہیں ہی جو خدا کي قدرت کي حد ہو' اور جہاں پر قادر مطلق کي قدرت کي بڑھنے والي موج سے کوئي ملاح یہہ کہہ سکے کہ یہہ تیري حد ہی تو اس سے آگے مت بڑہ ورنہ تو روکی جائیگي - یہہ خود دریا کے اختیار میں ہی ' کہ جہانتک چاہے اپني لہریں بڑہاتا رہی - خدا کا قادر مطلق ماننا ہي اس بات کے لیئے کافي ہی' کہ نہ اُس کي قدرت محدود ہی ' نہ اُسکي قدرت کو کوئي جان سکتا اور نہ سمجھہ سکتا اور نہ محدود کرسکتا ہی — خدا کے ارادہ اور فعل کے بیچ میں ایک ایسا عمیق خلق ہی ' کہ انسان کي عقل و ادراک کا اُس پر سے گذرنا نا ممکن ہی - بلا شبہہ یہہ صحیح ہی کہ قدرت کے قوانین نا قابل تبدیل ہیں ' اور اُس کا نا قابل تبدیل ہونا خود خدا کے فرمانے سے ہمیں معلوم ہوا ' کیونکہ اُس نے قرآن میں متعدد جگہہ فرمایا ہی ' لا تبدیل لکلمات اللہ ولا تجد لسنت اللہ تحویلا وغیرہ وغیرہ ' مگر یہہ صحیح نہیں ہی کہ انسان نے اُن قوانین کو پورے طور پر ضبط کرلیا ہی' اور جو کچھہ اُس کے خلاف واقع ہو گو اُس کا ثبوت قران ہي سے ہوتا ہو اُسکا انکار کیا جاے ' اور اُسے قانون قدرت کي تبدیلي کہا جاے — یہہ خیال درحقیقت خدا سے اُس کے شاہي حقوق چھیننا ' اور اُسے کائنات کے تخت سے اُتار دیتا ہی - خدا اپني حکومت سے اس عالم میں خارج نہیں ہوگیا ' نہ وہ اپنے کامل اقتدار اور حقوق الوھیت سے دست بردار ہوا ہی - پس ہم صرف اسي بنیاد پر کہ خدا قادر مطلق ہی ' اور اپني قدرت دوسرے کو دیکر وہ عرش پر آرام سے بیٹھہ نہیں رہا ہی — یہہ کہتے ہیں کہ جو فعل اُس کا کلام سے ثابت ہو وہ قانون قدرت کي تبدیلي نہیں ہی بلکہ اُسي قانون کے کسي ضمن یا دفعہ میں داخل ہی † *

† اگر تمہارا یہہ یقین ہی کہ جو واقعات ہوتے ہیں وہ قانون قدرت کي کسي ضمن یا دفعہ میں داخل ہیں گو ہم نجانتے ہوں تو ہمارے اور تمہارے اعتقاد میں کچھہ بھي فرق نہیں -

من تو شدم تو من شدي تو من شدي من تو شدم
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگري

(سید احمد)

اس سے زیادہ لکھنا اس موقع پر غیر ضروری ہی — کیونکہ ہر اصل آپ کے اصول مقررہ کی تفصیلی بحث کی محتاج ہی — اس لیئے میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اصول کی بھول بھولیوں میں مجھے نہ گھمائینگے ' اور تفسیر کی بحث کرنے کی اجازت دیجیئے — اور خاتمہ پر اس بات کی اور اجازت چاہتا ہوں ' کہ مجھے بھی اپنے اصول مختصراً بیان کرنے دیجیئے جو آپ کی تفسیر سے بحث کرنے کے متعلق میں نے اختیار کیئے ہیں — وہ کچھ زیادہ نہیں ہیں بلکہ کلمہ طیب کی طرح صرف دو جملے ہیں — ایک یہہ کہ مجھے تحقیق مفاظرہ ' نہ مفاظرہ ' خصوصا وہ مکروہ اور قابل نفرت مباحثہ کا طریقہ جو ہمارے متکلمین نے مذہبی بحثوں میں اختیار کیا ہی ' جو در حقیقت سخن پروری اور اظہار قابلیت ہی — دوسرے یہہ کہ میں قران کو معیار صدق قرار دیتا ہوں ' نہ کسی اور علم اور نہ کسی قانون قدرت کو — اس لیئے کہ قرآن یقینی ہی اور وہ یقین کسی طرح زائل نہیں ہو سکتا — اگر کوئی بات صریح اور صاف صاف قرآن مجید سے ایسے ثابت ہو جس کے دوسرے معنی کسی طرح قرآن کے مقصود ' عرب کی زبان ' اور اُن کے محاورے کے مطابق نہوں ' تو وہ واجب القبول ہی — اور جو بات اُس کے خلاف ہو گو اُس کا نام سائینس ہو یا نیچر یا لاآف نیچر اُسے میں قرآن پر مقدم نہ کرونگا اور نہ اُس کے سبب سے قرآن کی ایسی تاویل جایز سمجھونگا جو بمنزلہ تحریف کے ہو — آیندہ خط میں میں دعا کے متعلق جو آپنے اپنی تفسیر میں لکھا ہی اُس سے بحث کرونگا † *

محسن الملک

† بسم اللہ شروع کیجیئے مگر بھائی ایک بات ہماری بھی مان لو کہ قرآن مجید کے ایسے الفاظ جن کے متعدد معنی ہوں اُن میں سے کسی ایک معنی اختیار کرنے کی دلیل نقلی یا عقلی ضرور بتا دینا اور نقلی دلیل سے ہماری مراد تفسیر القرآن بالقرآن سے ہی * والسلام

(سید احمد)

نمبر ۶۲

ہربرٹ اسپنسر کی فلاسفی

(۱) مذہب و علم

گذشتہ بیان سے یہہ تو معلوم ہوچکا کہ رایوں اور واقعوں میں کچھہ لگاو ہوتا ہی جبتک واقعہ نہو اُسکی بابت راے نہیں بقتی اب یہہ بات جانچنا باقی ہی کہ راے میں اور واقعہ میں کیا لگاو ہوتا ہی اگر ایسے لگاو کا کوئی کلیہ ہمارے ہاتھہ آجاوے تو بہت خوب ہو اور جب ہمکو مشہور رایوں کی بابت فیصلہ کرنا پڑے کہ اُنمیں اور واقعوں میں جن پر وہ رائیں مبنی ہیں کیا علاقہ ہی تب وہ کلیہ بہت کام دے ہم مشہور رایوں کی بابت ٹھیک اندازہ کرسکیں کہ اُنکو واقعات سے کتنا لگاو ہی *

اسبات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ مشہور رایوں کی وقعت کا صحیح اندازہ کرنے کے لیئے لازم ہی کہ ہم اُن رایوں کی نفی یا اثبات کی طرفداری سے پاک ہوکر اُنپر نظر ڈالیں نہ تو اسبات پر بھروسا کریں کہ آواز خلق نقارہ خدا ہی اور جس راے پر لاکھوں آدمیوں کو اتفاق ہی وہ ضرور واقع کے مطابق ہوگی اور نہ اس قول کی پیروی کرلیں کہ جمہور اکثر غلطی پر ہوتے ہیں اس وجہہ سے اُنکی راے واقع کے خلاف ہوگی بلکہ لازم ہی کہ ان دونوں نہایتوں کو چھوڑ کر اعتدال پر اویں اور متواتر رایوں کو واقعات سے مقابلہ کر کے جانچیں کہ عموماً متواتر رایوں اور واقعوں میں کیا نسبت ہوا کرتی ہی کس درجہ تک ایسی رائیں واقع کے مطابق ہوا کرتی ہیں اور کتنا حصہ اُن میں سے واقع پر منطبق نہیں ہوتا جو کلیہ ایسی جانچ سے بنے اُسی پر ہمکو عمل کرنا چاہیئے اور اسبات کے اندازہ میں کہ کسی مشہور راے میں مطابقت واقع کا کتنا حصہ ہی اُسی کلیہ سے کام لینا چاہیئے نہ یہہ کہ اُس راے کو بے جانچے یہہ خیال کرلینا چاہیئے کہ وہ بالکل سچ یا محض غلط ہی *

مثال کے طور سے هم ایک عقیدے کو جو همیشه سے مختلف صورتوں میں دنیا کي تمام قوموں میں چلا آیا هی جانچنا چاهتے هیں که اُس عقیدے کي کون کون سي صورت کس حد تک واقعیت پر مبني تهي جیسے تاریخ پته دیتي هی ثابت هی که دنیا کي جن قوموں میں سلطنت رهي هی اُنکي فردوں میں اس بات پر اتفاق رها هی که قوم کے لیئے هروقت کسي نه کسي قسم کے سلطان کي ضرورت هی تاهم همیشه سے مختلف قوموں اور ایک هي قوم کے مختلف عهدوں میں اسبات میں اختلاف رها هی که سلطان کي اصل کیا هی اُسکے کام کیا کیا هیں اُسکے اختیار کیا هیں سب سے قدیم روایت یهه تهي که بادشاه خدا هوتا هی یا نیم خدا اُسکي ماهیت اور خدا کي ماهیت ایک هي هوتي هی اور اُسکے اختیارات الهي اختیارات هوتے هیں اُسکي رعایا اُسکے بنده هیں اُنکي جان و مال میں جس طرح سے چاهے تصرف کرے نه کسي کو مجال دم زدن هی نه کوئي چوں و چرا کرسکتا هی نه وجه دریافت کرسکتا هی اُسوقت کے بادشاهوں کے القاب الهي القاب هوتے هیں اور رعایا اُنکي حضور جلال میں اُسي خضوع وخشوع سے حاضر هوتي تهي جیسے بنده معبود حقیقي کي عبادت گاهوں میں آتے هیں اور کبهي کبهي تو بادشاهوں کي پرستش بهي هوتي تهي قدیم زمانه میں بادشاهوں کا الله یا نصف الله هونا خیالي بات نهیں تهي واقعي تهي اور اُسکا بڑا ثبوت یهه هی که اب بهي بعض ایسي وحشي قومیں موجود هیں جنمیں بادشاه الهي النسل مانا جاتا هی اور جس زمانه میں بادشاه کو خدا جانتے تهے اُس زمانه میں لازمي نتیجه اُس عقیدے کا یهه بهي تها که وه اپني رعایا کي جان و مال کا بلا سهیم و شریک مالک شمار هوتا تها جسکا جو مال چاهے لیلے اور جسوقت جسکو چاهے هلاک کردے ابتک جزیره فیجي میں بنده خطاوار بدبن اسکے که اُسکي مشکیں بنده هوں یا کسي اور طور سے اسیر هو بادشاه کے روبرو قتل کے لیئے کهڑا کیا جاتا هی اور وه بنده خود کهتا هی که خداوند کا جو حکم جان لینے کي بابت هی وه ضرور پورا هونا چاهیئے *

جب زمانه ترقي کرتا هی تو اور تغیروں کے ساتهه سلطنت کے عقیدے میں بهي ترمیم هوتي هی اور بادشاه کے خدا یا نیم خدا یا خدا کي نسل سے هونیکا عقیده اُٹهه جاتا هی یهه عقیده ره جاتا هی که خدا کي نه تو نسل هی نه وه کهاتا پیتا هی پهر بادشاه کیسے خدا یا اُسکا بهانجا بهتیجا هوسکتا هی بادشاه خدا تو نهیں هی ظل الله ضرور هی اور جان و مال پر اُسکو وهي اختیارات هیں جو خدا کو - ابتک بعض بلاد شرقیه کے خیالوں سے اس عقیدے کي بو آتي هی وهاں بادشاهوں کو اُنهیں لفظوں سے خطاب کرتے هیں جو خدا کي شان میں بولے جاتے هیں اور رعایا کي جان و مال سب فعلا نه سهي تو قولا ضرور ملک سلطاني تصور هوتي هی *

جب زمانه اور ترقي کرتا هی اور تهذیب پهیلتي هی اور وه حالت پهونچتي هی جو قرون متوسطه یورپ میں تهي تب سلطنت کے عقیدے میں اور زیاده ترمیم هوتي هی بادشاهوں کے الهي النسل هونے کا عقیده بالکل زائل هوجاتا هی لیکن یهه عقیده باقي رهتا هی که بادشاه وهي هوتا هی جو برگزیده خدا هو ایسا نهیں هوسکتا که جسکے جي میں آوے بادشاه بن بیٹهے اس زمانه میں بادشاه سے خدائي چهن جاتي هی نیم خدائي بهي اُسکے قبضے میں نهیں رهتي لوگ اتني بهي رعایت نهیں کرتے که ابن الله رهنے دیں البته خلیفة الله هونا قبول کرلیتے هیں جب لوگ بادشاه کو عرش الهي سے اوتاکر مسند خلافت پر بٹها دیتے هیں تب خواه مخواه اپنے کو عبدیت صرف کے مرتبه سے جدا کرلیتے هیں اور بادشاهوں کو جو قدرت مطلقه جانوں اور مالوں پر تهي اُس میں کمي هو جاتي هی اور سلطاني خطابوں میں بهي وه عبدیت اور تذلل جو بادشاهوں کے خدا هونیکے زمانه میں تها باقي نهیں رهتا بادشاه معبودیت سے حکومت کیطرف اور لوگوں کي عبدیت محکومیت کي طرف چلنے لگتي هی اگر بادشاه کسیکي جان بوجه لینا چاهی تو نه

مظلوم بلکہ اور رعایا بھي سرتابي کرنے لگتي ھی اگر بادشاہ کسیکا مال غصب کرے تو مزاحمت ھوتي ھی یتصرف فیہ کیف یشاء کا زمانہ الوھیت کے عہد کے ساتھہ چل بستا ھی اس عہد میں لوگ بادشاہ کے حکموں کو صرف حاکم کا فرمان سمجھہ کر قبول کرتے ھیں احکام الھي کي مانند واجب العمل نہیں جانتے *

عام سیاست کي جتني اور ترقي ھوتي ھی اُتنا ھي سلطاني قدرت میں تنزل ھوتا ھی بادشاہ کے اللہ یا خلیفۃ اللہ دونیکي بجاے یہہ عقیدہ شروع ھوتا ھی کہ بادشاہ بہت نیک بہت عقلمند بہت قوي بہت حسین ھوگا عقیدہ عبدیت کے بدلے وفاداري کا عقیدہ پیدا ھوتا ھی اور بادشاہ کے برگزیدہ خدا ھونیکا عقیدہ بھي دلوں میں نہیں رھتا ورنہ انگلستان والے چارلس اول کو قتل نہ کرتے اور نہ جیمس دوم کو تخت سے اوتارتے بلکہ برگزیدہ خدا ھونے کے بدلے یہہ عقیدہ ھوجاتا ھی کہ بادشاھوں کو تخت نشین ھونیکا صرف اُتنا ھي حق ھی جتنا رعایا دے یعني بادشاہ کرتا یا نکرنا خدا کي طرف سے نہیں ھی بلکہ رعایا کي طرف سے ھی اور عقیدہ سلطنت میں جب مذکورہ بالا ترمیمیں ھوتي ھیں تب یہہ ترمیم بھي ھوتي ھی کہ رعایا بادشاہ کے صرف اُنھیں قوانین کي پابند ھی جسکے بنانے کي اجازت رعایا نے بادشاہ کو دي ھی گو قولا فرمانبري کا اعتراف زبانوں پر رہ جاتا ھی اور رفتہ رفتہ عقیدہ سلطنت میں ایسا تغیر ھوجاتا ھی کہ قدیم زمانہ کے عقیدے اور حال کے عقیدے میں وھي فرق ھوجاتا ھی جو مثبت اور منفي میں ھی یا قلعي اور تیزاب میں *

علم سیاست میں سے سلطنت کے پاویہ عقیدے کو چھوڑ دینے کا صرف یہي اثر نہیں ھوا کہ خود مختار بادشاہ کے ھاتھہ سے عنان حکومت چھین کر ھمنے ایسے گروہ کے ھاتھہ میں دیدي جو قوم کا وکیل ھی بلکہ حکومت کي نسبت جتني قدیم رائیں تھیں وہ یک لخت بدل گئیں کہاں تو یہہ راے تھي کہ سلطنت کے اختیار غیر محدود ھوتے ھیں رعایا کي جان و مال کي نسبت جو اُنکے جي میں آوے کرسکتے ھیں کہاں اب یہہ راے کہ جتنا اختیار جان و مال کي نسبت رعایا سلطنت کو سونپ دے اُسکے سوا ذرہ بھي اختیار نہیں یا تو یہہ راے تھي کہ رعایا اور قوم کي فردیں سلطنت کے آرام اور فائدہ کے لیئے ھیں یا اب یہہ راے ھی کہ سلطنت رعایا اور قوم کي فردوں کے واسطے ھی کسي زمانہ میں رعایا کي مرضي بادشاہ کي مرضي کے تابع تھي اب بادشاہ کي مرضي رعایاکي مرضي کے پیرو ھی گو انگلینڈ میں کوئي ایسا صریح قانون موجود نہیں ھی کہ سلطنت کو کسي رعیت کي جان لینے کا اختیار نہیں تاھم اگر کسي وقت میں سلطنت ایسا ارادہ کرے تو بجاے اس کے کہ اُس فرد کي جان جاوے خود سلطنت پر زوال آویگا اگر کسي وقت پارلیمنٹ چاھے کہ کسي شخص یا فرقے کي خدمتوں کو سرکاري کاموں میں زبردستي بلا اُجرت لگاوے یا کسي کے مال پر بیوجھہ قبضہ کرلے تو ھزارھا زبانیں پکارنے لگیں کہ پارلیمنٹ کو یہہ اختیار نہیں ھی اور اُسکي کیا مجال ھی جو ایسا قصد کرتي ھی انگلینڈ والوں نے اپنا جان و مال ھي فقط سلطنت کے قبضہ سے نہیں چھوڑالیا بلکہ اور بہت سي جزئیات میں وہ سلطنت کي حد اختیار سے باھر ھیں عمریں گزریں کہ وہ قوانین جو لباس اور طرز معاشرت کے قاعدے بناتے تھے تقویم پارینہ ھوگئے اور بادشاہ یا پارلیمنٹ اُن قانونوں کو تازہ کرنا چاھے تو چاروں طرف سے غل ھوگا کہ ان باتوں سے بادشاہ کو کیا واسطہ یہہ چیزیں تو قانون کي حد سے باھر ھیں *

(باقي آیندہ)

کرامت حسین

کلیکٹہ انسٹیٹیوٹ پریس میں باھتمام محمد ممتاز الدین چھپا اور مشتہر ھوا